نیویارک میں صبح کے پانچ بجے جہاں سب ہی میٹھی نیند کے مزے لے رہے تھے۔ وہی ایک شخص ٹریکنگ شورٹ ٹراؤزر، اور باریک سی شرٹ میں مارننگ واک تیز رفتار سے دوڑ رہا تھا۔

چھ فٹ قد، سفید کسرتی جسم، بلیو گہری وحشت سے بھرپور خوفناک آنکھیں، کھڑی مغرور ناک، کالے سیاہ بال پیشانی اور گردن پہ بکھرے ہوئے تھے۔ پیشانی پہ لکیریں کسی گہری سوچ کا پتہ دے رہی تھی۔

جسم پہ باریک شرٹ کی وجہ سے سینے پہ دل کے مقام کے نیچے ایگل) چیل (نما ٹیٹو بلکل واضح ہو رہا تھا۔ جو کے اسے اور خوفناک بنا رہا تھا۔

پسینہ سے پورا جسم شرابور تھا۔ لیکن اسے کوئی پرواہ نہیں تھی۔ کتنا ہی وقت گزر گیا۔

لیکن اسکی سوچ کا تسلسل نہ بدلہ۔ ٹھیک پندرہ منٹ بعد وہ تھوڑی دیر کے لئے روکا۔

اسکے پیچھے جو ملازم کب سے اپنے مالک کے روکنے کی دوا لررہے تھے۔ اللہ کہ شکر کیا اور فوراً حرکت میں آئے تھے۔ ایک کے ہاتھ میں تولیہ تھا۔

جبکہ دوسرے کے ہاتھ میں پاین اپیل جوس۔

ٹاول سے پسینہ صاف کیا اور جوس لے کے اسے گھونٹ گھونٹ پینے لگا۔ اور اسکے بعد پھر سے پنی اسی سپیڈ سے دوڑنا سٹارٹ کر دیا۔ لیکن اب رخ گھر کی طرف تھا۔

جہاں ایک شاندار محل اپنی شان سے کھڑا تھا۔ جسکے نیم پلیٹ پے دورانی پیلس لکھا تھا اور ساتھ میں ہی ایک جنگلی ایگل)باز (بنا ہوا تھا کوئی دیکھتا تو دیکھتا ہی رہ جاتا۔ اسکی آنکھوں سے ہی وحشت جھلک رہی تھی۔

بڑا سا بیرونی گیٹ تھا جہاں پے گارڈز پہرا دے رہے تھے ساتھ ہی بڑا سا پارکنگ ایریا تھا جہاں اسکی لینڈ کروزر کی ایک سے بڑھ کر ایک شاہکار موجود تھی جو اپنی مثال آپ تھیں دیکھنے والے دیکھتے تو رشک ہی کرتے رہ جاتے۔

اسکے سائیڈ پے ہی ایک وصعی و عریض گارڈن موجود تھا۔ جس میں ہر قسم کے پھول موجود تھے خاص کر بلیک روز۔

املی اور آم کے درخت جو کے کسی خاص کے لئے تھے یہ پورا گارڈن ہی کسی کی پسند کے مطابق ڈیزاین کیا گیا تھا۔

اور گارڈن میں ایک عدد بڑا اور شاندار جھولا تھا جسکی سائیڈوں کو چمبیلی اور للی کے پھولوں سے پوری طرح سجایا ہوا تھا۔

مالی ہر وقت ییں پودوں کی دیکھ بھال اور کانٹ جھانٹ میں۔ مصروف نظر اتے۔ اگر کبھی بھی کسی چیز کی ضرورت ہوتی یہ کوئی بھی ایسی چیز جو چاہے کتنی ہی مہنگی کیوں نا ہو فوراسے آویل کی جاتی ان چیزوں پے تو پیسہ وہ پانی کی طرح بہاتا تھا۔ آخر یہ سب اسکی جان کی پسند کی چیزیں تھیں۔

گھر کیا تھا مانو محل ہی تھا وہ جیسے ہی گھر میں انٹر ہوا تو شیشے کا فرش جسکے نیچے رنگ برنگی مچھلیاں غرض پانی کے اندر کا حسین منظر پیش کر رہیں تھیں۔

اس شاہانہ سفید محل میں اس کے قدموں کی دھمک ہر در و دیوار سن رہا تھا.

ایک راہداری سے گزرتے ہوئے اس نے خود کو ایک نظر دیوار میں لگے آئینے میں دیکھا،اور آگے بڑھ گیا.

اس محل میں کسی چیز کی کوئی کمی نہ تھی. . . . . .

سفید رنگ کا یہ محل درانی پیلس کے نام سے مشہور تھا . . . .

سیڑیاں عبور کرتے راہ داری میں ہی اس مغرور سے شہزادے کا کمرہ تھا . . . . .

وہ مغرور چال چلتا اپنے کمرے میں داخل ہوا . کمرے میں داخل ہوتے ہی اندھیرے نے اسکا استقبال کیا۔

کمرہ کیا تھا؟

کسی شہزادے کی خواب گاہ جیسا !

فرش پہ بچھا نرم ملائم قالین، جس پر قدم رکھتے ہی پاؤں اندر دھنس جاتے !

۔اوف وائٹ رنگ میں نہایا یہ کمرہ درانی پیلس کا گویا دل تھا !

جہاں خود ایک ضدی، جنونی قلب بستا تھا .... !

ہر چیز اوف وائٹ اور سکن کلر کے امتزاج میں ڈوبی ہوئی، اس کمرے کے مالک کے اعلی ذوق کا پتا دیتی تھی

۔

جہازی سائز کے پلنگ کے اوپر، عین وسط میں اس مغرور سے شہزادے کی شاہانہ سی تصویر تھی، جو کسی کو بھی لمحے بھر کے لیے مبہوت کر سکتی تھی۔

کشادہ کھڑکیاں، کمرے سے ملحقہ بالکونی !!!!۔

یہ اس مغرور شہزادے کے کمرے کا منظر تھا.

وہ شہزادوں کی آن بان والا شہزادہ مغرور چال چلتا ڈریسنگ کے پاس آیا اور سیکرٹ بٹن پریس کرتے ہی سامنے آل اے ڈی وال روشن ہو گئی۔

اسکی نظر سامنے لگی بڑی سی آل اے ڈی وال پہ پڑی۔ اسے دیکھتے ہی ایک سکون کی لہر اسکے جسم میں سرایت کرنے لگی۔

مانو تصویر میں حجاب میں موجود گرین آنکھیں اسے ہی دیکھ رہی ہوں۔ کتنی ہی دیر وہ تصویر دیکھتا رہا۔ اس وقت اسکی آنکھوں میں ایک الگ ہی چمک تھی۔

نیلی آنکھیں روشن تھی۔ اور زندگی سے بھرپور مسکراہٹ رقص تھی۔

اسکے وجیہیہ چہرے پے. اگر اس وقت کوئی اسے یوں مسکراتے ہوئے دیکھ لیتا تو یقیناً غش کھا کہ بے ہوش ہو جاتا۔

کیوں کہ وہ مغرور انسان کسی کے سامنے مسکرانا تو دور کی بات کبھی سیدھے منہ بات تک کرنا گوارانہ کرتا۔ اسے کہا گوآرا تھا۔

کہ کوئی اسکے سامنے اف بھی کرے۔ وہ کوئی عام انسان تو نہیں تھا۔ نیویارک کے نمبرون بزنس مینز میں سے ایک۔

درانی انڈسٹریز کا مالک، اپنی زندگی کے پندرہ سال لگادیے اسنے یہاں تک پہنچنے میں۔

اسکا ایک ہی مقصد تھا درانی انڈسٹریز کو بلندیوں تک پہنچانا۔ اور وہ کامیاب بھی رہا تھا۔

اور اب جانا تھا اسے پاکستان واپس ایک ادھورا کام پورا کرنے۔

اب دیکھنا تھا۔ وہ اس کام میں کامیاب ہوتا ہے یا نہیں؟

وہ دونوں بھاگ رہے تھے کافی دیر سے خوف انکے چہرے پے واضح دیکھ رہا تھا

انہیں بس نکلنا تھا یہاں سے اور وہ بارہ سالہ لڑکا تیز رفتار سے بھاگ رہا تھا۔

اپنی چار سال کی ڈول کو لیکر۔

اسکا ہاتھ مظبوطی سے تھام رکھا تھا۔ مانو کوئی چھین نہ لے اس سے اسکی ڈول کو۔

رات کے اس پہر جب سب سو رہے تھے۔ وہ جنگل میں بس بھاگی جا رہے تھے۔

انکے پیچھے آدمی لگے ہویے تھے۔ جنگل میں عجیب وحشت پھیلی ہوئی تھی۔ جنگلی جانوروں کی آوازوں سے ماحول اور وحشت ناک ہو گیا تھا.

ایسے میں بس دونوں کے بھاگنے کی وجہ سے پتوں میں ارتعاش پیدا ہو رہا تھا۔

اور وہ دونوں مسلسل بھاگ رہے تھے۔ وہ گڑیا بھی اسکے ساتھ کھینچتی چلی جا رہی تھی۔

آچانک ٹھوکر لگنے سے وہ دونوں گرے اور جنگل کی خاموش فضا میں انکی چیخے بلند ہوئی۔ "

نہیں۔ ی۔ ی۔ ی۔ ی۔ ی۔ ی، ی، ی، ی، "۔

ایک چیخ کے ساتھ اسکی آنکھ کھلی تھی۔ پورا جسم پسینہ میں نہایا ہوا تھا۔

سانسیں تیز تیز چال رہی تھیں۔ پورا جسم خوف سے کانپ رہا تھا۔

پچھلے پندرہ سال سے وہ یہ خواب دیکھ رہی تھی۔ اور آج تک یہ سمجھ نہیں آیا تھا۔

کہ اس خوآب میں آخر وہ دونوں کون تھے؟

کیا یہ محض ایک خواب ہے یا حقیقت؟؟

بہت سوال تھے جن کے جواب اسکے پاس نہیں تھے۔ اور نہ ہی اسے کچھ یاد تھا۔

کافی دیر بعد جب وہ کچھ سمجھنے کے قابل ہوئی تو نظر سامنے وال کلاک پہ پڑی۔ اور نظر پڑتے ہی وہ تیر کی تیزی سے بیڈ سے اتری اور واشروم کا رخ کیا۔

وضو کر کے فوراً سے باہر آئی۔ گلابی رنگت، معصوم سی صورت، سبز آنکھیں، گھنی پلکیں، گلابی ہونٹ، بھرے بھرے گلابی گال، براؤن کمر سے نیچے تک اتے بال، صراحی دار گردن اور گردن میں ایک چین تھی۔

جو بچپن سے اسکے پاس تھی۔ اور اسے بہت عزیز بھی تھی۔

سفید دوپٹہ کو حجاب کی طرح اوڑھا ہوا تھا۔ اور نماز کی نیت باندھی تھی۔

وہ واقعی آسمان سے اتری کوئی حور لگ رہی تھی۔ نماز کے بعد لمبی دعا مانگتی تھی۔ اور آپنے گھر کی خوشیاں۔

بیشک وہ ذات پاک ہے اور کوئی بھی خالی ہاتھ نہیں جاتا۔

ہم کوئی دعا مانگتے ہیں تو سوچتے ہے جلدی سے پوری ہو جائے یہ جانے بغیر کے وہ ہمارے حق میں بہتر ہے بھی یا نہیں۔

لیکن وہ ذات تو بر حق ہے وہ ہمیں وہ دیتا جو ہمارے حق میں بہتر ہے۔ بے شک ساری تعاریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔

جائے نماز کو تہہ کر کے اسکی جگہ پہ رکھا۔ اور آب اسکا رخ مسکان کے روم کی طرف تھا۔

ایسا تو ہو نہیں سکتا کہ مسکان میڈم خود سے اٹھ جائے۔ "

ارے بیا میری گڑیا اٹھ گئی "۔

آمنہ بیگم جو نماز کے بعد آب شجاعت صاحب کے لئے چائے بنانے جا رہی تھیں۔ اپنی پیاری بیٹی کو دیکھ کے رک گئیں۔ "

جی امی مسکان کو جگانے جا رہی ہوں۔ آب آپ کو تو پتہ ہی ہے وہ نیند کی کتنی پکّی ہے۔ ایسا تو ہو نہیں سکتا کے وہ خود اٹھ جائے۔ "۔

"ایک تو یہ لڑکی کبھی نہیں سدھر سکتی اتنی بار کہا ہے جلدی سو جایا کرو۔ پھر صبح اٹھنا بھی ہوتا ہے۔ لیکن مجال ہے جو مشی سن لے "۔ آمنہ بیگم کی بات سن کے بیا کے چہرے پے مسکراہٹ آ گئی۔

"امی بچی ہی ابھی ہو جایئگی عادت آپ پریشان نہ ہوں "۔
"تم نے اور تمہارے بابا نے بگاڑ کے رکھا ہوا ہے پتہ نہیں کیا ہو گا اس لڑکی کا "۔ کہتے ہوے آمنہ بیگم نے کچن کا رخ کیا۔

بیا جیسے ہی کمرے میں داخل ہوئی تو دیکھا مشی میڈم خواب خرگوش کے مزے لے رہی ہیں

اور کمرے کی ہر چیز بکھری پڑی تھی۔

بے بی پنک کلر کے امتزاج سے یہ کمرہ کسی چھوٹی بچی کا روم معلوم ہوتا تھا۔ مشی کی سبے بی پنک کلر کے امتزاج سے یہ کمرہ کسی چھوٹی بچی کا کمرہ معلوم ہوتا تھا۔

مشی کی سوچ ہی نرالی تھی جب پنک کلر لڑکیوں کے لئے ہے تو۔ پھر بس ہر چیز پنک لیپ ٹاپ , سلیپرز۔ یہاں تک کے واشروم کا کلر بھی پنک۔

" افففف ف۔ف۔ف۔ف۔ف۔۔۔۔۔۔،

مشی اٹھ بھی جاؤ " !۔

بیا جو کے مشی کو اٹھانے کی کوشش کر رہی تھی آخر میں۔ تنگ آ کر بولی۔

لیکن مجال ہے مشی میڈم ہلی بھی ہو۔ "مشی اٹھ جاؤ ماما آ گئی "۔

اور یہ۔ سننے کی دیر تھی مشی میڈم جو جان کے اپنی آپی کو تنگ کر رہی تھی چھلانگ لگا کے بیڈ سے نیچے اتری۔ اور دروازے پے امی کو دیکھنے لگی جو وہاں نہیں تھی۔

اور آب رخ بے اختیار آپی کی طرف تھا، جسکے چہرے پے شریر مسکراہٹ تھی۔

اور اپنے الو بننے پے خفگی کی وجہ سے پھولا چہرہ لیکر واشروم کی طرف بڑھی۔ تو بیا کی آواز اسکے کانوں میں پڑی۔

"

میری جان صبح صبح مجھے الو بنانے کی تیاری تھی، جبکے جانتی بھی ہو آپی تمہاری رگ رگ سے واقف ہے "۔

یہ سننے کی دیر تھی کے مشی کے چہرے پے سمائل آگئی تھی۔ اور جلدی سے بیا کے گلے لگ گئی۔ "

آپ کتنے اچھے سے جانتی ہے نہ اپنی مشی کو "۔ اور بیا کو کچھ بھی سوچنے کا موقعہ دئے بغیر اسکے دونوں گال چٹاچٹ چوم لئے اور آب اپنی آپی کا چہرہ دیکھ رہی تھی، جو کے پورا گلابی ہو گیا تھا۔

وہ ایسی ہی تھی فوراََ سے شرما جاتی۔ اور آب بھی یہی ہوا تھا۔ جبکہ مشی فوراواشروم بھاگ گی تھی۔

ابھی نماز بھی پڑھنی تھی۔ جب کہ آمنہ بیگم کی آواز صاف آ رہی تھی۔ وہ نیچے بُلا رہی تھی دونوں کو۔ وہ بھی واقف تھی۔

کہ ضرور مشی آب بیا کو تنگ کر رہی ہوگی۔ وہ ایسی ہی تھی شرارتی اور چُلبلی سی۔

پورے آفندی ولہ میں رونق لگ جاتی تھی جب مشی اور غازی) گوزائل (ساتھ ہوتے دونوں کا دن ہی نہ گزرتا جب تک کوئی کارستانی نہ انجام دے لے۔

اسکے بعد انکی معصوم شکلیں دیکھنے والی ہوتیں۔ جیسے ان سے معصوم تو کوئی ہیے ہی نہیں۔

ڈائننگ ہال میں سر براہی کرسی پہ شجاعت آفندی اخبار پڑھنے میں مصروف تھے۔

جبکہ انکے ساتھ والی چیئر پے انکی شریک حیات آمنہ بیگم موجود تھیں۔

اور آب انتظار تھا تو اپنے بچوں کا۔ اسی اثنا میں بیا ڈائننگ ہال میں داخل ہوئی۔

" السلام علیکم بابا جانی، ماما جانی "۔ مسکراہٹ کے ساتھ دونوں کو سلام کرتے ہوئے اپنی نشست پر بیٹھ گئی۔ "
وعلیکم السلام "!،

دونوں افراد نے خوشی سے جواب دیا۔

ایک وہی تو تھی انکی معصوم اور بھولی بیٹی۔

جسے باقی تو بعد کی بات وہ دونوں بہن بھائی ہی نہیں چھوڑتے تھے اپنی آپی کو۔

وجہ اسکی معصومیت تھی۔ جو انکی باتوں میں آجاتی تھی۔

اسی اثنا میں وہ دونوں بھی ڈائننگ ہال میں داخل ہوئے "السلام علیکم ماما، بابا " !۔،

اور فوراسے اپنی جگہیں سنبھال لی اور خاموشی سے ناشتہ کرنے لگے۔

سب ملازم فوراسے حرکت میں آیے تھے اور خشگوار ماحول میں ناشتہ کیا گیا۔

ناشتہ کے بعد غازی اور مسکان یونیورسٹی روانہ ہو گے

جبکے بیا گھر پے ہی تھی کیوں کہ وہ کچھ دنوں کے لئے ہر آئی تھی۔ وہ میڈیکل کے تھرڈ ایئیر میں تھی اور اب گھر آئی ہوئی تھی۔

وہ وہاں ہوسٹل میں رہائش پذیر تھی۔ لیکن اسکے بابا جانی نے اسے ایک فلیٹ بھی دیا ہوا تھا۔ جب بھی مشی اور غازی ملنے جاتے وہ تینوں وہاں پے بیا کے ساتھ سٹے کرتے۔

یہ تھا آفندی ولہ جسے جنّت بنانے میں بڑا ہاتھ آمنہ بیگم کی خوش مزاجی اور صبر کا تھا۔

وہ ایک فرمابردار شریک حیات ثابت ہوئی تھیں۔ شادی کے دو سال بعد بیا آئی تھی۔ انکی زندگی میں۔ اسکے بعد گوزائل اور مسکان نے انکی زندگی مکمل کر دی تھی۔

انہوں نے پوری توجہ انکی پرورش پے لگادی خاص کر اسلام کے ہر پہلو سے آگاہی دینے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔

وہ جتنا اللہ کا شکر ادا کرتی کم تھا۔ کہ اسنے انھیں نیک اور صالح اولاد عطا کی۔

جاری ہے_

Surprise surprise surprise 😍😍😍🙈🙈🙈

Don't copy paste without my permission📷📷

ناول#مریض_ء_عشق

از#سندس_پری

قسط_2

مشی اور غازی یونی پہنچتے ہی اپنے اپنے ڈپارٹمنٹ میں چلے گئے۔

لیکن جانے سے پہلے غازی وارن کرنا نہیں بھولا تھا ":

اگر ٹائم پے مجھے یونی کے گیٹ پے نہ ملی نہ خود آنا گھر ۔ "

اور مشی بھی کہاں کم تھی فورا سے منہ بنا کر نقل اتاری اور زبان دیکھا کر فورا بھاگ گئی

اور پیچھے غازی بیچارہ لب بھینچ کے رہ گیا۔

یہ بات تو تہہ تھی کے بدلہ تو لینا تھا۔ شیطانی دماغ میں ایک خیال کوندا تھا اور آنکھوں میں پراسرار چمک تھی.

اور اگلا لائحہ عمل سوچتے ہوئے ڈپارٹمنٹ کی طرف بڑھا۔

"مشی کہاں تھی یار! سر جنید کی کلاس سٹارٹ ہو گئی

ہے.

آج پھر تیری وجہ سے ڈانٹ پڑے گی!" مشی کے آتی ہی شازیہ اس پہ چڑ دوڑی۔ کیوں کے وہ بھی ایک نمبر کی ڈرپوک تھی۔

اور آج مشی کی وجہ سے یقیناً ڈانٹ پڑنی تھی۔

مشی کے چہرے پے اطمینان دیکھ کے اسے اور غصہ آرہا تھا۔ آب ضرور مشی نے کیوں کچھ کرنا تھا۔

کیوں کے اسکا ذہن مسلسل کسی سوچ میں تھا۔

اور پھر وہی ہوا مشی کی آنکھوں کی چمک دیکھ کے شازیہ سمجھ گئی۔ کے مشی نے اپنے دماغ کے گھوڑے دوڑا لئے ہیں۔

شازیہ نے افسوس کی نظر سے مشی کو دیکھا اور مشی نے اسی ٹائم ایک آنکھ دبائی تھی۔

وہ دونوں نے اس وقت حجاب سٹایل سکارف میں موجود تھیں۔

”چل مشی کلاس میں جلدی تو مروآے گی ایک دن“۔

”اوہو تو کیوں ٹینشن لے رہی ہے میں ہوں نہ۔بس بیچاری سی شکل بنا“

”السلام علیکم سر !میں آئی کم ان سر ؟“۔

سر جنید جو کے لیکچر دینے میں بزی تھے۔ان دونوں کی آواز پے انکی طرف متوجہ ہوے۔

”نو۔۔۔یو آرر نوٹ ! آپ بتانا پسند کرے گی کہ آپ دونوں لیٹ کیوں آئیں ہیں“۔

”جنید سر تو فل غصے میں لگ رہے ہیں آج تو گئے مشی ہم “ ،

شازیہ نے مشی کے کان میں سرگوشی کی تھی۔

مشی نے ایک بھرپور غصے کی نظر اس پے ڈالی اور دنیا جہاں کی معصومیت آپنے چہرے پے سجا کے سر کی طرف متوجہ ہوئی۔

"سر آپ سہی کہ رہے ہیں لیکن آپ ہی کہتے ہیں نہ ہمیشہ دوسروں کے کام آنا چاہیے انکی مدد کرنی چاہیے

تو ہم بھی وہی کر رہے تھے۔ نیو کمرز کو انکی کلاس تک چھوڑنے گئے تھے ہم دونوں !

وہ بیچاری کب سے اتنی سردی میں باہر کھڑی ہیلپ مانگ رہی تھی لیکن سبکو اپنی ہی پڑی تھی۔ تو ہم تو بس اسے اسکی کلاس تک چھوڑنے گے تھے۔ لیکن اگر آپ کی نظر میں ہم غلط ہیں تو ہمیں سزا دیدیں آپ"۔

اتنی معصومیت سے یہ ڈرامہ کیا کے سر جنید کیا کوئی بھی ہوتا تو مشی کی بات پے ایمان لے آتا۔

اور سر جنید وہ تو خوش ہی ہو گئے":

آئی ایم پراوڈ اوف یو۔ گو اینڈ ٹیک یور سیٹ "۔

مشی نے شازیہ کو دیکھ کے آنکھ دبائی اور جا کے سیٹ پے بیٹھ گئی۔"

میں نے کہا تھا نہ جب مشی ہے تو پھر کیا ٹینشن ہے "!۔

جیسے ہی پیریڈ اوف ہوا مشی کی تو جان میں جان آئی۔ چل شازی مجھے بہت بھوک لگی ہے۔

اور آب دونوں کہ رخ کنٹین کی طرف تھا۔ دونوں باتیں کرتے ہویے جا رہیں تھیں

جب اچانک سے مشی کا زوردار تصادم ہوا اور وہ مقابل کے چوڑے سینے سے ٹکرائی ایسا محسوس ہوا جیسے کسی چٹان سے ٹکرا گئی ہو اس سے پہلے کہ وہ زمین بوس ہوتی۔ مقابل نے اسے گرنے سے بچا لیا۔

اسے تو بچا لیا لیکن اپنے دل کو نہ بچا پایا جو کے پہلی ہی نظر میں اس حسینہ نے چرا لیا تھا۔ اور وہ مبہوت سا اسے تکے گیا۔ اتنا مکمل حسن۔

مشی جس نے خوف سے سے آنکھیں بند کر لی تھی اپنے آپکو کسی کی مضبوط گرفت میں محسوس کر کے پٹ سے اپنی آنکھیں کھولی۔

اور چڑ دوڑی مقابل پہ۔ ”آپ کو دکھائی نہیں دے رہا اتنی بڑی بڑی آنکھیں کیا ادھار دے کے آئے ہیں“۔

”مشی چپ کر اور چل یہاں سے!“۔

”ارے اسے کیسے پہلے یہ مجھے سوری کرے گا ورنہ میں چھوڑوگی نہیں اسے۔ یہ سب انکی ٹرکس ہوتی ہیں جہاں لڑکی دیکھی نہیں کے ہو گے شروع“۔

اور وہ جو کب سے اسکی نشیلی آنکھوں میں کھویا ہوا تھا۔ ایکدم سے اسے چھوڑا اور مشی زمین بوس ہوئی.

شازی نے فوراسے اسے اٹھایا۔

” تم تمہاری اتنی ہمت پہلے مجھ سے جان بوجھ کے ٹکرائے اور آب تم نے مجھے نیچے گرایا۔ تم سمجھتے کیا ہو خود ہو۔“۔

” ہینڈسم۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ “۔ مقابل نے بھی جلانا ضروری سمجھا تھا۔

"تم۔۔۔۔ تمنے اپنی شکل دیکھی ہے بندر لگ رہے ہو وہ بھی بیرڈ والے "۔ مشی نے اسکی وجہیہ چہرے پے سجی داڑھی پے چوٹ کی۔

جو کے اچھی تو اسے بھی بہت لگی لیکن بدلہ بھی تو لینا تھا نہ۔ اور مقابل کا منہ تو دیکھنے لائق تھا۔

آگ ہی تو لگ گئی تھی اسے۔ کہا برداشت تھی اپنی اتنی پیاری بیئرڈ کی توہین۔ وہ تو آگ بگولہ ہو گیا تھا۔

اب تو وہ بھی سینہ تان کے میدان میں اتر آیا تھا۔ "پہلے تو مجھے لگا تم پاگل ہو لیکن آب پتہ لگا تمہاری چوائس بھی خراب ہے تمہارے دماغ کی طرح۔

تبھی تو تمہیں چھلے ہوئے مرغے اچھے لگتے ہیں ۔

ہمممم نوٹ بیڈ چوائس مممم"۔

طنزیہ کہہ کے اگے بڑھ گیا۔ اور مشی کا۔ دماغ تو بس پاگل۔ والی بات پے ہی اٹک گیا تھا۔

اور وہ یہ جا وہ جا ہو گیا تھا۔ جب تک مشی تو اب تک حیران تھی کوئی اسے پاگل کہہ کے گیا ہے وہ بھی مشی کو ۔غصہ سے اسکا دماغ خراب ہو گیا تھا۔

اور جب مشی کا دماغ خراب ہوتا تو میڈم کو بھوک لگتی۔ اور پچھلے آدھے گھنٹے سے بس کھائے جا رہی تھی۔ "

مشی یار بس کر سب ہمیں ہی دیکھ رہے ہیں۔ تو اور کتنا کھائے گی۔ 3 برگر دو پیپسی 4 پلیٹ فرنچ فرآئز کھا چکی ہے"۔

"شازی وہ مجھے پاگل کہہ کے گیا ہے کیا میں پاگل ہوں؟"۔

اتنا معصوم فیس بنا کے کہا کے شازی بھی ہنس پڑی۔ "

تو ہنس رہی ہے۔ جا میں اب تجھ سے بھی بات نہیں کروگی"۔

" اچھا اچھا سوری۔۔۔۔ لیکن تو غصہ میں اور بھی کیوٹ لگتی ہے "۔اور مشی مسکرا دیتی ہے۔

"چل اب نیکسٹ کلاس سٹارٹ ہونے والی ہے"۔

"ہاں چل۔۔۔۔ لیکن میں اسے چھوڑوگی نہیں اگر وہ مجھے دوبارہ ملا تو " ! ،

یہ بات کوئی دس مرتبہ مشی خود کو ذہن نشین کروا چکی تھی۔
📷 کلاس اوف ہوتے ہی مشی اور شازی باتیں کرتی ہوئی یونی کے گیٹ تک آئ

۔"اور یہ کیا غازی بھائی کہاں ہیں واچ مین انکل؟"۔"

بیٹیا وہ تو کہہ رہے تھے آپ اپنی دوست کے ساتھ جاؤ گی "۔

"غازی بھائی آپکو تو میں چھوڑوگی نہیں"۔

"چل مشی میں تجھے چھوڑ دیتی ہوں"۔

اور مشی میڈم تو غازی سے بدلہ لینے کے بارے سوچ رہی تھی

اور اس وقت اسکا دماغ سو نہیں دو سو کی سپیڈ سے کام کر رہا تھا۔اور اسکی انکھوں میں ایک چمک آئی تھی۔

جاری ہے۔

Yeh ly gi surprise episode 🙈😍😍 ab respons b acha ana chaye warna mainy b phir week mai 2 ya 3 episodes deni hain 😏 or mujy pta hi ap acha respons dy gy 🙈🙈🙈😍😍😍

1st episode 👇👇👇👇👇👇👇

https://www.facebook.com/groups/NovelBank/permalink/1197703330566252/

Surprise Surprise 🙈🙈😍😍😍

Don't copy paste without my permission💣💣

ناول#مریض_ء_عشق

از#سندس_پری

قسط_3

"سر آج آپ کی دو بجے اے—کے جویلرز کے ساتھ میٹنگ ہے اسکے بعد آپ نے جو سائٹ دیکھنے کہا تھا وہاں جانا ہے آپ نے۔اور نیو ڈیزائنز بھی آگئے ہیں۔وہ آپ کی ٹیبل پے رکھ دئے ہیں آپ وہ بھی چیک کر لے—"

جیسے ہی وہ آپنے آفس میں انٹر ہوا اسکی سیکٹری نے پورے دن کا شیڈیول اسکو ریمنڈ کروایا تھا۔

انٹر کام بجا تھا۔اور اسکی نظر گئی تھی وہاں:"او کے مس تاشہ آپ جا سکتی ہیں—"

''اوکے سر! ہیو آ گڈ ڈے ''!۔

پروفیشنلی جواب دے کے وہ کیبن سے باہر چلی گئی تھی۔

اور وہ انٹر کام کی طرف متوجہ ہوا تھا۔ ''یس؟''، وہی مغرورانہ لہجہ۔

''سر آپ سے ملنے کوئی شمس الدین آۓ ہیں''۔شدید غصہ کی لہر دوڑی تھی پورے جسم میں۔

اور جب بولا تھا تو لہجے میں چٹانوں سی سختی تھی۔
''مسٹر باقر کیا انہوں نے اپوئنمنٹ لی ہے؟''۔

''نن نن نو سر۔۔۔۔۔''۔

''تو پھر مجھے کیوں انفارم کر رہے ہیں آپ۔ اگر کسی کو ملنا ہے تو پہلے اپوئنمنٹ لے۔

اور ہاں اگلے دس دن تک میرا شیڈیول بزی رہے گا۔

گوٹ دیٹ۔.....

اگر کوئی آپوئنٹمنٹ ہے بھی تو اسکے بعد ہو گی۔اور دوبارہ مجھے یہ بات بتانی نہ پڑے“۔

اور کھٹاک فون بند کیا تھا۔آنکھوں میں پھر سے سرد جنگ شروع ہو گئی تھی۔

اور وہ بڑے انہماک سے دوبارہ لیپ ٹاپ پہ جھک گیا۔

اور اب کسی میں بھی اتنی ہمت نہیں تھی کے وہ اس بھپرے شیر کے سامنے جانے کی گستاخی کرے۔

مشی گھر آتے ہی سیدھا غازی کے روم میں گئی۔اب بدلہ بھی تو لینا تھا نہ۔

مشی اور چھوڑدے کسی کو ایسا ہو نہیں سکتا۔ خود ہی اپنی سوچ پے مسکر آئی

اور   جلدی سے اپنا کام کرنے لگی۔ آخر جو کارنامہ سوچا تھا وہ بھی تو سرانجام دینا تھا۔

اور ٹھیک بیس منٹ بعد وہ خاموشی سے اپنا کام سرانجام دے کر اپنے روم میں اکے لیٹ گئی۔

اور غازی کے ری آیکشن کا سوچ سوچ کے مسکرانے لگی۔

" غازی بھائی آپ بھی نہ جب آپکو پتہ ہی آپ مشی کو تنگ کرے گے تو وہ بھی تو بدلہ لے گی نہ۔

اور مشی کا بدلہ تو پھر مشی کا بدلہ ہوتا ہے،

چلو جب تک بھائی نی اتے تھوڑا ریسٹ کر لیتی ہوں۔

پھر ڈرامہ مس بھی تو نی کرنا نہ" 😜

"پلیز میرے ساتھ یہ سب مت کرو تمہے اللہ کا واسطہ ہے۔ مجھے چھوڑ دو"۔"

"ایسے کیسے چھوڑ دوں۔ جان من۔ تمارا تو سودا پکّا ہو گیا ہے پچاس لاکھ دے رہا ہے وہ پاگل تمہارے لئے۔

ہم بھی تو دیکھے ایسا کیا ہے تم میں، تو کیوں نہ پہلے خود ہی ٹیسٹ کر لیں"۔ خباثت سے کہتے ہوئے اسکے قریب جانے لگا۔

اس سے پہلے کے وہ اسے کچھ کہتا روم کا دروازہ کھولا اور اسکا آدمی اندر آیا۔

"شیخ بوس کا فون آیا ہے۔ آپ بات کر لو۔ ایمر جنسی ہے"۔

"چلو۔۔۔ یہ بوس کو بھی آرام نہیں ہے۔

اور تم خود کو تیار کر لو۔ زیادہ چوں چرا اں کی نہ تو ہڈی پسلی توڑ دوں گا۔"۔

جیسے ہی شیخ باہر گیا وہ نوکر فوراً اسکے پاس آیا۔
اور وہ ڈر کے دو قدم پیچھے ہوئی۔

خوف اسکے چہرے سے آیاں تھا۔"

بی بی ڈرو نہیں اور یہ چابی لو یہ اس کمرے کی چابی ہے، میں بوس کو بزی رکھوں گا۔ وسے بھی اب بوس باقی کم ختم کر ہی آپ کے پاس آ ہے گا تب تک آپ بھاگ جانا۔

یہ لوگ بیچ دے گے آپکو بہت ظالم ہیں یہ لوگ۔ اور بوس کی نیت وسے بھی آپ پے خر آب ہو گئی ہے

بھاگ جاؤ یہاں سے۔۔۔ بھاگ جاؤ۔۔۔
ـ

اگر بھاگ گئی تو ہاتھ مت لگنا انکے ورنہ چیڑ پھاڑ کے کھا جائے گے۔ اب میں چلتا ہوں۔"ـ

پر وہ وہی پے بیٹھ گئی۔ اور خاموشی سے آنسوں بہانے لگی۔

اپنے رب کے اگے سجدہ ریزہ ہو کے اپنی عزت کی حفاظت مانگنے لگی۔

کچھ دیر بعد جب رات گہری ہو گئی تو وہ آرام سے بغیر شور پیدا کیے دروازہ کھول کے اندھا دھند جنگل کی طرف بھاگ لگی۔

اسکے پاؤں میں نجانے کتنے ہی زخم آے لیکن اسے اس وقت صرف اپنی عزت بچانی تھی بغیر اپنے زخموں کی پرواہ کیے وہ بس بھاگے جا رہی تھی کے سامنے روڈ پے گاڑی نظر آئی۔

وہ فوراً سے اسکی طرف گئی مدد مانگنے کے لئے۔

یہ جانے بغیر کے وہ جس طرف مدد مانگنے جا رہی ہے وہاں سے اسے مدد تو کیا ہی ملے اگر وہ انکے ہاتھ لگ گی تو جو عزت بچا کر بھاگی ہے۔ اپنے مرنے کی دعا کرے گی۔

وہ تو آخری امید سمجھ کے گئی تھی اسکے پاس۔

لیکن اب اسکے ساتھ کیا ہونا تھا اس بات سے بلکل انجان تھی وہ،

جیسے ہی بھاگتے ہویے وہ گاڑی کے پاس گئی گاڑی کے ٹائر چر چرا ے تھے۔

اور وہ وہیں ہوش و خرد سے بیگانہ ہو گئی۔ آنے والے پلوں سے انجان۔

جاری ہے۔

1st episode 👇👇👇👇👇

https://www.facebook.com/groups/NovelBank/permalink/1197703330566252/

2nd episode 👇👇👇👇👇

ناول#مریض_ء_عشق

از#سندس_پری

#قسط_4

Surprise Surprise 😍😍😍🙈🙈🙈

Don't copy paste without my permission💣💣

غازی کو اپنے دوستوں کے ساتھ آج کافی دیر ہو گئی تھی رات آٹھ بجے واپسی ہوئی تھی اسکی۔

آتے ساتھ ہی پہلے وہ روم میں گیا، کپڑے لئے اور فریش ہونے واشروم چلا گیا۔

اور ٹھیک پانچ منٹ بعد اسکی چیخ برامد ہوئی۔

یخخ خ خ خ خ خ خ خ خ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کیوں کے مشی میڈم نے شیمپو کی جگہ انڈا ڈال دیا تھا بوتل میں۔

اور غازی صاحب وہی انڈا بڑے مزے سے سر میں لگا کے مساج کرنے لگے

اور جب عجیب سی سمل آئی تو اسی ہاتھ کو ناک کے قریب لے جا کے سونگھا.

تو پتہ لگا جناب شیمپو کی جگہ انڈے کا مساج کر رہے تھے۔

گندے سے منہ کے ذاویہ بناتے ہویے وہ چیختے ہویے باہر آیا۔

"مشیییییییی................"—

ابھی اتنا ہی کہا تھا کہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اسکے پیر جو کے باتھ سلپر میں تھے اگے بڑھنے سے انکاری تھے

وجہ سلپر میں لگی ایلفی تھی اور اب وہ اسی جگہ سٹک تھا۔

اور مشی جو کے روم کے باہر کان لگا کے کھڑی تھی فورا اندر آئی اور زور زور سے ہنسنے لگی۔

"بھائی آپ۔۔۔۔۔۔۔۔

آپ..........ہاہاہاہاہاہاہاہا۔۔۔۔۔"۔

ہنسی کی وجہ سے بولا بھی نہیں جا رہا تھا۔

"بھائی کتنے کیوٹ لگ رہے ہو۔ایک سیلفی تو بنتی نہ"۔

اور فوراسے اسکی تین سے چار پکچرز بنالی۔

"مشی کی بچی میں چھوڑو گا نہیں تمہیں"،دانت پیس کر غازی نے کہا۔

"بھائی آپ خود کو سلیپرز سے آزاد تو کروالو پھر مجھے پکڑیے گا"

۔زبان چڑاکے بھاگ گئی غازی کے روم سے۔

اور پیچھے غازی بیچارے نے کوسہ تھا۔خود کو کے کیوں نہیں پک کیا مشی کو۔

اگر کرلیتا تو اب اس طرح باتھروب میں یوں ایک جگہ کھڑا نہ ہوتا۔

خیر مشی کی کلاس وہ بعد میں لینے کا سوچ کر پہلے خود کو سلیپرز سے اور انڈے کی بدبو سے آزاد کروانے کے بارے میں سوچنے لگا۔

کیوں کہ انڈے کی سمل تو برداشت سے باہر تھی۔

"السلام علیکم۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سر!"

"وعلیکم السلام۔۔۔۔

آئیے اے سی پی رزم۔۔۔۔۔۔

ہم اپکا ہی ویٹ کر رہے تھے،

اب یہ کیس آپ ہینڈل کرے گے۔یہ ایک گروہ ہے جو ڈرگ کے ساتھ معصوم لڑکیوں کی بھی اسمگلینگ کرتے ہیں۔

ہمیں انکو انکے دردناک انجام تک پہنچانا ہے۔ انفارمیشن کے مطابق انکا ایک گروہ سٹوڈنٹس کی شکل میں لاہور یونیورسٹی میں بھی موجود ہے۔

اور وہ نئی نسل کو ڈرگ کا عادی بناتے ہیں اور جھوٹے پیار کے جال میں پھنسا کر انکی اسمگلینگ کرتے ہیں۔

اور زیادہ تر نوعمر لڑکیاں انکا شکار ہوتی ہیں جو انکے بہلاوے میں آجاتی ہیں۔ اور بعد میں پچھتاتی ہیں۔

یہ گروہ بہت جلد دوسرے شہروں کا بھی رخ کرنے کا سوچ رہے ہیں۔

ہمیں جلد سے جلد انکو پکڑنا ہے۔ اس فائل میں ان سے ریلیٹڈ ساری انفارمیشن موجود ہے۔

ڈی ایس پی شفیق نے ساری انفارمیشن رزم کے گوش گزار دی اور فائل اسکے حوالے کر دی۔

"آج سے اور ابھی یہ کیس آپ کے حوالے ہے۔

اے۔ سی۔ پی رزم جعفری!"۔

"ڈونٹ وری سر یہ کام اب میرے زمے۔

بہت جلد میں انکو انکے انجام تک پہنچاوں گا۔ اپنے ملک کی معصوم کلیوں کو مسلنے نہیں دو گا!"۔

اپنی کیپ لیکر وہاں سے روانہ ہو گیا۔ اب اسکا رخ لاہور یونیورسٹی کی طرف تھا۔

رزم ایک چھبیس سال کا خوبرو نوجوان تھا۔ چھ فٹ لمبا قد۔ کسرتی جسم چہرے پے داڑھی جو اسے اور مغرور بناتی تھی۔

اور کالی گہری سرد آنکھیں جن میں ہمیشہ اپنے ملک کے غداروں کے لئے کوئی احساس نہیں جاگتا تھا۔

اور جب بات لڑکیوں کی آتی تو اسکے اندر کہ حیوان جاگ جاتا اور ان لوگوں کو وہ عبرت کا نشان بناتا۔

اسکا ایک ہی مقصد تھا اپنے ملک کو جرم سے پاک کرنا۔ بہت کم عمر میں ہی اسنے یہ مقام حاصل کر لیا تھا۔

اسکی ایمانداری کے ہر جگہ چرچے ہوتے۔ لوگ بھی عزت کی نظر سے دیکھتے تھے اور جو لوگ پولیس کے بارے میں غلط سوچتے تھے

کہ یہ تو رشوت خور ہوتے۔ انکا لوگوں کا نظریہ بدل دیا تھااے۔ سی۔ پی۔ رزم جعفری نے کہ پولیس بھی ایماندار ہوتے ہیں۔

اور انکے رہتے کوئی بھی گندی نظر اٹھا کہ انکے ملک پاکستان کی طرف دیکھ نہیں سکتا۔

اور کوئی شک نہیں کے اللہ نے مسلمان قوم کو بہادر پیدا کیا ہے۔ وہ اپنے ملک کو بچانے میں اگر شہید بھی ہو جائے تو اسے اعزاز سمجھتے ہیں۔

اور اپنے ملک کی حفاظت کے لئے جان دے سکتے hainb تو اسی ملک کے لئے جان لے بھی سکتے ہے۔

اور اپنے اسی مقصد کو پورا کرنے وہ آج یونیورسٹی آیا تھا۔

اور وہاں پہ پہنچتے ہی اسکا سامنا براون آنکھوں والی حسینہ سے ہوا جو کے لون کے سوٹ میں ساتھ ہی میچنگ کھوسہ پہنے آنکھوں میں کاجل گھنی پلکیں، بھرے بھرے گلابی ہونٹ جن پہ ہلکی گلابی رنگ کی لپسٹک لگی ہوئی تھی،اور گلابی ہی گال اور میک آپ سے پاک چہرہ۔

وہ حسینہ پہلی ہی نظر میں اسکا دل دھڑکا گئی۔اور پہلی نظر کا پیار کیا ہوتا ہے آج کوئی اے۔سی۔پی رزم سے پوچھتا۔

وہ کوئی حسن پرست نہیں تھا لیکن حجاب کی طرح دوپٹہ سے اپنے معصوم چہرے کو کور کیے وہ حسینہ اسکا دل چرا لے گئی تھی۔

اسے وہ کوئی گڑیا ہی لگی تھی جو کے محض سترہ سال کی ہی ہوگی۔

لیکن کیا اسے اسکی محبت ملنی تھی؟۔۔۔۔۔۔۔۔

یا پھر پا کے بھی کھودینی تھی یہ محبت وہ بھی اپنے ہی ہاتھوں سے؟۔۔۔۔۔۔۔۔

ان سب سوچوں سے انجان وہ تو بس اپنی قاتل حسینہ کے بارے میں سوچ رہا تھا۔

وہ حسینہ جتنی حسین تھی اسکی زبان توبہ۔"

رزم بیٹا تو تو گیا!ہاہاہاہاہاہاہا!"،۔۔۔۔۔۔۔

اپنی سوچ پے خود ہی ہنستے ہویے اب اسکا رخ پرنسپل کے آفس کی طرف تھا۔

جہاں سے جوائننگ لیٹر لے کر اسنے ایز۔ آ ٹیچر اپلاۓ کرنا تھا۔

اب قسمت کیا کھیل کھیلنے والی تھی اسکے ساتھ اس بات سے انجان وہ خوش تھا۔ کہ دوبارہ ملے گا وہ اپنی حسینہ سے،یہ سوچ ہی اسے سرشار کر رہی تھی۔

جاری ہے۔

Ye ly g epi😍🙈🙈🙈🙈ab jaldi sy coments krdy pyary pyary❤️😍mai to read krny ky liye bechain hun🙈🙈🙈😜😍😍😘to cly ap log kry epi enjoy.or plzplz🙏🙏ab short na kehna.mai new writer hun to itna hi type kr pati hun.but still try kr rahi hun ky lon kro epi ko wo b just ap logo ky liye.or han 🤔 kia psand ni araha novel.to ap log bta dy mujy.😢😢😢😢or Mujy nahi pta ab 500 sy above likes hongy to hi epi do gi .wrna tb tk rest kro gi.aj buhat head ache ho raha tha .phir b km sy free ho kr ap ky liye epi lkhi hai.🤕🤕 ab respons b acha ana chehye🙈😍😍😍😍😍😍

Don't copy paste without my permission💣💣

ناول#مریض_ء_عشق

از#سندس_پری

#قسط_5

جلال کی آج بھی وہی حالت تھی جو پندرہ سال پہلے کی تھی۔ جب جب وہ اس رات کو یاد کرتا انتقام کی ایک نئی آگ بھڑک جاتی اسکے سینے میں۔ ایک درد سا ہوتا تھا سینے میں۔

وہ لوگوں کو مظبوط نظر انے والا بے رحم اور مغرور بادشاہ کمزور پڑ جاتا جب بھی ماضی کی کوئی یاد تازہ ہوتی۔

وہ بھی خوش تھا اسکی خوشیوں کو بھی نظر لگ گئی تھی یا کسی نے لگا دی تھی۔

اور پچھلے پندرہ سال سے وہ اس آگ میں جل رہا تھا کوئی آیسا دن نہیں تھا جب اسے بھی سکون میسر ہوا ہو۔ اور سکون کہا تھا اسکے پاس۔ اسکے پاس تو کچھ بھی نہیں تھا۔ جو تھی وہ بھی دور تھی۔

اور اب وقت جلال کا تھا۔ وہ لے آئے گا اپنی روپنزل اپنی حدی کو اپنے پاس۔

پھر اسکے پاس بھی سب ہو گا اسے بھی کسی چیز کی کمی نہیں ہو گی۔ اور یہ وقت جلدی آنے والا تھا۔

کہ کوئی ہو گا جو اسے دیکھ کے خوش ہو گا کوئی ہو گا جو اسکا انتظار کرے گا کوئی ہو گا جو صرف اس سے پیار کرے گا۔ اور کوئی ہو گا جو اس سے لڑے گا اور یہ حق صرف اسکی جان کا ہے اسکی حدی کا۔ یہ سوچ ہی اسے سکون دے رہی تھی۔

تو جب وہ خود ہو گی۔ تو دنیا کتنی حسین ہو گی۔ بس وہ اور اسکی حدی۔ جب جب وہ اسکے بارے میں سوچتا تو وقت کا پتہ ہی نا چلتا۔ گھنٹوں بس اسے سوچی جاتا۔

جسے وہ یاد بھی نا تھا۔ آخر اسکی عمر ہی کتنی تھی۔ محض پانچ سال۔ وہ تب اتنی کیوٹ تھی۔ تو اب تو وہ اور حسین ہو گئی ہو گی۔

ایک خواہش ابھری تھی دل میں کے وہ اسے دیکھے اسے سنے اور بس کھو جائے اس میں۔ انہیں سوچوں میں کب وہ نیند کی وادیوں میں گیا اسے بھی پتہ نا چلا۔

صبح کا سورج طلوع ہوا اور اسکے ساتھ ہی جلال کی زندگی میں بھی ایک نئی کرن لایا تھا۔

صبح اٹھتے ہی وہ جاگینگ پے چلا گیا اور واپس آتے ہی اکرم کو آواز لگانے لگا اور اکرم بوتل کے جن کی طرح حاضر ہوا۔"

اکرم میری پیکنگ کرو میری آج کی فلائٹ ہے پاکستان کی"۔

ایئرپیس لگا کر مینیجر کو کال کی۔"

بشر کام کہاں تک ہوا؟

مجھے میرے آنے سے پہلے ہر چیز پرفیکٹ چاہیے اور غلطی کی کوئی گنجائش نا ہو۔ میں کوئی بھی غلطی برداشت نہیں کرو گا۔ کیوں کہ جلال دوسرا موقع نہیں دیتا۔

گوٹ۔۔۔۔اٹ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"۔۔

لہجہ ایسا تھا کہ جلا کر خاکستر کر دینے والا اور آنکھوں میں وہی سرد پن تھا۔

اسکارخ اپنے روم کی طرف تھا۔ سیڑیاں عبور کرتے وہ اپنے روم میں آیا۔

جہاں ہر مشکل کا حل، ہر دکھ کا مداوا، ہر پریشانی کا سکون، ہر غصّے کی دوا تھی۔

روم میں آتے ہی وہ پرسکون ہو گیا۔ جب نیلی آنکھیں گرین آنکھوں سے ٹکرائی تھیں۔"

بس کچھ گھنٹے اور پھر میں تمہارے پاس ہو ونگا۔ تمہیں محسوس کر سکوں گا۔"-

آج وہ خوش تھا بہت خوش۔ اور آیندہ بھی یہ مسکراہٹ اسکے چہرے پر رہنی تھی ہمیشہ۔

لیکن کیا یہ سب اتنا آسان تھا؟........

پر جو بھی تھا وہ اسکے سامنے ہو گی اسے اور کیا چاہیے تھا۔ کہ وہ اسے روبرو دیکھ سکے گا۔

وہ تو اتنے میں ہی خوش تھا۔ وہ تو بچپن سے اس سے محبت کرتا تھا اور اب وہ محبت عشق میں بدل گئی تھی۔

جیسے ہی کومل کو ہوش آیا تو خود کو انجان جگہ پہ پایا۔ خوف کی ایک لہر دوڑی تھی اسکے جسم میں۔

اسے جانا تھا یہاں سے بس۔ ابھی وہ انہی سوچوں میں تھی کے روم کہ دروازہ کھلا۔ اور وہ اندر آیا۔"

آپ ٹھیک ہے۔۔۔۔۔۔

آپ اچانک سے میری گاڑی کے اگے آ گئی تھی۔ آپکو لگی تو نہیں تھی لیکن آپ شاید خوف سے بے ہوش ہو گئیں تھی۔

اب کیسی ہے آپ کی طبیعت۔۔۔؟"

"مم۔۔۔۔۔ میں ٹھ۔۔۔ ٹھیک ہوں۔"- خوف سے اسکی زبان بھی لڑکھڑا رہی تھی۔

"مجھے بس جانا ہے ابھی"۔

"ایسے کیسے ابھی آپ ٹھیک نہیں ہیں آپ کے پاؤں میں چوٹ بھی لگی ہے۔ آپ آرام کریں۔

کسی بھی چیز کی ضرورت ہو تو آپ آواز لگا دیجیے گا۔

آپ آرام کرے اب"،

اور آرام سے اسے بیڈ پے لیٹا دیا تھا۔ لیٹاتے ہوے جس طرح سے اسکا ہاتھ اسے ٹچ ہوا تھا۔ اسے فیل ہوا تھا کے یہ لمس ٹھیک نہیں ہے۔

اور اس شخص کی آنکھیں اور انکی چمک۔ وہ پھر سے خوف میں مبتلا ہو گی تھی۔

اسے بس اب جلد از جلد جانا تھا۔ اسکے روم سے جاتے ہی وہ فوراً اٹھ کے بیٹھ گئی۔ اور جگہ تلاش کرنے لگی کے کیسے یہاں سے باہر جائے۔

یہ ایک فرنیشڈ روم تھا ضرورت کی ہر چیز موجود تھی۔ لیکن اسے وحشت ہو رہی تھی ان سب چیزوں سے۔

اسکی نظر ایک کھڑکی پے پڑی اور فوراسے اسکی طرف لپکی۔اور کھولنے کی کوشش کرنے لگی۔اپنا سارازور لگا کے وہ اسے کھولنے میں لگی ہوئی تھی

اسے بس جانا ہے یہاں سے یہ ایک ہی سوچ اسکے ذہن میں تھی۔

اسی ٹائم روم کا دروازہ کھولا اور S.A روم میں انٹر ہوا۔

"اوہہہہہ جان کہا جانے کی تیاری ہے۔میں نے کہا نا تم کہی نہیں جا سکتی"۔کومل کے جبڑے کو سکتی سے پکڑے وہ غرایا تھا۔گرفت اتنی مظبوط تھی کے کومل کو اسکے ہاتھ اپنے جبڑے میں دھنستے ہوے محسوس ہوے۔تکلیف کی شدت سے اسکی آنکھوں میں آنسوں آگے۔

"چلو اب تمہیں اگر یہ لگتا ہے کے تم یہاں سے جا سکتی ہو تو تمہاری بھول ہے بے بی۔

تم کہی نہیں جا سکتی۔تم میرے پاس رہو گی ہمیشہ ہمیشہ"۔

اسکی باتوں سے کومل کو اور ڈر لگنے لگا۔ہاتھ جوڑ کے اس سے گڑ گڑانے لگی۔ "پلیز مجھے جانے دو۔ میں کسی کو کچھ نہیں بتاؤ گی"۔

"ہاہاہاہاہا۔۔۔۔۔۔۔۔"۔

کومل کی بات سن کے اسکا قہقہ بے ساختہ تھا۔"

میری جان تم یہاں سے جاؤ گی تب کسی کو بتاؤ گی نا۔یہاں سے تو اب تم کبھی نہیں جا سکتی کبھی نہیں۔

پہلے تو تم پے رحم کر لیتا کہ نکاح کا فیصلہ کیا تھا کیوں کے تم حسین بہت ہو۔

لیکن یہاں سے بھاگنے کی غلطی کر کے تم نے بہت غلط کیا۔اور اسکی سزا یہی ہے کہ اب تم یہاں رہو گی لیکن بغیر نکاح کے۔جب میرا دل کرے گا دل بہلاؤں گا تم سے۔

بھاگنے کی غلطی کر کے تم نے اپنے لئے ہی مشکلات پیدا کی ہیں۔ چلو اب ہمیں بھی خوش کر دو۔ ہم پے بھی نظر کرم کر دو۔"۔

خباثت سے کہتے ہویے اپنے قدم اسکی جانب بڑھاے۔ اور اپنی۔ گرفت میں لے لیا اسے۔

"نہیں نہیں پلیز۔۔۔۔

چھوڑ دو مجھے چھوڑ دو۔۔۔۔۔۔۔۔

چھوڑ دو مجھے۔۔۔۔۔۔

میں ہاتھ جوڑتی ہوں تمارے اگے رحم کرو مجھ پے"۔ وہ اپنی پوری جان لگا کے اسکی گرفت سے نکلنے کی کوشش کر رہی تھی۔

لیکن نا کام رہی اور اس درندے کو رحم نا آیا۔ اور وہ اپنی عزت کی بھی حفاظت نا کر سکی۔ اسکی ساری مزاحمت بے کار گئی۔ اور وہ ہمیشہ کے لئے ایک رکھیل بن کر رہ گئی۔

اسکی زندگی کو اجاڑ کر وہ آرام سے چلا گیا تھا وہاں سے۔

اور وہ بیچاری اپنی ذات کی کرچی کرچی کو سمیٹنے میں لگی ہوئی تھی جو کے ناممکن تھی۔ اچانک ایک خیال کوندہ تھا۔ اسکے ذہن میں۔ اور اس پہ عمل کرنے لے لئے وہ بھاگی تھی۔

آخر کون تھی وہ۔۔۔۔۔۔۔۔؟

اور کیوں ہوا اسکے ساتھ یہ سب۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔؟

اور اگے کیا ہونا تھا اسکی زندگی میں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔؟

جاری ہے۔

Ly g ap sb log episode enjoy kary🙈😍😍or mai apky coments ka wait kr rahi😍😍🙈😊next episode Monday ko post hogi.lekin acha respons hua to kl surprise epi mil skti hai 🙈🙈🙈😍

Surprise Surprise Surprise 🙈😍😍😍

Don,t copy paste without my permission💣💣

ناول#مریض_ء_عشق

از#سندس_پری

#قسط_6

بیا کو گھر آے کافی دن ہو گئے تھے اسکی چھٹیاں بھی ختم ہونے والی تھی۔

اور اب کچھ ہی دنوں میں اسکی کلاسز سٹارٹ ہو جانی تھیں۔اس لئے آج انہوں نے شوپنگ کا پلین بنایا۔

بس اب غازی کو بتانا رہ گیا تھا جو کام بیا نے مشی کو دیا تھا۔

اور مشی ابھی تک نہیں آئی اسکا تو یہی مطلب ہے کے وہ دونوں پھر شروع ہو گے ہیں۔

"مجھے ہی جانا پڑے گا ان دونوں کو بلانے۔

مجال ہے یہ دونوں ٹک کے بیٹھیں ہوں"۔ تاسف سے کہتی وہ انکے روم کو طرف بڑھی۔

جہاں ضرور جنگ عظیم سٹارٹ ہو گئ ہو گی۔

غازی جو کے کام کرنے میں بزی تھا۔ دڑھام سے دروازہ کُھلنے کی آواز سے اسکی طرف متوجہ ہوا۔

اور غصّہ سے گویا ہوا۔

"مشی کتنی بار کہا ہے۔ڈور ناک کر کے آیا کرو"۔

"اوہو بھائی کیا ہو گیا ہے۔ آپ کونسا اتنا بزی ہوتے ہیں۔

یا پہاڑ توڑ رہے ہوتے جو ناک کر کے اؤں۔

اور وسے بھی یہ روم بھی میرا ہی اور آپ بھی۔

ہاں جب بھابی آے گی۔ تو ناک کر کے آیا کرو گی"۔

"اچھا اسکا مطلب ہے پھر بھابی لے ہی اؤ تمہارے لئے!"۔

آنکھ۔ دبا کر غازی نے مشی کو چڑایا تھا 😜

"خبردار بھائی جو آپ نے ایسا کیا تو؟۔۔۔ 😈

بھابی تو میں لاؤں گی پیاری سی۔ 🙈😊

آپکا کیا بھروسہ کوئی بھی اٹھا کر لے آے۔۔ویسے بھی آپکو کیا پتہ ان سب چیزوں کے بارے میں!"-😏

"اچھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔مجھے نہیں پتہ۔

اب لاؤں گا تو میں اپنی ہی مرضی سے"۔

"نہیں بھائی۔۔۔۔۔۔۔.

میری مرضی سے۔۔۔۔"۔۔۔۔۔

"نہیں میری بیوی آیئگی تو میری مرضی سے۔۔۔۔۔"-

"میری سے۔۔۔۔۔۔"۔۔

"نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔ میری مرضی سے۔۔"۔۔

یہ کیا چل رہا ہے یہاں۔۔۔۔۔۔۔۔

میں کب سے تم دو نو کہ باہر ویٹ کر رہی ہوں اور تم دو نوں۔۔۔۔۔۔

بیا جو کے کب سے دو نوں کا انتظار کر رہی تھی غصہ سے روم میں انٹر ہوئی۔ غصہ سے گویا ہوئی تھی کیوں کے پیار سے تو سننے سے رہے دو نوں۔

اور اب دو نوں کی شکل دیکھنے لائق تھی۔ کیوں کے بیا سچ میں غصہ تھی۔ اور اب ان دو نو کو اپنی خیر منانی تھی۔

"۔یہ کیا ہو رہا ہے کیوں تم دو نوں لڑ رہے ہو ہاں ؟"

بیا نے جیسا سوچا تھا اسکے عین مطابق یہاں جنگ عظیم ہی چل رہی تھی۔

تو غصّہ سے گویا ہوئی۔ "مشی میں نے کیوں بھیجا تھا تمہے یہاں ؟"۔

"وہ۔۔۔۔۔وہ۔۔

آپی یہ غازی بھائی ہیں نا یہ ہی نہیں مان رہے"۔

سارا الزام غازی پے ڈال کر خود بری از ذمہ ہو گئی۔ لیکن غازی کو دیکھ کے آنکھ دبانا نا بھولی 😜۔

"میں تم دونوں کو اچھے سے جانتی ہوں۔ میں وہاں ویٹ کر رہی ہوں اور تم دونوں یہاں لڑ رہے ہو؟"،

اور وہ دونوں مزے سے اپنی آپی کو دیکھ رہے تھے جو غصّہ کرتے ہویے اور بھی کیوٹ لگ رہی تھی۔

سرخ چہرہ اور پھولے ہوے گال۔ "تم دونوں ایک کام کرو۔ لڑو مجھے نہیں جانا کہیں بھی"۔

وہ دونوں جو آرام سے ڈانٹ سن رہے تھے بیا کے واپس جانے کا سن کے فورا بیا پاس گئے اور گلے لگ گئے۔

"سوری آپی پلیز ناراض نا ہوں۔۔۔۔۔۔۔

نا ہوں نا ناراض پلیز۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

میں آئس کریم بھی کھلاؤں گا آپ کو وہ بھی آپ کی فیوریٹ چاکلیٹ آئس کریم۔

چلے ابھی چلتے ہیں۔ پکا اب نہیں لڑے گے ہم۔"،

اور وہ جو اپنی ہنسی کنٹرول کر رہی تھی خود بھی مسکرانے لگی۔"

چلو اب جلدی کرو۔ پھر ٹائم سے گھر واپس بھی آنا ہے۔ میں ماما جانی کو بتا کر آتی ہوں"۔

رزم آج کل اپنے کیس میں بزی تھا اسے کیسے بھی کر کے اس گینگ کو پکڑنا تھا۔

اور وہ اپنی پوری جان لگا رہا تھا اس کیس میں۔ اسے کچھ سراغ ملے تھے۔ لیکن سولڈ ثبوت چاہیے تھے۔

اور اسکے لئے اسے کالج میں جوائننگ دینی تھی۔ کیوں کے گینگ کا ایک گروہ وہاں ہی موجود تھا۔ بس اسے ان لوگوں کو پہچاننا تھا۔

پر اسکے لئے اسکا وہاں ہونا ضروری تھا۔

اور اب تو حسینہ سے بھی ملنا تھا۔ ایسا کوئی دن نہیں تھا کہ اسے اس حسینہ کی یاد نا آئی ہو۔

وہ تو ان براون آنکھوں کا دیوانہ ہو گیا تھا گھایل کر دیا تھا ان آنکھوں نے پہلی ہی ملاقات میں۔ اسکے بارے میں سوچتے ہی اسکے وجیہہ چہرے پے مسکراہٹ در آئی تھی۔

وہ ایک خوبرو نوجوان تھا کالی گہری آنکھیں تھی جن میں ہمیشہ ہی سرد پن ہوتا اسکا کام ہی ایسا تھا۔

پولیس میں جاب کرنا اسکا کریز تھا۔ بچپن سے بس ایک ہی رٹ تھی کے بننا ہے افسر۔ کیوں بننا ہے۔ یہ تو بس وہی جانتا تھا۔

وہ اپنے انکل انٹی کے ساتھ رہتا تھا۔ماں باپ کے ساتھ ہوے حادثے کے بعد وہ تو جیسے اکیلا ہی ہو گیا تھا۔

لیکن اسکے بابا کے فرینڈ جو کے بے اولاد تھے انہوں نے اسے سنبھالا بلکل اپنی اولاد کی طرح۔اور وہ مانتا بھی تھا انکو بہت۔اسی لئے انکو ماما اور بابا بلاتا تھا اور یہ خواہش زرینہ بیگم کی تھی۔جسے اس نے دلی خوشی سے قبول کیا تھا۔

اور اسی حادثے سے ہی اسکی جان بھی لاپتہ تھی۔جو کے اس وقت محض سولہ سال کی تھی۔

لوگ تو کہتے کے وہ بھی حادثے کہ شکار ہو گئی۔لیکن وہ پھر بھی اسے تلاش کرتا رہا۔اور اسکے کچھ دنوں بعد ہی وہ اسے مل گئی لیکن جس حالت میں وہ ملی تھی اس سے وہ اور ٹوٹ گیا۔

فوری طور پے ہسپتال لے کر گئے تو لاکھ کوشش کے باوجود اسکے وجود میں کوئی جنمبش ناپید اہوئی اور وہ کوما میں چلی گئی۔

اور تب سے آج تک وہ جاتا اسکے پاس جب بھی ٹائم ملتا۔ لیکن اسنے رکھا اسے دنیا کی نظر سے چھپا کے ہوا ہے۔ کے کوئی اس تک نا پہنچ سکے۔

ایک الگ گھر میں اور اسکی کیر کے لئے ہی نرسز بھی رکھی ہوئی ہیں۔ تب سے بدلے کی ایک آگ تھی جو گزرتے دنوں کے ساتھ بڑھتی ہی جا رہی تھی۔

لیکن اس بدلے کی آگ میں اسنے اور کیا کیا کھونا تھا یہ تو وقت آنے پر ہی پتہ لگنا تھا۔

تب سے اس نے اپنے چہرے پے ایک سنجیدگی کا ماسک چڑھا لیا تھا۔ جب بھی کسی مجرم کو دیکھتا تو اسے ایسی سزا دیتا کے روح ہی کانپ جاتی۔

اسے کیا پتہ تھا کے وہ بھی کسی پے دل ہار بیٹھے گا۔ لیکن قسمت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔

وہ خود تو کبھی اتنا بے خود نہیں ہوا تھا پھر اچانک سے وہ حسینہ آگئی اسکی زندگی میں۔ اور اسکے دل کی دنیا ہی ہلا ڈالی کہ اب اسکا دل اسکے ہی بس میں نہیں رہا تھا۔

وہ بھی اسے دیکھنا چاہتا تھا۔ اور اسی عزم سے کل اسنے جو آئننگ دینی تھی یونی میں۔ وہ بے صبری سے کل کا انتظار کر رہا تھا۔

انہی سوچوں میں وہ نیند کی وادیوں میں چلا گیا۔ یہ جانے بغیر کے اسکی زندگی اسکے ساتھ کیا کھیل کھیلنے والی ہے۔

کیا وہ کامیاب ہو جائیگا اپنی محبت کو پانے میں؟

یاں کھونے میں؟۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اس سب سے انجان کے اسکی زندگی اب کیا نیا موڑ لینے والی ہے وہ سکون سے سو رہا تھا۔

وہ انجان ہی تو تھا قسمت کے کھیل سے۔۔۔۔۔۔

کیا مل جانی تھی اسے اسکی محبت ؟---------

یا ہو جانے تھے دونوں کے راستے ہمیشہ کے لئے جدا؟...........

آسان اور محبت

مذاق اچھا ہے صاحب

جاری۔-----------

Chalo ab khush ho jao sb 🙈😍or dil khool ky likes or coments dy.🙈🙈😜wrna mainy aj ky bad koi surprise ni dena 🙄😏

Don't copy paste without my permission💣💣

ناول#مریض_ء_عشق

از#سندس_پری

#قسط_7

"مشی آ بھی جاؤ کب سے ویٹ کر رہے ہیں ہم!"

۔جب بیا کی برداشت ختم ہوئی تو وہ بول ہی پڑی۔

کب سے وہ دونوں کار میں مشی کہ ویٹ کر رہے تھے اور میڈم آ کے ہی نہیں دے رہی تھیں۔

"آ گئی آ گئی آپی سوری میرا کلچ نہیں مل رہا تھا۔"-

"اپنی چیزیں اگر جگہ پے رکھو گی تو ملے گی نا۔

ماما سہی کہتی ہیں۔ تمھیں بلکل بھی کسی چیز کہ خیال نہیں ہوتا کے کہاں پے ہے"-

"سوری نا آپی پلیز آپ غصّہ نا ہوں پلیز پکّا میں آگے سے خیال رکھوں گی!

غازی بھائی پلیز اب جلدی چلے نا۔"۔

"خود تم دیر سے آئی ہو اور اب دیکھو تو جلدی چلیں غازی بھائی!"۔

غازی کہاں پیچھے رہنے والا تھا فوراً سے مشی کی نقل اتاری۔

"ہاہاہاہاہا بس کرو اب مت تم دونوں شروع ہو جانا"۔

جب بیا نے مشی کو دیکھا تو فوراً بولی کیوں کے اب مشی میڈم سٹارٹ ہونے والی تھیں۔

اسی طرح باتوں میں وہ سب شاپنگ مال پہنچ گے۔"

چلو اب جلدی سے شوپنگ کرو۔ میں ذرا اپنے لئے کچھ دیکھ لوں"۔ کہتے ساتھ ہی غازی میل سائیڈ پے چلا گیا۔

اور مشی بیا کو لے کر گرلز شاپ میں انٹر ہو گئی۔ مشی کو تو جو چیز پسند آ رہی تھی۔ وہ تو بس بیا کے لئے لیتی جا رہی تھی
۔

بیا کے نانا کرتے ہوئے بھی اسنے بہت سی چیزیں لے کر دے دی۔

اچانک مشی کو ایک ڈریس خود کے لئے پسند آیا تو وہ وہاں چلی گئی.

جب کے بیا کی نظر سامنے جویلری شاپ کے ایک بہت ہی پیارے پینڈنٹ پے پڑی تو وہ اسکی طرف بڑھی۔

اور دو نظریں جو کب سے بیا کے تعاقب میں تھیں۔ وہ فوراً اس طرف بڑھا۔ وہ صرف اسی لئے تو یہاں آیا تھا۔

پاکستان میں جو اسکی فیکٹریز تھیں اب اسے وہ خود ہینڈل کرنا چاہتا تھا لیکن وجہ ایک ہی تھی اسکی حدی۔

آج اسکے دیدار کے لئے ہی تو وہ یہاں تھا اپنے سارے کام چھوڑ کے وہ بس اسکی ایک جھلک دیکھنے کے لئے
بے تاب تھا۔ اور اب وہ اسکے سامنے تھی۔

پینڈنٹ کے لئے اسکی نظروں میں ستائش دیکھ کر اسنے وہ فورا خرید لیا تھا

:" بھیا یہ پینڈنٹ دیکھایے گا"-بیا نے شاپ کیپر سے کہا تھا۔

"سوری میڈم یہ ایک ہی پیس تھا جو کے سیل ہو چکا ہے! جسٹ ابھی انہوں نے خرید لیا"،

اسنے ایک طرف اشارہ کر کے بتایا تھا۔ جب بیا نے پیچھے دیکھا تو ہڈی اس شخص کی پیٹھ تھی اسکی طرف.

۔"کوئی بات نہیں بھیا!"۔

"میڈم آپ کچھ اور دیکھ لیں اور بھی بہت سے ہیں"-

"نہیں بھیا شکریا۔ مجھے وہی چاہیے تھا۔ لکین اگر وہ سیل ہو گیا ہے تو کوئی بات نہیں"۔

اس بات سے انجان کے وہ گفٹ چھپکے سے کسی نے اسکے بیگ میں رکھ دیا ہے۔ وہ آرام سے وہاں سے چلی گئ۔

مشی اور غازی بھی تب تک آ گئے تھے۔ "کہاں تھی آپی آپ کچھ لیا نہیں آپ نے؟"۔

"کچھ پسند آیا تھا لیکن وہ سیل ہو چکا تھا۔ اور۔ ویسے بھی میں نے اتنا کچھ تو لے لیا ہے اب چلو جلدی ویسے بھی بہت ٹائم ہو گیا ہے"۔

"نہیں نا آپی ابھی ہم آئسکریم کھائیں گے۔ چلیے پھر چلتے ہیں"۔

آئیسکریم کھانے کے بعد گھر کا رخ کیا۔ کیوں کے اب بیا کی پیکنگ کرنی تھی۔

پرسوں اسنے واپس جانا تھا۔ لیکن اس سے پہلے اپنی جان سے پیاری دوست علینا کو بھی پک کرنا تھا۔ لیکن علینا نے منع کر دیا اسکا کہنا تھا وہ خود آفندی ہاؤس آجائیگی۔ اور کل علینا نے آنا تھا۔

اپنی زندگی میں آنے والے پلوں سے انجان وہ نماز ادا کرتے ہی سو گئی۔ آج تھک بھی تو گئی تھی۔

ایک شوپنگ سے تو جان جاتی تھی اسکی۔ لیکن جانا بھی ضروری تھا۔

بیسمنٹ میں ایک لڑکے کو کرسی پے رسیوں سے باندھا ہوا تھا.

وہ کوئی عام کرسی نہیں تھی اس کرسی پے ہر طرف ٹوٹے ہوے کانچ کے ٹکرے پیوست تھے.

اگر کوئی اس کرسی پے بیٹھے تو اسکی کمر،ہاتھ اور لوور سائیڈ چھل جائے اور اسے تو رسیوں سے باندھا ہوا تھا وہ بھی مسلسل دو گھنٹوں سے

۔ تکلیف کی شدت اتنی تھی کے پورا جسم خون خون ہوا گیا تھا لیکن منہ میں کپڑا ہونے کی وجہ سے چلا بھی نہیں پا رہا تھا۔

اچانک سے بیسمنٹ کا دروازہ کھلا اور وہ مغرور چال چلتا اپنے شکار کی طرف آیا۔ اور کھینچ کے اسکے منہ سے کپڑا نکالا۔

اور پھر بیسمنٹ میں صرف اسکی چیخوں کا شور تھا۔

تکلیف کی شدت سے چیخ چیخ کے اسکے گلے میں کانٹے سے چب رہے تھے، اسکے منہ کو اپنے فولادی ہاتھوں میں دبوچا۔

" تمہاری ہمت کیسے ہوئی میری بیا کو ان غلیظ نظروں سے دیکھنے کی۔ آج تک میں نے کبھی اسے سخت نظروں سے نہیں دیکھا۔

اور تم نے اسے ان غلیظ نظروں سے دیکھا۔ یہ تو شروعات ہے

۔بشر۔۔۔"۔۔۔

بشر کو اشارہ کیا تو وہ پانی سے بھرا پانی تب لایا جس میں کھولتا ہوا گرم پانی تھا۔ اور پھر اسی طرح وہ کھولتا ہوا پانی اسکے اوپر ڈال دیا

زخموں پے جب کھولتا ہوا پانی پڑا تو اسکی چیخیں آسمان کو چونے لگیں وہ رحم کی بھیک مانگنے لگا

لیکن جے۔ڈی کو کوئی فرق نا پڑا وہ سنگدل بڑی سفاکیت سے اپنے کام میں جاری رہا۔

جب وہ نڈھال ہو کر بیہوش ہونے لگتا پھر سے وہی عمل دہرایا جاتا۔ جب وہ ادمرا ہو گیا تو۔ دوبارہ سے بشر کو آواز دی

"بشر اس وقت جسے بھی آنکھوں کے ڈونیشن کی نیڈ ہے اسکی آنکھیں انھیں ڈونیٹ کر دو۔ یہ اس لائق ہے ہی نہیں کے کسی کو بھی دیکھے۔

اور اسکی یہی سزا ہے یہ بغیر آنکھوں کے رہے گا۔ تاکہ پھر کسی بھی لڑکی طرف آنکھ اٹھا ہی نا سکے۔ جب آنکھیں ہی نہیں ہونگیں تو کیسے دیکھے گا

۔ جے۔ ڈی کسی کو بھی معاف نہیں کرتا۔

یہ یاد رکھنا ہمیشہ جو بھی میری کسی بھی چیز کی طرف آنکھ اٹھانے کی غلطی کرے گا اسکا یہی انجام ہو گا"۔

بیا جب شاپنگ کر رہی تھی تو ایک لڑکا مسلسل اسے غلیظ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ حلانکہ بیا نے حجاب کیا ہوا تھا ۔ لیکن پھر بھی وہ مسلسل بیا کو گھورے جا رہا تھا۔

جب جے۔ڈی کی نظر اس پر پڑی تو غصہ کی ایک شدید لہر اسکے وجود میں دوڑی آنکھیں سرخ انگارہ ہوئیں تھیں۔

اسی ٹائم بشر کو کہہ کر اسے اٹھوا لیا۔ جے۔ڈی اسے خود سزا دینا چاہتا تھا اس لئے بس اسے باندھنے کو کہا۔ اور خود پہلی فرصت میں اسے سبق سکھانے پہنچا۔

اسکا ارادہ اسے دردناک سزا دینے کا تھا کے وہ کبھی بھی اسی کوئی حرکت نا کرے۔ اس میں کوئی شک نہیں جو کہا تھا اس پے عمل بھی کیا تھا جے۔ڈی نے۔

اسے کہا گوارہ تھا کے اسکے علاوہ کوئی اور اسکی بیا کو دیکھے بھی۔

وہ جنون کی حد تک چاہتا ہے بیا کو اب دیکھنا ہے۔ کہ یہ جنون کس کس کو تباہ کرتا ہے

یا مجبور کر دے گا بیا کو بھی خود سے محبت کرنے پے !!!!!

جلال آج بہت خوش تھا آج وہ اپنی حدی سے ملا تھا بیشک دور سے ہی سہی لیکن۔ محبوب سامنے ہو تو اسکا دیدار ہی کافی ہوتا ہے۔

ان کے دیدار پہ جو میرا اختیار ہوتا 💕

یہ روز روز ہوتا، یہ بار بار ہوتا 💕

اور ویسے بھی بہت جلد اسکی حدی نے اسکے پاس ہونا تھا ہمیشہ کے لئے۔

اور جلال نے سوچ لیا تھا پھر وہ کبھی بھی اسے خود سے دور نہیں ہونے دیگا کسی بھی قیمت پے نہیں۔

محبت تو بچپن سے ہی تھی لیکن وقت کے ساتھ محبت کب عشق کی شکل اختیار کر گیا پتہ ہی نا چلا۔

اور اب وہ پورا ارادہ رکھتا تھا کے اسی طرح اسکی حدی بھی اس سے عشق کرے جنون کی حد تک کہ چوٹ جلال کو لگے تو درد اسے محسوس ہو۔

جلال جتنا بھی حدی کے بارے میں سوچتا اتنا ہی دل اسکی طرف ہمکتا۔

یہ ساری سوچیں اسے سرشار کرتی تھیں۔

اب وقت تھا بدلے کا اور جلال کسی کو بھی معاف کرنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتا پھر چاہے غلطی اسکی عزیز جان کی ہی کیوں نا ہو۔

لیکن یہاں تو بات ہی دشمن کی تھی۔ تو کیسے وہ اسے بخش سکتا تھا

انہی سوچوں کو جھٹکتے ہوے اسنے اپنے مینجر کو کال کی۔

جاری ہے۔

Ye lain g epi .or jazbati na hun ab past start hao or ek hero ka past khtam hoga to agy story bhary gi 😊🙈

Boooo0000000m💣💣💥💥💥Blasst💣💥💥

Don't copy paste without my permission💣💣

ناول#مریض_ء_عشق

از#سندس_پری

#قسط_8

اگلے دن بیا اور علینا لاہور کے لیئے روانہ ہو گئی۔ وہاں پہ پہنچتے ہی دونوں نے پہلے بیا کے گھر میں سٹے کیا۔ وہ لوگ سفر سے بہت تھک گیئں تھیں۔ تو آرام کرنے کے بعد باہر کھانا کھانے کہ پلین بنایا تھا۔

سامان سارا سیٹ کرنے کے بعد جب بیا نے اپنا ہینڈ بیگ کھولا تو اس میں وہی بریسلیٹ دیکھ کر حیران رہ گئی۔

خوشی سے اسکی آنکھیں چمک اٹھی تھی۔

"یہ۔۔یہ تو وہی ہے جو مجھے پسند آیا تھا اس دن مال میں۔یہ کس نے رکھا یہاں؟۔۔۔۔۔"۔۔

غازی نے رکھا ہو گا یا مشی نے......

آئی لو یو مشی غازی یہ واقعی بہت پیارا ہے تب ہی میرا دل اداس ہو گیا تھا۔

لیکن یہ سوچ کر چھوڑ دیا کے اگر قسمت میں ہوا تو مل جائیگا

لیکن اگر نہیں ملا تو اس میں بھی کوئی مصلحت ہی ہو گی اور یہ مل گیا مجھے۔

میں کیسے بھول گئی کے یہ دونوں بن کہے ہی سمجھ جاتے ہیں مجھے۔

لیکن وہ اس بات سے انجان تھی کے کوئی اور بھی ہی جو بن کہے اسکی ہر بات ہر خواہش کو پورا کرنا فرض سمجھتا ہے۔

کوئی ہے جو اسے سب سے بڑھ کر چاہتا ہے۔ اور یہ تحفہ بھی اسنے ہی دیا ہے۔

جو اپنی بیا کے چہرے پہ ایک مسکراہٹ لانے کے لئے کچھ بھی کر سکتا ہے۔

اس نے وہ بریسلیٹ آرام سے سمبھال کر دراز میں رکھ دیا۔

اسی وقت علینا بھی روم میں انٹر ہوئی۔"

بیا جانو یہ لو تمھاری کوفی یار میں حیران ہوں تم اتنی کڑوی کافی کیسے پی لیتی ہو۔"-

ہاہاہا!, علینا کی بات سن کر بیا مسکرانے لگی۔"

یار بچپن سے مجھے کافی بہت پسند ہے۔

ماما جانی کہتی ہیں میرا ایک کزن تھا میری ان سے بہت اٹیچمنٹ تھی۔

تو جو مجھے پسند تھا وہ وہی کام کرتے تھے اور جو انکی پسند تھی وہ میں کرتی تھی۔

لیکن اب وہ کہاں ہیں مجھے نہیں پتہ۔ لیکن عجیب بات یہ ہے کے بھول گئی ہوں مجھے ان کا فیس یاد نہیں ہے لیکن باتیں یاد ہیں۔

شاید میں تب زیادہ چھوٹی تھی اس لئے۔"-باتیں کرتے ہوے وہ کب رونا سٹارٹ ہو گئی اسے بھی پتہ نا چلا۔

وہ تھی ہی ایسی نرم دل اب بھی ایسا ہی ہوا تھا۔

اور علینا وہ تو بو کھلا جاتی تھی جب بھی بیا روتی کیوں کے وہ اتنی جلدی خاموش نہیں ہوتی تھی اگر ایک بار رونا شروع کر دے تو۔

"بیاااااااااا۔۔۔۔۔۔"۔

بیا جو رونے کا شغل فرما رہی تھی فورا رونا بھول کر حیران اور پریشان نظروں سے علینا کو دیکھنے لگی۔

رونے کی وجہ سے اسکی ناک اور آنکھیں لال ہو گیئں تھیں اور اسے اور معصوم بنا رہی تھی۔

اس علینا کو بیا بہت ہی کیوٹ لگی تھی بہت معصوم۔

"بیا لگتا ہے تمہارا ارادہ مجھے بھوکھا مارنے کا ہے۔ چلو یار جلدی سے اب عبایا پہنو ہم باہر کھانا کھے گے۔

پھر کل ہوسٹل کے لئے بھی نکلنا ہے۔"۔

پھر دونوں نے باہر کھانا کھایا اور واپس آتے ہی نماز ادا کر کے سو گئیں اب کل سے انکی پھر سے وہی بزی روٹین ہونی تھی۔

رزم کا آج یونی میں پہلا دن تھا اسکی نظریں بے چین تھیں کیوں کے جسکا دیدار کرنا تھا وہ تو کہیں نظر ہی نہیں آرہی تھی تو ناچارا اسے بھی کلاس میں جانا پڑا۔ برے سے منہ بنا کر وہ کلاس میں انٹر ہوا۔

"السلام علیکم!

کلاس میں آپ کا نیو کیمسٹری ٹیچر ہوں۔

کیوں کہ آج میرا فرسٹ ڈے ہے تو آج کلاس کی جگہ آپ سے اپنا انٹرو دے گے باری باری۔

تو مس آپ سے سٹارٹ کرتے ہیں۔"۔

"سر مائی سیلف لیلہ میں یہاں کے مشہور ڈیزائنر کی اکلوتی بیٹی ہوں"۔

لیلہ نے بڑی ادا سے اپنے بالوں کو جھٹکا تھا۔ اسے وہ مغرور سا رزم بہت پسند آیا تھا

اور اسکی باتوں سے یہ واضح ہو رہا تھا کہ وہ کتنی دل پھینک اور اوور کونفیڈنٹ لڑکی ہے۔

رزم کی نظر جب لیلہ پہ پڑی تو اسے وہ فیشن کی دکان سے کم نا لگی تھی جو من بھر کہ میک آپ کیے خود کو کوئی حور پری سمجھ رہی تھی۔

رزبڑی باریکی سے سب کا جائزہ لے رہا تھا۔

"مس لیلہ پہلی بات تو یہ کے سٹیٹس ہی سب کچھ نہیں ہوتا۔ ہم کیا ہیں یہ ہم سے بہتر کوئی نہیں جانتا۔

ضروری نہیں کے اگر کوئی غریب ہے تو اسکی کوئی ویلیو نہیں ہے۔ غریب تو زیادہ خودار ہوتے ہیں۔ کیوں کے انکے لئے دولت نہیں عزت ہی سب کچھ ہوتی ہے۔ دولت صرف ایک ضرورت ہے اگر زیادہ ہوجائے تو تکبر اور غرور آجاتا ہے"۔

"جی سر آپ نے بلکل سہی کہا۔"۔

لیلہ نے برے دل سے رزم کی ہاں میں ہاں ملائی تھی

کیوں کے اب اسکا دل آ گیا تھا رزم پے حالانکہ یہ عام بات تھی لیکن اسے اب رزم کی نظروں میں اچھا بھی تو بننا تھا۔

باقی ساری کلاس دبی دبی ہنسی ہنس رہے تھے۔

"چلیں پھر سے سٹارٹ کرے آپ سب باری باری اپنا۔ انٹرو دیں"۔

"میں آئی کم ان سر۔۔۔"۔۔

ابھی سب کا انٹرو چل رہا تھا کے رزم کو وہی میٹھی سی مدھر آواز سنائی دی تو بے اختیار اسکا رخ کلاس ڈور کی طرف گیا۔

جہاں وہ قاتل حسینہ پنک فراک میں پنک ہی سکارف سے حجاب کیے اور ساتھ میں پنک ہی دوپٹہ لئے پھر سے اسکا دل دھڑکا رہی تھی۔

آج وہ اسے اور اپنے دل کے قریب لگی تھی۔ لیکن جلد ہی اس نے اپنی فیلینگز پہ قابو پا لیا۔

اور گویا ہوا۔۔۔۔۔

"مس واٹ ایور۔۔۔۔ جو بھی نام ہے آپ کا۔

آپکو پتہ ہے۔ کیا یہ کلاس کا ٹائم ہے؟

جو لوگ پنکچول نہیں ہوتے وہ لوگ لائف میں اگے نہیں بڑھ سکتے۔"۔

مشی جو کے اپنے نیو سر کی شکل میں اس کھڑوس کو دیکھ کر حیران اور پریشان کھڑی تھی

اسکی باتوں سے اسے اور سبکی محسوس ہوئی اور سدا کی ڈرامہ کوئین کے آنسوں ٹپ ٹپ برسنا سٹارٹ ہو گئے۔

اب بچنے کا اور تو کوئی طریقہ نہیں تھا اور جب جلاد سامنے ہو تو یہی حربہ کام آنا تھا۔ اور کام کر بھی گیا تھا۔

رزم نے جب اسے یوں روتے ہوے دیکھا تو سب سے پہلا خیال یہی آیا کے کیا چیز ہے یہ لڑکی پوری ڈرامہ کوئین
۔

لیکن وہ روتی ہوئی اسے اور بھی کیوٹ لگی تھی۔

"اوکے۔۔۔۔ اوکے۔۔۔ اب رونا بند کرے آپ۔

آپ دونوں اپنی سیٹ پے بیٹھ جائے اور اپنا انٹرو دیں۔

بٹ ریمبر دیٹ آئی وانٹ پنکچوالیٹی۔۔۔۔۔

کوئی آیکسٹرا اوف نہیں اور سب سٹوڈنٹس میرے آنے سے پہلے کلاس میں موجود ہوں۔

اور اگر کوئی ایک منٹ بھی لیٹ ہوا۔۔۔۔۔۔۔۔

ایک منٹ کا مطلب ایک منٹ بھی۔۔"۔

اسپیشلی مس بوتھ اوف یو۔صاف اشارہ مشی اور شازیہ کی طرف تھا۔

"تو وہ کلاس میں انٹر نہیں ہو گا جب تک کلاس ہو گی وہ کلاس روم کے باہر کھڑا رہے گا

۔گوٹ اٹ۔۔"۔۔۔

"یس سر۔۔۔۔"،

ساری کلاس نے ایک ساتھ اسکی ہاں میں ہاں ملائی تھی۔مشی کی کلاس لگنے کے بعد سب کو یقین ہو گیا تھا کے واقعی اس بار کسی سٹرک ٹیچر سے پالا پڑا ہے۔جس نے مشی کو بھی خاموش کروا دیا ہے۔

ایک تو اسکی پرسنالیٹی ہی ایسی وجیہہ اور رو عبدار تھی۔

سب کا انٹرو ہوا تو لاسٹ باری مشی کی تھی۔ لیکن جب اسنے انٹرو دیا تو رزم کے کان سائیں سائیں کرنے لگے

اسکی سوئی ایک جگہ ہی اٹک گئی تھی اور وہ نام تھا

"مسکان شجاعت آفندی"۔

ایک دم سے اسکی آنکھیں سرخ انگارہ ہوئیں تھیں۔

نفرت سی محسوس ہوئی تھی اسے مسکان سے بھی۔

وہ فورا کلاس سے باہر چلا گیا۔ ابھی وہ کچھ دیر اکیلا رہنا چاہتا تھا۔ جہاں کوئی اسے ڈسٹرب نا کرے۔

ماضی.....

وہ پھر سے ماضی کی تلخ یادوں میں چلا گیا تھا۔ جہاں انکا بھی ایک ہنستا کھیلتا گھرانہ تھا۔

جو کسی کی دشمنی کی نظر ہو گیا تھا۔ کتنا خوش تھا وہ بھی پندرہ سال پہلے۔ ایک خوش حال فیملی تھی اسکی بھی جس میں وہ ماما بابا اور ایک وہ بھی تھی اسکی بہن کومل جو کہ اس وقت محض سولہ سال کی تھی۔

عدنان جعفری اور انکی شریک حیات ناظمہ بیگم اور ان کے ساتھ ان کے دو بچے بڑی بیٹی کومل جو کے سولہ سال کی تھی اور بیٹا رزم جو کہ دس سال کا تھا۔ وہ اپنی زندگی میں بہت خوش تھے۔

لیکن انکی خوشیوں کو نظر لگ گئی تھی اور وہ نظر کسی اور نے نہیں S.A نے لگائی تھی انکی زندگی برباد کر دی تھی آگ لگادی تھی انکی خوشیوں بھری زندگی میں۔

دوست کے پیچھے چھپا استین کہ سانپ نکلا تھا وہ بڑی بے رحمی سے اسکے ماما اور بابا کا قتل کیا تھا اور سب کو یہ کہا تھا کے وہ ڈرگز کی اسمگلینگ کرتا تھا اور انکی ہی گینگ کے آدمیوں نے قتل کر دیا ہے۔ لیکن حقیقت کچھ اور ہی تھی

۔

ایک دن جب اسکے بابا پریشان سے گھر آے تو اسے باہر کھیلنے کے لئے بھیج دیا تاکہ ناظمہ بیگم سے بات کر سکیں۔ لیکن رزم دروازے کی اوٹ میں چھپ کر باتیں سننے لگا۔ اسے بھی جاننا تھا کیوں اسکے بابا پریشان ہیں۔

بہت دنوں سے جعفری صاحب پریشان رہنے لگے تھے جب ناظمہ بیگم نے وجہ پوچھی تو انہوں نے سچ بتا دیا کے S.A اسمگلینگ کے کاموں میں انوولو ہے۔ اور اس نے بہت ہوشیاری سے یہ کام کیے ہیں وہ لڑکیوں کی بھی اسمگلینگ کرتا ہے اور یہ سب مجھے آج ہی پتہ چلا ہے۔

پہلے مجھے صرف شک تھا لیکن آج سچ پتہ چل گیا ہے۔ اور صرف اتنا ہی نہیں وہ اپنے دوست کو بھی دھوکا دے رہا ہے۔

اپنے دوست کو دھوکا دینے کے پیچھے اسکا کیا مفاد ہے بس یہ مجھے نہیں پتہ۔۔۔

رزم یہ باتیں سن کر وہاں سے چلا گیا۔ کیوں کے اسکا فرینڈ اسے بلا رہا تھا۔ لیکن اسے نہیں پتہ تھا یہاں سے جانا اتنا مہنگا پڑ سکتا ہے۔ کے وہ کبھی اپنے ماما بابا کو نہیں دیکھ پایے گا۔ اگر پتہ ہوتا تو کبھی نا جاتا۔

لیکن جو قسمت میں لکھا ہوتا ہو کے رہتا۔ تھوڑی ہی دیر گزری تھی کے اچانک گھر کی لائٹ چلی گئی اور اندھیرے میں کچھ لوگ گھر کے اندر داخل ہوے۔

اور ان میں ایک شخص بھی شامل تھا وہ شخص بھی شامل تھا S.A انکا باس تھا یہ سب کیا ہی اسنے تھا ماسٹر مائنڈ تھا

وہ باقی سب تو کٹھ پتلے تھے اسکے۔ برائیوں میں ایک نام تھا اسکا جس سے باقی سب انجان تھے. جنکو وہ چیٹ کر رہا تھا دوست کی شکل میں آستین کہ سانپ تھا وہ

اور آج وہ ایک اور فیمیلی کو برباد کرنے آیا تھا۔

جب تھوڑی دیر تک یو۔ پی۔ ایس یاں جنریٹر آن نہیں ہوا تو عدنان جعفری روم سے باہر آے کے دیکھیں کیا پرابلم ہے۔

باہر آئے تو گھر میں گھپ اندھیرا تھا۔ کچھ بھی نظر نہیں آرہا تھا ابھی وہ تھوڑا ہی آگے بڑھے تھے کہ پیچھے سے کسی نے انکے سر پر کسی وزنی چیز سے وار کیا اور وہ وہیں زمین بوس ہوئے اور انکے منہ سے ایک فلک شگاف چیخ برآمد ہوئی۔

آمنہ بیگم جو روم میں انکا انتظار کر رہی تھی چیخ سن کر فورا باہر آئی اور انکو پکارنے لگیں۔ اچانک سے پورا گھر روشنی میں نہا گیا اور جو منظر انکی آنکھوں نے دیکھا بے ساختہ انکی بھی چیخ نکل گئی۔ اور وہ فورا جعفری صاحب کی طرف بڑھیں۔

اس سے پہلے وہ ان تک پہنچتی S.A نے وہی انھیں پکڑ لیا۔"

کہا چلیں بھابی جی ذرا ہمیں بھی تو اپنا دیدار کروا دیں

"خباثت سے کہتے ہوئے آمنہ کو اپنی گرفت میں لیا۔

"چھوڑ دے بے غیرت انسان۔ ورنہ میں تجھے چھوڑو گا نہیں"۔

ابھی اتنا ہی کہا تھا کہ S۔ A نے وہی راڈ اٹھایا اور ایک اور وار کیا تھا عدنان کے سر پہ۔

ناظمہ مسلسل خود کو انکی گرفت سے آزاد کروانے کی کوشش کر رہی تھی۔

عدنان کھلتی بند ہوتی آنکھوں سے ناظمہ کو دیکھ رہے تھے جو کے مسلسل خود کو شجاعت سے دور کرنے کی کوشش کر رہیں تھیں لیکن کر نہیں پا رہی تھی۔

اور عدنان صاحب اپنی ہی آنکھوں کے سامنے اپنی عزت کو نیلام ہوتے دیکھ رہے تھے بے بسی ایسی تھی کے ہل بھی نہیں پا رہے تھے۔

اور صرف شجاعت ہی نہیں اسکے ساتھ آئے چار آدمیوں نے بھی انہیں اپنی درندگی کہ نشانہ بنایا اور جب وہ انکے وجود میں حرکت بند ہو گی تو انکو اور عدنان جعفری کو اسی گھر میں پیٹرول چھڑک کر زندہ جلا دیا۔

قسمت اچھی تھی کومل کی کے وہ اپنی فرینڈ کے گھر تھی لیکن ہونی کو کون ٹال سکتا ہے۔

وہ جب گھر آرہی تھی تو اسے کچھ لوگوں نے کڈنیپ کرلیا۔ وہ اسکا سودا کرنے والے تھے۔ لیکن بھلا ہو اس ملازم کہ اسنے اسے بچالیا۔

لیکن قسمت خراب تھی کومل کی کے وہاں سے بچ کر نکلی تو جسکی گاڑی سے ٹکرائی وہ کوئی اور نہیں بلکے SA ہی تھا اور تب سے اصل آزمائش سٹارٹ ہوئی تھی اسکی۔

جب تک رزم گھر پہنچتا سب ختم ہوچکا تھا۔ سب جل کر راکھ ہوچکا تھا۔ اور تب سے اسکی بہن لاپتا تھی۔

اور جس حالت میں وہ اسے ملی تھی۔ وہ زندہ لاش تھی۔ جس میں زندگی کی کوئی رمق نہیں تھی۔

لیکن رزم نے اسے جانے نہیں دیا تھا۔ بچالیا تھا۔ دنیا کے لئے وہ مرچکی تھی۔ اس نے اسے سب سے چھپا کے رکھا تھا۔

اور تب سے وہ اپنے انکل انٹی کے ساتھ تھا جو کے بلکل اسکے ماں باپ کی طرح تھے۔

اور آج وہ پھر اسی جگہ پے کھڑا تھا۔ اسکی ساری یادیں تازہ ہو گئیں تھی۔ سارے زخم تازہ ہو گئے تھے۔

اور وہ جو اسکی محبت۔ جس کا وہ داعویدار تھا۔ وہ کہیں جا سوئی تھی۔

اب صرف بدلہ تھا انتقام تھا۔ ابھی تو پیار کی کنپل کھلی تھی۔

اور ابھی ہی یہ سب ہوا تھا۔ شاید اسکی زندگی میں پیار تھا ہی نہیں۔

وہ پہلے بھی اکیلا تھا اور آگے بھی اکیلا رہنے والا تھا۔

جاری ہے.

Achi khasi long epi😊🙈🙈ab comments b long hon chahye

.🙈🙈🙈😍lo g ek ka past to agaya samny .ab hoi confusion

dor🤔🤔

Surprise surprise 😍😍😍🙈🙈🙈

Don't copy paste without my permission💣💣

ناول#مریض_ء_عشق

از#سندس_پری

#قسط_9

جلال آج کل کافی خوش رہنے لگا تھا۔سب ملازم بھی حیران تھے کہ آخر ہو کیا گیا ہے کے وہ آنا پرست انسان جو کسی کی ایک چھوٹی سی غلطی پہ اسکا حشر کر دیتا تھا آخر وہ اتنا خاموش کیوں ہے۔

کیا یہ طوفان سے پہلے والی خاموشی ہے؟۔

لیکن جو بھی تھا سب ملازم اپنے مالک کے اس نئے روپ سے خوش تھے۔ اور پوری کوشش یہی کر رہے تھے بلاوجہ اس مغرور بادشاہ کے سامنے نا ہی جائیں۔

کبھی کبھی تو وہ بھی حیران ہو جاتے تھے۔ اس مغرور بادشاہ کی فرمائشوں سے کبھی وہ پائین ایپل جوس منگوانے لگتا تو کبھی املی اور کچے آم، اور حد تب ہوتی جب بیٹھ کر گول گپے کی ایک ساتھ چار سے پانچ پلیٹیں ختم کر دیتا۔

سب کو پکّا یقین ہو گیا تھا۔ کے انکے مغرور بادشاہ کو بھی پیار ہو گیا ہے۔

لیکن کیا یہ پیار تھا؟۔۔۔۔۔۔

نہیں یہ اسکا جنون بن گیا تھا۔ اس نے اپنی حدی کی ہر پسند کو اپنی پسند بنا لیا تھا۔

وہ چاہتا تھا جب وہ اسکے پاس نہیں ہے تو یہ سب کچھ کر کے اسے محسوس کرتا۔ وہ پریشان نہیں کر سکتا تھا اسے۔

وہ تو کبھی برداشت نہیں کر سکتا تھا کے کوئی اس سے اونچی آواز میں بات بھی کرے۔ وہ بچپن سے ہی بہت پٹچی تھا اپنی حدی کو لے کر۔

ایک بار مذاق میں کسی نے حدی کی ڈول لے لی تھی تو پھر کیا تھا حدی تو آ گئی روتے ہوئے اپنے جالی کے پاس۔ اسے روتے دیکھ جلال کی آنکھوں میں خون اتر آیا تھا

اور اس نے اس لڑکے کو اتنا پیٹا تھا کے حال برا کر دیا تھا۔ بس ایک ہی بات دھرا رہا تھا: "تمہاری ہمت کیسے ہوئی میری حدی کی کسی بھی چیز کو ٹچ کرنے کی اور تو اور تمہاری وجہ سے وہ اتنا روئی ہے"۔

گھر والو نے بڑی مشکل سے جلال سے چھڑوایا تھا اس لڑکے کو۔

حدی کے بارے میں وہ بہت شدت پسند تھا۔ اب اسکی اتنی محبت جنون کی حدوں کو چھوتی ہوئی محبت برداشت کر پائیگی حدی۔؟

جو بھی تھا۔اب حدی کی قسمت تو جڑ چکی تھی جلال کے ساتھ وہ بھی ابھی سے نہیں پندرہ سال پہلے سے کیوں کے اسکی حدی کوئی غیر نہیں تھی وہ اسکی منکوحہ تھی۔

جلال اور حدی کے والدین نے جلال کی جنونیت،ضد اور محبت دیکھ کہ انکا نکاح کر دیا تھا۔تو محبت تو بڑھنی ہی تھی۔

بس اب جلال نے اس محبت کو کامل بنانا تھا اپنی حدی کو واپس لا کر اپنے پاس اب وقت ختم ہوا تھا۔

اب جدائی کی حد ختم ہو گئی تھی۔اب اگر وہ زیادہ دیر اپنی حدی سے دور رہا تو ٹوٹ جائیگا بکھر جائیگا۔ایسا ماننا تھا

جلال کا وہ روح سے بھی زیادہ عزیز ہو گئی تھی اسے اور ہوتی بھی کیوں نا وہ اپنے آپ کو سب کی نظروں سے چھپا کر رکھتی تھی۔حفاظت کرتی تھی اپنی۔

💞"شکل کی خوبصورتی محض آنکھوں کو بھاتی ہے" 💞

💞"لیکن کردار کی خوبصورتی دلوں کو فتح کر لیتی ہے۔۔" 💞

اس پہ صرف جلال کہ حق ہے صرف جلال کا۔ اور اب وہ اسکی ناراضگی بھی برداشت کر لیگا لیکن اپنے آپ سے دور نہیں جانے دے گا کبھی بھی نہیں۔

بیا آج کل بہت بزی رہنے لگی تھی انکے مڈ ٹرمز سٹارٹ ہو گئے تھے اور کلینکل ڈیوٹیز کی وجہ سے ٹائم ہی نہیں مل رہا تھا کے گھر میں بھی بات ہو سکے۔

ایگزامز کی وجہ سے وہ اور علینا بیا کے فلیٹ میں شفٹ ہو گئے تھے کے آرام سے تیاری کر سکیں پیپرز کی۔

لیکن اس دوران ایک اور پریشانی کھائے جا رہی تھی بیا کو۔ اور وہ تھا جے۔ ڈی۔

اسے ایک رانگ نمبر سے مسلسل کالز اور میسجز ریسیو ہو رہے تھے۔ اگر بات نا کرتی تو دھمکی ایک ہی ہوتی میں ملنے آجاؤں گا اور بیا سدا کی بھولی اور معصوم باتوں میں آجاتی۔

لیکن جب تک کال چلتی بیا کوئی بات نا کرتی بس خاموش رہتی اور وہ بھی کوئی پاگل تھا جو صرف اسکی خاموشی کو محسوس کرتا بات وہ بھی کم ہی کرتا۔

بیا سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ آخر وہ چاہتا کیا ہے۔ لیکن اچھی بات کے اس نے کبھی بھی کسی پک یا ملنے کہ مطالبہ نہیں کیا تھا۔

بس کال کرتا اور خاموشی کو محسوس کرتا۔ بیا نے تو نمبر بھی چینج کر لیا تھا لیکن پتا نہیں کیسے اسے بیا کی ہر بات ہر حرکت کہ پتا ہوتا تھا اور نمبر بھی کوئی عام نمبر نہیں تھا گوگل سے کال آتی تھی۔

لیکن جب سے آیگزامز سٹارٹ ہوے تھے کوئی کال وغیرہ نہیں آئی تھی وہ بھی ریلیکس ہو کر آیگزامز سے فری ہوئی تھی۔

اور آج علینا کے ساتھ باہر کھانا کھانے آئی تھی۔ کھانا کھانے کے دوران اسے مسلسل محسوس ہو رہا تھا کے وہ کسی کی نظروں کے حصار میں ہے۔ لیکن جب بھی وہ اپنے چاروں طرف نظریں گھماتی تو کوئی بھی نظر نا آتا۔ تو اس نے بھی اپنا وہم سمجھ کر اپنی سوچ کو جھٹکا تھا اور کھانا کھا کر آرام سے واپس فلیٹ میں آ گئی تھیں۔

اور اب کچھ دن یہیں رہنے کہ ارادہ تھا۔ تا کہ کچھ دن آرام کریں اور انجو ئے کرے اور یہ آئیڈیا علینا کہ تھا۔

عشاء کی نماز ادا کرنے کے بعد ابھی بیا لیٹی ہی تھی کے اسکے فون پر کال آنا شروع ہو گئی۔

اسکا دل نہیں کر رہا تھا فون اٹھانے کو۔ فون بج کر بند ہو گیا تو سکھ کہ سانس لیا لیکن ابھی کال بند ہی ہوئی تھی کے پھر سے کال آنا شروع ہو گئی۔

ناچار بیا کو فون اٹھانا ہی پڑا۔

فون اٹھاتے ہی پہلے سلامتی بھیجی گئی تھی۔

"السلام علیکم!

کیسی ہے میری جان؟۔۔۔۔

پیپر کیسے ہوے مجھے یقین ہے بہت اچھے ہوے ہونگے لیکن پھر بھی تمہارے منہ سے سننا چاہتا ہوں؟"۔

"وا۔۔۔وا۔۔۔وعلیکم السلام!

"،اٹک اٹک کر سلام کا جواب دیا تھا بیا نے۔

"دے۔دیکھے آ۔۔آ۔۔۔۔آپ مجھے کیوں کل کرتے ہیں۔یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے کے کسی کو پریشان کیا جائے۔ایسا میری ماما کہتی ہیں"۔

"ہاہاہاہا۔۔۔۔۔۔۔

میری جان یہ تم ہی ہو جسے میں فون کرتا ہوں۔ورنہ ایک دنیا ترستی ہے جے۔ڈی سے بات کرنے کو۔

میں تو حیران ہوں میں کیسے اتنی باتیں لیتا ہوں تم سے۔ اچھی بات تو بلکل نہیں ہے کسی کو پریشان کرنا لیکن تم کسی نہیں ہو۔

تم میری ہو صرف میری۔ اب چلو ایسی باتیں تو نا کرو اتنے دنوں بعد کال کی ہی میں نے۔ تھوڑی پیار کی باتیں ہی کر لو"۔ شوخی سے خواہش کہ اظہار کیا گیا تھا۔

"دیکھیں آپ مجھے پریشان نا کریں میں اللہ سے آپ کی شکایت کر دوں گی""۔

"یہ کیا بات ہوئی تنگ میں کر رہا ہوں تو شکایت بھی مجھ سے ہی کرو گی نا۔

ہاں اگر مجھے مانگنا ہے تو اللہ سے مانگ لو۔ وسے اگر نا بھی مانگو تو بھی میں صرف تمہارااور تم صرف میری ہو

اب چلو ایسی باتیں تو نا کرو اتنے دنوں بعد کال کی ہی میں نے۔ تھوڑی پیار کی باتیں ہی کر لو"۔ شوخی سے خواہش کا اظہار کیا گیا تھا۔

"دیکھیں آپ مجھے پریشان نا کریں میں اللہ سے آپ کی شکایت کر دوں گی""۔

"یہ کیا بات ہوئی تنگ میں کر رہا ہوں تو شکایت بھی مجھ سے ہی کرو گی نا۔ہاں اگر مجھے مانگنا ہے تو اللہ سے مانگ لو۔

ویسے اگر نا بھی مانگو تو بھی میں صرف تمہارا اور تم صرف میری ہو!"، آخر میں لہجہ تھوڑا سخت ہوا تھا۔

جیسے پورا یقین ہو کہ تم میری ہو اور کوئی جدا نہیں کر سکتا تمہیں مجھ سے اگر کوئی بھی بیچ میں آیا تو اپنے انجام کا وہ خود ذمیدار ہو گا۔

"دیکھیں یہ غلط ہے ہم ایسے بات نہیں کر سکتے آپ پلیز مجھے تنگ نا کرے"۔بیا تو روہانسی ہی ہو گئی تھی۔

مطلب کوئی بات سننی ہی نہیں ہے بس ایک ہی بات کرتا ہے بات کرو بات کرو۔ میں کیوں کروں بات ؟-

"دیکھیں مسٹر بہت ہوا اب اگر مجھے کال کی یاں پریشان کیا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔ کب سے پیار سے سمجھا رہی ہوں آپ ہیں کے بات ہی نہیں سن رہیں چلیں اب رکھیں فون اور دوبارہ نا تنگ کریئے گا"۔

بیا نے پوری ہمت لگا کر کیسے یہ الفاظ ادا کیے تھے اسے پتا تھا۔ وہ تو کبھی بھی کسی اونچی آواز میں بات تک نا کرتی تھی۔ لیکن جے۔ڈی کی باتوں سے وہ زچ آچکی تھی۔

"ہاہاہاہاہا!....... ہمارے محبوب کی تو ہر ادا ہی نرالی ہے"۔

اسے بیا کا اپنے ساتھ ایسے بات کرنا بہت اچھا لگا تھا کے وہ اس سے نار ضگی کا اظہار کر رہی تھی وہ یہی تو چاہتا تھا کے وہ اس سے ناراض ہو اس سے محبت کرے اس پہ غصہ کرے اور تنگ بھی اسے ہی کرے۔

"جو حکم میرے آقا اب نہیں کرتا پریشان"۔اسکی شوخ رگ پھر بھڑکی تھی۔ لیکن یہ کال نا کرنے والی بات کچھ جمی نہیں۔"اگر کال نا کی تو پھر میں ملنے آجاؤں گا۔ جو تم افورڈ نہیں کر پاؤ گی"۔

اتنا کہنا تھا کہ بیا نے کھٹاک سے فون رکھ دیا تھا۔"

یہ کتنے بتمیز انسان ہیں میں کب سے سمجھا رہی ہوں اور یہ توبہ ہے۔

یا اللہ پلیز مجھے بچالیں۔پتا نہیں کیوں یہ میرے پیچھے پڑ گئے ہیں۔ میں نے تو کبھی حجاب بھی نہیں اتارا تو انہوں نے مجھے کہاں دیکھ لیا!۔"

-وہ تو ڈر اور خوف سے مسلسل کانپنا شروع ہو گی تھی۔ کہیں وہ مجھ پے نظر تو نہیں رکھ رہے۔اپنے آس پاس نظر دوڑا کر فوراً اسے اپنے کمبل میں گھس گئی اور درود شریف کہ ورد کرتے ہوے سونے کی کوشش کرنے لگی۔

-

جو کے کافی دیر بعد کارآمد ثابت ہوئی تھی اور وہ نیند کی اغوش میں چلی گئی تھی دنیا اور مافیا سے بے خبر۔

جیسے ہی بیا نے فون رکھا جے۔ڈی نے اسی فون کو اپنے لبوں سے چھوا تھا اس وقت وہ ایک نرم دل انسان بنا ہوا تھا اسکے اندر کا درندہ کہیں جا سویا تھا

اور یہ سب صرف اسی وقت ہوتا تھا۔ اسکا۔ معمول بن گیا تھا بیا سے بات کرنا۔یہ اسے ہی پتا تھا کہ کیسے اس نے اتنے دن کنٹرول کیا ہے خود پر اور بات نہیں کی بیا سے۔

کیوں کے بیا کے ایگزیمز چل رہے تھے اور اسے پتا تھا جب بھی وہ کال کرتا وہ ڈسٹرب ہو جاتی تھی لیکن وہ بھی کیا کرتا دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر کال کرتا تھا۔

آج اتنے دنوں بعد بات کر کے ایک سکون کی لہر سرآیت کر رہی تھی اسکے پورے جسم میں۔

💕 " تجھ کو یقین آئے نہ آئے، یہ اور بات ہے.," 💕

💕 "میں تجھ سے دور رہ کے بھی تیرے ہی پاس ہوں" 💕

"ابھی تو تم دور ہو تو برداشت کرنا مشکل ہے لیکن جب پاس ہوگی تو کیسے برداشت کروگی میری شدتوں کو!"، خود کلامی کی گئی تھی۔

اور ایک خوبصورت مسکراہٹ نے اسکے عنابی لبوں کا آحاطہ کیا تھا۔ اس وقت وہ ایک نرم دل انسان بنا ہوا تھا اسکے اندر کا درندہ کہیں جا سویا تھا اور یہ سب صرف اسی وقت ہوتا تھا۔

ورنہ وہ جتنا سفاک تھا لوگوں کی روح کانپ جاتی تھی اسکا نام سن کر۔ کیوں کہ آج تک کسی نے بھی اسے دیکھا نہیں تھا۔

بس ایک نام تھا جے۔ڈی۔ وہ جب بھی کسی کے سامنے آیا تھا بلیک ہوڈی میں آیا تھا تو کوئی اسکی شناخت نہیں کر سکتا تھا۔

وہ کوئی گینگسٹر نہیں تھا وہ غریبوں کا مسیحا تھا۔اور جرم کرنے والوں کو عبرت کا نشان بناتا تھا۔کسی کی ہمت نہیں تھی کے وہ جے۔ڈی کے راستے میں آے۔

______________ ________________

آج پھر جلال اپنے دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر آیا تھا اپنی حدی سے ملنے۔وہ شاید اپنی کسی فرینڈ کے ساتھ آئی تھی ۔اور کھلکھلا کھلکھلا کر بات کر رہی تھی اس سے باتوں میں مصروف تھی۔

بے اختیار جلال کے دل نے بھی خواہش کی تھی کے وہ جلال کے لئے بھی مسکرآئے اس سے بھی ایسے ہی بات کرے۔

لیکن وہ تو بے خبر تھی سب سے۔ بس اپنی ہی دنیا میں رہنے والی اسکی فرینڈ بھی ایک ہی تھی۔ ہمیشہ ہی اسکے ساتھ پائی جاتی تھی۔ شاید ڈر تھا کے کہیں کھونا جائے اس درنداوں سے بھری دنیا میں۔

حدی نے اپنے اپنے آپ کو ایک خول میں بند کر کے رکھ لیا تھا۔ اور اس خول سے اب جلال نے ہی اپنی حدیبیہ کو نکالنا تھا۔

وہ خوش تھا اسکی حدیبیہ اسکے سامنے تھی پاس تھی۔ بس چھونے سے ڈر رہا تھا کہیں دور نا ہو جائے کیوں کے اسکے پاس بس اب یہی ایک وجہ تھی جینے کی۔

جب اسے خوش دیکھتا تو خود بھی مسکرانے لگتا اسکا دل جی اٹھتا تھا اسکی حدیبیہ اسکی حدی کی آواز سن کر ہی۔ وہ جانا چاہتا تھا اسکے پاس اسے چھونا چاہتا تھا محسوس کرنا چاہتا تھا۔

لیکن شاید ابھی بھی تھوڑا اور انتظار کرنا تھا سہی وقت کا۔ اور وہ وقت جلد آنے والا تھا۔

کیا واقعی وہ وقت انے والا تھا؟۔۔۔۔

یاں یہ محض ایک سوچ تھی؟۔۔۔۔

یہ تو آنے والا وقت ہی بتا سکتا تھا۔

جاری ہے۔

Ye ly g long episode .ab mai try kr rahi hun ky jitni ho sky utni long karo.🙈😊😍😍bs sath ap logon ny dena hai like or coments kr ky.or comemnts bhi long dia kary ap log taky mai b parh kr khush ho jao.jesy ap log epi read kr ky khush hoty hain😍😊😍😍🙈

Surprise Surprise 😍😍🙈🙈

Don't copy paste without my permission💣 💣

ناول#مریض_ء_عشق

از#سندس_پری

#قسط_10

"اس دن کے بعد سے رزم روز کلاس میں آتا لیکچر دیتا اور چلا جاتا ذرا ذرا سی بات پے ڈانٹ دیتا صرف اور صرف مشی کو"۔

ایسا مشی نے فیل کیا تھا۔وہ تو غصّے سے پاگل ہو جاتی تھی۔اور رزم کو بھی مزہ آتا تھا اسے تنگ کرنے میں۔

رزم سب چیزوں کو سائیڈ پے کر کے ابھی صرف اور صرف اپنے ملک کے غداروں کو پکڑنا تھا جو کے معصوم کلیوں کو مسل رہے تھے اپنی درندگی کہ نشانہ بنا رہے تھے۔

اس وقت رزم کا صرف ایک ہی موٹیو تھا اس گینگ کو پکڑنا اور اسی وجہ سے وہ لیلیٰ کے قریب رہنے لگا تھا۔

دل تو اسکا بلکل بھی نہیں کرتا تھا لیکن فرض پہلے تھا اور اسکے لئے وہ کچھ بھی کرنے کو تیار تھا۔ لیلیٰ اور اسکے گروپ پر رزم کی کڑی نظر تھی اور اسے اب اپنا مقصد پورا ہوتا ہوا نظر آ رہا تھا۔

اور بہت جلد وہ اس گروپ کو جیل کی ہوا کھلانے کا ارادہ رکھتا تھا۔ اور آج تک ایسا کوئی کیس نہیں تھا جسے رزم نے پورا نا کیا ہو۔ وہ اللہ کا نام لے کر اپنے ملک کے ساتھ دھوکہ کرنے والو کو انکے انجام تک پہنچاتا تھا۔

اور دوسری طرف پتا نہیں کیوں لیکن مشی کو وہ مغرور ٹیچر اچھا لگنے لگا تھا۔ کبھی کبھی وہ لیکچر کے دوران رزم کو دیکھنے میں اتنا محو ہوتی کے کب کلاس ختم ہوئی اسے کچھ پتا نا چلتا۔

اور یہ بات رزم نے بھی نوٹ کی تھی۔ لیکن وہ اگنور کر رہا تھا کیوں کے وہ کمزور نہیں پڑنا چاہتا تھا۔ اسے بدلہ لینا تھا۔ اور وہ کسی کو بھی معاف کرنے کہ کوئی ارادہ نہیں رکھتا تھا۔

لیکن مشی تو اس سب سے انجان تھی۔ اسے کیا پتا تھا کے اسکی زندگی کیا نیا موڑ لینے والی ہے۔ وہ تو اپنی مستیوں میں مگن تھی۔

مانا کے اسے رزم اچھا لگنے لگا تھا لیکن اچھا لگنا الگ اور بدلہ لینا الگ بات تھی اور جب جب اسے ڈانٹ پڑتی وہ کوئی نا کوئی منصوبہ بناتی اور رزم اسکا کوئی بھی منصوبہ کامیاب نا ہونے دیتا۔ اور وہ دل مسوس کر رہ جاتی۔

اب اسے کیا پتا تھا جس کے سامنے وہ یہ بچوں والی ٹریکس استعمال کر رہی ہے وہ کوئی عام انسان نہیں بلکے اے۔ سی۔ پی رزم جعفری ہے۔ جسے الو بنانا اتنا بھی آسان نہیں ہے۔ جتنا کے مشی کو لگ رہا تھا اور اب وہ کچھ نیا کرنے کہ سوچ رہی تھی۔

تبھی اسکے ذہن میں ایک آیڈیا آیا اور آنکھوں میں ایک شیطانی چمک لئے مسکراتے ہوئے وہ اپنے پلان پے عمل کرنے کا سوچنے لگی۔

اور یہ کام کوئی مشکل نہیں تھا مشی دی گریٹ کے لئے

"واو مشی یو آر سو جنیئس"،

خود ہی اپنی پیٹھ تھپ تھپا کر خود کو داد دی۔ اور کل رزم کے ساتھ ہونے والے سین کہ سوچ کر ہنسنے لگی۔

اگلے دن رزم کلاس میں انٹر ہوا پوری کلاس پہلے سے ہی موجود تھی۔ اسکی نظر بھٹک کر اسی ظالم حسینہ پر گئی۔ جسے نا دیکھنے کا وہ روز خود سے عہد کرتا لیکن اسکے سامنے آتے ہی دل کے ہاتھوں مجبور ہو جاتا اور بس ایک جھلک دیکھ کر اپنے پیاسے دل کو سکون پہنچا تا۔

فوراسے اس نے انہی نظروں کہ ذاویہ بدلا۔ لیکن آج مشی کے چہرے پر ایک الگ ہی چمک تھی جسے دیکھ کر وہ حیران تھا۔ اور اپنے ساتھ ہونے والے کارنامے سے انجان۔

اپنی عادت کے مطابق اسنے بورڈ مارکر کو اپنے دونوں ہاتھوں سے پکڑا اور لیکچر سٹارٹ کر دیا۔

اور جب لکھنے لگا تو یہ کیا مارکر اسکے ہاتھوں سے الگ ہونے سے انکاری تھا

اور جب اسکی نظر مشی پر پڑی تو سارا معاملہ سمجھ آگیا۔ اور مشی کا پورا چہرہ لال ہو رہا تھا ہنسی کنٹرول کرنے کے چکر میں۔

جب برداشت نا ہوا تو ایک دم سے وہ ہنسی

ہاہاہاہاہاہا۔۔۔۔۔۔

پر اسکے ساتھ ہی پوری کلاس میں بھی قہقہے گونج اٹھے۔

رزم مسلسل مار کر کو الگ کرنے کی جدو جہد میں لگا ہوا تھا اور وہاں سب کا ہنس ہنس کر برا حال ہو رہا تھا۔

آخر تنگ آکر رزم کلاس سے ہی باہر چلا گیا۔

آج کے کارنامہ کے بعد مشی کی روح کو بھی سکون مل گیا تھا وہ خوشی خوشی گھر آئی کھانا کھایا اور آرام سے سو گئی۔

کیوں کہ کل اتوار تھا تو مشی میڈم نے لمبی تان کر سونا تھا اور وہ تو تھی ہی سدا کی نیند کی دیوانی۔

آرام سے لمبی تان کر سو گئی۔ اگلی صبح نماز ادا کر کے قرآن پاک کی تلاوت کی اور پھر سے سو گئی۔

اب مشی میڈم نے دوپہر میں ہی اٹھنا تھا۔ تو دوبارہ سے سو گئی۔

مشی کے سونے کے گھنٹہ بعد ہی ایک سایہ نمودار ہوا تھا اسکے روم میں۔ اور جو کام کرنے آیا تھا وہ کرنے لگا

مشی تو اتنی بے خبر سو رہی تھی کہ اسے پتا ہی نا چلا کے اسکے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔

ٹھیک 15 منٹ کے بعد جب اسکا کام پورا ہو گیا تو وہ سایہ ایک نظر مشی کو دیکھ کر چہرے پر شیطانی مسکراہٹ سجائے دبے پاؤں روم سے باہر چلا گیا۔

لیکن جاتے ہوئے بھی پیچھے مڑ کر دیکھنا نا بھولا تھا۔

شجاعت صاحب فتح پور گئے ہوئے تھے وہاں انکی خاندانی حویلی تھی۔ اور گاؤں کے جو بھی فیصلے ہوتے تھے اسکی پنچایئیت بیٹھتی تھی اور فیصلہ شجاعت آفندی ہی کرتے تھے۔

سب انکا کہا کبھی نہیں ٹالتے تھے وجہ عزت سے زیادہ ڈر اور خوف تھا جو سبکو ہوتا تھا شجاعت آفندی سے۔

دیکھنے میں وہ ایک نرم دل اور خوش مزاج شخصیت کے مالک تھے۔ لیکن حقیقت اسکے بر عکس تھی۔ وہ ایک جابر اور نہایت ہی ظالم قسم کے انسان تھے۔ لیکن انکے بچے اپنے بابا کی اس سائیڈ سے ناواقف تھے۔

وہ لوگ زیادہ گاؤں میں آنا نا پسند ہی نہیں کرتے تھے۔ کیوں کے ان میں ل سے کسی کو بھی یہاں کا ماحول بلکل بھی پسند نہیں تھا۔

بچپن میں سب کچھ ٹھیک تھا۔ لیکن جب سے وہ لوگ لاہور شفٹ ہوئے تھے۔ اسکے بعد سے فتح پور کے حالات اور خراب ہو گے تھے اب وہ پہلے جیسا بلکل بھی نہیں رہا تھا۔ پہلے سب پیار محبت سے رہتے تھے۔ اتفاق اور صلح سے سارے فیصلے ہوتے تھے۔

کیوں کے وہ سلطان کا دور تھا۔ وہ نہایت ہی نرم دل انسان تھے لیکن جہاں نا انصافی ہوتی انکا دوسرا رخ سامنے اتا تھا۔ وہ اصول کے پکّے انسان تھے۔ ایک بار اگر زبان دے دی تو مرتے دم تک اس سے پھرتے نہیں۔ تھے انکا ماننا تھا۔ ساری اہمیت زبان کی ہی ہوتی ہے۔ اور وہ مرد نہیں جو ایک بار زبان دے کر اس سے پلٹ جائے۔

سب لوگ انکی بہت عزت کیا کرتے تھے اور یہ سب انکی محبت ہی تھی کہ پچھلے 30 سالوں سے سلطان خاندان کے ہی وارث وہاں کے سردار بنتے آئے تھے۔ وہاں بھی باقاعدہ ووٹنگ ہوتی اور بغیر کسی جھول کے ہمیشہ انکا ہی سکہ چلتا آیا تھا۔

لیکن 15 سال پہلے ایک حادثے میں انکا پورا خاندان خالق حقیقی سے جا ملا۔ سب نے اسے ایک حادثہ ہی گردآنہ تھا لیکن حقیقت کیا تھی کسی کو بھی معلوم نہیں تھی۔

لوگ کہتے تھے کے انکی بی جان جو کہ اس دن حویلی میں ہی تھی اور انکے پاس ایک شیر خوار بچی تھی جو کے اس وقت محض 1سال کی تھی۔ لیکن اس حادثے کے بعد سے انکا کوئی پتہ نہیں تھا کہ وہ کہا گئے زمین کھا گئی یاں آسمان نگل گیا۔ تھوڑا ارسا تو سب نے بہت تلاش کیا انکو لیکن جب ناکام ہوے تو چھوڑ دیا۔

اور تب سے شجاعت آفندی نے گدی سنبھال لی۔ وہ تو گوزائل کو بھی کہہ رہے تھے کے وہ انکی گدی کو سنبھالے اب۔ لیکن گوزائل نے صاف انکار کر دیا تھا۔ کیوں کے اسے کوئی دلچسپی نہیں تھی اس سب میں۔

اسکا ماننا تھا کے اے سب اسکے بس کی بات نہیں ہے اور گاؤں کے لوگ تو انپڑ ہیں وہ لوگ بس عزت کی بت پڑ قتل وغارت کر سکتے ہیں اور اگر یہی بات لڑکے کی آئے تو ساری سزائیں معاف کر دی جاتی تھی۔ کیا لڑکی ہونا گناہ ہے. لیکن گاؤں میں سب نے اس چیز کو گناہ ہی بنا دیا تھا۔

اب کون انکو سمجھائے کے بیٹیاں تو رحمت ہوتی ہیں۔ اور یہ پھول بھی انکے گھر ہی کھلتے ہیں جو انکی حفاظت کر سکیں۔

اسی نظریہ کو دیکھتے ہوئے آمنہ بیگم نے ضد کی تھی کہ وہ شہر میں رہنا چاہتی ہیں۔ اور شجاعت صاحب کو بھی یہ سب سہی لگا تھا۔

وہ جیسے مرضی دوسرے لوگوں کے ساتھ تھے لیکن اپنے تینوں بچوں میں انکی جان تھی

اور انکی وجہ سے ہی تو انکے اور آمنہ بیگم کے درمیان سب سہی ہوا تھا۔ انکو بہت محبت تھی بیا سے۔

اور مشی میں تو سب کی جان بستی تھی وہ اور غازی گھر کی رونق تھے۔

جاری ہے۔

Aj epi deny ka mood nhi ho raha tha q ky tabyat thori nasaaz lag rahi thi😪🤒 .lekin ap logo ki muhabat dekh kr likh hi li mai ny😊🙈😍😍ab ap log bhi achy achy or looooooong coments kr ky mujy b khush kr dy😊😍🙈🙈🙈🙈🙈waiting for your lovely coments 😍🙈🙈🙈🙈

Surprise Surprise🙈🙈😍😍

Don't copy paste without my permission💣💣

ناول#مریض_ء_عشق

از#سندس_پری

#قسط_11

"بیا اور علینا فلیٹ میں ہی تھیں ابھی تک"__

آج انہوں نے واپس جانا تھا ہوسٹل لیکن اچانک سے علینا کے گھر سے کال آگئی اور اسے گھر جانا پڑا۔

اب بیا اکیلی رہ گئی تھی۔ تو اس نے سوچا کیوں نا وہ خود ہی ہوسٹل چلی جائے۔

اور اپنے ڈرائیور کے ساتھ وہ بھی ہوسٹل کے لئے روانہ ہو گئی لیکن راستے میں ٹریفک ہونے کی وجہ سے اسے اور دیر ہو گئی 1 گھنٹہ ہونے کو آیا تھا اور ٹریفک ابھی بھی ویسی کی ویسی ہی تھی۔

آخر کار تنگ آکر ڈرائیور نے بیا سے کہا"

میڈم پتا نہیں کیوں آج اتنا ٹریفک ہے اگر آپ کہیں تو میں جا کر معلوم کر آؤں"

کیوں کہ ڈرائیور کو بھی پتا تھا کے انکی بی بی بہت کمزور دل کی مالک ہے یہ نا ہو وہ جائے اور یہاں بیا کی حالت خراب ہو جائے۔

بیا جو پہلے ہی ڈر رہی تھی اور گھبرا گئی ڈرائیور کی بات سن کر۔

لیکن اگر منع کر دیتی تو پتا نہیں اور کتنا ٹائم یہاں لگ جاتا اس لئے حامی بھر لی لیکن جلدی آنے کی تاکید کرنا نہیں بھولی تھی۔

"ٹھیک ہے ڈرائیور انکل! لیکن انکل آپ جلدی آئیے گا"۔

"ٹھیک ہے بی بی جی میں بس ابھی آتا ہوں۔ لیکن آپ گاڑی کے اندر ہی بیٹھی رہیے گا۔ باہر مت آئیے گا"۔

ڈرائیور کو گئے پانچ منٹ ہو گئے تھے۔ اب تو بیا کے پسینے چھوٹ گئے تھے وہ ایک دم سے گھبرا کر رونا سٹارٹ ہو گی تھی۔

وہ فوراً گاڑی سے باہر آ گئی۔ اور یہاں وہاں دیکھنے لگی اور اس دوران مسلسل وہ ہچکیوں سے رو رہی تھی۔

اس وقت وہ یہ بھی بھول گئی تھی کہ وہ گاڑی میں نہیں بلکہ باہر کھڑی ہے۔ رونے سے مسلسل وہ کانپ رہی تھی۔

اور دور کچھ لڑکے اسے بڑے غور سے دیکھ رہے تھے اور اسکی بے بسی کا مذاق اڑا رہے تھے۔

کہ اتنی دیر میں کوئی آیا تھا اسکے سامنے۔ اور وہ جو رونے کا شغل فرما رہی تھی کسی جانی پہچانی کلون کی خوشبو کو محسوس کر کے بنا کچھ سوچے سمجھے اس انسان کے گلے لگ گئی اور اپنی گرفت مظبوط کر دی اس پر اور زیادہ رونے لگی۔

"مم۔۔۔ مم۔۔ میں بب۔۔۔ بہت بہت ڈ۔۔ڈ۔۔۔ڈر گئی تھی۔ یہ۔۔۔ یہ یہاں سب سب
ہن۔۔۔ ہن۔۔۔ ہنس رہ۔۔۔ رہے تھ۔۔ تھے"، اٹک کر اپنے لفظ ادا کیے اور وہی اسکی بازوؤں کے حلقے میں ہوش و خرد سے بے گانہ ہو گئی۔

اور اس نے بہت آرام سے اسے اپنے کسرتی بازوؤں میں بھرا اور وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ اس دوران ایک منٹ کے لئے بھی اسکی نظر بیا کے چہرے سے نہیں ہٹی تھی

حالانکہ بیا کا چہرہ نقاب میں قید تھا اور خوبصورت آنکھوں کی جھالر اس وقت گری ہوئی تھی۔

زیادہ رونے کی وجہ سے اسکا نقاب گیلا ہو کر اسکے چہرے کے نقوش کو واضح کر رہا تھا۔

وہ مکمل حسن کی دیوی صاف شفاف رنگت بلکل کسی حور کی طرح۔ اس نے آرام سے اسے لا کر گاڑی کی سیٹ پر لیٹا دیا۔

اور خود کسی کو کال ملائی۔ کال سے فارغ ہو کر خود فرنٹ سیٹ پر بیٹھ کر گاڑی کو زن سے بھگا لے گیا۔

پورے راستے وقفے وقفے سے وہ پیچھے اپنی متاع جاں کو دیکھ رہا تھا۔ 15 منٹ کی ڈرائیو سے وہ بیا کو اس کے ہی فلیٹ میں لے کر آ گیا۔

اور بہت آرام سے اسے بیڈ پہ لیٹا دیا اور اپنے دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر اسکا نقاب کھولنے لگا۔

جیسے ہی نقاب ہٹا تھا وہ تو اسے دیکھ کر مبہوت ہی رہ گیا تھا وہ تو کھو گیا تھا۔

اتنا مکمل حسن اوپر سے رونے کی وجہ سے آنکھیں اور ناک سرخ ہو گئیں تھیں اور بھرے بھرے گال دیکھ کر بے ساختہ اسکا ہاتھ گیا تھا اسکے گالوں کو انگلیوں سے چھو کر محسوس کر رہا تھا وہ اسے۔

نظر بھٹک کر اسکے گلابی کٹاؤ دار لبوں پر آ کر ٹھہر سی گئی تھی۔

اور بے ساختہ وہ جھکا تھا اسکی صبیح پیشانی پر پیار کی پہلی مہر ثبت کی تھی اسکے بعد باری باری اسکی آنکھوں پہ بھوسہ دیا تھا۔

ایک سرور سا دوڑا تھا اسکے پورے جسم میں کتنے سالوں بعد ملا تھا وہ اپنی بیا سے اتنے قریب سے اسے دیکھ رہا تھا اسے محسوس کر رہا تھا۔

یہ احساس ہی خوشگوار تھا کے اسکی بیا اسکے پاس ہے۔ اور وہی پہ اسکے ساتھ بیڈ پر ہی لیٹ گیا۔

وہ ہمیشہ بیا کے آس پاس ہی تھا بلکل اسکے سایے کی طرح اسکی ہر حرکت پر اسکی نظر تھی۔ لیکن دور سے۔

وہ کبھی بھی اسکے سامنے نہیں آیا تھا وہ اسے پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اس لئے بس نظر رکھتا تھ اس پر۔

لیکن اب جب وہ تھوڑی میچور ہو گئی تھی اور جے۔ڈی ک بھی اس سے دور رہنا محال ہو گیا تھا۔

اس لئے کالز کر کے اپنے بے سکون دل کو قرار دیتا تھا۔

وہ اسکے جسم کی روح اور دل کا قرار بن گئی تھی۔

اتوار ہونے کئی وجہ سے مشی آرام سے 12 کے قریب آنگڑ آئی لیتے ہوے اٹھی۔

اور کچھ دیر آرام سے اپنے روم کو ہی دیکھنے لگی جس کی ہر چیز اسی کی بدولت پنک کلر کے امتزاج سے سجی ہوئی تھی۔

اور خود سے ہی مخاطب ہوئی:

"یار یہ اتوار کو ہفتے میں 3 بار تو آنا چاہیے بندہ آرام سے اپنی مرضی سے سویے اور اپنی مرضی سے اٹھے۔

ہائییییے مشی تُو اور تیرے نکے نکے خواب۔ مشی نے مسکراتے ہوئے واشروم کہ رخ کیا۔

اور آخر کیا تھا اسکی 2 منٹ بعد ہی پورے گھر میں مشی کئی چیخیں گونج رہی تھی۔

"غازی بھائییی۔۔۔"۔۔

مشی چلاتی ہوئی روم سے باہر آئی۔

گھر میں جو بھی مشی کو دیکھتا اپنے منہ پر ہاتھ رکھ کر اپنی ہنسی کو کنٹرول کرنے کی کوشش کرتا کیوں کے وہ سب بھی اکثر مشی کی شرارتوں کا مہرا بنتے تھے۔

اور کسی کو بھی مشی کے سامنے ہنس کر اپنی شامت نہیں بلوانی تھی۔ جیسے ہی مشی ڈائننگ حال میں انٹر ہوئی۔

آمنہ بیگم کی نظر جیسے ہی مشی پر گئی پہلے تو وہ حیران ہوئی۔ اور اسکے انکی ہنسی بھی تھی کے تھمنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔

اور مشی ماما کو بھی اس طرح خود پر ہنستا دیکھ کر منہ پھولا کر بیٹھ گئی۔ لیکن یاد آنے پر پھر سے نظریں ادھر اُدھر دوڑانے لگی

اور بلا اخر مشی کو غازی پلر کے پیچھے نظر آہی گیا اور فوراسے اسکے سر پر جا پہنچی۔

"غازی بھائی یہ آپ نے ٹھیک نہیں کیا"،

اور غازی کی تو ایک بار پھر سے ہنسی چھوٹ گئی اور اسکے بعد سب کے بلند وبالا قہقے آفندی ولہ میں گونجے تھے

کیوں کے غازی نے اپنے پینٹنگ کے سامان کو آج مشی کے مبارک چہرے پر لگنے کا شرف بخشا تھا۔

اب 3 گھنٹے تو مشی کو اسے صاف کرنے میں ہی لگ جانے تھے۔ مشی بھی منہ بنا کر بیٹھ گئی۔

اور غازی کو جب لگا کے مشی ناراض ہو گی ہے تو فوراا اسکی طرف بڑھا تھا۔

"یار تم نے سٹارٹ کیا تھا میں نے اینڈ کر دیا۔ اب چلو جلدی سے اپنا منہ صاف کرو پھر میں تمہیں باہر آئیسکریم کھلا کر آتا ہوں"۔

آئیسکریم کا نام سن کر مشی تو خوش ہو گی تھی اور فوراََ مان گئی۔ لیکن دل میں عہد کر لیا تھا کے غازی بھائی سے بدلا تو لینا ہی ہے تو کیوں نا پہلے آئیسکریم ہی کھالی جائے۔

"او کے بھائی لیکن ابھی اسے صاف کرنے میں تو 3 گھنٹے لگ جائیگے"۔

مشی پھر سے روہانسی ہوئی تھی۔"

اوہ ہو تم اسے صاف کرو میں لیکر آتا ہوں آئیسکریم۔

"غازی اور مشی جانی دشمن سہی لیکن پیار بھی بہت کرتے تھے دونوں ایک دوسرے سے۔

خاص کر غازی تو بھول جاتا تھا لیکن مشی میڈم تو بدلا لیکر ہی سکون کا سانس لیتی تھی۔

مشی روم میں گئی اور غازی نے گاڑی کی چابی لیکر آئیسکریم پارلر کا رخ کیا اب اپنی جان کو منانا بھی تو تھا۔

"غازی ابھی راستے میں ہی تھا کہ اسے ایک لڑکی نظر آئی جیسے کافی سارے لڑکے پریشان کر رہے تھے"۔

وہ تین لڑکے تھے اور لڑکی کے ارد گرد دائرہ بنا کر اسکے ارد گرد گول گول گھوم رہے تھے۔

اس نے گاڑی ایک سائیڈ پر روکی اور اس طرف گیا۔

جہاں وہ لوگ اس لڑکی کو تنگ کر رہے تھے۔

لیکن ابھی وہ اس تک پہنچا بھی نہیں تھا کہ اپنی آنکھوں سے اس نے جو منظر دیکھا۔

اگر دیوار کا سہارا نا لیتا تو یقیناً غش کھا کر ضرور گر جاتا۔

کیوں کہ سامنے ایک لڑکی جو کے تھوڑی دیر پہلے تک اسے کوئی معصوم سی لڑکی محسوس ہوئی تھی

جو کے بے بس اور لاچار لگی تھی اسے۔

اب وہی لڑکی کراٹے بازی کرتے ہوائے ان لڑکوں کو انکی نانی یاد دلا رہی تھی۔

اس نے آج تک اتنی نڈر لڑکی نہیں دیکھی تھی۔

پہلے تو بیچاری بن کر سب کچھ سنا اور دیکھا کہ کس حد تک تنگ کر سکتے ہیں۔

اس کی بعد اپنی کراٹے ٹریکس کا استعمال کیا اور ان تینوں کو دھول چٹا دی۔

دکھنے میں وہ بہت ہی خوبصورت اور معصوم تھی۔

براؤن آنکھوں والی حسینہ، نہیں ظالم اور قاتل حسینہ جو کے ہاتھوں اور آنکھوں سے ہرانے کا ہنر خوب جانتی تھی۔

کیا لگتا ہے آپ لوگوں کو اب کیا ہونے والا ہے آگے سٹوری میں؟

جاری ہے۔

Koi b ab short na kahy😏🙈.chalo btao ab kia hony ja rha 🤔🙄.mujy bara maza any wala hi agy epi likh kr😊🙈😍😜

Don't copy paste without my permission💣💣

ناول#مریض_ء_عشق

از#سندس_پری

#قسط_12

" صبح کے پانچ بج رہے تھے لیکن مجال ہے کے جے۔ڈی نے ایک منٹ کے لئے بھی اپنی آنکھیں بند کی ہوں۔

وہ تو بس یک ٹک بیا کے چہرے کو دیکھ رہا تھا کتنا انتظار کیا تھا اس نے اس وقت کا کے کب بیا اسکے سامنے ہو گی اور وہ بس اسکا دیدار ہی کرتا رہے گا۔

اگر پوری زندگی بھی ایسے بیا کو دیکھتے گزر جائے تو جے۔ڈی ہنسی خوشی اپنی پوری زندگی بھی بیا کے نام کرنے کے لئے تیار تھا۔

جب اسے لگا کے اب تھوڑی دیر میں بیا نے اٹھ جانا ہے تو وہ آرام سے بیا کے گالوں کو اپنے لبوں سے چھو کر فورا اس سے دور ہوا۔

اپنے کپڑے سہی کیے اور کیچن کا رخ کیا۔ ایک فرائے ایگ ساتھ میں پراٹھا، اچار اور چائے اوپر چڑھا کر دوبارہ سے بیا کے روم کا رخ کیا۔

لیکن یہ کیا بیا ابھی تک ویسے ہی سو رہی تھی وہ حیران تھا کے اس ٹائم تک تو بیا اٹھ جاتی ہے آج کیوں نہیں اٹھی ابھی تک۔

شاید کل وہ زیادہ ڈر گئی تھی اس لئے ابھی تک سو رہی تھی جے۔ڈی آرام سے اسکے پاس ہی بیڈ پر بیٹھ گیا اور پھر سے اسے دیکھنے لگا۔

جب تھوڑی دیر تک بیا نا اٹھی تو وہ بے ساختہ اسکے لبوں پے جھکا تھا اور پیار بھری شرارت کر کے پیچھے ہٹا.

اور اسکے بال جو کے اسکے چہرے پر آ رہے تھے انھیں پیچھے کیا اور تھوڑے سے بال ہاتھ میں لیکر انہیں اسکے کان کے قریب کر کے بار بار اسے گد گدی کرنے لگا اور جب لگا کے وہ اٹھ رہی ہے تو فوراً وہاں سے چلا گیا کیوں کے وہ ابھی اسکے سامنے نہیں آنا چاہتا تھا۔

بیا جو کے خوبصورت خواب کے زیر اثر تھی جب اسے محسوس ہوا کے اسکے کان میں کچھ جا رہا ہے تو فوراسے چلا کر اٹھی اور اپنے آس پاس دیکھنے لگی لیکن جب کچھ بھی نظر نا آیا تو تھوڑی پر سکون ہوئی۔

لیکن جیسے ہی اسکا ذہن بیدار ہوا تو حیران ہوئی کے وہ تو ہوسٹل جا رہی تھی۔ تو یہاں اپنے روم میں کیسے آئی واپس ؟

اور وہ شخص کون تھا جو اسکی ڈھال بن کر اسکے آگے کھڑا ہو گیا تھا۔ وہ کتنا ڈر گئی تھی کل خود کو اکیلا محسوس کر رہی تھی۔

بچپن سے بس ایک ہی خواب دیکھنا اور پھر لوگوں کی عجیب نظریں اسی لئے تو گھبرا کر رونا سٹارٹ ہو گی تھی۔

پھر وہ آیا تھا۔ لیکن وہ تو اچانک بے ہوش ہو گی تھی لیکن غنودگی میں جاتے ہوئے بھی اسے محسوس ہوا تھا کے وہ کسی کے مضبوط بازوؤں کے حصار میں ہے۔

وہ انہی سوچو میں گم تھی کہ جب اسکی نظر گھڑی پر پڑی جو کے پانچ بج کر تیس منٹ کا ٹائم دکھا رہی تھی۔ فوراً سے اس نے واشروم کہ رخ کیا اور وضو کر کے نماز ادا کرنے لگی۔

تلاوت قرآن پاک کے بعد جب وہ 6 بجے کچن میں آئی تو ایک بار پھر سے حیران رہ گئی کیوں کے اسکا ناشتہ ریڈی تھا۔ اور چائے کا کپ آون میں تھا۔

یہ سب کس نے کیا؟۔۔۔۔۔۔۔

تو کیا وہ سب سچ تھا جو اسے نیند میں فیل ہوا تھا کوئی تھا اسکے روم میں اور اس نے ہی یہ سب کیا۔

بیا نے پکّا ارادہ کر لیا تھا کے اب وہ ہوسٹل میں ہی رہے گی یہاں رہنا خطرے سے خالی نہیں تھا۔

وہ جو کوئی بھی تھا دوبارہ بھی آسکتا تھا۔ وہ اور پریشان ہو گی تھی۔ فوراً سے ناشتہ کر کے برتن واش کیے اور ڈرائیور کو لیکر ہوسٹل روانہ ہو گئی۔

دوسری طرف جے۔ڈی جو کہ بیا کی ایک ایک حرکت پر نظر رکھے ہوئے تھا۔ مسکرایا تھا اور خود سے ہی مخاطب ہوا تھا۔ میری ڈرپوک جانم 🙈😊😍

کیوں کے جے۔ڈی نے بیا کے فلیٹ میں خفیہ کیمرے لگائے ہوئے تھے۔ جن کی مدد سے وہ ہر وقت اس پر نظر رکھے ہوئے تھا۔

غازی تو یہ بھی بھول گیا تھا کے وہ مشی کے لئے آئیسکریم لینے آیا تھا۔

وہ تو جب مشی نے کال کی تو وہ ہوش کی دنیا میں آیا تھا اور فوراسے آئیسکریم پالر کا رخ کیا اور جلدی سے آئیسکریم لیکر گھر پہنچا۔

ورنہ کوئی بھروسہ نہیں تھا مشی پھر کوئی کارنامہ انجام دے دیتی اور اس وقت وہ اپنی شامت آتی نہیں دیکھ سکتا تھا ۔ فوراسے مشی کو اسکی آئیسکریم پکڑائی اور خود اپنے روم میں چلا گیا۔

مشی تو حیران تھی آج غازی بھائی نے بغیر تنگ کیے ہی ساری آئیسکریم اسے دیدی۔ لیکن پھر خود ہی پر سکون ہو گی کے مجھے تنگ کیا تھا شاید اس لئے۔ لیکن بخشنے والی تو میں بھی نہیں آپ کو بھائی۔

اگے کہ پلان کرتے ہوے وہ آئیسکریم سے بھرپور انصاف کرنے لگی۔

تھوڑی دیر بعد مشی نے غازی کے روم کا رخ کیا کیوں کے اتوار ہو اور وہ غازی کہ سر نا کھائے ایسے ہو سکتا ہی بھلا تو دھاوا بول دیا جاتے ہی لیکن جب غازی کو کسی گہری سوچ میں پایا تو اسکے کان کے قریب جا کر زور سے چیخ ماری کے وہ جو اپنی حسینہ کے خیالوں میں کھویا ہوا تھا فوراسوفے سے ڈر کر اچھلا۔

"بھائی کہا کھوئے ہویے ہیں آپ؟

اب آپ کو خیالوں کی دنیا سے اس دنیا میں لانے کے لئے میرے پاس اس سے بھی اچھے طریقے آتے تھے لیکن وہ آپ برداشت نا کر پاتے نا اس لئے"، معصوم سا فیس بنا کر کہا تھا۔

"یار مشی یہ سب چھوڑو تم مجھے یہ بتاؤ کیا لڑکیاں اتنی بہادر ہوتی ہیں کہ ایک ساتھ 3 بندوں کو مار گرآئے وہ بھی اتنی صفائی سے کہ وہ دوبارہ اٹھ ہی نا سکیں"۔

"ہاہاہاہاہاہاہاہا۔۔۔بھائی آپ کس سے مار کھا کر آرہے ہیں"۔

"مشی میں مذاق نہیں کر رہا سچ میں میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ کیا فائٹ کی تھی اسنے میں تو اسکا فین ہی ہو گیا ہوں"۔

"بھائی !یہ ایکسوی صدی ہے اور اب لڑکیاں بھی لڑکوں سے کم نہیں ہیں۔

تو آپ ذرا بچ کر رہنا کہیں اگلا نمبر آپ کا نا ہو"، آنکھ دبا کر بھاگ گی تھی غازی کے روم سے۔اور پیچھے غازی پھر سے اسکے خیالوں میں کھو گیا تھا۔مس قاتل حسینہ اب تو ملنا پڑے گا آپ سے۔مسکراتے ہوئے آنکھیں موندھ گیا تھا۔

مشی جب کالج آئی تو اسے شازیہ کہیں بھی نظر نا آئی جب کال کی تو پتا چلا میڈم آج چھٹی پر ہیں۔

"یہ شازیہ کی بچی مجھے نہی بتا سکتی تھی میں بھی آج چھٹی کر لیتی اب خوامخہ اس ہٹلر کا اکیلے ہی سامنا کرنا پڑے گا۔

اور یہ مجھے کیا ہو گیا ہے۔ جب بھی سر رزم سامنے آتے ہیں میرے دل کی دھڑکن کیوں تیز ہو جاتی ہے۔

میرا خود پر کنٹرول ہی نہیں رہتا بس یک ٹک انکو دیکھتی رہتی ہوں۔

اللہ توبہ اگر سر دیکھ لیں تو کیا سوچیں گے میرا بارے میں۔

نہیں آج کے بعد نہیں دکھوں گی میں انکی طرف"۔ا

ابھی مشی خود سے باتیں کر ہی رہی تھی کے اسکی نظر سامنے سے آتے رزم اور لیلہ پر پڑی جو کہ دونوں مسکراتے ہوے باتیں کرتے آرہے تھے۔

پتا نہیں کیوں لیکن ایک عجیب سی جلن ہوئی تھی مشی کو لیلہ سے۔

"دیکھو تو کیسے ہنس کر باتیں کرتے ہوئے آرہے ہیں اور مجھ سے تو کبھی پیار سے بات تک نہیں کی کھڑوس کہیں کے۔ اور یہ لیلہ کی بچی کی تو ایسی کی تیسی۔

کیسے چپک چپک کر باتیں کر رہی ہے بندہ تھوڑا دور ہو کر بھی بات کر سکتا ہے۔ لیکن نہیں۔

لیلہ کو تو میں چھوڑوں گی نہیں اور سر وہ تو اچھے خاصے پڑھے لکھے ہیں پھر بھی اس چڑیل سے باتیں کر رہے ہیں"۔

مشی کہ تو چہرہ ہی لال بھبوکا ہو گیا تھا دونوں کو ساتھ دیکھ کر۔ وہ بھی کڑھ کر کلاس کی طرف چلی گئی۔

پوری کلاس میں مشی کا موڈ اوف تھا اور یہ بات کسی اور نے نوٹ کی ہو یہ نا ہو لیکن رزم کی چیل جیسی نظروں سے مخفی نا رہ سکی تھی۔

" کلاس لیتے ہی وہ کینٹین کی طرف جا رہی تھی"۔

کہ اچانک سے کسی نے بڑی بے رحمی سے اسے بازو سے پکڑ کر ایک خالی کلاس میں گھسیٹا تھا۔

منہ پر ہاتھ ہونے کی وجہ سے وہ چلا بھی نہیں پا رہی تھی۔

بس اسکی گرفت سے نکلنے کی ناکام سی کوشش کر رہی تھی جو کہ ناممکن سی بات تھی اس آہنی وجود کے سامنے۔

وہ نقاب پوش پوری طرح اس پر قابض تھا۔ اور وہ بہادر لڑکی اس وقت ڈر کی شدت سے کانپ رہی تھی۔

لیکن وہ پوری کوشش کر رہی تھی کہ مقابل کو یہ احساس نہیں ہونے دے گی کہ وہ اس سے خوفزدہ ہے۔

اور مسلسل خود کو اسکی گرفت سے آزاد کرانے کی کوشش کر رہی تھی۔

"خاموش اگر ایک لفظ بھی اپنے منہ سے نکالنے کی کوشش کی نا تو یہیں پر زندہ گاڑھ دوں گا"۔

اسکی دھمکی کارگر بھی ثابت ہوئی تھی۔

اب اس نے خود کو مسلسل چھڑوانے کی کوشش ترک کردی تھی۔

لیکن یہ سب تب تک تھا جب تک اسکا ہاتھ اسکے منہ پر تھا۔

لیکن جیسے ہی اس نے ہاتھ ہٹایا وہ پوری قوت سے چلائی تھی۔

بچاؤؤؤؤؤؤؤ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔.......

تم پر یقین کرنا ہی غلطی ہے اب بھگتو۔

اسکے بعد جو اس نے کیا تھا خوف سے مقابل کی آنکھیں پھٹ سی گئی تھی۔

اس نے بڑی بے رحمی سے مشی کی آواز کو اپنے لبوں سے بند کر دیا اب وہاں صرف خاموشی تھی۔ لیکن مشی پوری جان لگا رہی تھی خود کو اس درندا صفت انسان سے چھوڑانے کی۔

لیکن اسکی ساری کوشش ناکام ہو رہی تھی کہاں وہ نازک سی جان اور کہاوہ دیو قامت انسان۔ جب مشی کی سانسیں اکھڑنے لگی تو وہ بن پانی کی مچھلی کی طرح تڑپنے لگی۔ اور آخر کار اسے رحم آہی گیا اس نے ایک دم سے مشی کے لبوں کو آزادی بخشی۔

مشی تو نڈھال سی ہو کر اسکے شانے پر سر رکھ کر اپنی اپنی بے ترتیب سانسوں کو ہموار کرنے کی کوشش کرنے لگی۔

کہ ایک بار پھر اس نے اسکے بازوؤں کو جکڑا۔ اسے اسکی انگلیاں آپنے بازو میں دھنستی ہوئی محسوس ہوئی۔

اور پھر ایک نا ختم ہونے والا۔ دریا بہنا شروع ہوا تھا مشی کی آنکھوں سے۔ لیکن مقابل کو جیسے کوئی پرواہ نہیں تھی۔

اور گویا ہوا خبردار اگر تم آج کے بعد مجھے کسی بھی لڑکے ساتھ نظر آئی تو۔۔۔۔۔۔۔۔

اوہ۔۔۔ لیکن میں یہ تو بھول ہی گیا جیسا باپ ویسی بیٹی۔ کہ دینا اپنے باپ کو اگر وہ سوچ رہا ہی کہ وہ مجھ سے بچ جائیگا تو یہ اسکی غلط فہمی ہے۔

یہ کہتے ہی وہ وہاں سے لمبے لمبے ڈاگ بھرتا وہا سے چلا گیا۔ کلاس روم میں اندھیرا اور اسکے چہرے پر نقاب ہونے کی وجہ سے مشی اسکا چہرہ نہیں دیکھ پائی تھی۔

لیکن اسکے ہر عمل سے صرف نفرت چھلک رہی تھی شدید نفرت۔ جو کے برداشت کرنا مشی کے بس کی بات نہیں تھی۔

اسکے جاتے ہی مشی بھی دھڑام سے نیچے گری تھی۔ پورا کلاس روم اسکی سسکیوں سے گونج اٹھا تھا۔ بہت دیر رو لینے کے بعد مشی نے بہت مشکل سے اپنے آنسوؤں پر بندھ باندھا اور بھاگتی ہوئی کلاس سے باہر نکلی۔

اور سامنے سے اتے ہویے وجود سے زوردار تصادم ہوا اسکا۔

مشی جو کہ پہلے ہی پریشان اور رو رو کر ہلکان ہو گئی تھی وہ تصادم برداشت نا کر پائی اور اسکی باہوں میں جھول گئی۔

جاری ہے۔

Ab ap logo ky respons ko dekh kr epi bhi mil gai hai .ye to ab ap logo pr hai🙈😊😊q ky mai to likhny lagi hun next epi🙈🙈 ap log kro enjoy or btao ye kon hai? Ya phirrrr🤔🤔😜😜🙈🙈

Surprise Mega episode😍😍🙈🙈🙈

Don't copy paste without my permission💣💣

ناول#مریض_ء_عشق

از#سندس_پری

#قسط_13

"جے۔ڈی بیا کے فلیٹ سے نکلتے ہی اپنے ٹارچر سیل پہنچا".

جہاں اسکے مہمان دل وجان سے اپنے ساتھ ہونے والی مہمان نوازی کا انتظار کر رہے تھے۔

سارا انتظام ہو گیا ہے باس......،

جے۔ڈی کے اندر انٹر ہوتے ہی بشر کسی بوتل کے جن کی طرح حاضر ہوا تھا۔"

ٹھیک ہے چلو تم لیکن یاد رہے جب تک انکی مہمان نوازی نا ہو جائے۔چاہے کوئی بھی ہو مطلب, کوئی بھی ہو مجھے ڈسٹرب مت کرنا۔

ورنہ..... اپنا انجام تم جانتے ہو۔

کسی بھی جذبات سے عاری لہجے میں وارننگ دی گئی تھی"۔

"اوکے باس۔۔۔۔۔۔۔"۔۔

اندر ٹوٹل تین افراد موجود تھے۔ جو کے تکلیف سے اور کمزوری سے پہلے ہی نڈھال تھے۔ کیوں کے کل سے نا پانی گیا تھا انکے حلق میں اور نا ہی کوئی اور چیز۔

قدموں کی چاپ سن کر ایک بار پھر سے ایک دوسرے کی شکلیں دیکھنے لگے۔ اور اپنے سامنے اس اونچے لمبے انسان کو دیکھ کر انکی رہی سہی ہمت بھی جواب دینے لگی۔ کیوں کے وہ جو کوئی بھی تھا اس وقت اسکی آنکھیں لہو رنگ تھی اور دنیا جہاں کی سفاکیت سموئے وہ انکا نام و نشان اس دنیا کی سفا ہستی سے مٹانے کے در پر تھا

۔"بہت شوق ہے نا تم لوگوں کو لڑکیوں کو ڈر گز دینے کا انکو اس چیز کی بڑی اہمیت بتاتے ہو نا تم لوگ تو چلو آج میں بھی تم لوگوں کو ایک چیز کی اہمیت بتاتا ہوں"۔

یہ کہتے ہی اسنے ایک کی انگلی پکڑی اور بلیڈ سے اس پر گہرے گہرے کٹ لگانا شروع ہو گیا یہی عمل باقی کے دو لوگوں کے ساتھ بھی کیا۔ اسکے بعد نمک لیکر انکے زخموں پر لگانا سٹارٹ کر دیا پورا ٹارچر سیل انکی وحشت ناک چیخوں سے گونج اٹھا تھا۔

انہی ہاتھوں سے انھیں ڈرگز انجیکٹ کرتے ہو ناتم لوگ۔ اسکے بعد لال مرچ پاؤڈر لیکر لگانا شروع کر دیا درد برداشت نا کرتے ہوے وہ لوگ نیم بے ہوشی میں جانے لگے۔

"انکو پانی کا ایک قطرہ بھی نہیں ملنا چاہیے۔ اور تب تک یہ عمل انکے پورے جسم پر دوہراو جب تک انکی سانسیں چل رہی ہیں"۔

یہ وہی لوگ تھے جو کہ کل بیا کی بے بسی پر ہنس رہے تھے وہ پہلے ہی ڈری ہوئی تھی اور انکی وجہ سے اور ڈر گئی۔

وہ کتنی کوشش کر رہا تھا کہ اسکا ڈر ختم کرے جو اسے بچپن کی وہ بھیانک رات کو خواب میں یاد کر کے لگتا ہے ۔

اور وہ کامیاب بھی ہو رہا تھا۔ جب بھی بیا کو کال کرتا تو اسکا ذہن کسی اور طرف ڈائیورٹ کرنے کی کوشش کرتا تا کہ وہ اسے سوچے بس۔ وہ اسکے دل کے ساتھ ساتھ اسکی روح پر بھی قابض ہونا چاہتا تھا۔

لیکن یہ تو وقت ہی بتانے والا تھا کہ کیا لکھا ہے انکی قسمت میں۔

اس وقت وہ ایک ظالم اور سفاک درندا بنا ہوا تھا یہ اسکی بیسٹ سائیڈ تھی

جس سے کوئی بھی واقف نہیں تھا۔ سب اسے جمال داؤد کے نام سے جانتے تھے جو کے ایک غریب گھرانے سے تعلق رکھتا تھا۔

اور نہایت ہی شریف اور سلجھا ہوا ڈرپوک قسم کا لڑکا ہے اور کسی سے جھگڑا تو دور، کہی پر لڑائی بھی ہو تو وہاں سے چلا جاتا ہے۔

اسکے کوئی چچا ہیں جو مرنے کے بعد اپنی پراپرٹی (جسکا کسی کو کچھ پتانا تھا) وہ جمال کے نام کر گئے تھے۔

وہ زیادہ تر اپنے گاؤں میں ہی رہتا تھا اپنے گھر وہ کم ہی آتا تھا۔

لیکن اب ان سب کو کون بتائے کے جمال کوئی عام ڈرپوک انسان نہیں بلکے ایک بیسٹ ہے۔

"جے۔ڈی" وہ بھی برے لوگوں کے لئے وہ بیسٹ تھا۔

جو کے معصوم لوگوں کو پریشان کرتے۔ اور وہ لوگ جو دولت کے بل بوتے پر قانون کو تو دھوکا دے سکتے ہیں لیکن جے۔ڈی کو نہیں۔

رزم پوری کلاس میں مشی کے چہرے کے اتار چڑھاؤ کو دیکھ رہا تھا۔ آج اسے مشی اداس سی لگی تھی۔

وہ جانتا تھا مشی اسے لیلیٰ کے ساتھ دیکھ کر جیلس ہوتی ہے تو جان بوجھ کر اور اسکے قریب رہتا۔

جس کو لیلیٰ کچھ اور ہی سمجھ رہی تھی وہ تو پوری طرح رزم کے پیار میں پاگل ہو گی تھی۔ اسی وجہ سے کئی بار وہ مشی کی شرارتوں کا مہرا بھی بنی تھی۔

رزم کو تو مشی پر شدید غصّہ تھا کیوں کے کل اس نے مشی کو کالج کے ایک لڑکے کے ساتھ کھڑے دیکھا تھا۔ وہ اس سے ہنس کر بات کر رہی تھی اور وہ لڑکا کوئی اور نہیں بلکہ لیلیٰ اور انکی گینگ کا حصّہ تھا۔

شاید انہوں نے اپنا اگلا ٹارگٹ مشی کو بنایا تھا۔ لیکن مشی بیچاری ان سب سے انجان تھی نا اسے رزم کہ کچھ پتا تھا نہیں اس گینگ کا۔

مشی کو تو لگا تھا کے وہ اس ہیلپ مانگ رہا ہے اس نے لیلیٰ کا پوچھا تھا

مشی سے تو اسنے کہا تھا کہ اسے نہیں پتا بس پھر کیا تھا وہ تو باتیں کرنا ہی سٹارٹ ہو گیا تھا اور مشی بھی سد اکی باتونی وہ بھی کرنے لگ گی اور جب وہ ہنسی اسی ٹائم رزم نے اسے دیکھا تھا۔

تو اس لئے وہ تو اسکی ہیلپ کر رہی تھی اسے کیا پتا تھا یہ ہیلپ اسے مہنگی پڑے گی اگر پتا ہوتا تو کبھی نا کرتی۔

رزم نے بس اتنا ہی دیکھا تھا کہ اسے غصّہ آ گیا تھا۔ اس لئے غصّہ میں وہ سب کر دیا۔ وہ مشی کو غلط سمجھ رہا تھا۔ اور غلط فہمی کیا رنگ لانے والی تھی کوئی نہیں جانتا تھا۔

جب اسے احساس ہوا کے اتنی دیر ہو گئی اور مشی ابھی تک کلاس سے باہر نہیں آئی تو اپنے دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر وہ اسے دیکھنے جا رہا تھا کہ اتنے میں مشی بھاگتی ہوئی کلاس سے باہر آئی۔

اور اچانک سے دونوں کا زوردار تصادم ہوا۔ مشی تو وہی پر اسکے بازوؤں میں جھول گئی۔ رزم نے فوراً اسے اسے اپنے بازوؤں میں بھرا اور سائیڈ پر کلاس روم میں لے گیا.

پانی لیا اور پانی کے چند چھنٹے مشی کے منہ پر مارے۔ تو مشی ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی اور خوفزدہ نظروں سے رزم کو دیکھنے لگی۔ لیکن جیسے ہی اسے وہ سب یاد آیا تو بے اختیار رزم کے گلے لگ گی اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

وہ تو چنچل سی لڑکی تھی جو مستیاں کرتی تھی لیکن کسی کو ہرٹ نہیں کرتی تھی بس اپنی ہی موج میں جینے والی تھی

پھر یہ سب کیا ہو گیا تھا اسکے ساتھ وہ سمجھنے سے قاصر تھی۔ رزم نے اسے خود سے الگ کیا اور پوچھا کے کیا ہوا تو وہ کچھ بول ہی نا پائی کیا بتاتی وہ کے کسی نا محرم نے اسکے ساتھ۔۔۔۔۔۔

وہ تو کبھی بھی کسی کو خود سے ہاتھ ملانے کی بھی اجازت نہیں دیتی تھی۔ مشی نے سوچا اگر رزم کو بتا دیا تو وہ کیا سوچے گا اسکے بارے میں؟

تو چپ ہی بہتر ہے۔

"ن۔۔۔ نہیں۔ کک۔۔۔" ن۔۔۔ نہیں۔ کک۔۔۔۔ کچھ نہیں ہوا"۔

بس آپی کی یاد آ رہی تھی اس لئے۔ اور نظریں چرانے لگی۔

مجھے جانا چاہیے بھائی آ گئے ہونگے۔ اور فوراً سے بھاگ گئی تھی وہاں سے۔

ایک معنی خیز مسکراہٹ نے احاطہ کیا تھا رزم کے چہرے پر اور کلاس سے نکلتا چلا گیا تھا۔ کیوں کے آج اسے لیلیٰ کے ساتھ کلب بھی جانا تھا

اس نے لیلیٰ کو اپنے پورے اعتماد میں لے لیا تھا۔اب آہستہ آہستہ ان کے سارے لوگوں کے بارے میں انفارمیشن اکھٹی کرنی تھی اور انکے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پہنانی تھیں۔وہ انکو دردناک سزا دینا چاہتا تھا۔

بس غازی صبح مشی کو لیکر جب کالج پہنچا تو سامنے ہی اسے اپنی قاتل حسینہ کا دیدار ہو گیا۔

"مشی سن"۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اور فوراسے مشی کو آواز دی۔

"جی بھائی۔۔۔"—

"وہ جو سامنے جینز میں لڑکی لڑکی کھڑی ہے شولڈر ہیئر کٹ کے ساتھ وہ کون ہے!"۔

"اچھااوہ بھائی وہ تو نیو سٹوڈنٹ ہے ابھی دو دن پہلے ہی آئی ہے ہمارے ہی بیچ کی ہے۔ابھی ہی ریگولر ہوئی ہے پہلے آوٹ اوف سٹی تھی۔

لیکن آپ کیوں پوچھ رہیں ہیں؟

مجھے تو دال میں کچھ کالا لگ رہا ہے۔ کیا میں جو سوچ رہی ہوں وہ سہی ہے

بھائی ریئلی۔۔۔۔۔واؤ۔۔۔"۔

"مشی کی بچی خاموش ہو جاؤ یہ وہی لڑکی ہے جسکا میں نے کہا تھا کے وہ فائٹ کر رہی تھی"۔

"بھائی آپ نا پاگل ہو گئے ہو یہ تو بیچاری معصوم سی ہے اور آپ ایسا کہہ رہے"۔

"تم خود دیکھو کیا ایسی ڈریسنگ کوئی معصوم لڑکی کرتی ہے"۔

"بھائی آپ نا یہ فضول باتیں مت کرے ایسی ڈریسنگ سے کیا مطلب ہے"۔

"ارے میرا مطلب ہے وہ تو ڈریسنگ سے ہی کونفیڈنٹ لگ رہی ہے۔ تم دیکھنا میں سہی ثابت ہوؤنگا اور تم غلط "۔

ابھی اتنا ہی کہنا تھا کے سامنے جو انہوں نے دیکھا مشی کہ تو منہ کھل گیا تھا البتہ غازی نارمل تھا کیوں کے اسے تو پہلے ہی پتا تھا یہ سب ہونا ہے"۔

مطربہ جو کہ مشی کہ ویٹ رہی تھی پہلے دن ہی اسے وہ کیوٹ سی مستی کو ئین بہت پسند آئی تھی۔ ابھی بھی وہ اسکا ویٹ کر رہی تھی کہ نیو کمر سمجھ کر کچھ لڑکے اور لڑکیاں اسکی ریگینگ کرنے پہنچ گئے۔

لیکن انکو کیا پتا تھا کس جنگلی بلی سے انکا پالا پڑنے والا ہی ورنہ کبھی نہیں آتے۔ ابھی ایک نے پانی کی بوتل پکڑی ہی تھی اسکے اوپر گرانے کے لئے کے مطربہ نے اسکا وہی ہاتھ پکڑ کر مروڑ دیا اور پانی کی بوتل الٹے ہاتھ میں لیکر اسکے اوپر ہی انڈیل دی۔

باقی سب تو دنگ ہی رہ گئے کے یہ کیا ہوا کیوں کے جتنی پھرتی سے مطربہ نے یہ سب کیا تھا سب کا حیران ہونا بنتا بھی تھی۔

وہیں دوسری لڑکی ہمت کر کے اگے آئی اور کتاب سے اس پر وار کرنے لگی۔

مطربہ نے اسکے خود تک پہنچنے سے پہلے ہی اپنی ٹانگ اڑا کر اسے دھول چٹادی اور وہ بیچاری جو منہ کے بل گری تھی اسکی تو ناک پر چوٹ لگنے کی وجہ سے خون تک نکل آیا۔

مشی جو کے منہ کھولے سب دیکھ رہی تھی غازی کے ہلانے پر ہوش کی دنیا میں آئی فوراسے بھاگ کر مطربہ کو کھینچ کر اپنے ساتھ کلاس میں لیکر چلی گئی۔

لیکن جاتے ہوے بھی مطی نے پیچھے سے انگلی اٹھا کر گویا وارن کیا تھا کہ "دوبارہ پنگا نا لینا مجھ سے"۔

اسکے جانے کے بعد غازی بھی مسکراتے ہوے اپنے ڈپارٹمنٹ کی طرف بڑھ گیا۔

آہ ظالم حسینہ ویسے مزہ اچھا چکھایا ان لوگوں کو خود کلامی کرتے ہوے اپنی کلاس میں انٹر ہوا

جلال ویسے بھی پاکستان آتا رہتا تھا۔ اس لئے اسے زیادہ محنت کی ضرورت نہیں تھی۔

لیکن شجاعت آفندی کو برباد کرنے کے لئے اسے کسی بھی حد تک جانا پڑتا تو وہ تیار تھا۔

اس نے شجاعت کے سارے کلب بند کرنے کہ سوچ لیا تھا۔ اور وہ کامیاب بھی ہو رہا تھا ہر کلب میں اسکا کوئی نا کوئی بندہ تھا جو کہ اسے ساری انفارمشن دیتا رہتا تھا۔

اور اسی طرح وہ ہر قدم پر شجاعت کی بربادی کا سامان تیار کر رہا تھا۔ بہت سے کلب تو وہ بند بھی کر چکا تھا۔

ان سب میں وہ جتنا بھی بزی ہوتا لیکن اپنی حدی کو یاد کرنا نہیں بھولتا تھا۔ بس دیدار یار کرنے کا ٹائم نہیں ملا تھا اسے اور اب بہت جلد وہ بھی پرمینٹ ملنے والا تھا

جب کوئی بھی اسے روک نہیں سکتا تھا۔ وہ کھلِ عام اس سے ملے گا اور اپنے بے چین دل کا حال سنآئے گا۔

جتنے بھی اسکے سمگلنگ کے اڈے تھے وہ جلال کا مین ٹارگیٹ تھے کیوں کے وہاں پر ہر برائی کے کام کے ساتھ جو سب سے برا کام ہوتا تھا وہ تھا لڑکیوں کو ڈرگ کا عادی بنانا انکی فیک ویڈیو بنانا

اور پھر وہی جو آج تک ہر لڑکی کے ساتھ ہوتا ہی اسکے اپنے ہی گھر والے اسکا یقین نہیں کرتے تو باقی لوگ کیا کرے گے اور یہی سوچتے ہوے وہ اس دلدل میں اور دھنستی جاتیں ہیں۔

جلال ان سب لڑکیوں کو انصاف دلوانا چاہتا تھا۔ اور وہ بہت جلد کامیاب ہونے والا تھا وہ شجاعت کی جڑیں کاٹ رہا تھا۔

شجاعت گاؤں کے مسلوں میں اتنا الجھے ہوے تھے کہ سر کھجانے تک کا ٹائم نہیں مل رہا تھا گاؤں میں بھی اتنے مسلے درپیش آرہے تھے اور وہاں شہر میں انکے اڈوں پر بھی انکو بھاری نقصان اٹھانا پڑ رہا تھا

اس لئے جلدی سے گاؤں کے مسلوں سے جان چھوڑوا کر شہر جانا چاہتے۔

کبھی اسی گاؤں پر حکومت کرنے کے لئے انہوں نے اتنی زندگیوں کو برباد کیا تھا لیکن ابھی انکا وہ انٹرسٹ کم نہیں ہوا تھا.

آخر یہاں سے ہی تو لڑکیوں کو سمگلینگ کے لئے لے کر جاتے تھے اور انکے گھر والے بھی کچھ نہیں کر پاتے تھے کیوں کے سب کچھ تو انکے کنٹرول میں ہوتا تھا

جو شجاعت چاہتا وہی ہوتا جہاں پہلے لوگوں کے دل میں میں اسکی عزت تھی اب صرف ڈر تھا اور اب تو سب نے امید بھی چھوڑ دی تھی کے اس سب سے کبھی آزاد بھی ہو پائے گے۔

لیکن ہوتا تو وہی ہے جو اللہ چاہتا ہے سب کی آزمائش کا وقت ہوتا ہے اور انکی بھی آزمائش کا وقت تھا جو کہ بہت جلد ختم ہونے والا تھا

لیکن وہ سب انجان تھے کہ انکا مسیحا بہت جلد انکو اس سب سے آزادی دلوانے والا ہے۔

شجاعت نے جلدی سے سب کچھ سولو کر کے شہر کا رخ کیا۔

لیکن ابھی وہ راستے میں ہی تھے کہ انکی گاڑی پے فائرنگ سٹارٹ ہو گئی۔

"لگتا ہے میرے ستارے اس وقت گردش میں ہیں ہر جگہ سے ناکامی ہی مل رہی ہے اور اب یہ۔۔۔۔۔۔

آخر کون ہے میرا دشمن!"۔۔۔۔۔

خود کلامی کرتے ہوئے وہ کافی جھنجھلائے ہوئے تھے ایک اور فائر ہوا تھا انکی گاڑی کے ٹائر پر اور گاڑی امبیلینس ہوئی تھی۔۔۔۔۔۔

جاری ہے۔

Yeh ly g mega episode 🙈🙈😊😍or ab coments b mega looooooong hony chahye🙈wrna phir sy itni hi epi mily gi 😈🙈😊chalo g read krky btao sb kc lagi epi .or ab agy kia hony wala hi🤔😜😈

Surprise Mega long episode 😍😍🙈🙈❤️

Don't copy paste without my permission💣💣

ناول#مریض_ء_عشق

از#سندس_پری

#قسط_14

وہاں سے بھاگتے ہویے مشی سید ھاغازی سے جاٹکرائی۔"

سنبھل کر مس ڈرامہ کوئین اگر ابھی لگ جاتی تو"۔

لیکن جیسے ہی غازی کی نظر مشی کے مرجھائے ہوئے چہرے پر پڑی تو حیران رہ گیا کیوں کے مشی کی آنکھیں رونے کی چغلی کھا رہیں تھی۔ اور غازی کو اپنی پیاری سی بہن کو اس حالت میں دیکھ کر تکلیف ہوئی تھی۔

"مشی میری جان کیا ہوا ہے تم روئی کیوں ہو! کسی نے کچھ کہا ہے کیا؟"،

غازی نے مشی کہ چہرہ اپنے دونوں ہاتھوں میں تھام کر پوچھا تھا۔ اور مشی کو ایک بر پھر سے وہ سب یاد آگیا تو وہ غازی کے گلے لگ کر خوب روئی۔

غازی تو پریشان ہی ہو گیا تھا اپنی پھول جیسی بہن کو ایسے روتے ہوئے دیکھ کر۔

"مشی بتا بھی یار کیا ہوا ہے۔ اگر کسی نے کچھ کہا ہے تو بتا میں ابھی اسکی خبر لیتا ہوں جا کر"۔

"نا۔۔۔ نہیں بھائی کسی نے کچھ نہیں کہا بس مجھے آپی کی یاد آرہی تھی انکو گے ہوئے کتنے دن ہو گے نا اس لئے"

۔

جھوٹ بولتے ہویے مشی مسلسل ادھر ادھر دیکھ رہی تھی کے غازی اسکی آنکھوں میں دیکھ کر سچ ناپڑھ لے ۔لیکن غازی کہ اس طرح پریشان ہونا اور۔ سب باتیں سن کر مشی کو بے اختیار اپنے بڑے بھائی پر پیار آیا تھا تو پھر سے اسکے گلے لگی۔

"بھائی آئی۔ لوو۔ یو یو آر دی بیسٹ بر دران دی ورلڈ۔

آپ بہت اچھے ہیں۔ لیکن برے بھی ہیں"۔

"ہیں میں برا کیسے ہو گیا ذرا بتانا پسند کرے گی آپ"۔ ایک آئیبرو اچکا کر پوچھا تھا مشی سے غازی نے۔

" کیوں کے اب اسکا موڈ بھی تو سہی ہو رہا تھا تو وہ بھی اپنی جون میں واپس آگیا:

"غازی بھائی آپ نا ایک نمبر کے بھلکڑ ہو۔ آپ کو پتا ہے نا جب میں پریشان ہوتی ہوں تو مجھے بھوک زیادہ لگتی ہے

اب چلیے بھی جلدی"۔ غازی کا باقاعدہ ہاتھ پکڑ کر مشی اسے اپنے ساتھ لے گئی۔

"یار مشی میری جیب پر رحم کرنا وہ فلحال تھوڑی ہلکی ہے"۔

"ہاں ہاں مجھے پتا ہے کنجوس ہے آپ تو۔ لیکن کوئی بات نہیں اگر بل کے پیسے نا بھی ہوے تو آپ برتن دھو کر اپنی بہن کو کھانا کھلا دینا"۔ اور آنکھ دبا کر ہنسنے لگی۔

مشی کو اس طرح ہنستے ہویے دیکھ کر غازی نے اسکے ہمشہ ایسے ہی ہنسنے کی دعا کی تھی لیکن یہ تو وقت نے بتانا تھا کے کتنی دیر تک یہ ہنسی بر قرار رہنی ہے۔ اور اسی طرح ہنستے ہوے دونوں نے باہر کھانا کھا کر گھر کا رخ کیا۔

گھر آتے ہی مشی نے اپنے کمرے کا رخ کیا روم میں آتے ہی فوراسے اس نے دروازہ لاک کیا۔

اور وہی پر دروازے کے ساتھ ہی۔ نیچے بیٹھ گئی۔ اور ایک بار پھر سے رونے لگی۔

کتنا کنٹرول کیا تھا اس نے غازی کے سامنے اپنے آنسوؤں پر۔ کیوں کے وہ اپنی وجہ سے کسی کو بھی پریشان نہیں کر سکتی تھی۔

اسے روتے ہوئے پتا نہیں کتنی دیر ہو گئی تھی لیکن وہ اب بھی ایک ہی ذاویے میں بیٹھی ہوئی تھی کے مغرب کی اذان اسکے کانوں میں پڑی تو وہ فوراً اٹھی اور اپنے رب کے حضور حاضر ہو گئی.

کیوں کے وہ ہی تو رحیم ہے جو سب کے دلوں کا حال جانتا ہے۔ وہ سجدے میں جا کر اللہ کے حضور اپنے گناہوں کی معافی مانگنے لگی کے آخر کیا غلطی ہو گئی اس سے اور اگر اس سے یہ غلطی نہیں ہوئی ہے اسکے بابا جانی سے ہوئی ہے

تو ایسا کیوں ہوتا ہی کہ باپ، بھائیوں کہ کیا انکی بہن اور بیٹیوں کو بھرنا پڑتا ہے۔

اور اسکی ہی یہ سزا ملی اسے۔ وہ رو رو کر اللہ کے حضور دعا کر رہی تھی

"بے شک وہی سب کی سننے والا ہے"۔

نماز پڑھ کر اسے تھوڑا سکون ملا تھا اور وہ وہیں سجدے میں ہی سو گئی تھی

رزم آج لیلیٰ کے ساتھ انکے کلب آیا ہوا تھا۔ لیلیٰ نے اسے اپنے سارے فرینڈز سے ملوایا۔

رزم سب لوگوں کا بڑی باریکی سے جائزہ لے رہا تھا۔ رزم سب کا جائزہ لے کر ایک کونے میں جا کر بیٹھ گیا اور سب کی کروائی دیکھنے لگا۔

ہر کوئی اپنے آپ میں مست تھا گناہ میں لزت ہی تو ہے جسے کمزور نفس کے گمراہ لوگ انجوئے کرتے ہیں۔

یہاں پر موجود کسی کو بھی کسی دوسرے سے کوئی غرض نہیں تھی۔ ہر کوئی حرام مشروب کو منہ لگائے پر کچھ تو نشے میں دھت حلال حرام کی پرواہ کیے بغیر اپنے اپنے پارٹنرز کے ساتھ ڈانس فلور پر رقص کر رہے تھے۔

رزم نے ان سب کو دیکھ کر کوفت سے اپنا نظریہ بدلا تھا۔ اسکی نظر لیلیٰ کو تلاش کر رہی تھی اور جب لیلیٰ پر نظر پڑی تو دیکھا وہ کسی عمر رسیدہ تقریبا 40 سے 45 سال کے آدمی کے ساتھ ہنس ہنس کر بات کر رہی تھی۔

اور وہ خبیث انسان چہرے پر دنیا جہاں کی نفس کی بھوک لئے اسے دیکھے جا رہا تھا۔ اسے تو حیرانگی ہو رہی تھی کے اپنے منہ پر من بھر کا میک آپ تھوپے وہ کیسے کسی بھی انسان کی باہوں میں جھول سکتی ہے۔

وہ بھی صرف چند روپیوں کی خاطر؟

کیا وہ یہ مال و دولت اپنے ساتھ قبر میں لے کر جانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ جو پیسے کی بھوک ختم ہی نہیں ہو رہی یہاں تک کے خود کو بھی ان جیسے حیوانوں کے آگے ڈالنے سے ذرا نہیں کتراتی۔

ایک دم ہی رزم کا دل اچاٹ ہوا تھا ان سب۔

اور لیلیٰ جو اپنے کلائنٹ کے ساتھ بزی تھی وہاں سے فری ہو کر فوراً رزم کی طرف آئی۔

"ہے رزم بے بی یہاں کیا کر رہے ہو اب جب سب جان ہی گئے ہو تو اؤ نا تھوڑا ڈانس کر لیا جائے۔ پھر میں تمھیں یہاں کے خفیہ راستوں کے راز کے بارے میں بتاؤ گی"۔

اس وقت لیلیٰ فل نشے میں دھت تھی۔ رزم نے اسے اسکی کمر سے تھاما ہوا تھا ورنہ وہ اب تک زمین بوس ہو چکی ہوتی۔

"نہیں بے بی پہلے چلو سارے رازوں سے پردہ اٹھاتے ہیں"۔

"ہاں چلو جو میرا بے بی کہے گا وہ ہی میں کروں گی۔ چلو میں بتاتی ہوں۔ پوچھو تم جو پوچھنا ہے"۔

"سب سے پہلے تو مجھے یہاں کے چھپے ہویے راستوں کا بتاؤ۔"

"بس اتنی سی بات۔ وہ۔۔۔۔۔۔۔ وہ سامنے دیکھ رہے ہو ناوہ کاؤنٹر اسکے نیچے ایک سیکریٹ بٹن ہے وہ پریس کرنے سے وہاں نیچے سیڑھیاں آئے گی اور اور۔۔۔۔۔۔"۔۔۔ اتنا کہتے ہی لیلیٰ بے حوش ہو گی۔

رزم نے اسے وہی پر لیٹا کر کاؤنٹر کے پاس جا کر چیک کیا۔ اور بس باہر سے ہی دیکھ کر واپس آیا۔

اب لیلیٰ کو اسے تو یہاں چھوڑ نہیں سکتا تھا۔ تو اسے اٹھایا اور رخ اپنی کار کی طرف کیا۔ لیلیٰ کو اسکے گھر چھوڑ کر وہ سیدھا سیل آیا۔

جہاں پر اس نے لیلیٰ کے دوستوں میں سے ایک کو سب کی نظر سے بچا کر اپنی فورس کو سیویل ڈریس میں بلوا کر گرفتار کروا کر جیل میں بند کر دیا تھا اور اب خود اسکی خاطر تواضح کرنے گیا تھا۔

اس پتا تھا اسے لوگ بڑے ڈھیٹ ہوتے ہیں اتنی آسانی سے اپنا منہ نہیں کھولتے۔ جیل میں داخل ہوتے ہی سب سے پہلے اس نے ایک موٹا سا ڈانڈا اٹھایا تھا اور آتے ساتھ ہی اس پر برس پڑا۔

"بتا کیا کرتے ہو تم لوگ ان لڑکیوں کے ساتھ بتا اور کتنے اڈے ہیں تم لوگوں کے بتا سالے بتا"۔

مار مار کر اسکی حالت بری کر دی تھی رزم نے۔

"مجھے کچھ نہیں معلوم مجھے چھوڑ دو"۔

اتنی مار کھانے کے بعد بھی وہ اپنا منہ نہیں کھول رہا تھا "اچھا اا تو تجھے کچھ نہیں معلوم ہے!

تو تو کیا ترے اچھے بھی بتائے گے"۔

رزم نے گرم کھولتا ہوا پانی منگوایا اور اور آسکے دونوں پیروں کو اس پانی میں ڈلوادیا پھر سٹارٹ ہوا تھا چیخوں کا نا ختم ہونے والا سلسلہ۔"

آہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔بتاتا ہوں بتاتا ہوں۔

ہمارے سر ایس۔اے کبھی سامنے نہیں آتے لیکن انکے سارے کام لیلیٰ جسکو آپ جانتے ہیں اسکے فادر کرتے ہیں۔اور انہوں نے یہ سب ذمداری اب لیلیٰ کو دی ہوئی ہے۔

لیلیٰ نے اپنی 2 لڑکیوں کو ہوسٹل میں رکوایا ہوا ہے۔اور وہی لڑکیاں دوسری لڑکیوں کو ڈرگز کا عادی بناتی ہیں اور ہمارے حوالے کرتی ہیں۔

بس صاحب مجھے اتنا ہی پتا ہے اب مجھے چھوڑ دے پلیز!"۔

"تم جیسے جانور کو چھوڑ دوں گا میں یہ تمہاری غلط فہمی ہے۔

چلو سعید اسکی اچھے سے خاطر داری کرنا کسی بھی چیز کی کمی نا محسوس ہو موصوف کو"۔

آنکھ دبا کر کہتے ہوئے وہ ریکارڈنگ جو ابھی کی تھی لیکر باہر آ گیا۔

وہ ایسا ہی تھا خوش مزاج انسان بس بدلے کے اگے وہ سب سہی غلط کا فرق بھول جاتا تھا۔

اب دیکھنا تھا یہ بدلہ کیا رنگ لانے والا ہے؟

جیسے ہی شجاعت کی گاڑی کے ٹائر پر فائر ہوا گاڑی امبیلینس ہوئی۔ اور لاڑکھڑاتی ہوئی آگے بھڑنے لگی۔

اس سے پہلے وہ کھائی میں گرتی شجاعت چھلانگ لگا کر گاڑی سے کود گیا۔ لیکن مصیبت ابھی ٹلی نہیں تھی۔

جیسے ہی وہ سیدھے ہو کر کھڑے ہوے۔ 6 لوگوں نے انکو اپنے گھیرے میں لے لیا.

"آخر کون ہو تم لوگ اور کیا چاھتے ہو مجھ سے کیوں مجھے مارنے پر تلے ہوے ہو۔

دیکھو مجھے چھوڑ دو میں تم سب کو منہ مانگی قیمت دوں گا"۔

جب شجاعت کو کچھ اور نا سوجھا تو لالچ دینے لگا ان لوگوں کو۔"

ابے سالے تو نے کیا ہمیں بکاؤ سمجھا ہوا ہے ہمارے باس کہ آرڈر ہے تمہیں ختم کرنا اور یہ کرنے سے ہمیں کوئی نہیں روک سکتا۔ ان میں سے ایک نے اگے بڑھ کر کہا اور اس پر وار کرنے لگا لیکن شجاعت نے اسکا وار اسی پر الٹ دیا تھا

آخر اتنا آسان تو نا تھا اسے ہرانا اور پھر سب اپس میں گتھم گتھا ہو گے کے تبھی ایک نے شجاعت کی ٹانگ پر فائر کر دیا۔

اور اس سے پہلے وہ اور فائر کرتا۔ کسی نے اسکے پیچھے سے پکڑ کر اس پر ہی وار کر دیا۔

شجاعت تکلیف سے نیچے گرے اس انسان کو دیکھ رہے تھے جو انکی جان بچنے کے لئے خود کی جان خطرے میں ڈال گیا تھا۔

لیکن وہ ایک ان سب پر بھاری ثابت ہوا تھا۔ اور چند ہی منٹوں میں وہ سب زمین پر اوندھے منہ پڑے ہوے تھے۔

جمال انکو فورا اپنی گاڑی میں بٹھا کر ہسپتال لے گیا وہاں انکا ٹریٹمینٹ کروایا۔ اور شجاعت تو بہت شکر گزار تھے جمال کے۔

کہ اس نے اپنی جان کی پرواہ نا کرتے ہوے انکی جان بچائی۔ انہوں نے وہی پر اسکا شکریہ ادا کیا اور اس سے اسکے بارے میں پوچھا کے وہ کہاں رہتا ہے کیا کرتا ہے۔ اور اسکے گھر میں کون کون ہیں۔

جمال نے اپنی جھوٹی کہانی سنا کر شجاعت کو مطمئن کر دیا تھا۔ شجاعت کو گھر چھوڑ کر وہ بھی واپس آ گیا اور سوچنے لگا کتنا آسان تھا شجاعت کو بے وقوف بنانا۔

خود ہی سوچ اور ہنستے ہوے سگریٹ کے گہرے گہرے کش لینے لگا۔اس وقت اسکی آنکھیں لال انگارہ ہوئی تھیں،ان میں شجاعت کے لئے نفرت تھی حقارت تھی اور کیا کچھ نہیں تھی شجاعت کی بربادی تھی۔

یہ جمال عرف جے۔ڈی تمہیں بخشنے نہیں والا شجاعت آفندی۔

اور اسی طرح شجاعت اور جمال داؤد کی دوستی گہری ہوتی گئی۔شجاعت جمال کو اپنا رائٹ ہینڈ بنانا چاہتے تھے۔اس لئے انکا ذہن تو کسی اور ہی سوچ کے تانے بن رہا تھا۔

اور وہ اس نتیجہ پر پہنچے تھے کہ بیا کی شادی جمال سے کر دی جائے۔ایک تو وہ شریف تھا دوسرا اس سے وہ انکی اور عزت کرنے لگے گا اور دھوکا دینے کا سوچ بھی نہیں سکے گا۔یہ سوچتے ہی انکے چہرے پر ایک کمینی مسکراہٹ نے اپنی چھپ دلائی تھی۔

گھر آئے تو آمنہ بیگم بھی پریشان ہو گئیں۔لیکن شجاعت صاحب نے انھے مطمین کر دیا تھا۔اور انکو جمال کے بارے میں بتایا کے بہت ہی پیارا بچہ ہے۔

اور ساتھ ہی بیا پر جمال کے رشتے کے بارے میں بھی بتا دیا کے بہت جلد وہ ایک گرینڈ پارٹی دے کر باقاعدہ یہ رشتہ آناؤنس کر دیں گے۔

آمنہ بیگم تو یہ سن کر پریشان ہو گئیں تھیں لیکن شجاعت کے سامنے کچھ بھی نا کہہ پائیں تھی۔

لیکن انکو بیا کی فکر تھی کے جب اسے پتا چلے گا تو وہ کیسا ری ایکٹ کرے گی۔ وہ تو بھی اس سب کے لئے تیار بھی نہیں ہے معصوم سی تو ہے وہ۔ اسے کیا پتا اس رشتے کی نزاکت کا۔

اور جو سب سے بڑی پریشانی تھی وہ انھیں اندر ہی اندر کھائے جا رہی تھی۔ انھیں سوچوں میں انہوں نے ایک نمبر ڈائل کیا تھا۔

اور سب کچھ اسکے گوش گزار دیا تھا۔ اور پتا نہیں اگے سے کیا کہا گیا تھا کے اب آمنہ بیگم بھی مطمئن ہو گئیں تھیں۔

اور کیچن کا رخ کیا شجاعت صاحب کے لئے سوپ بنانے کے لئے۔

مشی کی طبیعت سہی نہیں تھی تو آج غازی اکیلے ہی یونی کے لئے نکلا تھا

یونی پہنچا تو راستے میں ہی اسکے دوست مل گئے اسے ابھی وہ ان سے باتیں کرتے ہوئے جا ہی رہا تھا کہ کچھ ہی دور دو لڑکے ایک لڑکی کو پریشان کر رہے تھے۔

یہ سب دیکھ کر غازی کا تو خون ہی کھول اٹھا تھا۔ اگر کسی کا بھائی یا باپ نہیں ہے یہ چھوڑنے نہیں آسکتا تو اسکا یہ مطلب نہیں کے ان لڑکیوں کی عزت نہیں ہے جو یوں سب لوگ انہیں اس طرح پریشان کریں۔

تبھی تو لڑکیاں باہر نکلنے سے ڈرتی ہیں۔ یہی سوچتے ہوئے وہ انکی طرف بڑھا اور رکھ کر دو دو لگائیں تھیں ان لڑکوں کو جو دکھنے میں تو خود چوسنی کی طرح تھے اور لڑکی کو دیکھ کر فری ہو رہے تھے۔ لڑکی تو پہلے ہی ڈری ہوئی تھی غازی کو دیکھ کر اور ڈر گئی۔

غازی نے نیچے سے اسکا دوپٹہ اٹھایا اور ابھی دوپٹہ اسکے ہاتھ میں ہی تھا کے مطربہ جو دور سے غازی کو دوپٹہ اٹھاتے ہوئے دیکھ کر اسے غلط سمجھی تھی اور اب سیدھا اسے سر پر پہنچ کر بنا کچھ بھی سوچے بس اسے سنائے جا رہی تھی۔

غازی کے دوست اور وہ خود بس منہ کھولے اس لڑکی کو دیکھ رہے تھے جو کہ بریک پر پاؤں رکھنا شاید بھول ہی گئی تھی تبھی نون اسٹاپ بولے ہی جا رہی تھی یاں یہ کہنا بہتر ہو گا کے غازی کی عزت افزائی کر رہی تھی۔

اور وہ لڑکی وہ بھی چپ چاپ سن رہی تھی یہ دیکھ کر تو غازی کو اور غصہ آ گیا۔ " سمجھتے کیا ہو تم لڑکے اپنے آپ کو ہاں کوئی تمیز ہی کے نہیں تم لوگوں میں اگر آج تم لوگ ین لڑکیوں کی عزت نہیں کرو گے تو کس منہ سے اپنی ماں بہن کی حفاظت کرو گے ہاں

اور تم یہ پکڑو اپنا دوپٹہ۔ جب تک تم خود اپنے لئے لڑنا نہیں سیکھو گی ان جیسے لڑکوں کی ایسے ہی ہمت بڑھے گی۔ تو خود کے لئے لڑنا سیکھو اور چلو اب میرے ساتھ۔

اور تم آیندہ اگر کسی لڑکی کو پریشان کرنے کی کوشش کی نا تو۔۔۔۔۔"۔ مطربہ نے انگلی اٹھا کر وارن کیا تھا اور یہ جا وہ جا۔۔

غازی تو ابھی تک منہ کھولے کھڑا تھا کے یہ لڑکی ہے کیا چیز آخر کیا سمجھتی ہے وہ خود کو ؟

اسے تو میں سبق سکھا کر ہی رہوں گا۔۔

مس مطربہ بی ریڈی۔۔۔۔۔۔

آنکھوں میں لال ڈورے لئے خود کلامی کی تھی غازی کے دوست تو اس پر ہنس رہے تھے کے اس نے کیسے ایک لڑکی سے اتنی باتیں سن لی وہ بھی بغیر کچھ کہے:

"چپ کرو کمینوں ورنہ خیرت نہیں تم لوگوں کی"۔ سب لوگ اسی ٹائم خاموش ہو گئے تھے کیوں کے غازی کی آنکھیں تو کچھ اور ہی داستان سنا رہی تھیں

اور غصّہ سے وہاں سے واک آوٹ کر گیا تھا۔

بیا کو تنگ کرنے کا سلسلہ کچھ عرصے سے بند تھا وہ تو خوش تھی کے چلو اب کوئی پریشانی نہیں اور یہی سوچتے ہوئے وہ کالج آئی تھی

لیکن یہاں آ کر پتا چلا آج علینا نہیں آئی ہے تو وہ بور ہو رہی تھی بے دلی سے کلاس لی پھر ڈیوٹی پر چلی گئی

وہاں سے دو بجے کے قریب واپس کالج آئی لائبراری سے کچھ کتابیں ایشو کروائی اور اب اسکارخ کینٹین کی طرف تھا کیوں کے ان سب کاموں میں وہ لنچ کرنا بھول گئی تھی

اور اب 4 بجنے والے تھے اور لنچ کر کے اسے واپس ڈیوٹی پر بھی جانا تھا۔

آج اسکی ڈبل ڈیوٹی تھی۔

ابھی وہ جا ہی رہی تھی کے کسی نے اسکے منہ پر کپڑا رکھا تھا

کمرے میں صرف گھڑی کی ٹک ٹک کی آواز آ رہی تھی اور وہ وجود بستر پر آپنی تمام تر معصومیت لیے ہر چیز سے بے خبر بیہوش تھا

اُسے یہ تک خبر نہیں تھی کے وہ کہاں ہے آہستہ آہستہ اُس بے جان وجود کی آنکھوں میں حرکت ہونے لگی اور ہاتھ پاوں میں بھی حرکت شُروع ہو گی وہ نیند میں تھی جیسے جیسے ذہن بیدار ہو رہا تھا اُسکے سر میں درد سے ٹھیسیں سی اُٹھ رھی تھی

اُسنے آپنے دونوں ہاتھوں سے آپنے سر کو دبایا تھا وہ اچانک سے اٹھ کے بیٹھ گئی اور آپنے آپکو ایک انجان جگہ پہ پایا خوف کی ایک شدید لہر اُسکے وجود میں دوڑی تھی۔

یہ خیال ہی جان لیوا تھا کے وہ کڈ نیپ ہو گ ئی ہے سب سے پہلے اُسے جو خیال آیا تھا وہ اُسکا حجاب تھا اور ٹرانس کی کیفیت میں اُسکے ہاتھ آپنے حجاب کی طرف گ ئے حجاب کو آپنی جگہ پہ موجود دیکھ کے وہ کچھ پُرسکون ہوی تھی

اِس بات سے بے خبر کے وہ جو آج یہاں ہے اُسکی وجہ اس حجاب کے اندر گرین آنکھیں ہیں جو کسی کو بی آپنا دیوانا بنا سکتی ہیں وہ آپنے ارد گرد کا جائی زہ لینے لگی یہ ایک جدید طرز کا کمرہ تھا یہاں کی ہر چیز آپنی مثال آپ تھی۔

وہ یہ دیکھنے میں اتنی محو تھی کہ اُسے یہ خبر تک نہی تھی کے وہ کتنی دیر سے یہاں ہے اسے بس یہاں سے نکلنا تھا کسی بی طرح، اس بات سے بے خبر کے کوئی ہے جو اسکی ہر حرکت پے نظر رکھے ہوئے ہے اور بہت غور سے اسکی ہر حرکت کو ملحذہ فرما رہا ہے۔

بلیو آنکھیں اس وقت روشن تھی ایک آلگ ہی چمک تھی ان آنکھوں میں وہ بہت تحمل سے اسے دیکھنے میں مگن تھا جیسے اس زیادہ ضروری کو ی اور کام ہے ہی نہی۔

کیمرے کے اس پار اس بات سے بے خبر کے وہ کسی کی نظروں کے حصار میں ہیں اسے بس یہاں سے جانا تھا جتنی جلدی ہو سکے۔

اسے یاد تھا وہ یونیورسٹی میں تھی وہ تو کینٹین جا رہی تھی اور آچانک کسی نے اسکے منہ پہ رومال رکھا تھا اور وہ ہوش وخر سے بیگانا ہو گ ئی تھی

اور کسی نے بہت آرام سے اسے آپنے آہنی بازوؤ ں میں بھر لیا تھا اور بہت آرام سے جسے ذرا سی سختی سے وہ کانچ کی گڑیا ٹوٹ جاے گی اور اب وہ یہاں تھی۔

کون اسے یہاں لایا؟اور کیوں؟

آخر وہ چاہتا کیا ہے؟

وہ فوراسے پہلے دروازے کی طرف بھاگی اور حیرت کی انتہا نا رہی جب دیکھا کے دروازہ کھلا ہوا ہے؟

وہ حیران و پریشان اس کمرے سے باہر نکلی اور حیر آن تو سہی معنوں میں وہ اب ہوئی ی تھی۔ 😱😱

جاری ہے۔

Yeh ly g kary ap log enjoy epi 🙈😍😍😊mai.next ki tayari karo🙈🙈😍or late ka na kaha kary q ky ap log hi kehty hain epi long ho🙄👀 hmm chalo g ab parhty jaye or reviews dety jaye.🙈🙈😍

Bia❤️Jalal special 🙈😍😍

Don't copy paste without my permission💣💣

ناول#مریض_ء_عشق

از#سندس_پری

#قسط_15

"بیا جب بھاگ کر دروازے کے پاس گئی تو دیکھا وہ کھلا ہوا تھا۔ وہ حیران اور پریشان جب روم سے باہر آئی تو سہی معینوں میں وہ حیران اب ہوئی تھی"

کیوں کے نوکروں کی ایک پوری فوج کھڑی تھی روم کے باہر اور بیا کو دیکھ کر سب نے ہی اپنا سر جھکا لیا شاید عزت دینے کہ نیا انداز تھا یا پھر وہ انکے سر کی ہونے والی وائف تھی اس لئے۔

بہر حال جو بھی تھا بیا خاصی کنفیوز ہو گی تھی ڈری ہوئی تو وہ پہلے سے ہی تھی۔ ابھی وہ انھیں سوچوں میں گم تھی کے ان سب ملازمین میں سے ایک اسکی طرف بڑھی شاید وہ ان سب کی ہیڈ تھی۔

سارے ملازمین اس وقت اپنی یونیفارم میں موجود تھے۔ جو کہ وہائیٹ کلر کی تھی۔

السلام علیکم! میم کیسی ہیں آپ؟

آپ کے سر میں درد تو نہیں ہو رہا؟

میم آپ ایک کام کریں آپ میرے ساتھ آئے۔

نن۔۔۔۔۔نا۔۔۔۔۔ نہیں مجھے کھ کہیں نہیں جانا۔ آ۔۔آ۔۔۔۔۔۔ آپ مجھے پلیز واپس چھوڑ کر آئے مجھے ہوسٹل جانا ہے ابھی۔

ہاں ابھی جانا ہے۔ پلیز مجھے جانے دیں۔

دیکھیں میم آپ ڈریں مت پلیز ہم آپ کو ہوسٹل چھوڑ آئے گے بس ابھی آپ کھانا کھا کر گھر دیکھ لیں پھر اسکے بعد۔

ٹھیک ہے میم۔ مسکرا کر جواب دیتی وہ اس وقت بیا کو زہر لگی تھی۔

وہ اسے کہہ رہی ہی کے مجھے چھوڑ کراؤ اور اسے بیا کو گھر دکھانا ہے۔ ارے گھر دکھانے کے لئے کوئی کڈنیپ کرتا ہے کسی کو۔ بیا تو تپ ہی گی تھی۔

چلے میم۔۔۔۔ سوزی نے بڑے ادب سے بیا سے کہا تھا لیکن مجھے کچھ نہیں کھانا آپ مجھے جانے دے۔

چلے میم آپ پہلے کھانا کھالے آجائے یہاں۔ بیا کی بات کو اگنور کر کے وہ بیا کو لیکر ڈائننگ ایریا میں آئی تھی اور بیا کو ناچار اسکے ساتھ جانا ہی پڑا۔

لیکن ڈائننگ ٹیبل پر انواع اقسام کے کھانے دیکھ کر حیران رہ گئی کیوں کے سارے ہی کھانے بیا کی پسند کے تھے لیکن بیا کی نظر تو املی کی چٹنی پر ہی ٹھہر گئی اور سب کچھ اپنی پسند کا دیکھ کر اسکی بھوک پھر سے چمک اٹھی تھی ۔

اور کسی کی بھی پرواہ کیے بغیر وہ کھانے پر ٹوٹ پڑی تھی ۔ اور جلدی سے کھانا کھانے لگی ۔ کھانے کے بعد اس نے گول گپے کھائے جو کہ خاص کر جلال نے اپنی بیا کے لئے ہی آریج کیے تھے ۔

اور گھر دیکھنے کے لئے سوزی کے ہمراہ تیز تیز اگے بڑھنے لگی کیوں کہ اگر جلدی جانا تھ تو گھر تو دیکھنا ہی تھا ورنہ انکے باس کہ کوئی بھروسہ نہیں تھا کے یہی روک لیتا بیا کو انہی سوچوں میں وہ اگے بڑھ رہی تھی کے اچانک اسکا پاؤں مڑا تھا ۔

اور اس سے پہلے کے وہ زمین بھوس ہوتی اس نے اپنے آپ کو کسی کے مظبوط آہنی بازوؤں کی گرفت میں پایا ۔ بیا نے ڈر کر اپنی آنکھیں ہی بند کر لیں تھی اور جلال اسکی تو خواہش ہی پوری ہو گئی تھی اسکی بیا اسکے قریب تھی بہت قریب کے وہ اسکی دل کی دھڑکن بھی بخوبی محسوس کر رہا تھا ۔

بیا کے کان میں سرگوشی ہوئی تھی۔ جانم اپنی آنکھیں کھول لو۔ تم بلکل ٹھیک ہو جب تک جلال زندہ ہے تمہیں کچھ نہیں ہو سکتا۔ جب جب تمہارے قدم لڑکھڑائے گے تم ہمیشہ جلال کو اپنے ساتھ پاؤ گی۔

جلال تمہیں کبھی بھی گرنے نہیں دے گا۔ ہمیشہ تمہارا ہاتھ تھام کر رکھے گا۔ بیا جو کہ اسکی سرگوشی نما الفاظوں کے سحر میں کھوئی ہوئی تھی پٹ سے آنکھیں کھولے اسے دیکھنے لگی۔ وہ تو اسکی سحر انگیز آنکھوں میں کھو گئی تھی۔ وہ تھا ہی اتنا وجیہہ جو بھی پہلی نظر دیکھتا اپنا دل ہار بیٹھتا۔

لیکن وہ مغرور شہزادہ کسی کو کوئی اہمیت ہی کہا دیتا تھا۔ وہ زیر کرنا کا ہنر خوب جانتا تھا۔ لیکن بیا اپنی جانم کے اگے وہ خود کو زیر سمجھتا تھا۔ بیا تو حیران تھی کے وہ کیوں اسے لیکر آیا یہاں اور انہی سوچوں میں گم وہ اسے خود سے دور کرنے کی جدو جہد کرنے لگی۔

جلال تو بیا کی اس ادا پر بھی قربان ہوا جا رہا تھا جانم مجھے تم سے کوئی الگ نہیں کر سکتا خود تم بھی نہیں۔

جلال کی نظروں میں کیا کچھ نہیں تھا پیار احترام وہ تو جنون کی حد تک چاہتا تھا اپنی بیا کو اور اب بھی کھو گیا تھا اسکی گرین نشیلی آنکھوں میں خود کو ڈوبتا ہوا محسوس کر رہا تھا۔

جب دیکھا کے بیا تھک رہی ہے اور اسکا سانس پھول رہا ہے خود کو چھوڑوانے میں تو بڑے آرام سے اسے خود سے الگ کیا۔ بیا نے فوراً سے خود کے اور جلال کے درمیان فاصلہ بڑھایا۔ اور اپنی سانسیں ہموار کرنے لگی۔

بیا نے فوراً سے نظریں ادھر ادھر دوڑائی کیوں کے تھوڑی دیر پہلے تک جو نوکروں کی فوج اسے دکھائی رہی تھی اب انکا نام و نشان بھی نہیں تھا۔ اور خوفزدہ نظروں سے جلال کو دیکھنے لگی اور پھر یکدم خارجی دروازے کی طرف بھاگی لیکن اگلے ہی لمحے اس نے خود کو کسی کی باہوں کے حصار میں پایا۔

اور گھبرا کر چلانے لگی بچاو بچاو۔ چھوڑو مجھے چھوڑو نیچے اتارو مجھے نہیں دیکھنا یہ گھر۔ آپ میرے ساتھ زبردستی نہیں کر سکتے۔

پلیز پلیز مجھے جانے دے۔ جلال نے سیڑھیوں کو کراس کرتے ہی بیا کو نیچے اتار دیا اور بیا پھر بھاگتی اس سے پہلے ہی اسکا ہاتھ تھام کر اسے گھر کہ ایک ایک کونہ دکھانے لگا۔ اور بیا وہ تو دعا کرنے لگی کہ جلدی سے گھر ختم ہو اور وہ بس کسی بھی طرح بھاگ جائے یہاں سے لیکن گھر تھا کہ ختم ہونے کہ نام ہی نہیں لے رہا تھا۔

جلال کا یہ محل نما گھر بھی دورانی ہاؤس کی طرح ہی عالیشان تھا۔ بیس کمروں پر مشتمل یہ محل بھی اپنی مثال آپ تھا ۔ گھر کے بیک سائیڈ پر ایک بہت ہی خوبصورت گارڈن ڈیزائن کیا گیا تھا اور یہاں پر ہر ایک چیز بیا کی پسند کو نظر میں رکھتے ہوئے کی گئی تھی۔

بیا تو بس ان سب چیزوں کو خوشی سے دیکھ رہی تھی۔ اس نے کب سوچا تھا اسکی سوچوں اور پسند کو کوئی اس طرح حقیقت میں بھی بدل سکتا ہے۔

لیکن وہ حیران بھی تھی کیوں کے اس نے کسی کو بھی نہیں بتایا تھا اپنی۔ اس پسند کا پھر اسے کیسے پتا چل گیا۔ سب سے زیادہ وہ خوش بلیک روز کو دیکھ کر ہوئی تھی اور بے ساختہ اسکے قدم اس طرف بڑھے تھے اور اس سے پہلے وہ اسے پچ کرتی جلال نے اسکا ہاتھ پکڑ لیا اور خود اسے وہ پھول توڑ کر دیا۔

جانم اس پھول کے ساتھ کانٹے بھی ہیں اس لئے میں نے خود توڑ کر دیا ہے۔ مجھے گوارہ نہیں کوئی بھی چیز تمہیں چوٹ پہنچائے۔ تمہیں پیار کرنے کا، رولانے کا، اور تکلیف دینے کا حق صرف میرا ہے صرف میرا

بیا کے ماتھے سے اپنا ماتھا ٹکاتے ہوے سرگوشی کی تھی۔ بیا فوراسے اسے دور ہوئی اور جانے کی ضد کرنے لگی۔

جانم میں دیکھ رہا ہوں تم نے سہی۔ طرح گھر نہیں دیکھا چلو کوئی بات نہیں اب تو یہی انا ہے پھر دیکھ لینا۔ اور تب میں تمہیں خود دکھاؤں گا گود میں اٹھا کر۔ جلال کی شرارتی رگ پھڑکی تھی۔

نہیں میں نہیں دیکھوں گی۔ میں خود دیکھ سکتی ہوں اور چل بھی سکتی ہوں۔ اب آپ مجھے جلدی سے چھوڑ کر آئے۔

بیا نے ہمت کر کے کہا تھا جلال سے اور فوراسے اپنے قدم اگے کی طرف بڑھا لئے تھے۔ جلال بیا کو اسکے ہاسٹل چھوڑنے چلا گیا۔

مشی سو کر اٹھی تو اسکے سر میں درد ہو رہا تھا۔ وہ فریش ہو کر نیچے آئی تو دیکھا غازی کچن میں کچھ بنا رہا ہے۔ بھائی آپ کیا بنا رہے ہیں۔

یار مشی تمہاری طبیعت سہی نہیں تھی ں تو میں نے سوچا سٹر انگ سی کوفی بنا دوں اپنی پیاری سی بہن کے لئے۔

مشی کو تو جی بھر کر پیار آیا تھا اپنے بھائی پر۔ سچی بھائی جلدی سے دید یں مجھے اسکی ضرورت ہے واقعی ابھی۔

غازی نے کوفی مشی کو دی اور بڑے آرام سے وہی پر شیلف پر بیٹھ گیا۔ اور اب بڑے مزے سے مشی کے ری ایکشن کا ویٹ کرنے لگا۔

اور ٹھیک اگلے سیکنڈ مشی نے کوفی کا جو گھونٹ اپنے منہ میں لیا تھا اسے فورا باہر اگلہ۔

کیوں کے اس کوفی کو پی کر مشی کو لگا جیسے کسی نے پورا نمک کا ڈبہ اس میں ڈال دیا ہو اتنی کڑوی کافی مشی نے زندگی میں کبھی نہیں پی تھی۔

خخخخخخ۔۔۔۔۔ تھو۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بھائیییییییی۔۔۔۔۔ کیا ملایا ہے اس میں یہ اتنی کڑوی ہے کے توبہ۔

چلے آپ بھی پیئے۔۔۔۔۔

ایسے تو میں آپ کو چھوڑو گی نہیں۔

پھر کیا تھا غازی اگے اگے اور مشی اسکے پیچھے پیچھے پورے آفندی ولہ میں انکی شرارتوں بھری آوازیں گونج رہیں تھی۔

تھک ہار کر مشی اپنے روم میں چلی گئی اور اور غازی باہر چلا گیا۔

دوستوں کے ساتھ باہر رہنے کی وجہ سے گھر اتے اتے غازی کو دیر ہو گئی گھر پہنچا تو رات کا 1 بج رہا تھا تو اتے ہی وہ سو گیا۔

اور اسی وقت اسکے کمرے میں ایک سایہ نمودار ہوا تھا۔

اور 10 منٹ میں اپنا کام کر کے جیسے آیا تھا ویسے ہی باہر چلا گیا۔

اور غازی کو پتا بھی نہیں چلا تھا کے کیا ہونے والا ہے اسکے ساتھ۔

اب یہ تو صبح ہی پتا چلنا تھا۔ وہ یں سب سوچوں سے انجان نیند کے مزے لوٹ رہا تھا۔

بیا کے جانے کے بعد جلال واپس گھر آیا اور اسی کمرے میں گیا جہاں بیا تھی پھر اسی بیڈ پر دراز ہو گیا جیسے اسے محسوس کر رہا ہو۔

جلال آج بہت خوش تھا وہ آج بیا سے نا صرف ملا تھا بلکے اپنی باتوں سے اسے یہ بھی ظاہر کر دیا تھا کے وہ صرف اسکی ہے۔

اور اب تو ویسے بھی وہ اسکے پاس انے ہی والی تھی بیا کو یہاں لانے کا مقصد تھا کے وہ بس جلال کے بارے میں سوچے جلال اسکی سوچوں پر قابض ہونا چاہتا تھا اور وہ ہو بھی رہا تھا۔

بیا کا پورا نام حدیبیہ تھا سب گھر والے بیا کہتے جبکہ جلال حدی کہتا۔ اسکا ماننا تھا جس نام سے وہ بولائے گا کوئی اور وہ نام استعمال نہیں کرے گا اسکی حدی کے لئے۔

بچپن میں بھی اسی بات پر بہت بار جھگڑا بھی کیا تھا جلال نے جو بھی جلال کو دیکھ کر بیا کو حدی کہتا جلال تو بس ٹوٹ پڑتا تھا اس پر اور کہتا تھا یہ حدی صرف میرے لئے ہے میرے لئے۔

کتنی بار عاصمہ بیگم نے بھی سمجھایا تھا لیکن اسکی ایک ہی رٹ ہوتی کے حدی میری ہے اور کوئی اسے حدی نہیں کہے گا۔ اور تب سے صرف جلال ہی بیا کو حدی کہتا اور کسی میں ہمت بھی نہیں تھی کے جلال سے پنگا لے وہ تھ ہی ایسا کے ہر کوئی ڈرتا تھا اس سے۔

وہ بیا کے معاملے میں بہت شدت پسند تھا۔ وہ جلال تھا صرف اپنی بیا کے لئے۔

لیکن کریمینلز کے لئے وہ جے۔ڈی تھا ایک بے رحم بادشاہ جو کسی کو بھی معاف نہیں کرتا تھا

اور شجاعت کے لئے وہ جمال داود تھا ایک نہایت ہی شریف اور دوسروں سے محبت کرنے والا اور مدد کرنے والا۔ وہ ایک انسان اور اسکے تین روپ تھے۔

ایک کریمینلز کے لئے ایک شجاعت کے لئے اور ایک اسکی جان بیا کے لئے۔ بیا کے انے سے اسکی زندگی میں سکون آ گیا تھا۔

ورنہ تو وہ سکون کے لئے ترستا تھا۔ بیا کو محسوس کرتے ہوے کب وہ نیند کی وادیوں میں چلا گیا اسے پتا بھی نا چلا۔

"تم پاگل ہو مجھے کیوں یہاں باندھ کے رکھا ہوا ہے ,ہاتھ کھولو میرے ورنہ تماری جان لے لوں گی میں"۔

مطربہ تو شاپنگ کے لئے نکلی تھی لیکن بھوک کی وجہ سے پہلے کچھ کھانے کا سوچا اور رخ ایک ہوٹل کا کیا تا کہ جلدی سے کچھ کھا کر شوپنگ کر لے پھر کل کے ٹیسٹ کی تیاری بھی تو کرنی ہے۔

ابھی وہ رستے میں ہی تھی کے اسے ایک بچی روتی ہوئی نظر آئی،اسنے فوراسے گاڑی روکی اور اسکے پاس گئی اور رونے کی وجہ پوچھی تو بچی نے بتایا کہ وہ لوگ میری ماما کو مار رہے ہیں تو وہ فوراسے گئی تھی اس طرف جہاں بچی نے اشارہ کیا تھا۔

کیوں کے ڈر تو اسے کسی بات کا نہیں تھا۔اور جلد بازی میں تصدیق بھی کرنا ضروری نہیں سمجھا۔اور جیسے ہی روم میں انٹر ہوئی تو روم آٹو میٹیک لوک ہو گیا۔

کھولنے کی کوشش کی تھی وہ بھی بیکار گئی۔ تو آرام سے بیڈ پہ بیٹھ گئی اتنا تو پتہ تھا جس نے بھی یہ کیا ہے وہ آئے گا تو ضرور اور تب ہی اسکی طبیعت صاف کرنے کا ارادہ کرنے کا سوچ کر آرام سے بیڈ پے بیٹھ گئی۔

اتنی دیر ہو گئی جب کوئی نہ آیا تو پیاس کی شدت محسوس ہوئی تو پاس پڑے گلاس سے غٹا غٹ پانی پی گئی ۔اچانک سے سر میں بھاری پن محسوس ہوا اور وہ ہوش و خرد سے بے گانہ ہو گئی۔

جب ہوش آیا تو خود کو ایک کرسی پے بندھا پایا۔اور جب نظر سامنے اٹھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تو شدید غصہ سے اسکی طرف دیکھا۔"

مجھے یہاں لانے کا کوئی خاص مقصد "،ایک ابرو اچکا کے پوچھا گیا۔ "

سے سوری !، سوری بولو مجھے۔۔۔۔

تم نے سب کے سامنے مجھے اتنا سنایا وہ بھی بغیر کسی بات کے ،وہ لڑکا میں نہیں تھا جسنے چھیڑا تھا اس لڑکی کو۔ تمہیں مس انڈر اسٹینڈ نگ ہوئی تھی۔

چلو اب میں نے سچ بتا دیا اب تم سوری بولو مجھے !"۔

ساری بات سننے کے بعد اسے بھی شرمندگی ہوئی تھی کے سچ جانے بغیر ایسے ہیغازی کو سب کے سامنے سنا دیا۔ وہ سچ میں سوری کرنے والی تھی لیکن اسکی معصوم شکل دیکھ کے اسے بھی شرارت سوجھی۔

"اچھا ٹھیک ہے میں معافی مانگنے کے لئے تیار ہوں لیکن پہلے میرے ہاتھ تو کھولو"۔

"مجھے پاگل کتے نے کاٹا ہے کیا۔ جو تمہارے ہاتھ کھول دوں اور تم مجھے بھی دھو دو جیسے اس دن مال میں ان لڑکوں دھویا تھا۔ میں تو بس سچ بتا کے تم سے سوری بلوانے لایا ہوں چلو بولوں سوری جلدی سے"۔

غازی بھی اس سب سے تنگ تھا وہ جلد از جلد یہاں سے جانا چاہتا تھا اور مطربہ کو بھی آزاد کرنا چاہتا تھا اس لئے اسے آرڈر دینے لگا۔

"ارے کھولو تو سہی مجھے کچھ نہیں کہو گی پکّا"۔
"کیوں میری جان لینے پے تلی ہوئی ہو میں نہیں کھول رہا۔ ابھی تو میری شادی بھی نہیں ہوئی ہے اور مجھے کنوآرا نہیں مرنا"۔

بولنے کی دیر تھی کے کمرے میں اسکا فلک شگاف قہقہ گونجا تھا۔

اچھا سچ میں آئی ایم رئیلی سوری۔ میں واقعی شرمندا ہوں مجھے ایسے تم پر بنا کچھ بھی سوچے الزام نہیں لگانا چاہیے تھا

۔

دیکھو اب میرے ہاتھ کھولو میں کان پکڑ کر بھی سوری بول دوں گی۔ مطربہ نے مسکرا کر کہا تھ غازی سے۔ غازی نے فوراً اسے کھول دیا۔ اور یہاں سے ہوئی تھی شروعات مطربہ اور غازی کی دوستی کی۔

مشی کالج آئی تو اسکا موڈ بہت اچھا تھا ماہ بدولت غازی کے۔

وہ سیدھا اپنی کلاس میں آئی اور رزم کا ویٹ کرنے لگی۔ تھوڑی دیر میں رزم بھی آیا تو اتے ساتھ ہی کلاس سٹارٹ ہو گئی۔

آج لیلیٰ کالج نہیں آئی تھی شاید کل کچھ زیادہ ہی پی لی تھی اس نے۔ رزم جلدی سے کلاس لے کر باہر نکلا تو مشی بھی اسکے پیچھے لپکی تھی۔

مشی نے سوچ لیا تھا آج وہ اپنے دل کی بات رزم کو بتا کر ہی رہے گی۔

سر رزم۔۔۔۔۔۔

سنیے پلیز۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

رزم جو کہ اپنے دیہان سے جا رہا تھا مشی کی پکار پر پیچھے مڑا۔ جی مس مشی کہیئے کیا بات ہے۔

وہ۔۔۔۔۔۔۔وہ سر مجھے کچھ بات کرنی تھی آپ سے۔۔۔

اوکے آپ آجائے میرے آفس میں۔

رزم جاتے ہی چیئر پر بیٹھ گیا اور مشی کا ویٹ کرنے لگا۔ اور سوچنے لگا آخر کیا بات ہے جو مشی کو کرنی ہے۔ مشی جیسے ہی روم میں آئی تو رزم نے اپنے چہرے کے تاثرات نارمل کیے۔

میں آئی کم ان سر۔۔۔۔

یس کم ان ہیو آ سیٹ پلیز۔۔۔

جی بولیئے مس مسکان کیا بات کرنی تھی آپ کو مجھ سے۔ لیکن مسکان تو اپنی ہی سوچوں میں گم تھی کہ کیسے اظہار کرے گی کے پیار کرنے لگی ہے وہ اس سے اور یہ جاننے کے باوجود کے کہ وہ انکے ٹیچر ہیں پر یہ سب غلط ہے پھر بھی آج وہ ہمت کر کہنے آئی تھی۔

وہ مجھے کہنا تھا کہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ۔۔۔۔۔وہ۔۔۔۔۔۔۔

دیکھیں مس جو بھی کہنا ہے سوچ سمجھ کر کہنا کہیں یہ نا ہو کہ بعد میں پچھتانا پڑے۔۔

رزم کو مشی کی جھجھک اور اسکی آنکھیں جو پیغام دے رہی وہ کوئی بچا تو نہیں تھا جو نا سمجھتا۔۔ لیکن وہ ایک موقع دینا چاہتا تھا کہ وہ خود کو نا جھونکے اس آگ میں۔ کیوں کے یہاں سے واپسی ناممکن تھی۔

اور اب تو اسکا یہاں انے کا مقصد بھی پورا ہونے والا تھا۔ تو بہت جلد اس نے یہاں سے بھی چلے جانا تھا۔ وہ کنٹرول کر رہا تھا کے کچھ غلط نا کر دے بدلے کی آڑ میں۔

دیکھیں سر آپ غلط مت سمجھے میں جو کہنے جا رہی وہ۔۔۔۔۔وہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مشی پھر سے گھبرانا سٹارٹ ہو گئی تھی وہ کنفیوز ہو رہی تھی پھر ایک دم سے لمبا سانس اندر کھینچا اور ایک ہی سانس میں بول دیا۔

سر میں آپ سے پیار کرتی ہوں اور شادی کرنا چاہتی ہوں۔ ایک ہی سانس میں بولنے کے بعد اپنی آنکھیں بند کر لی۔

اور رزم تو حیران تھے کی کتنی جلدی اس نے اپنی محبت کہ اظہار بھی کر دیا۔ اور اب بڑے مزے سے وہ مشی کے ایکسپریشن کو انجوے کر رہا تھا۔

لیکن ایک بات جو اسے بری لگی تھی وہ مشی کا اظہار تھا۔ اور صدا کے ہمارے مردوں کی سوچ کے اگر لڑکی نے پہلے اظہار کیا تو بڑا معیوب سمجھا جاتا ہے۔ کے لڑکی دل پھینک ہے۔ اور اسی طرح رزم نے بھی یہی سوچا تھا وہ کوئی پست سوچ کا مالک نہیں تھا بس جب شجاعت سے جڑے لوگوں کو دیکھتا تو اسکے انداز میں خود بخود سختی آجاتی تھی۔ لیکن اس بار ایسا نہیں ہوا تھا۔

تو مس مسکان عرف مشی آپ کے کہنے کے مطابق آپ کو مجھ سے محبت ہو گئی ہے۔

ہے نا ایم آئی رائٹ مس مشی؟

جج۔۔۔جی سر۔۔۔تو کیا کر سکتی ہیں آپ یہ ثابت کرنے کے لئے کہ آپ کو مجھ سے محبت ہے۔؟۔۔۔

جو آپ کہیں میں وہ سب کرنے کے لئے تیار ہوں۔۔۔۔تو ٹھیک ہے مشی آج کے بعد سے تم مجھے رزم بولا یا کرو گی کہو۔

سر۔۔۔لیکن سر میں کیسے مشی تو رزم کی اس بات سے خاصی کنفیوز ہو گئی تھی اور سمجھ میں ہی نہیں آ رہا تھا کہ کیسے کہے۔۔۔ابھی تو آپ نے کہا کہ آپ سب کچھ کرنے کے لئے تیار ہے تو یہ صرف ٹرئیلر ہے۔۔۔۔

اوکے سر۔۔۔۔میرا مطلب ہے رزم۔۔۔۔یہ سب کہتے ہویے مشی کے چہرے پر ایک الگ ہی مسکراہٹ تھی جو کہ رزم کو کچھ اور ہی پیغام دے رہی تھی۔

مشی فوراسے افس سے باہر بھاگ گئی تھی لیکن وہ انجان تھی کے دو نظروں نے بڑی دور تک اسکا تعاقب کیا تھا۔

اور وہاں رزم کو اب اگر مشی کچھ سہی بھی کرتی تو وہ غلط ہی لگنے والا تھا۔۔۔۔

اب دیکھنا تھا کے اگے کیا ہوتا ہے۔؟؟؟

رزم نے مشی کی میٹنگ کے بعد سید حارخ ہوسٹل کی طرف کیا تھا جہاں پلان کے مطابق کل اپنی کچھ فیمیل افیسرز کو نارمل لڑکیوں کی طرح ہوسٹل میں داخل کروایا تھا تا کہ ان ڈرگ مافیا لڑکیوں کو رنگے ہاتھوں پکڑ سکیں۔

اور ایسا ہی ہوا تھا انکو۔ لگا کے یہ لڑکیاں بھی باقیوں کی طرح معصوم ہیں تو انکو بھی ڈرگ دینے لگی۔ لیکن بڑی ہوشیاری سے انہوں نے ڈرگ انجیکشن کی جگہ دوسرے انجیکشن رکھ دیئے اور پھر جب انکی ساری باتیں اور حرکتیں اپنی شرٹ کے بٹن کے ساتھ جو خفیہ کیمرے لگائے ہوئے تھے ان میں سب ریکارڈ کیا۔

اور اب صرف انکو رزم کہ ویٹ تھا۔ اور جیسے ہی رزم نے انٹر کیا ہوسٹل میں اپنی ٹیم کے ساتھ تو ہر جگہ افراتفری مچ گئی۔ لیکن جلد ہی اس نے سب پر کنٹرول پالیا اور اب اسکا رخ ان لڑکیوں کے کمرے کی طرف تھا جہاں وہ یہ سب کام انجام دیتی تھی

اور وہاں جاتے ہی ان سب کو لیڈی کنسٹیبل کے حوالے کیا اور اپنے ساتھیوں کو اور ان سب لڑکیوں سمیت وارڈن کو بھی گرفتار کر لیا۔

کیوں یہ انکی ذمہداری تھی تو کیسے غافل رہ گئیں ان سب سے۔

فلحال وہ انکو حراست میں رکھ کر سبق سکھانا چاہتا تھا۔

سبکو لیتے ہی اس نے اب اپنا رخ پولیس اسٹیشن کی طرف کیا۔جہاں لے جا کر انکی اچھے سے خاطر داری کرنی ابھی باقی تھی۔۔۔

جاری ہے۔

Ye ly g epi😍🙈 bia+jalal special ❤️😍😍🙈mai busy hoti hun is liye roz nahi dy skti epi 🙄😢😢😢samjy na ap log warna mai phir 1 month bad pdf mai complete dedo to 🙄👀.

chly ga 🤔🤔btaye kia karo mai. 🙄🤔is novel ky bad nahi likho gi mai 😈😈q mai roz nahi dy skti or tb b sb ny yahi kehna😏

Surprise surprise 😍😍🙈🙈

Don't copy paste without my permission💣💣

ناول#مریض_ء_عشق

از#سندس_پری

#قسط_16_پارٹ_1

"سارے راستے بیا کو جلال کی نظریں خود پر محسوس ہوئی تھیں وہ پہلے ہی گھبرا رہی تھی اسکی نظروں کی تپش سے اور پزل ہونے لگی"۔

وہ تو بس دعا کر رہی تھی کہ جلدی سے ہوسٹل آجائے اور وہ دور بھاگ جائے جلال کی نظروں سے ۔ لیکن ایسا لگ رہا تھا کے آج یہ راستہ اور بھی لمبا ہو گیا ہے جو ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔

اوپر سے بیا پہلے ہی جلال کی نظروں کی تپش سے جنجھلائی ہوئی تھی تو ناچار اسے بولنا ہی پڑا۔

آپ چونٹی کی رفتار سے گاڑی چلائے گے تو ہم کیسے جلدی پہنچے گے ہوسٹل ۔ جلال کو جب بیا کی جنجھلائی ہوئیآواز سنائی دی تو اسکا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

گھنی مونچھوں تلے عنابی لبوں کی مسکراہٹ دیکھ بیا کے دل کی دھڑکن اور تیز ہوئی تھی۔ وہ تو یک ٹک اسے دیکھے گئی۔ کیا کوئی انسان اتنا بھی پیارا لگ سکتا ہے مسکراتے ہوئے ؟۔۔

جانم کون چاہتا ہے کہ یہ سفر ختم ہو میں تو یہی چاہتا ہوں کہ جب تم میرے ساتھ ہو تو وہ سفر کبھی ختم نا ہو۔

جلال کی نظریں بیا پر ہی تھیں وہ خوب سمجھ رہا تھا بیا کی گھبراہٹ کو لیکن دل کے ہاتھوں وہ مجبور ہو جاتا تھا ہمیشہ جب بھی بیا سامنے ہوتی اسکا دل بے بس ہو جاتا تھا اسکا کوئی کنٹرول ہی نا رہتا تھا اپنے دل پر۔

دل کرتا بس اسے ہی دیکھنے جائے اور جی بھر کر اس لمحے کو محسوس کرے۔ بیا کا مسلسل جلال کو دیکھنا بھی اسکی نظروں سے مخفی نہیں تھا۔ وہ تو خوش ہو رہا تھا بیا کو دیکھ کر کے وہ بھی اسکے بارے میں سوچ رہی ہے۔

"اب وہ جہاں بھی جائے گی اسکی سوچوں کا محور صرف جلال ہی ہو گا"۔

"لیکن مجھے آج ہی جانا ہے۔ آپ پلیز جلدی ڈراپ کر دے پلیز"۔

بیا کی لڑکھڑاتی اور گھبرائی ہوئی آواز جب جلال کے کانوں میں پڑی تو وہ سرشاری کی کیفیت میں بیا کو دیکھے گیا اور گویا ہوا۔

"میری جانم کا حکم سر آنکھوں پر"۔

آپ بس حکم کرے اپکا خادم ہر وقت ہمہ تن غوش ہے۔ مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ بیا کے دل نے ایک بیٹ مس کی تھی۔

جلال تو اسکے چہرے کی اوڑی ہوئی رنگت کو اور اسکے بعد اسکے چہرے پر بکھرے گلال کو دیکھ کر مبہوت رہ گیا تھا اسکے دل کو بہت بھایا تھا یہ قوزو قزاح کا منظر۔

اور اسی سرشاری کی کیفیت میں اس نے بیا کو ہوسٹل کے باہر اتارا۔

اور بیا وہ تو موقعے کی ہی تلاش میں تھی فوراسے بھاگ کر ہوسٹل۔ کا گیٹ عبور کر گئی۔

اور جلال تو اپنی جانم کی اس ادا پر بھی اپنا دل تھام کر رہ گیا تھا۔

"بہت برداشت اور صبر سے کام لینا ہے جلال تونے"۔

تیری جانم کو تو پیار کی الف ب بھی نہیں آتی۔

لیکن میں سب سکھادوں گا اپنی جانم کو۔

لیکن اس میں کافی محنت درکار ہوگی آخر وہ جلال کی جانم ہے مشکل تو ہو گا ہی۔

جلال نے اپنے مستقبل کا سوچ کر ایک سرد آہ بھری اور واپسی کا رخ کیا۔

"بیا ہوسٹل می اتے ہی روم میں بند ہو گئی اور وہی دروازے کے قریب بیٹھ کر اپنے دل کی دھڑکن کو قابو میں کرنے کی کوشش کرنے لگی"۔

اور سوچنے لگی کہ آخر وہ تھا کون ؟۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اور مجھے وہ چہرہ جانا پہچانا کیوں لگ رہا تھا۔

اسکا قریب انا مجھے برا کیوں نہیں لگ رہا تھا۔

کیا میں جانتی ہوں اسے ؟

اپنی ہی سوچوں کو جھٹکتے ہوئے اس نے واشروم کہ رخ کیا اتے ہوئے اسے مغرب ہو گئی تھی اس لئے نماز ادا کرنے لگی۔ اور نماز میں بھی وہ یہی دعا کرتی رہی تھی کہ اب دوبارہ نا ملنا ہو اس شخص سے کیوں کے آج کے واقع کے بعد وہ ڈر گئی تھی۔

پہلے جے۔ڈی کی کالز اور اب یہ سب۔ اور اس نے ایک فیصلہ کیا تھا کہ وہ اپنی ماما کو سب کچھ بتا دے گی۔

وہ ہی اسکی مدد کریں گی یہی سوچتے ہوئے اس نے ماما کہ نمبر ڈائل کیا۔

السلام علیکم!

ماما کیسی ہیں آپ؟

وعلیکم السلام!

کیسی ہے میری جان؟

میں ٹھیک ماما آپ سنایئے گھر پر سب ٹھیک ہیں۔ مشی اور غازی آپ کو زیادہ تنگ تو نہیں کرتے نا؟

نہیں میری جان۔ تمہیں تو پتا ہی ہے وہ لوگ جب تک کوئی شرارت نا کریں انکا کھانا ہضم نہیں ہوتا۔ تم پریشان مت ہو۔ انکی میں اچھے سے خبر لیتی ہوں۔

ہاہاہاماما اپ بھی نا۔ آپ کو پتا ہے نا وہ دونو جتنی بھی شرارت کریں لیکن ایک دوسرے کو اداس نہیں دیکھ سکتے اور پھر گھر میں رونق بھی تو انکی وجہ سے ہی ہے۔ بیا نے تحمل سے ماں کو جواب دیا تھا۔

بیٹا بات تو آپ کی ٹھیک ہے غازی تو چلو اتنی مستی نہیں کرتا لیکن مشی تو توبہ ہے بہت تنگ کرتی ہے یہ لڑکی۔

جب دیکھو کوئی نا کوئی شرارت کر رہی ہوتی ہے۔

اوہو ماما آپ انکی ٹینشن نا لیا کرے وہ دونوں سمجھدار ہیں۔

"ماما مجھے آپ سے کچھ بات کرنی تھی۔

بیانے گھبراتے ہوئے آمنہ بیگم سے کہا تھا۔

جی میری جان بولو کیا بات ہے کوئی مسلہ تو نہیں۔ کیا کسی نے پھر کالج میں تنگ کیا ہے تمہیں؟

آمنہ بیگم نے فکرمندی سے پوچھا تھا۔

دراصل ماماوہ۔۔۔۔۔۔

کیا بات ہے بیا بتاؤ مجھے۔

ماماوہ کوئی رانگ نمبر مسلسل مجھے تنگ کر رہا تھا لیکن اب کچھ دنو سے یہ سب بند ہے۔ اور بیانے شروع سے لیکر ابھی تک کی ساری بات آمنہ بیگم کے غوش گزار دی۔

بیٹا آپ نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا تھا؟

سوری ماما میں ڈر گئی تھی تب۔

دیکھو بیٹا ابھی یہ سب بند ہے اسکا شاید یہ مطلب ہے کہ اسے پتا لگ گیا ہو گا کے وہ رانگ نمبر پر کال کر رہا تھا اس لئے دوبارہ کال نہیں کی۔

اچھا کیا آپ نے بتا دیا ایسی اگر کوئی بھی بات ہو تو سب سے پہلے مجھے بتانا ہے او کے۔

آپ اب پریشان نا ہوں اور ہاں آپ کے بابا کو آپ سے بہت ضروری بات کرنی ہے اس لئے آپ جتنا جلدی ہو سکے گھر آجائے۔

او کے ماما میں سب سے پہلے آپ کو ہی بتاؤں گی۔ اور میں ابھی ہی پیکنگ کر لیتی ہوں اور کل وارڈن سے بات کر لوں گی۔

نہیں بیٹا آپ کی وارڈن سے میں نے بات کر لی ہے۔

او کے ماما پھر میں اب پیکنگ کر سو جاتی ہیں کل جلدی اٹھنا بھی ہے۔

اوکے بیٹا اور میں بھی ذرا مشی کو دیکھ لوں کہی پھر سے کسی کام کو خراب کرنی کی کوشش نا کر رہی ہو یہ لڑکی کبھی نہیں آرام سے بیٹھ سکتی۔

آمنہ بیگم نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔

اوکے بیٹا اللہ حافظ اللہ کی امان کہہ کال ڈسکنکٹ کی تھی۔

اللہ حافظ ماما۔۔۔۔۔۔

بیا بھی فون رکھ کر اب عیشاء کی نماز کی تیاری کرنے لگی پھر پیکنگ بھی کرنی تھی اور ٹائم 9:30 ہو گیا تھا۔

"غازی صبح اٹھا اور آرام سے واشروم گیا لیکن جیسے ہی غازی کی نظر آیئینہ پر پڑی وہ حیران رہ گیا"۔

اسکے منہ سے ایک فلک شگاف چیخ نکلی تھی وہ فوراسے مشی کے روم میں گیا بغیر اپنا منہ دھوۓ۔

کیوں کے مشی نے اپنے کاسمیٹک کے سامان سے غازی کی شکل کا نقشہ ہی بدل دیا تھا۔

جیسے ہی غازی باہر آیا سارے ملازم اسے دیکھ کر دبی دبی ہنسی ہنس رہے تھے۔غازی نے جیسے ہی مشی کو روم سے نکلتے دیکھا فوراً اسے اسکی طرف لپکا لیکن مشی غازی کو دیکھتے ہی قہقہ لگاتی وہاں سے بھاگ گئی۔

غازی تو پوری سپیڈ سے مشی تک پہنچنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن وہ بھی ہاتھ نہیں آ رہی تھا۔

لیکن بھاگتے ہوئے بھی وہ مسلسل ہنسے ہی جا رہی تھی غازی لگ ہی ایسا رہا تھا۔

ہاہاہاہاہاہاہاہاہاہاہاہاہاہا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بھائی آپ آج غازی بھائی نہیں بلکے بلکل غزالہ بھائی لگ رہے ہیں۔

ہاہاہاہاہاہا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مشی کی بچی میں چھوڑو گا نہیں تمہیں۔

غازی تو روہانسہ ہی ہو گیا تھا کیوں کے میک آپ تو اتر جاتا لیکن جو نیل پالیش مشی لگائی تھی غازی کے ہاتھوں اور پیروں کے ناخنوں پر نیل پالش لگادی تھی اور وہ اب پریشان تھا کہ اسکا کیا کرے۔

اب اسکو کیا پتا تھا کے نیل پالش کو ریموو کرنے کے لئے نیل پینٹ ریموور نام کی بھی کوئی چیز ہوتی ہے۔ ورنہ اسے مشی کی منتیں نہیں کرنی پڑتی۔

بلا آخر غازی نے مشی کو جا ہی لیا۔ اب صاف کرو اسے جلدی مشی ورنہ بہت برا پیش اؤ گا میں۔

ایک منٹ بھائی پہلے تو آپ پیار سے آرام سے بات کریں اور ریکویسٹ کریں کہ مشی پلیز میری مدد کردو تم تو بہت اچھی اور مہان ہو۔

چلے جی جلدی سے کہیے مشی تو گارڈن میں موجود کرسی پر بڑے آرام اور ٹھاٹ سے ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے بیٹھ گئی اور اپنے بالوں کو ایک ادا سے جھٹکا تھا۔

کیوں کے گھر میں سب ملازم عورتیں تھی تو مشی اور ریا گھر میں آرام سے دوپٹہ لیکر گھوم سکتی تھی یہاں انکو حجاب کی ضرورت نہیں پڑتی تھی اس لئے ابھی بھی مشی صرف بلیک کلر کا دوپٹہ لئے ہوئے شان بے نیازی سے بیٹھی ہوئی تھی۔

مشی میں تمہارے سارے بال جڑ سے اکھاڑ دوں گا اگر ابھی 2 منٹ کے اندر اندر تم نے یہ نیل پینٹ نا اتارا تو۔

غازی نے غصہ کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے مشی کو دھمکی دی تھی۔ جسکا مشی پر کوئی خاطر خواہ اثر نہیں ہوا تھا وہ ویسے ہی بیٹھی ہوئی تھی۔

کیوں کہ اسے پتا تھا اسکے غازی بھائی کو اس وقت اسکی مدد کی ضرورت ہے ورنہ انکو اسی طرح گھومنا پڑے گا پورے گھر میں۔

بھائی میں نے جو کہا ہے وہ کریں جلد نہیں تو میں جا رہی ہوں شازیہ کے گھر مجھے شازیہ سے کام ہے۔

اوکے اوکے میری ماں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

لو میں نے پکڑ لئے اپنے کان۔۔۔۔۔

غازی نے گھٹنوں کے بل بیٹھ کر اپنے کان پکڑے تھے۔

اور مشی کی قہقہے ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے۔زیادہ ہنسنے کی وجہ سے اسکی آنکھوں میں آنسوں آ گئے تھے۔

مشی نے بڑے آرام سے غازی کو بازوؤں سے پکڑ کر اٹھایا اور اپنے سامنے کھڑا کیا۔

او ہو بھائی میں نے کان پکڑنے کا کہا تھا۔آپ تو بڑے ہی تیز ہیں آپ کی جگہ یہاں ہے کہتے ہوئے مشی نے غازی کو گلے لگا لیا۔

اور پھر اسے اپنے ساتھ لئے روم میں آئی اسکا میک آپ ریموو کیا اور پھر نیل پینٹ سے اسکی نیل پالش ریموو کی تب جا کر کہی غازی کو سکون آیا۔

اور تشکر بھری نظروں سے مشی کو دیکھتے ہوے اسکے بھرے بھرے گالوں کو اپنے ہاتھوں سے کھینچتے ہویے کمرے سے بھاگ گیا پیچھے مشی لب بھینچ کر رہ گئ۔

دیکھ لوں گی آپ کو غازی بھائ۔ لیکن اپنے کارنامہ اور غازی کی حالت کو دوبارہ یاد کرتے ہویے

ایک بار پھر سے اسکے قہقہہ پورے کمرے میں گونجنے لگے۔

غازی مشی سے بعد میں بدلہ لینے کا ارادہ رکھتا تھا جو مشی نے کیا تھا اب تو مردانگی کا سوال تھا۔

پتا نہیں اب کیا کرنے والا تھا وہ۔ لیکن انہی سوچوں میں گم وہ جا رہا تھا کہ مقابل سے اسکا زوردار تصادم ہوا ہے تھا۔

اس سے پہلے کے غازی اور وہ زمین بوس ہوتے مقابل نے تھام لیا تھا غازی کو۔ ابھی غازیکہ ارادہ اسکا شکریہ ادا کرنے کہ تھا لیکن مقابل کو دیکھ کر وہ تو وہی پر سٹل ہو گیا تھا۔

وہ کوئی اور نہیں مطربہ ہی تھی۔ اب اٹھو بھی مانا کے میں بہت بہادر ہوں لیکن اسکا یہ مطلب نہیں تمیں اپنے بازوؤں میں لیکر گھومو ہٹو پیچھے۔

اچانک چھوڑا تھا مطربہ نے غازی کو۔ اگلے لمحے غازی نے خود کو بچانے کے لئے اسکے بازو کا سہارا لیا تھا۔

یار غازی تم ہو کیا چیز ہاں؟۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

یہ سب تو لڑکیوں کے ساتھ ہوتا ہے یوں گرنا پھر لڑکوں کا اسی ٹائم انکو سمبھالنا۔

لیکن یہاں تو معملہ ہی الٹا ہے۔ بس۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔بس کرو اب تم۔۔۔۔۔۔۔ تم نے مجھے بچا کیا لیا اب احسان نا جتاؤ وہ تو میرا دیہان کہیں اور تھا۔ اس لئے یہ سب ہوا۔

کہتے ہوئیے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرا تھا۔ اپنے آپ کو بچانے کے لئے ایک کمزور سی وضاحت دی تھی غازی نے۔

بس بس پتا ہے مجھے تم تو ہو ہی دبو۔ چلو اب مجھے لنچ کرواؤ جلدی سے مجھے تو بھوک لگی ہے بہت۔

یار تم اور مشی دونو ہی ایک جیسی ہو بھوکی کہی کی۔ دونوں جتنا بھی کھالو پیٹ ہی نہیں بھرتا۔

چلو اب کھائے بغیر تو تم میری جان چھوڑوگی نہیں کیوں کہ مجھے بچا کر احسان جو کر دیا ہے۔ منہ بنا کر کہتے ہوئے غازی مطربہ کو ریسٹورنٹ لے گیا۔ اور مطربہ تو مشی سے بھی دو قدم اگے نکلی تھی اتنی تو مشی بھی نہیں کھاتی تھی جتنا مطربہ نے کھالیا تھا

اور غازی تو منہ کھولے اس چھوئی موئی سی نظر انے والی لڑکی کو ڈائنا سور کی مقدار کی غزا ختے ہوے دیکھ رہا تھا اب اسکی خود کی غزا کیا تھی وو مشکل سے ڈیڑھ روٹی کھاتا تھا۔ تو اسے تو یہ غزا ڈائنا سور کی لگنی ہی تھی۔

لیکن یہ بات اس نے دل میں کی تھی کیوں کہ مطربہ کے سامنے کرنے کی ہمت جو نہیں تھی تو اسے بس مسکرا کر دیکھ رہا تھا اور اندر سے دعا کر رہا تھا کہ جلدی بس کر دے۔

یار تم کتنا کھاؤگی اور اب وو اسے پسند کرنے لگا تھا وہ بات الگ تھی لیکن اتنا کھاتے ہویے دیکھ کر تو وہ بھی زچ ہو گیا تھا۔ تم چپ کرو خود کو دیکھا ہے کبھی بکری کے میمنے کی طرح ہو سوکھے سے اور مجھے بھی منا کر رہے ہو کھانے سے۔

اگر یہ بات میرے بھائی کو پتا لگی نا تمہاری چٹنی بنا دے گے مطربہ نے بھی خوب ڈرایا تھا غازی کو۔

دیکھو مٹی کی بچی اب مجھے ڈرانے کی ناکام کوشش چھوڑ دو میں نہیں انے والا تمہاری باتوں میں۔

چلو اب جلدی ورنہ یہی چھوڑ جاؤں گا تمہیں۔ کہتے ہوے گاڑی کی چابی کو انگلیوں میں گھمایا تھا۔

ہمت ہے چھوڑ کر جا کہ دکھاؤ تمہاری ہڈیوں کا چورمانا بنایا تو میرا نام بھی مطربہ نہیں۔ بڑے آرام سے مخاطب ہوئی تھی وہ۔ جیسے اسے غازی کی بات سے گھنٹہ فرق نہیں پڑتا۔ اور یہی بات غازی کو تپانے کے لئے کافی تھی۔

چلو یار اب۔۔۔۔۔۔

اوکے اوکے چلو اب ہم سی سائیڈ چلتے ہے مجھے بہت پسند ہے۔ وہ جگہ۔

اوکے چلو مادام خادم حاضر ہے۔ بڑی فرمبداری سے غازی نے سر کو خم دے کر کہا تھا۔

اس دن کے بعد جب سے غازی اور مطربہ کی دوستی ہوئی تھی ان میں کافی بے تکلفی ہو گئی تھی۔ بس جو بات نہیں بدلی تھی وہ تھا غازی کا مطربہ کو پسند کرنا۔

دن بہ دن اسکی محبت پروان چڑھ رہی تھی۔

پتا نہیں اب کامیاب ہونی بھی تھی یہ ادھوری رہ جانی تھی انکی محبت کی داستان؟۔۔۔۔۔

اور ایک بھرپور شام گزار کر اس نے پہلے مطربہ کو گھر ڈراپ کیا پھر خود بھی گھر کا رخ کیا۔

اور یہاں شجاعت کو دن بہ دن نقصان ہو رہا تھا جو بھی ڈیل کرتا ہے۔ ڈی اسکے بیچ میں کوئی نا کوئی دیوار کھڑی کر دیتا۔

یاں پھر وہ سب رزم کے ہاتھ لگ جاتا تو وہ ڈیل تو جاتی انکے خاص آدمی بھی نہیں بچتے تھے سچ اگلوا کر انکو بھی دردناک انجام تک پہنچانا ان دونوں کا کام بن گیا تھا۔

شجاعت تو پہلے نئے اے۔ سی۔ پی سے پریشان تھا اور اب نیا یہ جے۔ڈی نے آکر کام خراب کر دیا تھا

اسنے ڈھونڈنے کی کافی کوشش کی لیکن کوئی سراگ اسکے ہاتھ نہیں آ رہا تھا۔

اور اب ایک ہی راستہ تھا جمال کی بیا سے شادی اور اسے اپنے ساتھ شامل کرنا اور اگر کبھی خطرہ ہوا بھی تو وہ جمال کو مہرا بنا کر استعمال کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔

انھیں پریشانیوں سے تھوڑی دیر کے لئے چھوٹکارا پانے کے لئے اس نے ایک نئی دوشیزہ کے ساتھ آج رات گزارنے کا پلان بنایا اور فون نمبر ڈائل کیا تھا اپنے آدمی کا۔

ہیلو ہاں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ آج جو نیا مال آیا ہے اسے ریڈی کرو۔

آج میں اسکے حسن کو خود شرف بخشو گا

اور ہاں وہ کلی ان چھوئی ہونی چاہیے۔

خباثت سے قہقہہ لگاتے ہوئے اس نے فون رکھا۔

اور اپنے فارم ہاؤس کا رخ کیا۔۔۔۔

رزم اور مشی میں بے تکلفیاں بھڑتی جا رہی تھی یاں یہ کہنا بہتر ہو گا کہ مشی کی طرف سے یہ سب ہو رہا تھا اور رزم تو بس اسکی ہاں میں ہاں ملاتا تھا کیوں کہ اسکا مقصد تو شجاعت کی بربادی تھا۔۔۔

اور اس مقصد کے لئے ہی تو وہ مشی سے نزدیکیاں بڑھا رہا تھا اسکی کیئر کرنا اسے اپنے ہونے کہ احساس دلانا ہر وقت یہ سب پلان ہی تو تھا اسکا۔

اور آج وہ یہی سوچ رہا تھا کہ مشی کو کہیں باہر کھانا کھلانے لے جائے۔یہی سوچتے ہوئے اس نے مشی کو کال کی۔

السلام علیکم !۔۔۔۔۔

دوسری طرف سے کال اٹھاتے ہی سلام کیا گیا تھا۔

وعلیکم السلام!۔۔۔۔ کیسی ہو۔

میں تو ٹھیک ہوں آج ہی تو کالج میں ملے تھے آپ نے دیکھا تو تھا کہ کیسی ہوں میں۔۔۔۔۔۔

ہاں لیکن یہ دل کہاں بھرتا ہے بس ہر وقت تمہیں ہی دیکھنے کی چاہ کرتا ہے۔رزم کی بات سن کر مشی کے دل نے ایک بیٹ مس کی تھی۔

مہ۔۔۔میں ٹھیک ہوں۔آ۔۔۔آپ کیسے ہیں۔

میں تو ٹھیک نہیں ہوں۔میں ویٹ کر رہا ہوں تم جلدی سے گھر کے باہر آجاؤ آج ہم کھانا باہر کھائے گے اور اسی بہانے ایک دوسرے کو جاننے کہ ٹائم بھی مل جائیگا۔

لیکن میں کیسے آسکتی ہوں میں تو ہر جگہ غازی بھائی کے ساتھ جاتی ہوں۔اور یوں آپ کے ساتھ اکیلے۔۔۔۔

مطلب کیسے۔؟۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اکیلے کا کیا مطلب ہے میں تو ہوں نا تمھارے ساتھ کیا تمہیں یقین نہیں ہے مجھ پر ؟۔۔۔۔

نہیں ایسی بات نہیں ہے میں تو بس۔۔۔۔۔۔۔

بس وس کچھ نہیں تم آ رہی ہو۔ میں 20 منٹ میں پہنچ رہا ہوں تم مجھے گیٹ کے باہر ملو۔

لے۔۔۔۔۔۔ لیکن۔۔۔۔۔۔۔۔سنے۔۔۔۔۔اور اگے سے فون کٹ کر دیا گیا تھا۔

مشی نے غصہ سے فون کو گھورا تھا۔ میری بات سنی نہیں اور رکھ دیا فون اب میں کیا کروں کیسے ماما کو مناؤ ؟۔۔۔۔

یہی سوچتے ہوئے مشی روم سے باہر آئی تھی۔

خالہ ساجدہ۔۔۔ماما کہاں ہیں؟۔۔۔۔

مشی بیٹا بی جی تو اپنے کمرے میں ہیں۔ آمنہ بیگم کے حکم سے ہی سب ملازم غازی اور مشی کو نام سے ہی بولاتے تھے انکا ماننا تھا کے بڑے بڑے ہی ہوتے ہیں چاہے وہ ملازم ہی کیوں نا ہوں سب کی عزت برابر ہے۔

اور غازی بھائی وہ کہاں ہیں؟

وہ تو بیٹا اپنے دوستوں کے ساتھ باہر گیا ہوا ہے شام تک آئیگا۔

اور مشی تو یہ سن کر ہی خوش ہو گئی تھی۔ ٹھیک ہے آپ جائیں۔ ٹھیک ہے بیٹا۔۔۔ مشی فوراً سے آمنہ بیگم کے کمرے میں گئی تھی۔ آمنہ بیگم ابھی ہی بیڈ پر بیٹھی تھیں۔ کہ مشی نے انکے روم میں ہلا بول دیا تھا۔

اور اتے ہی آمنہ بیگم کے گالی میں اپنے دونوں بازو حائل کیئے تھے۔ کیسی ہیں میری پیاری سی ماما۔

میں تو ٹھیک ہوں تم یہ بتاؤ بات کیا ہے جو اپنی ماں کو مسکا لگایا جا رہا ہے۔۔۔۔

ماما۔۔۔۔۔ آپ بھی نا میں تھوڑی آپ کو مسکا لگا رہی ہوں آپ کو معلوم ہے نا میں تو آپ کی معصوم سی پیاری سی بیٹی ہوں۔

ہاں ہاں مجھے بلکل معلوم ہے آپ میری ایک نمبر کی نٹھ کھٹ اور شرارتی بیٹی ہیں۔ چلو اب جلدی سے بتاؤ کیا کام ہے۔

ایک تو ماما آپ بھی نا آپ کو سب معلوم ہوتا ہے ڈیٹس نوٹ فیئر مشی نے منہ بنایا تھا۔

او ہو میری جان تمہیں پتا ہے ایک ماں کو اپنی اولاد کی ان کہیں باتوں کہ بھی پتا چل جاتا ہے جو بھی انکے ڈیل میں ہو ایک ماں اپنے بچوں کی آنکھوں کو پڑھنے کہ ہنر خوب جانتی ہے۔

لوو یو ماما۔ ماما وو اصل میں مجھے کہنا تھا کہ۔۔۔۔۔

مشی نے جب آمنہ بیگم کی باتیں سنی تو اسے شرمندگی ہوئی تھی خود پر کیوں کہ اب وہ جھوٹ بولنے والی تھی اپنی پیاری ماما سے۔

لیکن وہ ابھی انکو سچ بھی تو نہیں بتا سکتی تھی نا۔

ہاں میں ماما کو بعد میں سب بتادوں گی ابھی نہیں۔ ابھی ہم ایک دوسرے کو اچھے سے جان تو لیں۔

کیا ہو گیا مشی کہا کھو گئی۔ بتاؤ بیٹا کیا بات کرنی تھی۔

وہ ماما مجھے ناشازی کے گھر جانا تھا کل ٹیسٹ ہی اور نوٹس اسکے پاس ہیں۔ میں چلی جاؤں؟

پکا شام میں جلدی آجاؤں گی۔

اوکے بیٹا لیکن غازی تو گھر پر نہیں ہے۔

ماما شازیہ نے ڈرائیور بھیجا ہے میری اس سے بات ہوئی تھی کہ بھائی نہیں ہیں گھر پر تو اس نے کہا تھا کہ اسکا ڈرائیور اس وقت باہر ہی ہے وو اسے بھیج رہی ہے۔ تو میں جاؤ ماما۔

اوکے بیٹا جاؤ فی امان اللہ۔

اوکے ماما اللہ حافظ اور آمنہ بیگم کے گالوں کو کھینچتے ہوئے بھاگ گئی کمرے سے۔

یہ لڑکی کبھی نہیں سدھر سکتی۔

یا اللہ اسے ھدایت دے اور اسکے نصیب اچھے کرنا۔ ورنہ اسکا تو کوئی بھروسہ نہیں۔ پوری شرارتوں کی نانی ہے۔

ہنستے ہوئے آمنہ بیگم اپنے کام میں مصروف ہو گیئں تھیں۔ کیوں کے کچھ دنو میں بیا نے آنا تھا۔

اس وقت پورا روم اندھرے میں ڈوبا ہوا تھا اور ایک وجود اپنی سرخ انگارہ آنکھیں لئے بیڈ کے قریب ہی بیٹھا ہوا تھا۔

وہ کوئی اور نہیں بلکے رزم ہی تھا۔ رزم نے فون رکھنے کے بعد اپنے ہاتھ میں جو بچی ہوئی سگریٹ تھی اسے پاؤں کے نیچے دے کر مسل دیا تھا۔

اور ایک اور سگریٹ نکالا تھا پیکیٹ سے وہ مسلسل سگریٹ پر سگریٹ پھونکے جا رہا تھا لیکن اسکی سوچوں کا تسلسل ٹوٹ ہی نہیں رہا تھا۔

اوربلا آخراس نے آخری سگریٹ پھونکے کے بعد اس اپنا رخ واشروم کی طرف کیا اب جانا آبھی تو تھا دشمن کی بیٹی کے ذریعے اب اپنا انتقام پورا کرنا تھا۔

اور آج کیا کرنے والا تھا وہ اسے خود بھی نہیں پتا تھا۔ایک نمبر پر کال کی تھی رزم نے اگے سے کچھ کہا گیا تھا۔

جسے سن کر اسکے چہرے پر شیطانی مسکراہٹ آئی تھی۔

جاری ہے۔

Ye ly g epi❤️🙈 koi bhi short na kehna 🙄tabiyat abi b sahi nahi hai lekin kl ki sneak mai ap logon ka pyar dekh kr koshish ki or likh li hai .😊🙈❤️😘 ab sb btaye agy kia hony wala hai story mi🤔🤔😳akhir kia krny wala hai razm??🤔🤔or mishi kia glat kr rahi hai razm ki bato mai akr🤔🙈😘chaly btaye ab ap sb😊🙈

Surprise Surprise 🙈🙈😍😍

Don't copy paste without my permission💣💣

ناول#مریض_ء_عشق

از#سندس_پری

#قسط_17

رزم نے مشی کو اسکے گھر کے باہر سے پک کیا تھا۔اور اب دونو شہر کے مشہور ریسٹورنٹ میں ایک الگ کارنر میں بیٹھے ہوئے تھے۔جو کہ خاص کر رزم نے ہی بک کیا تھا تاکہ کوئی بھی انھیں ڈسٹرب نا کرے۔

کیا ہوا ہے مشی یم اتنی پریشان کیوں ہو؟کیا ڈر لگ رہا ہے۔

نہیں سر وہ۔۔۔۔۔وہ پہلی بار میں نے گھر والو سے جھوٹ بولا ہے نا تو اس لئے۔

اوہو تو اس میں پریشان ہونے والی کیا بات ہے ؟

میں ہوں تمہارے ساتھ اور ویسے بھی بہت جلد تو تم ہمیشہ کے لئے میری ہونے والی ہو۔ رزم نے معنی خیز مسکراہٹ چہرے پر سجاتے ہوئے کہا تھا۔

رزم کی اس بات پر مشی کے گال شرم سے دھک اٹھے تھے۔ اور وہ اپنی خفت کو مٹانے کے لئے یہاں سے وہاں دیکھنے لگی۔

جبکہ رزم ایک معنی خیز مسکراہٹ لئے اسکے دیکھ رہا تھا۔ پھر اچانک ایک فون کال کہ بہانہ کر کے وہ مشی کو وہی چھوڑ کر کہی غایب ہو گیا۔

ابھی اسے گئے تھوڑی ہی دیر ھوئی تھی کہ کچھ آوارہ لڑکے جو کہ کب سے مشی کو تاڑ رہے تھے فوراسے اسکے ٹیبل پر اکر بیٹھ گئے۔

او چھمک چھلو ذرا ہم پر بھی نظر کرم کر لو خباثت سے کہتے ہوئے سب نے قہقہ لگایا تھا۔ مشی تو اپنے ٹیبل پر 3 انجان آدمیوں کو دیکھ کر ڈر گئی تھی۔

اور گھبراہٹ میں اسے کچھ سمجھ بھی نہیں آرہا تھا کہ کیا کرے حالانکہ پیپر سپرے ہمیشہ اسکے بیگ میں موجود ہوتا تھا لیکن وہ خوف میں اس وقت سب کچھ فراموش کر بیٹھی تھی۔

دیکھیں آپ لوگ یہاں سے چلے جائے ورنہ اچھا نہیں ہو گا۔ مشی نے اپنی تمام ہمت مجتمع کر کے انگلی اٹھا کر انہیں وارن کیا تھا۔

لیکن یہ کیا ان میں سے ایک لڑکے نے مشی کا وہی ہاتھ پکڑ لیا۔ اور اسے دلہ کر زور زور سے ہنسنے لگا مشی اپنی پوری کوشش کر رہی تھی خود کو اس سے چھڑوانے کی۔

لیکن ناکام ہو رہی تھی اچانک سے مشی نے اسکے ہاتھ پر اپنے دانت گاڑھ دئے اور بغیر کسی کی پرواہ کئے وہ ریسٹورنٹ سے نکلتی چلی گئی۔

ابے دیکھ کیا رہے ہو چلو پکڑو اسے سالی بچ کر نا جا پائے۔ باقی تینو لڑکے بھی اسکے پیچھے بھاگے تھے۔

مشی تو بس اندھا دھند بھاگے جا رہی تھی۔ اسے کیسی بھی چیز کی پرواہ نہیں تھی اسے صرف اس وقت اپنی عزت بچانی تھی جو کہ خطرے میں تھی۔ اور بھاگتے ہوئے اسے زور سے ٹھوکر لگی تھی اور اسکا پاؤں بہت برے طریقے سے مڑا تھا۔

اور وہ اسی وقت زمین بوس ھوئی وہ وہاں بیٹھی درد سے کراہ رہی تھی لیکن اسے ہمت نہیں ہارنی تھی۔ اسے جانا تھا یہاں سے درندوں سے دور۔

ابھی وہ پھر سے اٹھ ہی رہی تھی کہ وہ لوگ اس کے سر پر پہنچ گئے اور ان میں ایک نے اسے اسے دوبارہ دھکا دیا تھا۔ جسکی وجہ سے اسکے اسی پیر پر دوبارہ سے دباؤ پڑا تھا۔

ایک دل خراش چیخ گونجی تھی اس وقت خاموش فضا میں۔ پر اسی وقت دوسرے لڑکے نے اگے بڑھ کر کھینچ اسکا حجاب اتارا تھا۔

اور مشی اپنے دونوں ہاتھ اپنے سینے پر رکھے مسلسل نفی میں گردن ہلا رہی تھی۔ کیوں کہ ان می سے ایک لڑکا اسکی طرف قدم بڑھا رہا تھا۔

مشی کوس رہی تھی اس لمحے کو جب ریسٹورنٹ سے باہر نکلی تھی اگر وہی پر کسی سے مدد مانگ لیتی تو یہ سب نا ہوتا ۔

پتا نہیں رزم بھی کہا تھا وہ کیوں نہیں آیا تھا۔ وو تو بس اپنے رب کے حضور ایک ہی دعا کر رہی تھی کہ وہ کسی کو بھیج دے اسکی عزت کو مجروح ہونے سے بچالے۔

ابھی ایک نے اسکی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ اگلے لمحے وہ زمین پر اوندھے منہ پڑا کراہ رہا تھا۔

مشی نے جب عجیب سی آواز سنی تو فوراً اپنا سر اٹھا کر انے والے مسیحا کو دیکھا وہ کوئی نہیں بلکہ رزم ہی تھا۔

اس کا ارادہ تو بس ڈرانے کا تھا لیکن جب وہ وہاں آیا تو مشی وہاں نہیں تھی لیکن ان لڑکوں میں سے آخری لڑکے کو جب ریسٹورنٹ سے باہر نکلتے دیکھا تو اسکا خون کھول اٹھا تھا اور اسے شدت سے کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا تھا۔

اور وہ بغیر وقت برباد کئے فوراً سے اسکا پیچھا کرتے یہاں آیا تو مشی کو زمین پر پڑے کرہتے پایا وہ بھی بغیر حجاب کے۔ غصّے سے اسکے دماغ کی رگیں تن گئی تھی۔

اور وہ اندھا دھند ٹوٹ پڑا تھا ان پر۔ جب تک ایک کی بھی ہڈی سلامت تھی وہ انکو مارتا رہا جب وہ تینوں ادھ مرے ہو گئے تو انکو چھوڑ کر فورا مشی کے پاس آیا۔

مشی تو رو رو کر اپنے رب کا شکریہ ادا کر رہی تھی کہ اس نے اسکی عزت کو داغدار ہونے سے بچا لیا تھا۔ رزم نے مشی کو اسکا حجاب اوڑھایا تھا۔

اور مشی کو کیا چاہیے تھا اس وقت اسے ایک سہارے کی ضرورت تھی وہ فورا اسے رزم کے گلے لگ گئی اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

وہ۔۔۔۔۔۔۔وہ لوگ۔۔۔می۔۔۔۔۔۔۔میرے۔۔۔۔۔میرے ساتھ غلط۔۔۔۔۔۔۔

مشی سے کچھ بھی بولا نہیں جا رہا تھا اٹک اٹک کر بولتے ہوئے وہ پھر سے بلک بلک کر رونے لگی۔ رزم بس اسکی پیٹھ تھپ تھپا رہا تھا۔

اور اسکا دماغ تو کہیں اور ہی پہنچا ہوا تھا اس نے مشی کو اٹھانے میں مدد کی تو مشی سے تو اٹھا بھی نہیں جا رہا تھا۔ شاید پاؤں میں فریکچر آ گیا تھا۔

تکلیف اور ذہنی دباؤ کی وجہ سے وہ رزم کے بازوؤں میں جھول گئی تھی۔ رزم نے مشی کو اپنے بازوؤں میں اٹھایا اور کار میں بیٹھا کر خود بھی ڈرائیونگ سیٹ پر آکر بیٹھ گیا اب اسکا رخ ہسپتال کی طرف تھا۔

ہسپتال سے اسکے پیر پر پلاسٹر لگوا کر وہ اسے اپنے اپنے فلیٹ میں لے آیا تھا۔ مشی ابھی تک بے ہوش تھی ڈاکٹر نے دوائی دی تھی اور کہا تھا تھوڑی دیر تک مشی کو آجائے گا۔

رزم کے ذہن میں اس وقت بہت کچھ چل رہا تھا۔ لیکن وہ چاہ کر بھی کچھ غلط نہیں کر پا رہا تھا۔ سوچ سوچ کر اسکا دماغ خراب ہو رہا تھا کہ اگر وہ ٹائم پر نا پہنچ تو۔ اس سے آگے اس سے سوچا بھی نہیں جا رہا تھا۔

لیکن اب اس نے سوچ لیا تھا اب دوبارہ سے وہ ایسا کچھ بھی نہیں کرے گا۔ ابھی وہ انھیں سوچوں میں تھا کہ روم میں کچھ کھٹاک کی آواز سے وہ فورا کمرے میں گیا جہاں مشی پنی پینے کے لئے گلاس اٹھا رہی تھی۔

رزم نے گلاس میں پنی ڈالا تھا اور مشی کو سہارا دے کر بٹھایا تھا اور خود پانی پلایا تھا۔

اب کیسی ہی طبیعت؟ تم ٹھیک ہو؟ پاؤں میں زیادہ درد تو نہیں ہو رہا؟ رزم نے تو سوالوں کی بوچھاڑ کر دی تھی۔

جی میں ٹھیک ہوں۔ جبکہ مشی نے مختصر سا جواب دیا تھا۔

سوری مشی سب میری غلطی ہے مجھے کال اٹینڈ کرنے نہیں جانا چاہیے تھا۔

نہیں آپ کی کوئی غلطی نہیں ہے غلطی میری ہی مجھے ایسے ریسٹورنٹ سے باہر نہیں جانا چاہیے تھا۔ اگر وہ لوگ میرے ساتھ کچھ غلط۔۔۔۔ کہتے ہوئے مشی ایک بڑ پھر رونے لگی تھی۔

مشی دیکھو خاموش ہو جاؤ اور چلو جلدی سے اپنے آنسوں صاف کرو می تمہیں گھر چھوڑ دیتا ہوں۔

جی۔۔۔ رزم نے مشی کی میڈیسن بھی ساتھ لی تھی اور اسے اسکے گھر گیٹ پر اتارا تھا۔ اور خود بھی باہر آیا تھا۔ چلو می اندر چھوڑ دیتا ہوں نہیں میں نے شازیہ کو بولا یا۔

وہ مجھے چھوڑ دے گی۔ اگر آپ آئے تو ماما پوچھیں گی تو میں کیا جواب دوں گی۔

کیوں کہ میں جھوٹ بول کر آئی تھی آپ سے ملنے۔ مشی نے کہتے ہوئے ندامت سے سر جھکا لیا تھا۔

اوکے کوئی بات نہیں چلو شازیہ آگئی ہے تم آرام سے جاؤ اور جب تک پیر کی موچ سہی نا ہو آرام کرنا۔

کالج انے کی ضرورت نہیں ہے اوکے۔ مسکرا کر کہتے ہوئے رزم وہاں سے چلا گیا تھا اور مشی شازیہ کے ساتھ گھر میں داخل ھوئی تھی۔

بیا صبح ناشتہ کر کے تیار ہو گئی تھی۔ وہ جیسے ہی ہوسٹل سے باہر آئی۔ گاڑی وہاں پر پہلے سے ہی موجود تھی۔ اور ڈرائیور بھی بیا جاتے ہی گاڑی میں بیٹھ گئی۔

چلے انکل جلدی سے گاڑی سٹارٹ کریں۔ اور آپ پلیز آج اچھے راستے سے لیکر جائیے گا۔ کیوں کہ پچھلی بار بھی اتنا ٹریفک تھا۔

بیا تو گاڑی میں بیٹھتے ہی سٹارٹ ہو گئی تھی۔ کیوں کہ یہ ڈرائیور بہت پورانہ اور وفادار تھا۔ تو بیا انکو انکل کہتی تھی اور زیادہ ڈرتی بھی نہیں تھی۔

لیکن بیا نے ایک بار بھی یہ دیکھنا گوارا نہیں کیا تھا کے گاڑی جلال چلا رہا ہے نا کہ اسکے انکل ۔

گاڑی ابھی تھوڑی ہی دور گئی تھی کہ اچانک سے گاڑی کو بریک لگی تھی ۔

انکل کیا ہوا آپ نے گاڑی کیوں روک دی ۔ چلیے نا دیر ہو جائیگی ہمیں یہاں سے لاہور جاتے ہوئے ٹائم بھی بہت زیادہ لگے گا ۔

ابھی بیا اور بھی کچھ کہتی لیکن مقابل کو دیکھ کر اسکی زبان کو بریک لگی تھی ۔ اور وہ حیران و پریشان کبھی جلال کو دیکھتی تو کبھی سنسان سڑک کو ۔

دیکھیں آپ یہاں ک ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کیا ۔ ۔ ۔ ک ۔ ۔ ۔ کر ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ رہے ہیں ۔ مجھ مجھے جانے دے پلیز ۔ بیا تو رونے والی ہی ہو گئی تھی ۔ جلال کو اپنے سامنے اپنی گاڑی میں دیکھ کر ۔

جانم ساری باتیں ہم بعد میں کر لیں گے سفر بہت لمبا ہے پورے 14 گھنٹے ہیں ۔ جو کہ میرے لئے تو کم ہیں لیکن تمہارے لئے بہت زیادہ ہیں ۔

جلال شوخ ہوا تھا۔ چلو شاباش آرام سے اگے آجاؤ۔ وہ کیا ہے نا میں اکیلا بور ہو رہا ہوں اگے۔ تم چاہو تو مجھے ڈرائیور بھی سمجھ سکتی ہو کیوں کے یہ اپکا خادم ہی ہے۔ لیکن اگر یہاں بیٹھنا ہو گا۔

بیا نے فوراً نفی می سر ہلایا تھا۔ لیکن جلال کی گھوری دیکھ کر ڈر بھی گئی تھی۔ دیکھو جانم میں آرام سے کہہ رہا ہوں آجاؤ اگے ورنہ میں خود لاؤ گا تو تمہیں برا لگے گا اور میں اب تمہیں ناراض تو نہیں کر سکتا نا۔ چلو آجاؤ۔

لیکن جب جلال کے کہنے پر بھی بیا نا آئی تو نچار جلال اٹھا اور اپنی سائیڈ کا ڈور اوپن کیا اور بیا کی طرف جا کر کھڑا ہو گیا اور اسکی سائیڈ کہ دروازہ کھول کر اسے بازوؤں میں اٹھایا اور بڑے آرام سے اسے فرنٹ سیٹ پر بیٹھا دیا۔ اور اسکی سیٹ بیلٹ باندھنے لگا۔ جب تک جلال اپنا کام کر رہا تھا بیا سانس روکے بس اسے یک ٹک دلہ رہی تھی۔ جیسے ہی جلال سیٹ بیلٹ باندھ کر ہٹا بیا نے سکھ کہ سانس لیا تھا۔

دیکھیں آپ یہ سب غلط کر رہے ہیں۔ میں ماما کو بتا دوں گی او۔۔۔۔۔۔اور۔۔۔۔ اور بابا کو بھی۔ بیا نے اپنی طرف سے تو خاصی اچھی دھمکی دی تھی۔

لیکن جلال پر اسکا کوئی اثر نہیں ہوا تھا وہ تو الٹا اسکی بات سن کر مسکرا رہا تھا۔ جانم اس دنیا میں کوئی بھی ایسا انسان نہیں پیدا ہوا جو جلال سے اسکی بیا کو الگ کرنا تو دور اسے مجھ سے دور کرنے کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا۔

کیوں کہ جلال نے معاف کرنا سکھا ہی نہیں ہے۔ بہت کوشش کے باوجود بھی اسکے چہرے کے تاثرات سخت ہو گئے تھے۔ کیوں کہ بیا کا خود سے دور ہونے کہ سوچ کر اسکے تاثرات فورا بدلے تھے۔

لیکن جلال نے جلد ہی ان پر قابو پا لیا تھا۔ اور نرم نظروں سے بیا کو دلھا تھا جو کے جلال کے سرد تاثرات دیکھ کر اس سے مزید خوفزدہ ہو گئی تھی۔ اس لئے جلال نے بھی فورا سے بات بدلی تھی۔ ویسے جانم تم نے بتایا نہیں تمہیں گھر کیسا لگا تھا ہمارا۔

بلکل بھی اچھا نہیں تھا۔ بے اختیار بیا کی زبان سے پھسلا تھا۔ جبکہ جلال اسکی بات سن کر بے اختیار مسکرایا تھا۔ جانم مجھے پتا ہے کہ تمہیں وہ گھر کتنا برا لگا ہے۔

تو چلو اب نیا گھر بناتے ہوئے میں ہر چیز تمہاری مرضی سے کرواؤ گا لیکن اسکے لئے تمہیں میرے ساتھ ہی رہنا پڑے گا۔ جلال کی بات سن کر بیا فورا سے بولی تھی۔

نہیں کیس نے کہاوہ گھر برا ہے۔ وہ تو بلکل ویسا ہے جیسا میں نے بچپن سے سوچا تھا بلکل میرے خوابوں جیسا ہے۔ مہ تو دلہ کر حیران رہ گئی تھی کہ کوئی کیسے کسی خیالوں کو حقیقت میں بدل سکتا ہے۔ وہ گھر سچ میں بہت پیارا ہے وہ تو میں مذاق کر رہی تھی۔

بیا نے جلدی سے اپنی صفائی پیش کی تھی مبادا وہ سچ میں اسے اپنے ساتھ ہی نا لے جائے۔ جلال بیا کی باتوں پر بے اختیار مسکرائے جا رہا تھا۔ اسی طرح انہیں سفر کرتے ہوئے 6 گھنٹے گزر گئے تھے اور اسی دوران بیا بھی سو گئی تھی۔ جلال نے بٹن دبا کر بیا کی سیٹ کو پیچھے کی طرف موو کر دیا تھا طانکہ وہ آرام سے سو سکے۔

مزید دو گھنٹے کہ سفر طے کر کہ جلال نے ایک جگہ گاڑی روکی اور بیا اور اپنے لیئے کھانا لیکر آیا۔ تب ٹک بیا کی بھی بھوک کی وجہ سے آنکھ کھل گئی تھی۔ اور جلال کو پتا تھا کہ بیا کو کھانا ٹائم پر کھانے کی عادت ہے۔

دونوں نے مل کر کھانا کھایا اور پھر سے سفر شروع ہو گیا تھا جو کہ مزید 8 گھنٹوں کہ تھا۔بیا تو پھر سے سو گئی تھی ۔اسکی عادت تھی سفر سو کر گزرنے کی۔ لیکن جلال بھی کم نہیں تھا وقفے وقفے سے اسے جگا دیتا اور اس سے باتیں کر کر لیتا۔

انکو لاہور پہنچتے ہوئے رات کے 12 بج گئے تھے مزید 1 گھنٹے میں وہ گھر پہنچنے والے تھے جبکہ جلال کہ دل کر رہا تھا یا سفر ختم نا ہو کبھی بھی۔ لیکن اسکی انھیں سوچوں میں گھر آ گیا تھا۔اور نچار اس بیا کو چھوڑ کر جانا پڑا۔

بیا کا ڈرائیور وہیں پر اسکا انتظار کر رہا تھا جلال گاڑی سے اترا تو فوراڈرائیور نے اپنی جگہ سنبھال لی اور ٹھیک پانچ منٹ کی ڈرائیو پر وہ گھر پہنچ گئے۔اس وقت رات کے دو بجے والے تھے۔

مشی جیسے ہی گھر آئی تھی۔ آمنہ بیگم تو اسے اس حال می دلہ کرور ہو گئی تھیں پوچھنے پر مشی نے بات کو یہ کہہ کر ٹال دیا کہ وہ جلدی میں سڑھیاں اتر رہی تھی تو پیر مڑنے کی وجہ سے فریکچڑ ہو گیا ہے۔

مشی کو کمرے میں لیٹا کر آمنہ بیگم نے اسے دوائی دی جسکے زیر اثر وہ اب سو رہی تھی۔

رات کے 12 بجنے والے تھے اور اب بیا بھی انے والی تھی آمنہ بیگم اور غازی بیا کا ویٹ کر رہے تھے۔

غازی تو پریشان ہو گیا تھا مشی کو لیکر لیکن جب کمرے میں گیا تو مشی سو رہی تھی لیکن اسکے پیر کو دیکھ کر اس پر شیطانی سوار ھوئی تھی اور اس نے اس پر عمل بھی کیا تھا۔

اور اب تو کچھ دن ٹک مشی کچھ بھی نہیں کر سکے گی یا سوچ کر وہ اور خوش ہو رہا تھا۔

بیا رات 2 بجے گھر پہنچی تھی اور سب سے پہلے جو جس شخص نے اسکا استقبال کیا تھا وہ تھے اسکے بابا۔

بابا جانی کیسے ہیں آپ؟

میں ٹھیک۔۔۔۔۔۔۔ میری گڑیا کیسی ہے۔؟

میں بھی ٹھیک ہوں باباجانی۔۔۔ مسکرا کر جواب دیتے بیا آمنہ بیگم اور غازی سے ملی تھی۔ پھر سوتے ہوئے انہیں 3 بج گئے تھے۔

اگلے دن تو اور بھی بزی گیا تھا پورا دن مشی دردد رد کرتی رہی اور بیا اسکے اگے پیچھے گھومتی رہی تھی۔

اور شام میں اسکے ماما بابا نے اسے جمال کے برے میں بتایا تھا۔ اور بیا کو نکاح کے لئے راضی بھی کر لیا تھا۔ بہت محنت سے اسے راضی کیا تھا پہلے تو وہ مان ہی نہیں رہی تھی۔

لیکن سب نے مل کر منہ لیا تھا اور اگلے ہفتے کی نکاح کی ڈیٹ فائنل ھوئی تھی۔

دن بھر کے تھکا دینے والے سفر وہ بھی جلال کے سنگ جو کہ کوئی بھی کسر نہیں چھوڑ رہا تھا بیا کو تنگ کرنے کی اپنی طرف سے تو وہ یاد گار بنا رہا تھا سفر۔

لیکن بیا بیچاری کیا کرتی اسے تو کچھ نہیں پتا تھا نا اور پھر گھرا کر بیا اور تھک گئی تھی کیوں کہ مشی کو فریکچر جو ہو گیا تھا۔

وہ تو سب کچھ بھول کر مشی کو لیکر پریشان ہو گئی تھی۔ اور دن بھر کی تھکان کے باعث بیا نماز ادا کرتے ہی میٹھی نیند سو گئی تھی۔

لیکن کوئی تھا جو کھڑکی سے بڑے آرام سے کمرے کے اندر آ گیا تھا۔ اور اب آرام سے بیا کے پس بیڈ پر براجمان ہو گیا تھا۔

اور بڑے غور سے اسے دیکھنے میں مصروف تھا۔ آج ہی تو اس نے بیا کو جی بھر کر زچ کیا تھا۔ اور اب پھر سے اسکا دیدار کرنے پہنچ گیا تھا۔

وہ جتنا اسکے پاس رہتا اسکا دل مچلتا تھا کہ وہ بیا کو دور لے جائے سب سے دور جہاں صرف وہ ہو اور اسکی بیا ہو اور کوئی نا ہو۔

وہ بس اپنی پوری زندگی اسکے سنگ گزارنا چاہتا تھا۔ اور اب تو یہ سب ہونے بھی والا تھا کچھ ہی دنوں میں وہ اور بیا نکاح کے پاک بندھن میں بندھ جائے گے۔

نکاح تو بچپن میں ہی ہو گیا تھا۔ اب تو صرف بیا کی وجہ سے دوبارہ یہ سب ہو رہا تھا اور شجاعت کی وجہ سے۔ کیوں کہ شجاعت کی نظروں میں تو جلال بچپن میں ہی مر چکا تھا۔

تو وہ اپنے مقصد کے لئے بیا کو بھی استعمال کر سکتا تھا۔ اور جلال کے ہوتے ہوئے یہ سب ناممکن تھا۔ کیوں کہ بیا کی طرف بھڑتا ہوا ہر ہاتھ کاٹنے میں جلال نے ایک بار بھی ہیچکیچانا نہیں تھا۔

لیکن وہ اپنی جانم کا کیا کرتا وہ تھا ہی معصوم۔ اور جلال نے فیصلہ کیا تھا وہ کبھی بھی بیا کو کچھ پتا نہیں لگنے دے گا شجاعت کے بارے میں۔

انھیں سوچوں میں وہ کب بیا کے پاس اسکے ساتھ ہی لیٹ گیا تھا اسے پتا ہی نا چلا تھا۔ اور اسے اپنے حصار میں لے لیا تھا۔ کیوں کہ وہ جانتا تھا اب وہ صبح سے پہلے نہیں اٹھنے والی ویسے بھی وہ نیند کی پکی تھی۔ لیکن اسکے باوجود بھی وہ صبح فجر کے وقت اٹھ جاتی تھی۔

اسکے بالوں میں منہ چھپا کر وہ آرام سے سونے کی کوشش کرنے لگا جو کہ نا ممکن تھا کیوں کہ یہی تو ٹائم تھا جب وہ بیا کہ پاس تھا۔

اور صبح ہوتے ہی اسے بیا کے اٹھنے سے پہلے ہی واپس جانا تھا۔بیا تھوڑا کسمسائی تھی لیکن پھر وہ بھی آرام سے سو گئی تھی۔ اسنے اپکا ایک ہاتھ جلال کی کمر کے گرد حائل کیا تھا۔

جلال کے چہرے پر ایک بھرپور مسکراہٹ نے اپنی چھپ دکھلائی تھی۔ اور وہ اب ایسے ہی رہنے والی تھی جلال نے بیا کو مزید خود میں بھینچ لیا تھا اور اپنی آنکھیں موندھ لی تھی۔

غازی کالج آیا تو مطربہ وہیں پر اسکاویٹ کر رہی تھی فوراسے اسکے پاس آئی۔

غازی مشی کیسی ہے اسکو چوٹ کیسے لگی؟ اب وہ ٹھیک ہے نا۔

ہاں یار وہ شازیہ کے گھر گئی تھی اور وہاں پر سڑھیوں سے گر گئی تھی اب ٹھیک ہے اسکا پلاسٹر لگ ہوا ہے۔ کچھ دنوں تک ٹھیک ہو جائیگی۔

اچھا چلو کلاس کے بعد ملتے ہیں کینٹین میں۔

مطی کبھی تم کھانے کے علاوہ بھی سوچ لیا کرو کچھ۔

نہیں مجھے کچھ نہیں سوچنا۔ او کے اب جاؤ کلاس میں زیادہ ابا نا بنو۔ منہ بنا کر کہتی مطر بہ اپنی کلاس میں چلی گئی۔

پاگل ہے یہ لڑکی۔ غازی تو نے بھی کیس پاگل سے دل لگا لیا ہے۔ سوچتے ہوئے وہ بھی کلاس میں چلا گیا۔

کلاس ختم ہوتے ھی دونوں جا رہے تھے کے کچھ لڑکوں کی مطر بہ سے ٹکر ہو گئی یوں لگ رہا تھا و جان بوجھ کر ٹکرائے ہوں

مطر بہ میدان میں اترتی غازی اسے لیکر وہاں سے چلا گیا۔

جاری ہے۔

Yeh ly g epi🙈😍 or naraz na hua kary😊or na hi mujy kia kary🙄 mai busy hoti to epi late aigi bta deti hun taky apko wait na krna pary😊 🙈lekin phir b ap log kehty ky mai lte kr rahi🙄 🙄ab insan hun mi b so kam ajaty hain 😊lekin phir b just ap logon ky liye likh leti hun😍🙈🙈agr ab b esa lag raha hai ky late hai to ok mai am complete novel hi pdf mi post kron gi🙄 🙄 😏 😏vo b 1 month bad😊duaon mai yad rakhiye ga or btaye epi kesi lgi😊 🙈 😍 🙈 🙈 🙈

Mtraba ❤️ Ghazi special 😍 🙈

Don't copy paste without my permission💣 💣

ناول مریض_ء_عشق

از سندس_پری

قسط_18

مشی جب صبح اٹھی تو اسکی نظر اپنے پاؤں پر گئی اور پاؤں کو دیکھتے ہی اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ یہ حرکت کس نے کی ہے۔

کیوں کہ غازی کے سوا کوئی بھی یہ سب نہیں کر سکتا تھا۔پاؤں کو دیکھ کر پہلے تو وہ غصہ ھوئی لیکن پھر خود ہی مسکرانے لگی۔

کیوں کے غازی نے پاؤں کے پلاسٹر پر مار کر سے گیٹ ویل سون لکھ کر اسکے اگے دو سے تین فنی ایموجی 🤓 😋 😜 بنا دیئے تھے۔

ابھی مشی مسکرا رہی تھی کے آمنہ بیگم کمرے میں داخل ہوئیں۔بیٹا اب طبیعت کیسی ہے۔میری پیاری سی گڑیا کی۔

آمنہ بیگم نے ناشتے کی ٹرے سامنے صوفے پر رکھی اور مشی کے پاس بیٹھ کر اسکے بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگی۔

مشی تو حیرانگی سے اپنی ماما کو دیکھنے لگی کہ ہمیشہ تو مجھے ڈانٹ پڑتی ہے آج یہ سورج کہاسے نکلا۔

اور سدا کی مشی کی عادت اسکی زبان میں کھجلی ھوئی تھی فورا بولی۔

"ماما یہ آپ ہی ہیں نا کہیں کوئی اور ماما تو نہیں لے آئے بابا"۔

آپ سہی کمرے میں ہی آئی ہیں نا یہ آپ کی مشی کا کمرہ ہے۔اور میں مشی ہوں۔

آج آپ مجھے ڈانٹ بھی نہیں رہی۔ مشی نے اپنے دل میں مچلتا سوال آخر کار پوچھ ہی لیا تھا.

اور بدلے میں آمنہ بیگم نے اسے ایک گھوری سے نوازا تھا۔

مشی میری جان جب غلطی کرتی ہو تو تب ماما غصّہ کرتی ہیں نا۔اور میری مشی تو بہادر ہے۔

چلو اب آرام سے اور خاموشی سے چپ چاپ یہ سوپ پی لو۔ پھر دوائی بھی کھانی ہے۔

اوہ تو سمجھ آئی میری ماما مجھے بہلا پھسلا کر یہ سوپ پلانے والی ہیں۔

میری جان میں تمہیں ایسے ہی تو نہیں ڈانٹتی نا تم تھوڑا کنٹرول کیا کرو نا۔

جب دوسرے گھر جاؤ گی تو تمہیں ہی پریشانی ہو گی پھر ماما کی یاد آئیگی۔

میں تو سب تمہارے لئے ہی سوچتی ہوں اگر آج سختی کروں گی تو کل تمہیں پریشانی نہیں ہو گی۔

اور اب میری اچھی بیٹی کی طرح چلو جلدی سے یہ سوپ ختم کرو شاباش۔ آمنہ بیگم نے اپنی نظروں کے سامنے مشی کو سارا سوپ پلا کر دوائی کھلائی اور خود باہر آ گئی۔

آمنہ بیگم کے جانے کے بعد مشی نے رزم کو کال کی اور اپنی اپی کے نکاح کے بارے میں بتایا۔ اور ریکویسٹ کی کے وہ بھی آئے اسی بہانے وہ بھی سب سے مل لے گا اور سب گھر والے بھی اس سے مل لے گے ایک ٹیچر کی حیثیت سے۔

رزم نے پہلے تو منا کیا لیکن مشی کی ضد کی وجہ سے حامی بھر لی انے کی۔

اب مشی کو ویٹ تھا رزم کا کیوں کے 6 دن رہ گے تھے نکاح میں۔

مشی نے شاپنگ سینٹر بھی جانا تھا اور دو دن کے ریسٹ کے بعد اسے چلنے کی اجازت ملی تھی.

اور اب دو دن تک وہ ایسے ہی بستر پر رہے گی تو پاگل ہو جائیگی ایسا مشی کا کہنا تھا۔

غازی نے مطربہ کو زبردستی پکڑا ہوا تھا ورنہ مطربہ کا بس چلتا تو کب کا ان لڑکوں کو مار مار کر انکا حال برا کر دیتی لیکن غازی کی وجہ سے وہ ایسا نہیں کر پائی تھی۔

اور اب اسکی توپوں کہ رخ غازی کی طرف تھا۔ تم تم کیوں مجھے لیکر آئے ؟ہاں میں نے انکی ہڈیوں کہ چورما بنا دینا تھا بتمیز کہیں کے۔

تم تم بھی ان جیسے ھی ہو جاؤ اب یہاں سے ورنہ میں تمہارا بھی مرڈر کر دوں گی۔

مطربہ غصّے میں کیا بول رہی تھی اسے کچھ بھی پتا نہیں تھا لیکن جب سنا سنا کر اس نے غازی کی طرف دیکھا تو اسکی آنکھیں لہو رنگ ہو رہیں تھیں وہ بغیر کچھ بھی کہے فوراوہاں سے واک اوٹ کر گیا۔

اور مطربہ پیچھے تکا غازی کرتی رہ گئی۔ افففففف مطی کیا مسلہ ہے تمہارے ساتھ وہ سہی تو کہہ رہا تھا کے میں جھگڑانا کروں۔ خوامخوہ کہ تماشہ لگ جانا تھا۔

لیکن یہ سب باتیں مجھے کیوں یاد ہیں۔ جب وہ نراض ہو کر چلا گیا ہے۔ اب کیسے مناؤ اسے۔؟ سوچ کچھ سوچ مطی جلدی سوچ۔

مطربہ منہ پر انگلی رکھے غازی کو منانے کے طریقے کے بارے میں سوچ رہی تھی یکا یک اسکی آنکھوں میں چمک آئی تھی اور وہ بھاگی تھی غازی کے پیچھے اس منانے کے لئے۔

اس نے ایک سائیکل خود لی اور ایک غازی کو دلوائی تھی بچے کو بھجوا کر۔ کیوں کہ مطربہ نے غازی کی گاڑی کے دونوں ٹائرز کی ہوا نکال دی تھی۔

اب وہ دونوں سائیکل پر سوار تھے۔غازی کو نہیں پتا تھا کہ مطربہ بھو اسکے پیچھے ھی ہے۔

وہ دونوں سائیکل پے جا رہے تھے وہ آگے تھا۔

جبکے وہ بیچاری پوری کوشش کر رہی تھی کہ اسکے برابر پہنچ سکے۔ کیوں کے کہاوہ بلیک بیلٹ بائیک ریسر اور کہا اب غازی کو منانے کے لئے اسے سائیکل کا سہارا لینا پڑا تھا۔

کیوں کہ منانا بھی تو تھا اب ناراض جو کر دیا تھا۔ اور وہ تھا کے مان ہی نہیں رہا تھا.

اب یہ لاسٹ ٹائم اگر نہیں مانا تو میں بھی ناراض ہو جاؤں گی۔ منہ بسور کے سوچنے لگی۔

اچانک اسکے ذہن میں ایک آئیڈیا آیا اور اس پے عمل کرتے ہوئے وہ بھی اونچی آواز میں گانے کے بول بولنا شروع ہو گئی۔

💕 جند ماہی سائیکل تے

جند ماہی سائیکل تے ٹریا جاندا

مڑ کے ویکھے نا

مڑ کے ویکھے نا ہیر نو رانجھا!

رس گئی ہیر اوئے

رسی ہیر نو پھر مناؤندا 💕

وہ سائیکل کو دائیں بائیں گھماتے ہوئے اسے منانے کے لئے سونگ گا رہی تھی۔

💕 لگدے بھاگ تے جدوں

لگدے بھاگ تے بن دی جوڑی

گاواں شگناں والی گھوڑی

جند ماہی رہنے دے اوئے

جند ماہی رہنے دے اوئے 💕

وہ بھی فل موڈ میں تھا کے معاف نہیں کرنا۔

حالانکہ اسکی سریلی آواز کی کھنک اسکے کانوں کو بہت بھلی لگ رہی تھی۔ اور وہ مان بھی گیا تھا۔

لیکن وہ اسے تھوڑا اور تنگ کرنا چاہتا تھا۔ اتنی مشکل سے تو ہاتھ آتی تھی وہ۔

اب اتنی آسانی سے تو نہیں معاف کر سکتا تھا نا۔ 😜

💕 جند ماہی سائیکل تے

جند ماہی سائیکل تے ٹریا جاندا

مڑ کے ویکھے نا

مڑ کے ویکھے نا ہیر نورا نجھا!

رس گئی ہیر اوئے

رسی ہیر نو پھر مناؤندا

جند ماہی رہنے دے اوئے

جند ماہی رہنے دے اوئے 💕

"ٹھیک ہے بس میں جارہی ہوں اب۔ تم رہو ناراض!

اتنی محنت سے منارہی تھی لیکن نہیں!...."۔

کہتے ساتھ ہی اپنی سائیکل کو لئے اگے بڑھنے ہی والی تھی

کے اسنے فوراسے اسکی سائیکل کو پکڑا اور وہ جو ٹرن کرنے والی تھی بیلنس برقرار نارکھ سکی اور وہ دونوں سائیکل سمیت نیچے گرے زمین کو سلامی دے رہے تھے۔

اور اب مطربہ خونخوار تیور لئے اسے گھور رہی تھی۔ جیسے کچا کھا جائے گی۔

اور عمل بھی کیا تھا جھپٹ پڑی تھی وہ اس پے۔

"ارے یار رکو تو سہی میں تو روک رہا تھا تمہیں۔ کیا کرتا یار ورنہ تم چلی جاتی ناراض ہو کر"۔

بڑی مشکل سے اسکے دونوں ہاتھوں کو قابو کیا تھا۔ "یار تم نے گانا سٹارٹ کیا تھا میں تبھی مان گیا تھا۔ بس تنگ کر رہا تھا اب اتنا تو حق بنتا ہے نا میرا"۔

وہ دونوں ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھ رہے تھے۔

اور وقت رک گیا تھا۔ مطربہ تو پہلے ھی اپنی دلی کیفیت پر حیران تھی کچھ دنو سے اسکے ساتھ کیا ہو رہا تھا وہ تو بس اپنے دل کو ڈپٹ دیتی تھی جب بھی غازی اسکی کیئر کرتا تھا۔

اسکی ہر بات مانتا تھا اسے بہت اچھا لگتا تھا اسکا دل ایک الگ ھی لیے پر دھڑکنا شروع ہو گیا تھا۔ غازی سے ملنے کے بعد وہ پورا دن بس اسکے ھی بارے میں سوچتی رہتی تھی۔

اسے غازی کے دل کا حال نہیں پتا تھا۔ اور وہ اکیلے ھی اس سفر کی مسافر نہیں بننا چاہتی تھی۔ سب سے پہلے مطربہ کو ھی ہوش آیا تھا اس نے اپنے جذبات کو چھپانے کے لئے کچھ تو کرنا تھا نا۔

اور پھر اچانک۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مطربہ نے غازی کے پیٹ میں ایک کک رسید کی تھی۔ کتنی محنت کروائی ہے تم نے۔ اب مان جاؤ ورنہ گلہ دبا دوں گی تمہارا۔

ہاہاہاہا واہ کیا طریقہ ہے منانے کا۔ مطلب پہلے مناؤ اور جب نا مانے کوئی تو پھر اسے ھی مارنا شروع کر دو واہ کیا کہنے ہیں مطربہ میڈم کے۔

اچھا چلو اب زیادہ بنو کیا چلو جلدی دیکھو شام ہو گئی ہے اور ہمارے پاس ھی بھی یہ سائیکل اس پر کیسے ہم گھر پہنچے گے۔

جب میں تمہارے ساتھ ہوں تو تمہیں کیس بات کی پریشانی ہے۔ چلو ریس لگاتے ہیں اور پھر کوئی لفٹ مل گئی تو ٹھیک ورنہ آج اس پر ہی گھر جانا پڑے گا۔

غازی نے اپنے دماغ کا استعمال کرتے ہوئے مشورہ دیا تھا۔
تو چلو پھر۔ ابھی وہ کچھ ہی دور گئے تھے کے روڈ سائیڈ پر کچھ آوارہ لڑکوں نے مطربہ کو دیکھ کر سیٹی اور جملے قصنہ شروع کر دئے تھے۔

اوئے ظالم ذرا ہمارے ساتھ بھی سواری کا مزہ لیلو۔ ان میں سے ایک نے اپنے سینے پر ہاتھ پھیر کر جملہ کسا تھا۔

مطربہ نے وہیں پر اپنی سائیکل پھینکی اور جا کر ایک زوردار تھپڑ سے نوازا تھا اسے۔

تمہاری ہمت کیسے ھوئی میرے بارے میں ایسا کہنے کی۔ بہت شوق ہے نا تمہیں لڑکیوں کو اس تارہ ٹیز کرنے میں۔ تو اب بھوگتو اور دیکھتے ھی دیکھتے اس نے 3 لڑکوں کو دھول چٹا دی تھی۔

لیکن یہ کیا ابھی وہ انکو مار کر فارغ ھی ھوئی تھی کے انکے بھائی جو کہ انکی ھی گینگ کے تھے اسکی طرف بڑھنے لگی اور وہ تھے بھی پورے پندرہ لوگ۔ غازی تو فوراً سے مطربہ کو لیکر ایک طرف بھاگنا شروع ہو گیا تھا۔

ابے سالوں دیکھ کیا رہے ہو پکڑو اس لڑکی کو اور اس لڑکے کو بھی۔ اور وہ سب بھی بھاگے تھے ان دونوں کے پیچھے۔

رات کے 8 بج رہے تھے ساری سڑک سنسان پڑی تھی۔ ایسے میں غازی اور مطربہ مسلسل بھاگ رہے تھے اور وہ گنڈے انکے پیچھے لگی ہوئے تھے۔

بھاگتے ہوئے غازی کو ایک شامیانہ نظر آیا تھا۔ جیسے بہت ھی اچھے طریقے سے سجایا گیا تھا۔ شاید وہاں پر شادی کا کوئی پروگرام چل رہا تھا۔ وہ دونو بھاگتے ہوئے اس شامیانے میں داخل ہو گئے۔

اور فوراسے یہاں وہاں نظریں دوڑانے لگی کا کہیں پر چھپ جائے۔ کیوں کہ اتنے لوگوں کا مقابلہ اکیلے نہیں کیا جا سکتا تھا۔

ابھی وہ انھیں سوچوں میں تھے کہ ایک لڑکا آیا اور غزی کو اپنے ساتھ لے گیا اور لڑکی مطربہ کو۔

پہلے تو وہ منا کرنے لگی لیکن ان غنڈوں کو وہاں دیکھ کر چپ چاپ انکے ساتھ چلے گئے۔

غازی کو دولہے کے کپڑے دئے تو وہ حیران سے اس لڑکے کو دیکھنے لگا جیسے پوچھنا چاہ رہ ہو اسکا میں کیا کروں۔

اسے بھی سمجھ آگئی تھی تو فورا بولا۔ جلدی سے کپڑے تبدیل کر لو وہ باہر اپکا انتظار کر رہی ہے۔ غازی کو لگا وہ مطربہ کہ کہہ رہا ہے تو فورا اسے کپڑے بدلنے چلا گیا۔

مطربہ کے ساتھ بھی ایسا ھی ہوا اسے بھی بہت بھاری کام والا شلوار سوٹ دیا کے وہ بھی پہن کر تیار ہو جائے اسے لگا کوئی فینسی ڈریس کمپٹیشن ہے تو وہ بھی ان لوگوں سے بچنے کے لئے تیار ہو کر گھونگٹ لئے بیٹھ گئی۔

جیسے کوئی ڈرامہ چل رہا ہو۔ یہی حال غازی کہ بھی تھا۔ وہ دونوں ھی انجان تھے کے یہاں کیا ہو رہا ہے۔ دراصل وہ اجتماعی شادی حال تھا اور اب وہاں پر موجود 10 جوڑوں کا نکاح شروع ہو چکا تھا۔

غازی اور مطربہ مسلسل ادھر ادھر نظریں دوڑا رہے تھے اور اسی دوران مولوی صاحب نے جب ان سے انکے والد کا نام پوچھا تو انہوں نے غایب دماغی میں انکے سارے سوالوں کے جواب بھی دے دیے۔

لیکن جب باری قبول ہے کی آئی تو وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔ اور ابھی وہ کچھ اور کرتے اس سے پہلے ھی انہیں وہ لوگ یہاں وہاں ان دونوں کو ھی تلاشتے ہوئے نظر آئے۔

تو دونوں نے بغیر وقت ضایع کئے قبول ہے کہہ دیا اور طرف نکاح کی مبارک کا نعرا سنتے ہوئے وہ دونوں ھی حیران ہو گئے تھے۔

کہ یہ کیا ہو گیا ان سے اب وہ لوگ اپنے گھر والو کو کیا جواب دے گے۔ لیکن اس بھی پہلے انکو یہاں سے نکلنا تھا تبھی کچھ حل نکلنا ممکن تھا۔

ان دونو کو ایک کمرے میں لا کر بیٹھا دیا تھا۔ مطربہ مسلسل ادھر سے ادھر چکر کاٹ رہی تھی کہ اب کیا کرے کیوں کہ اگر اسکے بھائی کو پتا لگا تو اسکی تو خیر نہیں اس دنیا میں ایک ھی تو ایسا انسان تھا جس سے وہ ڈرتی تھی۔

پریشان تو غازی بھی تھا کہ ایک دم سے یہ کیا ہو گیا تھا۔ مانا کے وہ مطربہ کو پسند کرنے لگا تھا لیکن یہ سب اس طرح اتنی جلدی وہ بھی پریشان ہو گیا تھا۔

لیکن اسکے دل میں یک کونہ سکون بھی تھا کہ جسے اس نے چاہا تھا قسمت نے اسے اسکے ہی ساتھ ہمیشہ کے لئے ایک بندھن میں باندھ دیا تھا۔

دیکھو غازی یہ غلط ہے۔۔۔

یہاں جو کچھ بھی نہیں ہوا ہے۔۔۔۔اوکے اس نکاح میں ہم دونوں کی مرضی شامل نہیں تھی تو یہ کیسے ہو سکتا ہے۔

اس لئے کچھ بھی نہیں ہوا ہے۔۔۔۔۔۔بولو تم کیوں خاموش بیٹھے ہو۔

دیکھو مطربہ اب شادی تو ہو گئی ہے تو کیوں نا اب ہم دونو بھی مان ہی لے اس شادی کو اور نئی شروعات کرنی چاہئے۔

کہتے ساتھ ہی غازی مطربہ کے نزدیک آیا تھا۔اور اسکی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے خود سے قریب کیا تھا۔

مطربہ تو غازی کی باتیں سن کر ہی حیران تھی اب اس سے پہلے وہ اسکی ٹانگ توڑ دیتی۔

غازی کہ قہقہ گونجہ تھا کمرے میں۔

مطربہ تم نے اپنی شکل دیکھی ہے ہاہاہاہا۔

یار مذاق کر رہا تھا اب چلو ہمیں یہاں سے نکلنا ہے 9 بج رہے ہیں۔

اور تم پریشان مت ہونا یہ رشتہ ہماری مرضی سے نہیں جڑا ہے ہمارے درمیان تو اسکی کوئی ویلیو بھی نہیں ہے ۔ہم جیسے تھے دوست اب بھی ویسے ہی ہیں۔

چلو آجاؤ میں بھاہر جا کر چیک کرتا ہوں کہ راستہ صاف ہے نا۔

غازی کمرے سے باہر چلا گیا تھا لیکن مطربہ کے لئے ہزاروں سوچیں چھوڑ گیا تھا۔

مجھے کیوں برا لگ رہا ہے غازی کہ یہ سب کہنا۔؟

میں خود بھی تو یہی کہہ رہی تھی کے یہ ایک انچاہا رشتہ ہے تو کیوں یہاں تکلیف ھوئی ہے غازی کے لفظوں سے۔
مطربہ نے اپنے دل کے مقام پر ہاتھ رکھا تھا۔

نہیں میں کمزور نہیں ہوں۔ میں تو بہادر ہوں۔ اور نہیں ہے اس نکاح کی کوئی بھی ویلیو۔ کہتے ہوے وہ بھی غازی کے پیچھے باہر آئی۔

اور راستہ صاف دیکھ کر وہ دونوں گھر کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔

اب اگے کیا ہونے والا تھا یہ تو کسی کو بھی پتا نہیں تھا۔

کیا آج سے ہی انکے راستے الگ ہو جانے تھے۔

یاں شروعات ہو گی ایک نئے رشتے کی؟

بیا صبح اٹھی تو اپنے آس پاس دیکھنے لگی۔

اسے نیند میں ایسا محسوس ہو رہا تھا۔

جیسے کوئی ہے اسکے پاس بہت پاس۔اور وہ خود کو اسکی گرفت میں محسوس کر رہی تھی۔

گرفت ایسی کے اس میں سے رہائی ناممکن ہو بیا کے لئے۔

اور جب اب وہ اٹھی تو ایسا کچھ نہیں تھا۔لیکن وہ کلون کی خشبو کو خود کے آس پاس محسوس کر سکتی تھی۔

اچانک سے بیا کو جلال یاد آیا تھا۔اور اس نے سہم کر ادھر ادھر دیکھا تھا لیکن اس وقت کوئی بھی کمرے میں موجود نہیں تھا۔

وہ اپنے سارے خیالوں کو پشت پست ڈال کے اٹھی اور وضو کر کے نماز ادا کرنے لگی۔

پھر قرآن پاک کی تلاوت کر کے وہ مشی کے روم میں گئی اسکا حال پوچھنے۔

کیوں کے اسے پتا تھا اس وقت مشی حد سے زیادہ بور ہو رہی ہو گی۔

جلال عرف جمال آج شجاعت کے ساتھ اسکی میٹینگ میں موجود تھا۔ کچھ ہی دنوں می اس نے شجاعت کا اعتبار جیت لیا تھا۔

اب شجاعت اسے اپنے سارے کالے دھندوں کے بارے میں بتاتا اور آج بھی یہی ہو رہا تھا۔

میٹنگ کے اختتام پر جلال اور شجاعت دونوں ایک ساتھ وہاں سے نکلے تھے۔

جلال شجاعت کو ایس۔اے کہہ کر بلاتا تھا۔

ایس۔اے میں بیا کو اپنے ساتھ شاپنگ پر لیکر جانا چاہتا ہوں۔

برخدار تمھاری ہی امانت ہے شوق سے لیکر جاؤ۔اس میں پوچھنے والی کیا بات ہے۔

او کے بہت بہت شکریہ۔

جلال شجاعت کو انکل یہ کچھ بھی اور کہہ کرین پاک رشتوں کی بے حرمتی نہیں کر سکتا تھا۔

اور بیا سے نکاح کے دن ہی وہ رخصتی کا ارادہ رکھتا تھا لیکن یہ بات وہ نکاح والے دن ہی کرنے والا تھا طانکہ منا کرنے کی گنجائیش ہی نا بچے۔

کیوں کے اب وہ مزید بیا کو خود سے دور نہیں رکھ سکتا تھا۔ اگر وہ اب مزید جلال سے دور رہی تو جو وہ اتنی مشکل سے اپنے آپ کو سنبھال رہا ہے بکھر جائے گا۔

اور اسے صرف بیا ہی سمیٹ سکتی ہے۔

شجاعت کو اسکے گودام کہ سارا مال دکھانے کے بعد جلال کہ رخ بھی اب اسکے ساتھ افانندی والہ کی طرف تھا کیوں کے اب اس نے بیا کو لیکر جو جانا تھا شاپنگ پر۔

لیکن اس سے بھی زیادہ اسے انتظار تھا بیا کے تاثرات کا جو کے جلال کو دیکھ کر اسکے حسین چہرے کا آحاطہ کرنے والے تھے یہ سوچ کر ہی اسکے وجیہہ چہرے پر ایک دل موہ لینے والی مسکراہٹ در آئی تھی۔

وہ کوئی عام مسکراہٹ نہیں تھی وہ مسکراہٹ زندگی سے بھرپور مسکراہٹ تھی۔

جو کے صرف اسکی بیا کے ذکر پر ہی جلال کے چہرے پر دیکھنا نصیب ہوتی تھی۔

انھیں سوچوں میں وہ لوگ گھر پہنچ تھے۔

لیکن شجاعت آمنہ بیگم کو بیا کا جلال کے ساتھ شاپنگ کے بارے میں بتا کر واپس جانے کا پلان بن گیا تھا تو وہ وہی سے واپس چلے گئے۔

جب کہ جلال آمنہ بیگم کے ہمراہ راہدری سے ہوتے ہوئے گھر کے اندر داخل ہوا۔

جیسے ہی وہ اندر آیا اسے کیچن سے بیا کی آواز انے لگی۔

آمنہ بیگم اسے حال میں بیٹھا کر خود مشی کی آواز دینے پر اسکے کمرے میں چلی گئی۔

جبکہ جلال سیدھا کچن کی طرف آ گیا تھا۔جہاں بیا آرام سے کوکنگ میں مصروف تھی۔

جاری ہے۔

Sorry gor late readers . ajkal tabyat thori kharab hai . chest infection ho gaya hai.🤒🤕 may try kr rahi hun jald hi next epi likh kr post kron.😊 lekin agr tabiyat ziada khrab ho gai to kuch nahi keh skti🤕🤒 q ky mama phone ly leti hain mujh sy .or mai epi phone mai hi type krti hun. 😕😔mai ny agy or b epi long krni thi lekin nahi kr pai 😢😕😢 ab naraz na hoiye ga. Or read kr btaiy epi kc lagi 😊🙈

Bia ❤️ Jalal special😍❤️

Don’t copy paste without my permission💣 💣

ناول#مریض_ء_عشق

از#سندس_پری

#قسط_19

"جلال جیسے ہی کچن میں آیا سامنے ہی اسکی دشمن جاں کیک کو اون سے نکال کر اس پر پیلے رنگ کی کریم سے ایموجی بنا رہی تھی۔"

کیوں کے مشی ڈائٹ پلان کے مطابق کھانا کھا کھا کر تھک گئی تھی۔اس لئے وہ اسکے لئے اسکا پسندیدہ کیک بنا رہی تھی۔

جلال نے اشارے سے وہاں پر موجود ملازمہ کو باہر جانے کا اشارہ کیا۔

کیوں جلال پہلے بھی گھر اچکا تھا تو سبکو پتا تھا کہ جلال انکی بیا بی بی کے ہونے والے شوہر ہیں اس لئے فوراً سے اسکے حکم کی تعمیل کی تھی اور باہر چلی گئی۔

جلال لمبے لمبے ڈاگ بھرتا بیا کے پاس گیا اور بلکل اسکے پیچھے جا کر کھڑا ہو گیا۔

خالہ ساجدہ آپ یہ کیک ڈی میں رکھ دیں۔۔۔۔۔۔اور "مجھے چکن دیدے آج میں غازی کی پسندیدہ بریانی بناؤ گی۔ اسے میرے ہاتھ کی بہت پسند ہے نا"۔

جب بیا کو کوئی جواب نا ملا تو پھر سے بولی!۔۔۔۔۔خالہ آپ بول کیوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ابھی بیا اور بھی کچھ کہتی لیکن جیسے ہی وہ پیچھے مڑی ٹھیک اپنے بلکل پاس جلال کو کھڑے دیکھ کر اسکے باقی کے الفاظ اسکے منہ میں ہی رہ گئے۔

اور وہ ہونکوں کی طرح جلال کو دیکھنے لگی۔ پھر ہمت کر کے بولی آپ۔۔۔۔۔۔۔آپ یہاں کیا کر رہے ہیں۔

جا۔۔۔۔۔۔۔۔جا۔۔۔۔۔۔۔جائیے یہاں سے اگر کسی نے دیکھ لیا تو۔۔۔۔۔۔۔ آپ آپ کیوں میرے پیچھے پڑ گئے ہیں کیا کیا ہے میں نے ؟۔۔۔۔۔۔۔

میں تو آپ کو جانتی بھی نہیں۔بیا تو ڈر کے مارے جو منہ ما آرہا تھا بولتی جا رہی تھی۔

بریک تو اسکی زبان کو تب لگی جب جلال نے اچانک اسے بازو سے پکڑ کر اپنی طرف کھنچا بیا جو اسے اس عمل کے لئے تیار نہیں تھی کسی ٹوٹی ھوئی ڈالی کی طرح جلال کے سینے سے جا لگی۔

جلال نے اسکے گرد اپنا گھیرا تنگ کیا تھا۔بیا کی تو رہی سہی جان بھی حوا ہونے لگی تھی کیوں کے وہ اپنے ہی گھر میں اپنے ہی کچن میں کیسی غیر کی باہوں میں تھی۔"اگر کوئی اسے ایسے دیکھ لیتا تو کیا سوچتا"۔

یہ سوچ اتے ہی وہ شدت سے رو پڑی۔جانم اگر ابھی ایک منٹ کے اندر تم نے رونا بند نا کیا تو جو بھی میں اب تمہارے ساتھ جو کروں گا اسکی زمیدار تم خود ہوگی۔

لیکن جلال کی دھمکی کہ بیا پڑ کوئی خاطر خواہ اثر نا ہوا تھا یہ دیکھ کر جلال بے ساختہ بیا کی پیشانی پر جھکا تھا۔اور اسکے ہوش میں اپنی محبت کی پہلی مہر ثبت کی تھی۔

بیا تو سن سی ہو کر اسے دیکھ رہی تھی وہ کچھ بھی تو نہیں کر پا رہی تھی اسکی گرفت میں اور اسکے اس عمل سے وہ تو مزید خوفزدا ہو گئی تھی اور رونا بھولائے خوفزدا نظروں سے جلال کو دیکھنے لگی۔

جلال کو بھی اسکی حالت پر رحم آگیا تھا اس لئے اسے اپنی گرفت سے آزاد کیا اور پیچھے شلف کے ساتھ لگا دیا کیوں کے اگر چھوڑ دیتا تو کوئی بھروسہ نہیں تھا بیا زمین بھوس ہو جاتی۔

کیوں کے اس وقت اسکے پیروں میں اتنی جان نہیں تھی کہ وہ خود کے سہارے کھڑی ہو سکے اور جلال سے زیادہ بیا کو کون جان سکتا تھا۔

جانم میری بات نا ماننے کی اتنی سزا تو بنتی ہے نا اور اب یاد رکھنا اگر آگے بات نا مانی تو یہ چھوٹی موٹی سزائیں بڑی سزاؤں میں بھی بدل سکتی ہیں۔ جلال نے اپنا چہرہ بیا کے کان کے قریب کر کے سرگوشی کی تھی۔

یہ سنتے ہی بیا کی توریڑھ کی ہڈی میں سنسنی سی دوڑ گئی تھی۔ ابھی بیا کچھ اور کہتی یہ جلال مزید کوئی گستاخی کرتا آمنہ بیگم کچن میں آ گئی تھی۔

جلال فورا اسے بیا سے دور ہوا تھا۔ بیا بچے جمال آپ کو شاپنگ پر لے جانے ائے ہیں آپ جاؤ جلدی سے عبایا پہن کر آجاؤ۔

ٹائم سے جاؤ گے تو جلدی اؤ گے نا جاؤ بچے شاباش۔ بیا تو حیرانگی سے اپنی ماما کی بات سن رہی تھی جیسے سمجھنے کی کوشش کر رہی ہو کہ وہ کیا کہہ رہیں ہیں۔

وہ کیوں کسی غیر کے ساتھ اسے بھیج رہی ہیں۔ اور آمنہ بیگم کو بھی اپنی غلطی کہ احساس ہو گیا تھا تو فورا بولی سوری بیٹا میں نے بتایا نہیں۔

"یہ ہے جمال جن سے جمعہ کو اپکا نکاح ہے"۔

آپ ابھی جاؤ انکے ساتھ شاپنگ پر او کے بیٹا میری پیاری بچی۔

جمال آپ تب تک میرے ساتھ آئے جب تک بیا بھی آجائیگی۔ جمال اور آمنہ بیگم چلے گئے۔

اور بیا غائب دماغی کی کیفیت میں اپنے کمرے میں گئی اور عبایا پہن کر باہر آئی۔ اسکے دماغ میں ایک جنگ چھڑی ھوئی تھی۔

جلال بیا کی دلی کیفیت کو سمجھتا تھا اس نے سوچ لیا تھا وہ بیا کی الجھن کو سلجھادے گا۔

جلال نے بیا کے لئے فرنٹ ڈور اوپن کیا جب بیا بیٹھ گئی تو خود بھی ڈرائیونگ سیٹ سمبھال لی۔

جانم اب اتنی خاموش کیوں ہو کچھ بات تو کرو تا کہ میرے بے چین دل کو قرار آجائے۔

مہ۔۔۔۔۔۔۔م۔۔۔۔۔۔۔میں کیا کہوں۔

ماما نے کہا تھا کہ جمال ایک شریف لڑکا ہے۔

اور آپ تو۔۔۔۔۔؟

بیا کو خود پتا نا چلا وہ کیا بول گئی ہے۔ جب اسے اپنی بات کہ احساس ہوا تو فوراً سے اپنے لبوں پر ہاتھ رکھ گئی۔

اور جلال کی طرف دیکھنے لگی جو کہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ پھر مسنوئی غصّہ سے گویا ہوا۔ تو تمہارا مطلب ہے میں شریف نہیں ہوں۔ پوچھا گیا تھا۔

نا۔۔۔۔۔ نہیں مہ۔۔۔۔۔۔۔۔ میرے کہ۔۔۔۔۔۔۔۔ کہنے کا یہ مطلب نہیں تھا میں تو۔۔۔ وہ وہ۔

ابھی بیا کچھ کہتی جلال کا چھت پھاڑ قہقہہ سن کر اسے دیکھنے لگی کہ یہ پاگل تو نہیں ہیں۔

ویسے تم نے بلکل سہی پہچانا ہے جلال اپنی بیا کے معاملے میں بلکل بھی شریف نہیں ہے۔

اور اسکا ثبوت میں تمہیں نکاح کے بعد آرام سے دوں گا۔

بیا جلال کی بات سن کر بے ساختہ اپنی پلکیں جھکا گئی تھی۔

شرم اور گھبراہٹ سے اسکا چہرہ سرخ ہو گیا تھا تو اپنی خفت مٹانے کے لئے کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی۔

اور جلال تو بیا کے چہرے کے حسین اتار چڑھاؤ میں کھو گیا تھا۔ دیکھیں آپ پلیز دیکھ کر گاڑی چلائیں۔

جب بیا نے مسلسل جلال کو خود کو دیکھتے پایا تو ڈر کر فورا بولی مبادا کوئی ایکسڈنٹ ہی نا ہو جائے۔

جلال بھی اپنے خیالوں کی دنیا باہر آیا تھا اور گویا ہوا!۔۔۔۔۔۔۔۔۔ "جس کے پاس اسکا چاند موجود ہو تو کون کافر اس بورنگ سی سڑک کو دیکھے گا"۔

آپ پلیز ایسی باتیں نا کریں۔ ورنہ میں کوئی شاپنگ نہیں کرنے والی آپ کی ساتھ آپ مجھے واپس چھوڑ دے میں غازی کے ساتھ کروں گی شاپنگ۔

جانم شاپنگ تو ساری میں نے کرنی ہے کیوں کہ مجھے پتا ہے میری جانم کو شاپنگ نہیں پسند تمہیں تو میں اپنے لئے لایا ہوں میں تمہاری شاپنگ کرو اور تم میری کرنا اوکے۔

اسکے بعد وہ پہلے بیا کو لیکر اپنے فارم ہاؤس آ گیا۔

وہاں گاڑی روکی اور بیا کو باہر نکلنے کا کہا!۔۔۔۔۔۔۔۔۔

چلو آجاؤ میرے ساتھ۔ بیا تو جلال سے ڈر رہی تھی وہ تو کنفیوز تھی کہ اسکی مما جلال کو جمال کیوں کہہ رہی تھی اور جلال ہی وہ لڑکا ہے جس سے اسکا نکاح ہونے والا ہے۔ تو پھر وہ بیا کو کیوں پہلے ہی اپنے گھر لے گیا۔

اور بتایا کیوں نہیں؟۔۔۔۔۔۔ اور بھی بہت سے سوال تھے بیا دماغ میں۔ جنکا جواب دینے ہی جلال اسے یہاں لایا تھا کیوں کہ یہاں انکو ڈسٹرب کرنے والا کوئی بھی نہیں تھا وہ آرام سے بات کر سکتے تھے۔

جلال نے بیا کہ ہاتھ پکڑا اور اسے لئے گارڈن میں چہل قدمی کرنے لگا۔ جوتے وہ پہلے ہی اتار چکے تھے۔ کیوں کے بیا کو گیلی گھاس پر چلنے کا شوق تھا۔ "میرا نام جمال ہے اور میں نے تمہیں کالج میں ہی دیکھا تھا پہلی نظر کہ پیار سمجھو یا کچھ بھی۔ لیکن تم صرف میری ہو اور یہی میرے دل میں بات تھی اس لئے تمہارے لئے رشتہ بھیج دیا"۔

اور بہانے سے تمہیں گھر بھی دکھا دیا۔

"بیا تو اسکی باتوں پر ہی حیران تھی مطلب گھر دکھانے کے لئے کون کڈنیپ کرتا ہے کسی کو"۔

بیا نے آخر پوچھ ہی لیا تھا۔

میں نے سوچ ابھی ہی دکھادوں اگر پسند نا آیا تو شادی تک دوسرا بنوالوں گا یاں خرید لوں گا سمپل اور میں نے کلوروفام کو چیک کیا تھا جسکی مقدار سے صرف تم نیم بے ہوش ہو سکتی تھی۔ اور واقعی تھوڑی دیر بعد تم ہوش میں آ گئی تھی۔

چلو اب تو سب پتا چل گیا نا میرے بارے میں چلو اب شاپنگ کر لیتے ہیں۔ پھر ٹائم پر گھر بھی جانا ہے تمہاری ماما اور میری ساس کا آرڈر ہے۔

جلال نے خود گھٹنوں کے بل بیٹھ کر بیا کو اسکے جوتے پہنایے اور اسے لئے وہاں کے مشہور اور سب سے بڑے شاپنگ سینٹر میں آیا۔

جلال کو جو بھی چیز پسند آ رہی تھی وہ بیا کے لئے بس خریدے ج رہا تھا قیمت کی اسے کوئی پرواہ نہیں تھی بس وہ چاہتا تھا ہر چیز بیا کے معیار کی ہو۔ اس لئے کوئی بھی کسر نہیں چھوڑ رہا تھا۔

اس نے آمنہ بیگم مشی غازی اور شجاعت کے لئے بھی شاپنگ کی تھی اسکا ماننا تھا جو بیا کو عزیز ہے وہ اسکی نسبت سے جلال کو بھی عزیز ہے سوائے شجاعت کے۔

جلال کو ایک لال رنگ کی بہت ہی نفیس سی فراک جسکے دوپٹے کے چاروں سائیڈ پر تلے کی کڑہائی کا کام ہوا تھا ۔ جو کہ وہاں موجود سب سے اعلی اور الگ لگ رہی تھی ۔ وہ پسند آئی تھی ۔

جلال نے فورا سے وہ خرید لی ۔ کیوں کہ بیا کو زیادہ بھاری کپڑے پسند نہیں تھے اور وہ کیری بھی نا کر پاتی پاتی تھی ۔ اور جلال نے تو نکاح کے فورا بعد اسے اپنے ساتھ لے جانا تھا اور اسی کی نسبت سے اس نے بیا کے لیے ڈھیروں شاپنگ کی تھی ۔

جن میں تقریبا اسکے اور بیا کے پسندیدہ کلر بلیک،وائٹ اور لال رنگ کے ہی جوڑے تھے ۔ اس نے بیا کے لئے ہر پیاری سے پیاری چیز خریدی جو کہ اسے لگا کہ بیا پر اچھی لگے گی ۔ بیا مسلسل جلال کو دیکھ رہی تھی کہ وہ کتنے شوق اور خوشی سے اسکے لئے شاپنگ کر رہا ہے ۔

وہ خود بھی تھک گئی تھی تو ناچار بول پڑی ۔ دیکھیں آپ پلیز بس کریں میں اتنا سب نہیں پہنتی ۔ اور میں تھک گئی ہوں اب چل چل کر ۔ آپ پتا نہیں کیوں نہیں تھکے ابھی تک ۔

جلال بیا کی تھکان کہ سن کر فورا اسکے پاس آیا اوہ تھک گئی ہو لیکن ابھی تو میری شاپنگ ھوئی ہی نہیں اور تمہاری تو ابھی اور بھی چیزیں رہتی ہیں۔

"مجھے کچھ بھی اور نہیں لینا۔ بہت کر لی شاپنگ۔ اور آپ اپنی شاپنگ خود کریئے گا"۔

جانم تم بس تھک گئی ہو نا چل چل کر تو اسکا حل ہے میرے پاس۔ باقی میری شاپنگ تو میری جانم کی پسند کی ہی ہو گی چلو۔ کہتے ساتھ ہی جلال نے بیا کو اپنی باہوں میں بھر لیا۔ اور اسے لئے خود کی شاپنگ کرنے لگا۔

بیا مسلسل احتجاج کر رہی تھی کہ اسے نیچے اتار دے وہ اب نہیں تھکے گی اب وہ بلکل ٹھیک ہے۔ لیکن وہ جلال ہی کیا جو مان لے اور اسے تو اب بہانہ مل گیا تھا بیا کو خود کے قریب رکھنے کا تو کیسے یہ موقع جانے دیتا۔

جلال نے اسے اٹھائے اسکی ساری شاپنگ مکمل کی۔ جب اسکی شاپنگ کی باری آئی تو بیا نے بہت منت سماجت کر کے اسے راضی کیا کے وہ اگر اسے اتارے گا تو بیا اسکی ساری شاپنگ دل سے خود کرے گی۔ جلال کو اور کیا چاہیے تھا وہ بھی مان گیا۔

جیسے اس نے بیا کو اتارا وہ فوراً سے میل گارمینٹ سائیڈ گئی اور ہر چیز جو اسے سہی لگ رہی تھی یاں یہ کہنا بہتر ہو گا کہ جو چیز ہاتھ آ رہی تھی وہ بس خریدی جا رہی تھی۔ اور جلال نے بھی کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی اسے تنگ کرنے میں۔ اپنے شوز سے لیکر پرفیوم تک اس نے بیا کی پسند سے لی تھی۔

پچھلے 3 گھنٹوں سے شاپنگ کر کر کے بیا تو بلکل ہی نڈھال ہو گئی تھی۔ اب جلال اسے ایسے تو جانے دے نہیں سکتا تھا۔ تو اسے لیکر ساتھ ہی موجود ہوٹل جہاں اس نے کمرہ پہلے ہی بک کیا ہوا تھا وہاں لے آیا۔

بیا کمرہ دیکھ کر تو ڈر گی تھی کہ وہ اسے یہاں کیوں لیکر آیا ہے۔ جلال نے جب بیا کی نظروں میں سوال دیکھے تو اسے تولیہ پکڑا کر اسکا رخ باتھروم کی طرف کیا اور کہا جلدی سے فریش ہو جاؤ پھر کھانا کھا کر گھر چلتے ہیں۔

لیکن ہم کھانا گھر جا کر بھی تو کھا سکتے ہیں نا۔ بیا نے اپنے سے سمجھانے کی کوشش کی تھی۔

مطلب اب تم چاہتی ہو کہ میں خود تمہارے ساتھ باتھروم چلوں؟۔۔۔۔۔۔

جلال نے بیا کی بات کو سرے سے ہی اگنور کر دیا اور بیا کو اپنی باتوں میں الجھا کر باتھروم بھیج دیا۔

بیا بھی جلال کی دھمکی سن کر فوراََ باتھروم میں بند ہو گئی۔

جلال نے بیا کے باہر آنے تک کھانا ٹیبل پر لگا دیا تھا۔ کھانا کھانے کے بعد بیا کی جلدی جلدی کی ضد پر جلال اسے گھر چھوڑنے گیا لیکن راستے میں اسے آئیسکریم کھلانا نہیں بھولا تھا۔

اسے گھر چھوڑ کر وہ خود بھی گھر کی جانب گاڑی موڑ گیا تھا اور ایک بہت ہی خوبصورت دن کا اختتام ہوا تھا۔

شجاعت کو گودام سے کال آئی تھی کے یہاں ریٹ پڑ گئی ہے اور ڈرگ سمیت لڑکیوں کو بھی پولیس اہلکار اپنے ساتھ لے گئے تھے۔

ان میں وہ لڑکیاں بھی شامل تھی جنکا انہوں نے سودا بھی کر دیا تھا اب وہ کیا جواب دے گا۔ اپنے ڈرگ ڈیلرز اور کلائینٹس کو؟۔۔۔۔۔۔۔۔

اس نے فوراََ سارے سی ٹی وی کیمرے چیک کئے لیکن کچھ بھی نہیں چھوڑا تھا انہوں نے۔

اب تو اسے اپنی بھی فکر لاحق ہو گئی تھی کیوں کہ اس ویڈیو کے تھر و وہ شجاعت کو بھی ہراست میں لے سکتے تھے۔

شجاعت کو تو ہر طرف سے ناکامی کہ سامنا ہو رہا تھا۔ اسے تو پھانسی کا گھیرا بھی خود پر تنگ ہوتا محسوس ہو رہا تھا۔ اسے خود پر شدید غصّہ آرہا تھا۔ کہ اتنے کام چور لوگ رکھے ہوئے ہیں۔

تم لوگوں کے پاس دو دن کا وقت ہے۔ اگر دو دن وہ پولیس والا اگر تم لوگوں کے ہاتھ نا لگا تو تم لوگوں کہ نام و نشان بھی تمہارے گھر والوں کو نہیں ملے گا۔

شجاعت بولا نہیں پھنکارا تھا۔ کیوں کے رزم کو دیکھا نہیں تھا ابھی تک کسی نے بھی۔ ور اس نے اتنے ہی شجاعت کو تگنی کہ ناچ نچا دیا تھا۔

سمیر دوسرے گوداموں کی کیا سچویشن ہے؟۔۔۔۔

صاحب وہاں پر ابھی تک کسی کی نظر نہیں پڑی لیکن جلدی سے ہمیں وہ سب وہاں سے شفٹ کر لینا چاہییے یہ نا ہو کہ وہاں پر بھی ریٹ پڑ جائے۔

اور باقی کے جو ہمارے دوسرے شہروں میں گودام ہے انکی کیا خبر ہے؟۔۔۔۔۔۔۔

وہ بھی ابھی تک سیو ہیں۔ لیکن کوئی جے۔ڈی نام کا غنڈہ ہے اسکی بہت دہشت ہے وہ ڈرگ کی اسمگلنگ میں تو کچھ نہیں کہتا۔

لیکن جب اسے لڑکیوں کہ کہیں بھی پتا لگتا ہے وہ سب کی نسلیں ختم کرنے پر تل جاتا ہے۔ ہمیں اس سے بچ کر رہنا ہو گا۔

آخر یہ ہو کیا رہا ہے کبھی وہ دو کوڑی کا پولیس والا تو کبھی یہ جے۔ڈی۔

یہ دونوں تو مجھ پر کسی عذاب کی طرح نازل ہوئے ہیں۔

جاؤ تم لوگ دفا ہو جاؤ اور جہاں سے ہو جیسے بھی ہو مجھے اگلی ڈیل کے لئے لڑکیاں لا کر دو۔

ویسے بھی عورت مارچ ہے۔ سب لڑکیاں اپنی آزادی کے لئے باہر نکلی ہونگی جاؤ اٹھا لو ان لڑکیوں کو۔ ذرا ہم بھی انہیں تھوڑا آزادی کا مزہ چکھا دے۔ اور وہ باآسانی تم لوگوں کو مل جائیگی نئی اور خوبصورت دوشیزائیں۔

خباثت سے کہتے ہوئے اس نے سگریٹ کا آخری کش لیا تھا اور اسے اپنے پیر کے نیچے مسل دیا تھا۔

غازی اور مطربہ اس دن کے بعد سے ایک دوسرے کے سامنے انے سے کتراتے تھے۔ مشی نے ہی مطربہ کو فون کر کے بیا کے نکاح پر انوائیٹ کیا تھا۔ اور دو دن بعد بیا کا نکاح تھا۔

مطربہ کلاس لیکر باہر نکلی تو اسکا سامنا غازی سے ہوا تھا وہ اپنے دوستوں سے باتیں کرتا ہوا مطی کی طرف ہی آرہا تھا
۔

لیکن غازی سامنے سے مطی کو اتے دیکھ کر ایکسکیوز کرتا ہوا مطی کی طرف گیا جو کہ راہ فرار ڈھونڈ رہی تھی۔

"تم بھاگ کیوں رہی ہو مجھ سے"۔

یار مطی بات تو سنو؟۔۔۔۔۔

مطی جو جانے لگی تھی غازی کی بات سن کر وہی رک گئی۔

دیکھو مطی نا تم اس نکاح کو مانتی ہو نا ہی میں۔

تو آخر کیا مسلہ ہے ؟۔۔۔۔۔

کیا ہم پھر سے ویسے ہی دوست بن کر نہیں رہ سکتے کیا ؟۔۔۔۔

مطی نے جب غازی کی بات سنی تو تھوڑی دیر کے لئے خاموش ہو گئی۔

وہ سوچ رہی تھی کہ غزی سہی ہی تو کہہ رہا ہے اسکے لئے یہ سب کوئی بھی معنی نہیں رکھتا۔ تو میں کیوں سوچ سوچ کر خود کو ہلکان کر رہی ہوں۔

اور ویسے بھی بھائی کو کون بتائے گا۔

غازی نے مطی کے اگے چٹکی بجائی تو وہ ہوش کی دنیا میں آئی اور فورا بولی۔

تم کتنی باتیں کرتے ہو چلو اب کینٹین چلیں مجھے بھوک لگی ہے۔

غازی تو مطربہ کو پھر سے اسکی ٹون میں بات کرتا دیکھ خوش ہی ہو گیا تھ اور اسکے ساتھ کینٹین کا رخ کیا۔

نکاح سے دو دن پہلے ہی بیا کو پھر سے جے۔ڈی کی کالز انا سٹارٹ ہو گئیں تھی۔

بیا نا اپنی ماما کو جا کر سب بتا دیا کہ یہ سلسلہ پھر شروع ہو گیا ہے اور اب تو جے۔ڈی نے باقاعدہ دھمکی دی تھی کہ وہ شادی نہیں ہونے دے گا۔

آمنہ بیگم تو ڈر گئیں تھی انہوں نے شجاعت کو بھی انفارم کر دیا تھا۔

اور شجاعت نے جب یہ بات جلال سے کی تو اسکا تو خون ہی کھول اٹھا اس نے کہا سب میری زمہ داری ہے۔

آپ لوگ بس نکاح کی تیاری کریں باقی میں دیکھ لوں گا۔

کسی میں اتنی ہمت نہیں کے وہ جلال کو اسکی بیا سے دور کر سکے۔ یہ بات اس نے دل میں کی تھی

اور آرام سے اپنے نکاح کی تیاریوں میں مصروف ہو گیا۔

مشی بھی اب پہلے سے کافی بہتر تھی۔ اب وہ آرام آرام سے چل سکتی تھی۔ غازی کے ساتھ مل کر مشی نے بھی خوب شاپنگ کی تھی۔

اور رزم کے لیے بھی کچھ چیزیں لی تھی جو وہ اسے بعد میں دینے کا ارادہ رکھتی تھی۔

نکاح کی تیاریاں بہت ہی بڑے پیمانے پر ہو رہی تھی۔ حالانکہ بیا نے سمپل کا کہا تھا لیکن جلال کے کہنے پر اتنا سب ہو رہا تھا۔

اور شجاعت تو جمال کے گن گاتے نہیں تھک رہے تھے۔

انھیں سب باتوں میں نکاح کا دن بھی آن پہنچا تھا۔

بیا کو صبح ہی پارلر چھوڑ آئے تھے ساتھ میں مشی بھی وہیں پر تھی انکو لانے کی ذمداری غازی کی تھی۔

جو کے بہت ہی پر جوش تھا اور ہر کام میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لے رہا تھا آخر اسکی اپی کہ نکاح تھا۔

جب وہ ان دونوں کو لینے پہنچا تو پتا چلا مشی میڈم بیا سے پہلے تیار ہونے کی ضد کی وجہ سے بیا اب تیار ہو رہی تھی۔
اور ان سب میں مزید 1 گھنٹہ لگنا تھا اب۔

غازی نے جاتے ہی مشی کے کان کھینچے تھے۔

"تم نہیں سدھر سکتی نا؟۔۔۔۔۔اب تمہاری وجہ سے اپی لیٹ ہو جائینگی۔ او ہو بھائی آپ بھی نا۔ لڑکیاں ہی تو ٹائم لگاتی ہیں نا آپ لوگوں کی طرح نہیں کے بس منہ دھو کر نکل پڑے"۔

اور جمال بھائی کو بھی ذرا کرنے دے انتظار آخر کو ہماری اکلوتی اپی کو چنا ہے انہوں نے۔ اب تھوڑا صبر کرنا تو سیکھنا ہی پڑے گا نا۔

آنکھ دبا کر کہا تھا مشی نے۔

وہ دیکھیں آپ کی باتوں میں اپی بھی آگئی ہے۔ چلیے اب اور خبردار جو آپ نے انکا گھونگھٹ اٹھایا تو نکاح کے بعد ہی اب آپ بھی جمال بھائی کے ساتھ دیکھیں گے۔

تم چپ کرو اور سائیڈ پڑ ہو جاؤ۔

غازی نے جا کر بیا کو کار میں بٹھایا تھا۔ بیا نے آج بھی حجاب کیا ہوا تھا وہ آج بلکل آسمان سے اتری ھوئی حور ہی لگ رہی تھی۔

غازی نے بے ساختہ اپنی آنکھوں میں امڈنے والے آنسوں صاف کیئے اور بیا کو گلے لگایا تھا۔

بھائی بس کریں اب جلدی چلیں۔ ہم تھک گئے ہیں۔

موٹی تم نے کونسا کام کیا ہے جو تھک گئی ہو میک آپ ہی کروایا ہے۔

تو بھائی ایک کام کریں آپ بھی کروالے میک آپ۔ آپ کو بھی پتا چل جائیگا۔

پورے راستے ان دونوں کی تو تو میں میں چالو تھی۔بیا تو انکو دیکھ کر اپنی ساری گھبراہٹ بھولائے مسکرا رہی تھی

۔

جاری ہے۔

To kesi lagi epi 🙈😊btana na bholiye ga😍waiting for your comments😍🙈😊

Don't copy paste without my permission💣💣

#مریض_ء_عشق

#سندس_پری

#قسط_20پارٹ1

مطربہ انا آمنہ لائک کرنا۔جمال کو دیکھ کر مطربہ کی سٹی گم ہونا ہنس کر باتیں کرنا۔

مطربہ کو غازی کی کوئی 50 کالز آچکی تھی کے وہ کہاں ہے۔

اور اسکا ہمیشہ کی طرح ایک ہی جواب اب اگر لڑکی بن کرانا ہے تو ٹائم لگے گا۔

ہاں اگر میری ہی ڈریسنگ میں انا ہوتا تو پانچ منت میں آجاتی۔

یہ بات وہ پچھلے1 گھنٹے سے کہی جارہی تھی۔ آخر تنگ اکر غازی نے لاسٹ ٹائم کال کی۔

"مطی میں تمہیں لاسٹ ٹائم کہہ رہا ہوں جلدی اؤ۔

اگر نکاح ہو گیا اور تم لیٹ ھوئی تو یادرکھنا میں بات نہیں کروں گا تم سے"۔

غازی نے وارن کیا تھا مطی کو!۔

اور تم نے مجھے کچھ کہا تو پھر تمہاری خیر نہیں"۔

غازی تو مطی کے فون اٹھاتے ہی شروع ہو گیا تھا۔

"یار غازی کیا ہو گیا ہے"۔، آرہی ہوں نا۔

اور ایک بات کان کھول کر سن لو!۔"اگر تم نے میری ڈریسنگ مذاق اڑایانا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا یاد رکھنا"
۔

سمجھ آرہی ہے میری بات کے نہیں؟

مطی نے آخری بار پوچھا تھا غازی سے۔

"ہاں! آگئی ہے سمجھ میری ماں"۔

"غازی نے گویاہار مان لی تھی، کیوں کے یہ تو طے تھا مطی نے غازی کو پاگل کر کے ہی چھوڑنا تھا"۔

اچھا اچھا! ٹھیک ہے،اب زیادہ فری نا ہو۔اور مجھے اکر گیٹ سے پک کر لو۔

کیا۔۔۔۔۔۔۔۔!تم آ گئی ہو؟

ہاں آ گئی ہوں!اب کیا اعلان کرواؤ؟

اور تم آ رہے ہو یاں میں واپس جاؤں۔۔

مطی کی بچی جب تم آن دی وے تھی تو میرا ٹائم کیوں زایع کیا؟

دیکھو غازی اب تم بس اوور ہو رہے ہو۔اگلے ایک منٹ میں اگر تم نہیں آئے تو آئی سویر میں چلی جاؤں گی۔

انھیں باتوں میں غازی مین گیٹ پر مطی کو پک کرنے گیا۔

"لیکن جب اسکی پہلی نظر مطربہ پر پڑی تو گویا پلٹنا ہی بھول گئی"،وہ لگ ہی اتنی پیاری رہی تھی۔ کے غازی کو اپنا دل اسکی نیشلی آنکھوں میں ڈوبتا ہوا محسوس ہوا تھا۔

شارٹ ہیئر کٹ کے ساتھ لائٹ بلو کلر کی فراک ساتھ میں چوڑی دار پاجامہ،اور ہائی ہیلز کے ساتھ، گلابی پنکھڑی جیسے ہنٹوں پر پنک کلر کی لپ سٹک لگائے، آنکھوں میں مسکارااور کانو میں جھمکے پہنے وہ اپنے تمام ہاتھیاروں سے لیس ہو کر آئی تھی۔ وہ کہیں کی ملکہ، نہیں اسکے دل کی ملکہ ہی لگ رہی تھی جس کے انے سے اسکے دل کی دنیا میں ایک ہلچل مچ گئی تھی"۔

غازی کہاں کھو گئے ہو۔ مطی کب سے اسکے اگے ہاتھ ہلا کر اسے بلا رہی تھی لیکن وہ تو جیسے اپنی سننے کی صلاحیت ہی کھو بیٹھا تھا۔

تو مجبوراً مطی کو خود ہی چل کر اسے پاس انا پڑا۔ کیوں کے اس نے ہائی ہیلز پہن رکھیں تھی تو یہ کام ذرا مشکل تھا اور جب پاس آئی تو وہ تب بھی اسی جگہ پر نظریں ٹکائے کھڑا تھا۔جہاں کچھ دیر پہلے وہ کھڑی تھی۔ مطی نے اسکی آنکھوں کے سامنے چٹکی بجائی تو کہیں جا کر وہ حوش کی دنیا میں آیا۔

مجھے کہہ رہے تھے میں لیٹ کر رہی ہوں اور خود پیچھے دس منٹ سے یہیں پر کھڑے ہو کر کس کے خیالوں میں کھوئے ہوئے ہو۔ اب چلو بھی۔ اور میرا ہاتھ پکڑ لو یہ بی جان نے مجھے پہنا تو دی ہیں ہائی ہیلز لیکن مجھے پکا یقین ہے میں آج اپنی کوئی نا کوئی ہڈی تڑوا کر ہی گھر جاؤں گی۔ رونی شکل بنا کر اس نے غازی کو جھنجھوڑا تھا۔

ہاں! تو اس میں کون سی بڑی بات ہے تم میرا ہاتھ پکڑی رکھنا۔ اور کچھ بھی ہو جائے چھوڑنا مت۔ میں وعدہ کرتا ہوں تمہیں کبھی گرنے نہیں دوں گا۔ جذبات سے چور لہجے میں غازی پتا نہیں مطربہ کو کیا کہنا چاہ رہا تھا۔

مطربہ نے جب غازی کی بات سنی تو اپنی پلکوں کی جھالر اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔ تھوڑی دیر کے لئے ان دونوں کی نظریں ملیں تھیں۔

"مطربہ کو آج ان آنکھوں میں ایک نیا جذبہ نظر آیا تھا۔ اور اپنے دل کے شور کو سن کر اس نے فوراً سے نظریں چرائی تھیں"۔

غازی نے بھی اپنے منہ زور جذبات اور دل کی بدلتی کیفیت پر قابو پایا اور مطی کو لیکر آمنہ بیگم کے پاس چلا گیا۔

آمنہ بیگم نے جب اس چھوٹی موئی لڑکی کو دیکھا۔ انکی نظروں کے سامنے کسی کہ چہرہ لہرایہ تھا۔ وہ مطی کی طرف بڑھی اور اسکی بے ساختہ اسکی پیشانی چوم لی۔ بہت پیاری بچی ہے۔

غازی کون ہے یہ؟۔۔۔

ماما یہ میری۔۔۔ میرا مطلب ہے مشی کی دوست ہے۔ غازی کی زبان سے بے ساختہ میری پھسلہ تھا۔

بہت پیاری ہے ماشاء اللہ، اللہ نظر بد سے بچائے انہوں نے اپنی آنکھ سے کاجل لے کر اسکے کان کے پیچھے لگایا تھا۔

یہ نظر اتارنے کا ایک انداز تھا جس میں مطربہ کو کوئی بھی جھول نظر نہیں آیا تھا الٹا اسے انکا یہ انداز بہت ہی اپنایت بھرا لگا تھا۔

کیا نام ہے بیٹا اپکا؟۔۔۔۔۔

میرا نام مطربہ سکندر ہے۔

اور آمنہ بیگم یہ نام سن کر سکتے میں آگئی تھی۔انہوں نے بے ساختہ اسے اپنے سینے میں بھینچ لیا تھا۔

اور بہت زیادہ خیال رکھنے کا غازی کو کہہ کر سامنے سے اتے ہوئے شجاعت صاحب کی طرف چلی گئی تھی کہ وہ یہاں ہی نا آجائے۔

مطربہ بھی خوشی خوشی غازی کے ساتھ جا کر سب سے مل رہی تھی۔اور غازی مطی کو ہی دیکھے جا رہا تھا۔

جب مطی کی نظر سامنے پڑی تو اسے لگا اسکی روح ہی پرواز کر جائیگی۔کیوں کے سامنے کوئی نہیں جلال تھا اسکا جلالی بھائی۔اوہ تیری کی بھائی کا نکاح ہی آج۔

"اگر بھائی نے ابھی مجھے یہاں دیکھ لیا تو بغیر کسی کی پرواہ کئے وہ مجھے پٹک دے گے"ہائے !۔۔۔مطی بھاگ ۔۔۔۔۔۔۔

مطی فورا اسے منظر سے غائب ھوئی تھی۔کوئی بھروسہ نہیں تھا جلال کا۔کہ وہ مطربہ کو یہاں دیکھ کر کیسے ری ایکٹ کرتا۔تو ابھی جانا ہی بہتر تھا۔

چھپ کر اس نے نکاح کی رسم دیکھی اور فوراً سے گھر آ گئی۔

کیوں کے جلال کے سامنے جانا اور اس سے سوال کرنا یہ حق تو کسی کے پاس نہیں تھا۔ اور جس کے پاس تھا وہ تو بے خبر تھی۔

بیا کو لے جا کر ایک کمرے میں بیٹھا دیا وہاں صرف گھر کے ہی لوگ تھے۔

پھر غازی مولوی صاحب کے ساتھ کمرے میں آیا اور نکاح شروع کروایا۔

اتنے میں شجاعت صاحب کا فون رنگ کرا اٹھا وہ فون سننے باہر گئے اور جاتے ہوئے اشارہ کر گئے کے نکاح کی تقریب اگے بڑھائی جائے۔

اور سب کی دعاؤں میں بیا نے نکاح نامہ پڑ دستخط کئے لیکن دستخط کرتے ہوئے مسلسل بیا کے ہاتھ کانپ رہے تھے
۔

آمنہ بیگم نے بیا کے ہاتھ پڑ ہاتھ رکھا اور غازی اور مشی بھی بیا کے پاس آ کر بیٹھ گئے۔

بیا تو مسلسل آنسو بہانے میں مصروف تھی۔ بیا بیٹے دستخط کر دو میری پیاری بیٹی۔ ماما میں۔۔۔۔۔۔۔ میں کیسے ۔۔۔۔ بیٹا ہم سب ہیں نا۔ اور ابھی صرف نکاح ہے۔

رخصتی تھوڑی نا کر رہے ہے۔ چلو میرا بہادر بچہ سائن کر دو۔ بیا نے بہت مشکل سے سائن کئے تھے نکاح نامہ پر۔

اور سائن کرتے ہی آمنہ بیگم کے گلے لگ کر رونا سٹارٹ کر دیا تھا۔
بس میرا بچہ۔ چلو مشی اپی کو پانی پلاؤ پھر تھوڑی دیر میں باہر لیکر بھی جانا ہے۔

مشی نے بیا کو پانی پلایا۔ اور غازی مولوی صاحب کو لیکر جلال کے پاس اسکے دستخط لینے چلا گیا۔

جیسے ہی جلال نے بھی نکاح نامہ پر سائن کئے ہر طرف مبارک باد کا شور گونج اٹھا۔ سب نے مل کر نئے جوڑے کے لئے دعا میں ہاتھ اٹھائے۔

جب جلال کی نظر سامنے اٹھی تو اسے کچھ بھی یاد نا رہا کہ کون کون ہے یہاں وہ تو بس بیا کو دیکھ کر مبہوت ہو گیا تھا

۔

بیا آج سچ میں آسمان سے اتری کوئی حور ہی لگ رہی تھی جلال کی حور اور صرف جلال کی حور۔ جلال کو جو دیکھ کر زیادہ خوشی ھوئی تھی وہ بیا کا حجاب تھا آج بھی اس نے اپنے آپ کو سب کی نظروں سے محفوظ رکھا ہوا تھا۔ صرف جلال کے لئے آخر کو اب وہ اسکا مجازی خدا جو ٹھہرا تھا۔

جلال کسی ٹرانس کی کیفیت میں اٹھا اور بیا کے اگے اپنا ہاتھ کیا تھا تانکہ اسے سٹیج پر چڑھنے میں مدد کر سکے۔

بیا کنفیوز ہو کر ادھر ادھر دیکھنے لگی کہ مشی نے اسکے کان میں سر گوشی کی تھی۔

"اپی کیا ہوا جیجو کب سے ہاتھ اگے کر کے کھڑے ہیں۔ ہاتھ دو اپنا انکو"، اور مشی نے ہی بیا کا ہاتھ پکڑ کر جلال کے ہاتھ میں دے دیا تھا۔"

جسے جلال نے بڑے آرام سے تھاما تھا اور بیا کو لیکر اپنے ساتھ سٹیج پر بیٹھا دیا تھا۔

بیا بیشک حجاب میں تھی لیکن پھر بھی اس پر گھبراہٹ طاری تھی اسکا ہاتھ مسلسل کپکپا رہا تھا۔ جلال نے بیا کا وہی ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا تھا اور دونوں ہاتھوں سے دبایا تھا۔

"کیوں اتنا پریشان ہو رہی ہو میں ہوں نا تمہارے پاس تو ڈرنے کی کوئی بات نہیں ہے۔ جانم تھک تو نئی گئی ہو" اگر تھک گئی ہو تو چلو بس ختم کرتے ہیں سب تم جا کر آرام کرو۔

نا۔۔۔۔۔۔ نہیں. مہ۔۔۔۔۔ میں ٹھیک ہوں۔ بیا تو بوکھلا ہی گئی تھی یوں جب سب کے سامنے جب جلال نے اسکا ہاتھ پکڑا تو۔

اور یہ جلال کتنے مزے سے کہہ رہے ہیں تھک گئی ہو تو چلو۔

سب کیا کہیں گے یہ نہیں سوچا اور ہماری بیا سدا کی ڈرپوک فوراً سے اپنا ہاتھ چھڑوایا تھا۔

جو کہ جلال کہ چھوڑنے کہ دل تو نہیں تھ لیکن بیا کی حالت کے پیش نظر اس نے اس وقت اس کے ہاتھ کو آزادی بخش دی تھی۔

بیا نے بھی فوراً سے اپنا ہاتھ اپنے دوپٹے کے پلو میں چھپا لیا تھا۔ کیا بھروسہ جلال پھر سے ہی نا پکڑ لے۔

"بیا کی اس حرکت پر جلال کے لبوں پر تبسم بکھرا تھا"

"جلال پورے فنکشن میں صرف بیا کو ہی دیکھ رہا تھا اسے ہر نظارہ پھیکا لگ رہا تھا۔ کیوں کے دنیا کا سب سے حسین نظارہ تو اسے اپنے ہی بغل میں موجود تھا تو اسکی نظریں بھلا کہیں اور کیوں جاتی"۔

اور جلال کی نظروں کی تپش محسوس کرتے ہوئے بیا کا دل چاہ رہا تھا وہ بس کہیں غائب ہو جائے۔
لیکن جلال بھی ڈھیٹ ثابت ہوا تھا۔ اس نے بھی اپنی نظروں کہ زاویعہ نہیں بدلہ تھا وہ بھی بس بیا کو ہی دیکھے ج رہا تھا۔

'جو بھی بیا اور جلال کی جوڑی کو دیکھ راہ تھا رشک کر راہا تھا دونوں کی جوڑی پر دونوں کی جوڑی بلکل چاند سورج کی طرح جو تھی۔ وہاں پر موجود ہر لڑکی کی نظر اس مغرور شہزادے پر تھی جو کہ سب کو فراموش کئے بس بیا کے دیدار میں ہی مصروف تھا۔

”جیجو کیا ہو گیا ہے۔ اب آپی آپ کی ہی ہیں۔ آپ تو نظریں ہی نہیں ہٹا رہے ہیں“۔ دیکھیں تو ذرا ہماری اپی بیچاری بھی تھک گئی ہیں۔

جلال نے جیسے ہی مشی کی بات سنی تو غور سے بیا کو دیکھا جو کے بظاہر تو گھونگھٹ میں تھی لیکن پھر بھی جلال کو محسوس ہوا کہ وہ بہت تھک گئی ہے۔

تو جلال فورا اٹھا اور بیا کو بھی اپنے ساتھ ہی اٹھالیا اور اسکا ہاتھ مشی کے ہاتھ میں دیا تانکہ وہ اسے کمرے میں لے جائے۔

اور بیا کچھ دیر آرام کرلے۔ مشی بیا کو لیکر کمرے میں آگئی۔ جیسے ہی وہ کمرے میں آئی کمرے کی کھڑکی سے کسی نے ایک پتھر اندر پھینکا تھا۔ جیسے دیکھ کر بیا بھی ڈر گئی تھی اور مشی بھی۔

مشی نے فورا سے اپنے بابا اور غازی کو بولایا تھا جب جلال بھی انکے ساتھ ہی کمرے میں آیا تھا۔ اور پتھر کے ساتھ موجود چٹ کو کھولا تھا۔

جس میں صاف صاف لکھا تھا کہ!

"تم نے میری دھمکی کو صرف دھمکی ہی لیا نا اب پچھتانے کے لئے تیار ہو جاؤ اب جو بھی ہو گا اسکے زمہ دار شجاعت آفندی صرف اور صرف تم ہو گے۔ اور رہی بات بیا کی تو اسے میں حاصل کر کے رہوں گا۔ چاہے اسکے لئے مجھے کسی کی جان ہی کیوں نا لینی پڑے"

تمہارا خیر خواں جے۔ڈی۔

جب بیا نے یہ سب سنا تو تھکاوٹ تو اسے پہلے ہی تھی یہ سب سن کر وہ اور پریشان ہو گئی کہ پہلے تو صرف اسے تنگ کیا جا رہا تھا اب اسکی فیملی کو بھی تھریٹس ملنا شروع ہو گئے۔ یہ سوچتے ہوئے ہی بیا غازی کی باہوں میں جھول گئی تھی۔

"بیا بیا کیا ہوا بیا کو جلال فورا سے بیا کی طرف بڑھا تھا۔ غازی بیا کو لیکر دوسرے کمرے میں جاؤ۔"

بیا کو کمرے میں لیٹا کر انہوں نے فوراڈاکٹر کو کال کی تھی۔

"ڈاکٹر نے دوائی لکھ کر دی اور بتایا کے تھکن اور پریشانی کی وجہ سے بے ہوش ہوئی ہے ابھی تھوڑی دیر میں ہوش آجائے گا"۔

جلال شجاعت غازی اور آمنہ بیگم ایک کمرے میں موجود تھے۔

"انکل میں بیا کو ایسے یہاں نہیں چھوڑ سکتا۔ اور اب تو اور لوگ بھی آپ کو تھریٹ کر رہے ہیں ایسے میں بیا کا یہاں رہنا ٹھیک نہیں"۔

"میں آج ہی رخصتی چاہتا ہوں"۔۔۔۔

اور ویسے بھی بیا نے ہوسٹل میں ہی سٹے کرنا تھانا، تو وہ میرے ساتھ گھر میں کر لے گی سٹے۔

اور میں بیا کے معملے میں اب کوئی بھی رسک نہیں لے سکتا۔

آمنہ بیگم اور شجاعت کو بھی جلال کی بات سہی لگی تھی۔ لکن غازی پریشان ہو گیا تھا۔

لیکن ماما ہم ایسے کیسے اپی کو بھیج سکتے ہیں۔

"کیوں نہیں بھیج سکتے"؟۔۔۔۔۔۔۔

جلال اب بیا کا شوہر ہے اور ویسے بھی وہ سہی کہہ رہا ہے۔

جب یہاں سب ٹھیک ہو جائیگا تو بیا کو دھوم دھام سے رخصت کرے گے اور ولیمہ بھی کر لینگے۔

ایسے میں اکیلی لڑکی کا یوں ہوسٹل میں رہنا سہی نہیں ہو گا۔

شجاعت نے بھی آمنہ بیگم کی بات سے اتفاق کرتے ہویے رخصتی کی اجازت دے دی تھی۔

جلال تو خوشی سے جھوم اٹھا تھا اسکی خواہش جو پوری ہو گئی تھی۔ "اسے اسکے صبر کے پھل کے طور پر اسکی بیا مل گئی تھی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے"۔

'اسے پتا تھا بیا ناراض ہو گی۔

لیکن وہ اسے منا لے گا۔'

اور سب کی دعاؤں میں بیا رخصت ہو کر جلال کے ساتھ پہلی فلائٹ سے کراچی کے لئے روانہ ہو گئی تھی۔

یہ تو جلال کو ہی پتا تھا کہ کیسے اس نے بیا کو سنبھالا تھا ورنہ بیا تو رخصتی کے نام پر ہی پھر سے بے حوش ہو گئی تھی۔

آمنہ بیگم اور غازی نے بھی اتنا سمجھایا۔ مشی نے بھی بہت پیار سے اپنی اپی کو اپنی باتوں میں لگا دیا تھا۔ یوں وہ مانی تھی۔

اور اب اپنے مجازی خدا کے ساتھ اپنی زندگی کے نئے سفر کی طرف گامزن تھی۔

جاری ہے۔

Pareshan na hun ky epi short hi😊🙈Part 2 late night post kron gi epi long hai to kuch readers ki open nahi hogi ok 😊🙈😘😍review dena na bholy

Razm❤️Mishi special😍😍

Don't copy paste without my permission💣💣

#مریض_ء_عشق

#سندس_پری

#قسط_20پارٹ2

رزم جب نکاح میں آیا تو مشی کی خوشی کا کوئی ٹھیکانہ نہیں تھا۔ وہ جلدی سے حال میں آئی تھی تا کے رزم کو اپنی تیاری دکھا سکے۔

رزم کی جب نظر مشی پر پڑی تو کچھ پلوں کے لئے وہ سب کچھ بھول گیا تھا۔ وہ تو بس یک ٹک مشی کو دیکھے جا رہا تھا۔

مشی سکن کلر کی میکسی میں موجود تھی جس پر بھاری کام ہوا تھا اور اسکے ساتھ ہمیشہ کی طرح وہ میچنگ حجاب میں موجود تھی۔

رزم کی دنیا تو بس اسی ایک لمحے میں رک سی گئی تھی۔اس کے دل نے ایک بیٹ مس کی تھی۔

"لیکن اگلے لمحے ہی جب اسے یہ یاد آیا کے وہ کہاں ہے اور مشی کس کی بیٹی ہی اس نے خود پر ایک خول چڑھا لیا تھا نفرت کہ خول"

اس نے فوراً اپنی نظروں کا زاویہ بدلہ تھا۔وہ کیسے دشمن کی بیٹی پر دل ہار سکتا تھا جس نے اسکی ہنستی کھیلتی فیملی کو دشمنی کی آڑ میں تباہ کر دیا تھا۔

اور نا صرف تباہ کیا تھا اسکی پھول جیسی بہن سے اسکی ساری معصومیت بھی چھین لی تھی وہ بھی بڑی بیدردی سے۔تو کیسے وہ اپنے دل کو بڑا کرتا۔اتنا ظرف نہیں تھا اس میں۔

"لیکن اگر شکار کو پھانسنا ہے تو جال تو بچھانا ہی تھا جو کہ اب رزم مشی کے لئے بچھا رہا تھا"

مشی رزم کے پاس آئی تھی اور انتظار کر رہی تھی کہ کب وہ اسکی تعریف کرے گا لیکن رزم نے تو بس مبارک باد دی تھی نکاح کی۔

اور خود جلال کی طرف بڑھ گیا اسے مبارک باد دینے۔ اس سے ملنے کے بعد رزم فوراً ہی واپس چلا گیا کیوں کے وہ شجاعت کی شکل نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔ پھر وہ خود پر قابو کھو دیتا اس لئے ابھی جانا ہی بہتر تھا۔

اور مشی اپنا سا منہ لے کر رہ گئی۔ وہ کل کالج میں رزم سے بات کرنے کا ارادہ کر کہ بیا کی طرف گئی جو کہ سٹیج پر بیٹھی گھبرا رہی تھی۔

دن کیسے گزر رہے تھے۔ پتا ہی نہیں چل رہا تھا۔ مشی اور رزم کی بات چیت پہلے کی نسبت تھوڑی کم ہو گئی تھی وجہ کچھ مشی پڑھائی میں مصروف بھی تھی۔

لیکن اسکی نظریں ہر وقت رزم کو دیکھنے کے لئے ہی بے تاب رہتی۔

"لیکن جب بھی رزم اتا اسے اگنور کر دیتا اس سب کی کیا وجہ ہے۔ یہ جاننے کے لئے آج مشی رزم سے بات کرنے والی تھی۔

وہ کیسے اسکے ساتھ ایسا کر سکتا تھا۔ یوں اپنی عادت ڈال کر اب جب مشی کا اسکے بغیر رہنا محال ہو گیا تھا تو وہ اسے اگنور کر رہا تھا۔

مشی آج دو ٹوک بات کرنے کے فل موڈ میں تھی۔"

اس سے پہلے مشی اگے بڑھتی شازیہ نے مشی کو روک لیا تھا۔ اور اتے ہی اسکے گلے لگ گئی۔

مشی یار کیسی ہے تو۔۔۔۔۔؟ میں نے تجھے بہت مس کیا۔

تم چو کرو میں تم سے بات کر ہی نحب تو تم بھی فری مت ہو جاؤ۔ اور اب جاؤ یہاں سے۔

یار مشی سوری! لے میں نے اپنے کان بھی پکڑ لئے اب اور کیا کروں کے تو مان جائے۔۔؟

ایک تو تم آئی نہیں اپی کے نکاح پر اوپر سے فضول ٹریکس آزما کر مجھے منانے کی کوشش کر رہی ہوں۔

مشی نے بھی پورا روب جھاڑا تھا۔ آخر وہ اسکی اپی کے نکاح میں نہیں آئی تھی۔ یہ کوئی چھوٹی بات تھوڑی نا ہے۔

یار سچ میں ماما پاپا نے نکاح سے پہلے گاؤں جانے کا پلین بنایا۔ اور وہاں جا کر تو ہم پھنس ہی گئے۔

میری چچی تو اتنی چالاک ہے۔ وہ تو زبردستی میری شادی کسی کے ساتھ کرنے والی تھی بہت مشکل سے بابا ہمیں واپس لیکر آئے ہیں۔

اور اتے ہی میں کالج آئی تھی تو پتا لگا تمہاری اپی کہ نکاح ہو گیا۔

اور اب پھر سے مجھے گھر میں کام کی وجہ سے اوف رہنا پڑا یونی سے۔

اوہ اتنا سب ہو گیا۔ مشی بھی پریشان ھوئی تھی لیکن یہ پریشانی صرف کچھ ہی سیکنڈز کی ثابت ھوئی تھی۔

پھر بھی اتنی جلدی معافی نہیں ملے گی۔ مشی کی ڈیکشنری میں معافی نہیں سزا ہوتی ہے۔ اب تم کان پکڑنے کے ساتھ اٹھک بیٹھک بھی کرو۔

اور شازیہ کو س رہی تھی اس لمحے کو جب اس نے کان پکڑے تھے۔ نا وہ کان پکڑتی اور نا مشی کو اٹھک بیٹھک کا آئیڈیا اتا۔

مرتی کیا نا کرتی شازیہ نے اسکے کہے پر عمل کیا تب جا کر مشی مانی۔ اب وہ دونوں کینٹین کی طرف جا رہی تھیں۔

کے اچانک شازیہ کی نظر رزم پر پڑی جو کہ لیلیٰ کے ساتھ ہنستے ہوئے بٹی کرتے جا رہا تھا۔

اس نے فورا کہنی مار کر مشی کو اس طرف متوجہ کیا۔ مشی نے جب وہاں دیکھا تو اسے شدید حیرت کے ساتھ ساتھ غصّہ بھی آیا تھا کے مجھ سے تو بات کرنے تک کا ٹائم نہیں ہے اور یہاں گپیں ہانکی جا رہی ہیں۔

اس سے پہلے کے مشی اگے جاتی شازی نے اسے روک لیا۔
"مشی تو پاگل ہے کیا کہاں ؟۔۔۔ کہاں جا رہی ہے۔ کرنے دے انکو باتیں آخر انکی شادی ہونے والی ہے تو وہ جو چاہے کرے۔"

شازی کیا بکواس کر رہی ہو۔۔۔۔ تمہیں پتا بھی ہے کیا کہہ رہی ہو ؟۔۔۔۔۔۔

کیا ہو گیا مشی تو ٹھیک تو ہے نا۔۔۔ کیا تجھے نہیں پتا کل سر رزم اور لیلیٰ کی انگیجمنٹ تھی اور اسی لئے صبح سے اتراتی پھر رہی ہے۔

"ویسے قسمت تو دیکھو اس چڑیل کی کتنا ہینڈسم بندہ ملا ہے۔"

شازیہ اس بات سے بے خبر کے مشی کے دل پر کیا گزر رہی ہے۔ رزم کے گن گائے جا رہی تھی اور لیلیٰ کی قسمت پر رشک کر رہی تھی۔

اور مشی اسے تو یقین ہی نہیں آ رہا تھا کہ کیا اسکی محبت کی عمر اتنی چھوٹی تھی۔ ابھی تو اس نے کچھ محسوس بھی نہیں کیا تھا۔ ابھی تو پیار کی کنپل کھلی تھی اور ابھی ہی وہ مرجھا گئی۔

"ایسے کیسے ممکن ہے کے کسی ایک کو بیچ صحرا میں تڑپتا چھوڑ کر کیا کوئی دوسرا خوش رہ سکتا ہے"۔

یہ سب سوال مشی کے ذہن میں گردش کر رہے تھے۔ وہ بہت کچھ غلط سوچ رہی تھی جبکہ وہ یہ سب سوچنا نہیں چاہتی تھی۔

اپنے دل اور دماغ کو جھوٹے دلاسے دیتے ہوئے اس نے خاموش کروایا تھا اور رزم کو ٹیکسٹ کیا تھا۔

شازیہ میں گھر جا رہی ہوں میری طبیعت تھوڑی خراب ہے۔ بغیر شازی کی کوئی بھی بات سنے مشی وہاں سے بھاگ گئی تھی۔

اور فوراً سے قریبی کیفے میں جا کر رزم کا ویٹ کرنے لگی۔

رزم جب وہاں آیا تو مشی فوراً سے اسکے پاس گئی اور جاتے ہی ایک تھپڑ رسید کیا تھا رزم کو۔

"رزم حیران اور پریشان مشی کو دیکھے گیا۔ اور بہت ضبط کے باوجود بھی اسکے دماغ کی رگیں تن گئیں"

یہ کیا بتمیزی ہے۔ تم حوش میں تو ہو؟۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تمہاری ہمت کیسے ھوئی مجھ پر ہاتھ اٹھانے کی وہ بھی بغیر کسی وجہ کے۔

مشی نے رزم کو کالر سے پکڑ کر کھینچا تھا۔

"آپ کی ہمت کیسے ہوئی مجھے دھوکہ دینے کی؟۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مجھ سے چکنی چپڑی باتیں کر کے مجھے اپنا عادی کیوں بنایا؟۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جب اینگیجمنٹ اس لیلیٰ سے کرنی تھی تو؟۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کیوں مجھے اتنی حسین دنیا دکھائی یہ۔۔۔۔۔۔۔یہ پیار کرنے والی دنیا۔۔۔۔۔۔۔۔

اصل میں کوئی حسین دنیا نہیں ہوتی۔یہ سب جھوٹ ہوتا ہے جو کہ آپ جیسے سڑک چھاپ لڑکے کرتے ہیں۔

مشی شانت ہو جاؤ پلیز بیٹھو یہاں پانی پیو۔ ہم آرام سے بیٹھ کر بات کرتے ہیں۔

میں تمہیں سب سمجھاتا ہوں!۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تم بات تو سنو میری۔

رزم کو مشی کی باتوں پر غصّہ تو بہت آیا لیکن وہ یہاں کوچ بھی ایسا کر کے لوگوں کی نظروں میں نہیں انا چاہتا تھا۔ لیکن وہ معاف بھی نہیں کرنے والا تھا اسے ان سب کے لئے۔

مجھے کچھ نہیں سننا اور آپ آپ سمجھتے کیا ہیں خود کو۔ جب دل کرے گا کسی کے دل سے کھلیں گے اور جب دل کرے گا اسے چھوڑ کر کسی اور کو اپنی زندگی میں شامل کر لیں گے۔ جواب دے مجھے۔۔۔۔۔۔۔

مشی نے رزم کو دھکّا دیا تھا اور خود بھاگ گئی تھی وہاں سے۔ اس میں مزید ہمت نہیں تھی یہ سب برداشت کرنے کی۔

مشی سنو میری بات تو سنو۔۔۔۔۔۔۔ اوہ شٹ، شٹ رزم نے ہاتھ کہ مکا بنا کر ٹیبل پر مارا تھا اور خود بھی وہاں سے چلا گیا۔ یہ تو شکر تھا کہ وہ ایک کارنر میں بیٹھے تھے۔ تو وہاں زیادہ لوگوں کہ انا جانا نہیں تھا۔

"لیکن مشی نے جو بھی آج کیا تھا اس سے اس نے رزم کی ضد کو اور حوا دے دی تھی۔ آخر وہ مرد تھا اسے کہاں گوارہ تھا کہ کوئی اس پر سر عام ہاتھ اٹھائے۔ اسکی مردانہ انا جاگ گئی تھی جو کہ اب مشی کو پتا نہیں کہاں لیکر جانے والی تھی۔"

خود وہ لوگ چاہے جو بھی کریں لیکن اگر عورت ہاتھ اٹھالے تو اسے انا کہ مسلہ بنا لیتے ہیں۔ اور ایک غلطی تو ہمیشہ سے لگتی تھی کہ مشی شجاعت کی بیٹی ہے اور دوسری آج مشی خود کر کے چلی گئی تھی۔ رزم پہلے ہی پاگل ہو رہا تھا بدلے کی آگ میں۔

کیوں کہ جب جب وہ شجاعت کو خوش دیکھتا اسکے سینے میں ایک نیا درد اٹھتا تھا۔ وہ اس سے اسکی مسکراہٹ، خوشی ،سکھ، چین اسکی جھوٹی شہرت سب کچھ چھین لینا چاہتا تھا۔ یہاں تک کہ اسکی زندگی بھی۔

یہ سب سوچیں اسے پاگل کر رہی تھی اور اسکے دماغ کی رگیں تن گئی تھی اسکے سر میں درد کی شدید ٹھیسیں سی اٹھ رہی تھی۔ کچھ سوچتے ہوئے۔ اسنے اپنا رخ اپنے فلیٹ کی طرف کیا۔

مشی روتے ہوئے کیفے سے نکلی۔

وہ روتے ہوئے کن راستوں پر جا رہی تھی اسے یہ بھی پتا نہیں تھا۔

اسکا تو غم ہی اتنا تھا۔

"وہ یہی سوچ رہی تھی کہ سہی کہتے ہیں لوگ نامحرم کی محبت دکھ کے سوا کچھ بھی نہیں دیتی"۔

مشی نے رزم کے لئے اپنے گھر والو تک سے جھوٹ بولا چھپ کر اس ملتی رہی اور رزم نے کیا کیا۔۔۔۔۔۔؟

اس نے بھی وہی کیا جو باقی لوگ کرتے ہیں۔ ٹائم پاس۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کیا میں اسکے لئے صرف ایک ٹائم پاس کا سامان تھی۔۔۔۔۔۔؟

کیا اسکی نظروں میں میری کوئی ویلیو نہیں۔۔۔۔۔۔؟

کیا وہ بھی یہی سوچتا ہو گا کہ اگر میں اس سے مل سکتی ہوں تو دوسروں سے بھی ملتی ہونگی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

لیکن کبھی ایسی سوچ کے لوگ یہ کیوں نہیں سوچتے کے وہ خود کتنے پارسا ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جو اس طرح کی سوچ رکھتے ہیں۔ کیا وہ نہیں ملتے ایسے لڑکیوں سے؟۔۔۔۔۔۔۔۔

اور لڑکیاں تو ایک کے لئے کرتی جب کے ایسی باتیں کرنے والے کیا ایک ٹائم پر دو دو لڑکیوں کو جال میں نہیں پھانستے۔

جب بات انکے خود کے کردار پر آتی ہے تو وہ یہ کہہ کر خود کو بچا لیتے ہیں کہ "لڑکی کو ایسا نہیں ہونا چاہیے". یہ کہہ کر بات ہی ختم کر دیتے ہیں"

انھیں سوچوں میں وہ اتنا دور نکل آئی تھی کہ جب وہ واپس پیچھے کی طرف مڑی تو اسے گھنے جنگل کے علاوہ کچھ بھی نظر نا آیا۔

ابھی وہ وہاں سے نکلنے کا سوچ ہی رہی تھی کے سامنے سے اسے بائیک پر تین لڑکے اتے ہوئے نظر ہے جو کے ڈریسنگ سے ہی آوارہ لگ رہے تھے۔ مشی نے انکو دیکھتے ہی ڈر سے جنگل کی طرف دوڑ لگا دی۔

وہ بس بھاگے جا رہی تھی اور سوچ رہی تھی کہ اب اس نئی مصیبت سے کیسے نکلے۔

یہی سوچتے ہوئے وہ ایکدم لڑکھڑائی تھی لیکن اس سے پہلے وہ زمین بوس ہوتی۔

اس نے خود کو کسی کئی باہوں کے حصار میں پایا اور جب نظریں اٹھا کر دیکھا تو وہ کوئی نہیں بلکہ وہی نقاب پوش تھا جو اس دن کالج میں آیا تھا۔

اس سے پہلے وہ اس سے کوئی سوال کرتی اس نے مشی کے کان میں سرگوشی کی تھی۔

"میں نے کہا تھا نا!۔۔۔۔۔۔ لڑکوں سے دور رہنا!۔۔۔۔۔ لیکن تم تو اپنے باپ سے بھی آگے نکلی یہاں جنگل میں وہ بھی ایک نہیں تین تین لڑکوں کو اپنے پیچھے لگایا ہوا ہے۔ ماننا پڑے گا تم باپ بیٹی کو"۔

یہ کہتے ہی اس نے مشی کو کچھ بھی بولنے کا موقعہ دیئے بغیر رومال اسکے منہ پر رکھ دی تھا اور مشی چند ہی سیکینڈز میں حوش و خرد کھو بیٹھی تھی اور اسکی باہوں میں جھول گئی۔

“ welcome in my life my golden beauty “

“ I am the beast of your life “ .

“ And I will do my best to make your life hell “.

“ This beast will not have mercy on you “ .

یہ فکرے کہتے ہوئے اس نے مشی کو باہوں میں بھرا اور اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گیا۔

جہاں مشی کے لئے ایک نیا امتحان کھڑا تھا۔ اسکی زندگی اچانک سے ایک نئی اور بھیانک کروٹ لینے والی تھی جس کا مشی کو کوئی اندازہ نہیں تھا۔

شجاعت کو نکاح کے ٹائم ایک رانگ نمبر سے کال آئی تھی۔

کیسے ہو دی ڈان ایس۔ آے

The don S A ?

تمہیں کیا لگتا ہے تم جیت گئے ہو۔ اپنی بیٹی کی شادی کر کے ؟۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"نہیں تم کبھی بھی جے۔ڈی سے نہیں جیت سکتے۔ تمہاری بربادی کی شروعات ہوتی ہے آج اور ابھی سے"۔

تمہیں ایک ویڈیو بھیج رہا ہوں ذرا دیہان سے آنکھیں کھول کر دیکھنا۔

"اور ہاں اگر چاھتے ہو کے یہ ویڈیو میڈیا کی زینت نا بنے تو ابھی جو تم لڑکیوں کی ڈیل کرنے والے ہو ان سب کو رہا کر دو۔ ورنہ میں تمہارے ساتھ وہ کروں گا کے دیکھنے والوں کی روح کانپ جائے گی"۔

اور مجھے ڈھونڈھنے کی تمہاری یہ خواہش کبھی پوری نہیں ہو گی۔

لیکن مجھے دیکھنے کا شرف میں تمہیں بہت جلد بخشوں گا۔

"لیکن تب جب میری مرضی ہو گی"۔۔۔۔۔۔۔۔

یہ کہتے ہی اس نے کال کٹ کر دی۔

شجاعت نے کال کے بعد جیسے ہی اپنا فون چیک کیا تو اس میں اسکی اس دن کی ویڈیو موجود تھی۔ جب وہ اپنے فارم ہاؤس پر اپنی رات رنگین کر رہا تھا۔

یہ دیکھ کر شجاعت کے پسینے چھوٹ گئے۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا اپنے ماتھے سے پسینہ صاف کیا۔

اور فوراً سے اسکے اندر گیا لیکن اسکے جانے تک نکاح کی رسم پوری ہو چکی تھی۔ پھر بیا کے لئے بھی وہی دھمکی انا۔

اس لئے شجاعت بھی فوراً جلال کی بات مان گیا تھا۔

بیا کی رخصتی کے بعد شجاعت پریشان سا بیٹھا ہوا تھا کہ اسکے فون پر رنگ ھوئی۔

جب اس نے کال پک کی تو کہا کہ ایمرجنسی ہے فوراً فارم ہاؤس پر پہنچو۔ جب شجاعت وہاں گیا تو تو اسکا اگلا ڈیلر وہیں موجود تھا۔

اس نے اسکے سامنے ایک شرط رکھی کہ وہ اسکے نقصان کو معاف کر دے گا لیکن اگر شجاعت اسکی بات مان لے تو

۔

جب شجاعت نے اس سے شرط پوچھی تو اس نے مشی کہ نام لیا تھا مسکان مجھے مسکان چاہیے تمہاری بیٹی۔

کمینے تمہاری ہمت کیسے ھوئی میری بیٹی کہ نام بھی لینے کی۔

ریلیکس ایس۔اے تم اتنا ہاپر کیوں ہو رہے ہو؟۔۔۔۔۔۔۔

"میں نے تم سے یہ نہیں کہا کے مجھے وہ ایک رات کے لئے چاہیے مجھے وہ ساری زندگی کے لئے چاہیے"۔

اور میں اسے ایسے ہی نہیں رکھ رہا میرا سارا نقصان جو تم کر چکے ہو وہ پورے 10 کروڑ کا تھا۔ میں وہ سب معاف کر دو گا۔

اور تمہاری بیٹی سے نکاح بھی کروں گا۔ اب فیصلہ تمہارا ہے یاں تو وہ نقصان پورا کرو یا پھر میری شرط مان لو۔

اور فائدہ میری شرط ماننے میں ہی ہے باقی تم خود سمجھدار ہو۔ مکرو مسکراہٹ کے ساتھ کہتے ہی شیخ رشید وہاں سے چلا گیا تھا۔

جبکہ شجاعت نے حرام مشروب کو منہ لگایا تھا۔ اور سوچ رہا تھا کہ شیخ نے کچھ غلط تو نہیں کہا اور اگر اسکی بیٹی کے عوض اسے یہ سب معاف کر رہا ہے تو اس میں کچھ بھی تو غلط نہیں اور اس رات اس نے ایک فیصلہ کیا تھا مشی کی زندگی کا فیصلہ۔

لیکن قسمت کو تو کچھ اور ہی منظور تھا اور وہ اپنی چال چل چکی تھی۔ اب دیکھنا تھا کہ قسمت کی یہ نئی چال کیا ہے۔

جاری ہے۔

Mazrat ap sb sy kl part 2 dena tha . lekin mery ghar rehmat agaye thy 😊😍🙈rehmat sy murad mehman hai. 🙈 or mai busy ho gai thi abi b ap logo ky liye specially epi likhi hai 😍 ab story mai araha hai naya twist to chaliye sb guess kry🙈😊or btain epi kc lagi

Razm❤️Mishi Nikah special🙈😍😍

Don't copy paste without my permission💣💣

#مریض_ء_عشق

#سندس_پری

#قسط_21پارٹ1

یہ منظر ایک کال کوٹھری کا تھا۔جہاں وہ پچھلے 4 گھنٹوں سے بے ہوش پڑی تھی۔

لیکن اسے یہاں لانے والے کو اس بات سے کوئی غرض نہیں تھی کہ وہ اور کتنی دیر بیہوش رہتی ہے۔

اس نے تھوڑی اکر اسکی خدمات انجام دینی تھی۔وہ تو بس ایک مہرا تھی اسکے لئے بدلہ لینے کا ایک ذریعہ۔اسے تو یہ معلوم بھی نہیں تھا کہ وہ تو کوئی اہمیت ہی حمل ہے ہی نہیں شجاعت کے لئے۔

شجاعت خود اسے اپنے فائدے کے لئے مہرا بنا کر استعمال کرنے والا تھا۔

لیکن جو شجاعت نہیں کر پایا تھا وہ اب وہ خود کرنے والا تھا۔ دیکھنا یہ تھا کہ اب بدلے کی آگ میں وہ کس حد تھک جاتا ہے

کچھ کھٹکے کی آواز سے مشی کی آنکھوں میں جنبش ہوئی تھی اور آہستہ آہستہ اسکا ذہن بیدار ہونا شروع ہوا تھا۔

اسے یاد تھا وہ جنگل میں تھی اور ٹھوکر لگنے کی وجہ سے گرنے ہی والی تھی کہ کسی نی اپنے مظبوط بازوؤں کہ سہارا دیا تھا اسے۔ اور ابھی وہ اسے مہربان سمجنے ہی والی تھی کہ اسی نی اسکے منہ پر رومال رخ کر اسے بیہ کر دیا تھا۔

مشی نی اپنے چاروں اطراف میں نظر ڈورائی تھی وہاں صرف اندھیرا تھا۔ اور اندھرے میں کچھ بھی سہی سے نظر نہیں آرہا تھا۔ اسے وہ کوئی کال کوٹھری ہی لگی تھی۔

مشی فورا بھاگ کر دروازے کے پاس گئی اور اسے کھولنے کی ناکام کوشش کرنے لگی کیوں کے دروازہ تو باہر سے بند تھا۔ وہ زور زور سے چلا کر یہ بتانے کی کوشش کر رہی تھی کہ وہ وہاں بند ہے۔ جبکہ اسے معلوم تھا کے کسی نی اسے اغوا کر لیا ہے۔ اور بھلا اغوا کرنے والا اسے اتنی آسانی سے جانے دے گا۔

بچاؤ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔بچاؤ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کوئی ہے۔۔؟۔۔۔۔۔پلیز دروازہ کھولو مجھے گھر جانا ہے۔

کوئی ہے نکالو مجھے یہاں سے مجھے اپنے گھر جانا ہے۔روتے ہوئے وہ مسلسل دروازہ بجائے جا رہی تھی۔

دروازہ بجاتے ہوئے مشی کے ہاتھو میں چوٹ لگ گئی تھی لیکن وہ مسلسل دروازے کو پیٹے جا رہی تھی۔

کہ اچانک اسے اپنے پاؤں کے پاس کوئی چیز محسوس ہوئی تھی۔پہلے تو اسے وہ چیز سہی سے نظر نہیں آ رہی تھی اندھیرا ہونے کی وجہ سے لیکن جیسے ہی اس نی غور سے اسے دیکھا تو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اسکی سانس وہی اسکے گلے میں کہیں اٹک گئی تھی۔

جسے دیکھتے ہی اسکی آواز اسکے حلق میں ہی کہیں دب کر رہ گئی تھی اور آنکھیں ابل کر باہر آنے کو تھیں۔

وہ کوئی اور چیز نہیں بلکہ سانپ ہی تھا جو کہ آپ رینگتا ہوا مشی کے پاؤں پر چڑھ چکا تھا۔

اور مشی وہ تو جیسے بت بن گئی تھی اسکی ٹانگیں تھر تھر کانپ رہی تھی۔

اور آنسو تھے کے تھمنے کہ نام نہیں لے رہے تھے وہ سانپ رینگتا ہوا اب مشی کے پیٹ پر پونچ چکا تھا۔

اور یہاں مشی کی ہمت اور صبر سب جواب دے گیا تھا اور وہ مچلنے لگی تھی۔

لیکن وہ جتنی حرکت کر رہی سانپ کی گرفت اس پر سخت سے سخت ہوتی جا رہی تھی۔

اب تو مشی باقاعدہ چیخنا شروع کر چکی تھی۔ لیکن شاید باہر بیٹھا انسان اسکی چیخیں سن نہیں پا رہا تھا یا پھر سن کر بھی انجان بن رہا تھا۔

جب مشی سے درد برداشت نا ہوا تو اسکی آنکھیں بند ہونا شروع ہو گئی اور وہ لہرا کر وہی پر گر کر بے ہوش ہو گئی۔

صبح کا ناشتہ کیا ہوا تھا۔ جب کینٹین جا رہی تھی تو رزم کو دیکھ کر وہ کیفے میں چلی گئی۔

اسکے بعد یہاں پر!۔۔۔۔۔۔ "اور اب رات کے 10 بج رہے تھے۔ وہ بھوک پیاس سے وہ پہلے ہی نڈھال تھی ۔اوپر سے رہی سہی کسر اس سانپ نے پوری کر دی اور ڈر کی وجہ سے وہ وہی زمین پر بے ہوش پڑی تھی"۔

جب اس کمرے سے آواز آنا بند ہو گئی تو تو وہ جو سگریٹ ہاتھوں میں لئے بار بار اسکے کش لئے جا رہا تھا وہ سگریٹ کو وہی پر پھینک کر لمبے لمبے ڈگ بھرتا اس کال کوٹھری نما کمرے کی طرف بڑھا۔

اور کمرے میں داخل ہوتے ہی اسکی عین توقع کے عین مطابق وہ زمین پر ہوش و خرد سے بے گانہ پڑی تھی۔

اور وہ سانپ ابھی بھی اسے جسم پر رینگ رہا تھا۔

رزم نے جاتے ہی سب سے پہلے اس سانپ کو اسکے جسم سے الگ کیا تھا۔

پھر مشی کو اپنی باہوں میں بھر کر بیڈ پر لٹایا تھا۔ اسکے بعد وہ اسکے جب اسکی نظر اسکے چہرے پر پڑی تو اسے وہاں ڈر کے علاوہ اور کوئی رنگ نہ نظر آیا تھا۔

وہ شاید خواب میں بھی اس سانپ کو خود پر محسوس کر رہی تھی۔

"ایسا ہوا ہی پہلی بار تھا اسکے ساتھ کے اسے اتنی تکلیف دی ہو کسی نے ورنہ وہ تو چلبلی سی لڑکی گھر بھر کی لاڈلی تھی"

۔

رزم نے اسکے چہرے کو دیکھ کر نظریں چرائی تھی۔ لیکن اگلے ہی لمحے جب اسے وہ سب یاد آیا جو اسکی فیملی کے ساتھ ہوا تھا۔ تو اسکے چہرے کے تاثرات اور تن گئے تھے۔

اگر مشی بے قصور ہے تو اسکی فیملی کا بھی تو کوئی قصور نہیں تھا۔ کیا بگاڑا تھا کومل نے کسی کا۔ جو اسکے ساتھ یا سب کیا شجاعت افندی نے۔ اور اسکی ماں ناظمہ بیگم وہ تو سب سے محبت کرنے والی تھی نرم دل خوش اخلاق۔ انکا کیا قصور تھا۔ انکا کوئی قصور نہیں تھا لیکن انکو سزا ملی۔

مشی نے بے شک کچھ نہیں کیا لیکن اسکی غلطی اسکی زندگی کی سب سے بڑی غلطی ہی یہ ہے کے وہ شجاعت افندی کی بیٹی ہے۔ اسکے گنہگار کی بیٹی ہے۔

یہی سوچتے ہوئے وہ کتنی دیر سے ایک زاویہ میں بیٹھے مشی کو دیکھے جا رہا تھا اسکا اسے خود بھی اندازہ نہیں تھا۔

اس سے پہلے وہ کچھ اور کرتا اسے محسوس ہوا مشی کا جسم کانپ رہا ہے۔ شاید وہ ابھی بھی اسی خوف کے زیر اثر تھی۔

رزم مشی کے پاس ہی گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا۔ اور مشی کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیکر سہلانے لگا۔

اس عمل سے تھوڑی دیر بعد مشی کے جسم کی جنبش بند ہو گئی تھی اسے نیند میں ہی کسی اپنے کے پاس ہونا کا احساس ہوا تھا اس لئے وہ ریلیکس ہو گئی تھی۔

لیکن رزم کی نظر تو اٹک ہی گئی تھی۔ اسکی نظر مشی کی گردن پر موجود تل پر نظر ٹھہر سی گئی تھی اور وہ ٹرانس کی کیفیت میں اپنی انگلیوں سے اسکے تل کو چھو کر محسوس کرنے لگا۔

کے مشی کے بے جان وجود میں حرکت ہوئی تھی اور اس سے وے مشی اونی آنکھیں کھولتی، رزم نے خود پر قابو پایا تھا اور اسی ہاتھ سے مشی کی گردن پر دباؤ بڑھایا تھا۔

مشی جو ابھی ہوش کی دنیا میں آ ہی رہی تھی کہ اچانک اسے اسکی گردن پر دباؤ محسوس ہوا۔ جیسے کوئی اپنی پوری طاقت سے اسکا گلا دبا رہا ہو۔

اسے لگا وہ سانپ ابھی تک اسکے جسم پر ہی ہے اور اب اسکے گلے پر ہے۔ مشی نے چیختے ہوئے اپنے ہاتھوں سے اسے اپنے گلے سے ہٹانے کی کوشش کی اور پٹ سے اپنی آنکھیں کھولی۔

لیکن اپنے سامنے اسی نقاب پوش کو دیکھ کر وہ اور پریشان ہو گئی تھی اور اپنے ہاتھوں سے اسکے سینے پر وار کرنے لگی کے وہ اسکی گردن کو چھوڑ دے۔

وہ مسلسل خود کو چھوڑوانے کی کوشش کیے جا رہی تھی۔ وہ تو جیسے آج اسکی جان نکال کر ہی دم لینے کہ ارادہ رکھتا تھا۔ اچانک سے اس نے مشی کو چھوڑا تھا اور مشی کا سر پیچھے بیڈ پر جا کر لگا تھا۔

اور فورا سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اور انگلی اٹھا کر وارن کرنے لگا۔

اب تک تمہیں اتنی تو پتا لگ گیا ہو گا کے مجھے تمہارے جینے یا مرنے سے کوئی فرک نہیں پڑتا۔ اس لئے بغیر کوئی ہوشیاری کیے چپ چاپ نکاح نامہ پر دستخط کر دینا ورنہ اگلی بار نہ سانپ ہو گا اور نہ ہی میں تمہیں اتنی آسان موت دوں گا۔

موت ایسی ہو گی کے تمہاری روح بھی کانپ جائے گی۔ اور نا کرنے کی کوشش تو کرنا بھی مت۔ کون کے میں نے کبھی نا سننا نہیں سکھا تو تجارتی ہو میں کیا کیا کر سکتا ہوں۔ امید ہے بغیر کسی چوں چرا اں کے تم سائن کر دو گی۔

کروگی نا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔؟وہ بولا نہیں دھاڑا تھا۔

اور مشی نے فوراسے ہاں میں گردن ہلائی تھی۔

رزم فورا کمرے سے باہر چلا گیا تھا۔

پیچھے مشی جو کب سے اپنے آنسو روکے بیٹھی تھی۔وہ برسنا شروع ہو گئی تھی۔وہ تو اپنی قسمت پر ماتم کر رہی تھی۔

آج ہی اسے رزم کی منگنی کی بات پتا لگی تو اور آج ہی اتنا سب ہو گیا تھا۔وہ ایک مصیبت سے نکل کر دوسری میں پھنس گئی تھی۔

شجاعت صاحب گھر آئے تو سیدھا اوں کمرے میں چلے گئے اور سوچنے لگی شیخ کا کام تو ہی جائیگا۔

لیکن اس بے۔ڈی کا کیا کرے جو اسکی ویڈیو لیکر اسے بلیک میل کر رہا ہے۔ابھی وہ انہی سوچوں میں تھے کے آمنہ بیگم فورا کمرے میں آئی تھی۔

سنئے مشی ابھی تک کالج سے نہیں آئی مجھے بہت پریشانی ہو رہی ہے۔5 بج گئے ہیں۔ آپ دیکھے نا جا کر۔

غازی تو کب سے اسے تلاش کر رہا ہے لیکن اسکا کوئی بھی پتا نہیں چل رہا۔

شجاعت نے جب یہ سنا تو انکی سری تھکان اڑن چھو ہو گئی۔

کیا کہہ رہی ہیں آپ مشی کہا جا سکتی ہے۔وہ تو کالج گئی تھی۔ آپ نے اسکی دوستوں سے پوچھا؟۔۔۔۔۔۔۔

جی سب سے پوچھ لیا لیکن وہ کہہ رہی ہیں کہ انکو نہیں پتا کچھ بھی۔

شازیہ سے بھی پوچھا لیکن اسکا کہنا تھا کہ مشی تو لنچ بریک کے بعد سے نہیں نظر آئی اسے۔وہ خود پریشان ہے۔

شجاعت صاحب نے جلدی سے ایک نمبر ڈائل کیا تھا اور اپنے لوگوں کو مشی کی تلاش میں لگا دیا تھا۔

کیوں کے 24 گھنٹوں سے پہلے پولیس تو مدد کرنے والی نہیں تھی۔

لیکن غازی نے احتیاطاً رپورٹ درج کروادی تھی وہ بھی پاگلوں کی طرح مشی کو ڈھونڈنے میں لگا ہوا تھا۔

لیکن رات کے دس بج چکے تھے اور مشی کہ نام و نشان نہیں ملا تھا ابھی تک۔

سب لوگ پریشان ہو رہے تھے وہ الگ۔۔۔۔۔۔۔۔

لیکن کسی نے بھی بیا کو فون کر کے کچھ نہیں بتایا تھا انکا ماننا تھا کے وہ تو پریشان ہو جائیگی اور انے کی ضد کرے گی
۔

البتہ جلال کو ضرور بتادیا تھا آمنہ بیگم نے۔ اور کہا تھا کے اگر کچھ ہو سکتا ہے تو وہ بھی کوشش کرے مشی کے بارے میں پتا لگوانے کا۔

شجاعت کے تو پیروں تلے زمین کھسک گئی تھی یہ سب سن کر اب اگر مشی نا ملی تو وہ شیخ کو کیا جواب دے گا۔

اسے تو ہر طرف سے پھانسی کا پھندا اپنے گلے پر تنگ ہوتا محسوس ہو رہا تھا۔

اور تو اور جے۔ڈی نے بھی اسے فون کیا تھا اور کہا تھا کہ وہ تو ایک باپ بھی نا بن سکا افسوس۔اور اب وہ اس سے کچھ نہیں چاہتا۔لیکن اسکی ویڈیو وہ اپلوڈ کر چکا ہے ہر جگہ۔

یہ سنتے ہی شجاعت کے تو ہوش ہی اوڑ گئے تھے۔

اسکا مطلب اب سب وہ نیوز دیکھ کر مشی کے کڈنیپنگ کہ بھی الزام شجاعت پر لگائے گے۔

یہ سوچ اتے ہی شجاعت نے فوراسے آپنا بیگ پیک کیا اور پچھلے راستے سے فرار ہو گیا۔

اسکے جاتے ہی جب سبکو یہ نیوز پتا لگی تو انکی تو پیروں تلے زمین ہی غایب ہو گئی تھی۔مشی لاپتا تھی کیا صدمہ کم تھا جو شجاعت کہ بھیانک روپ سب کے سامنے آگیا تھا۔آمنہ بیگم تو اسی وقت زمین بوس ہوئی تھی۔

غازی جو کہ نفرت اور حقارت سے باپ کے کرتوت نیوز میں دیکھ رہا تھا فوراً سے ماں کی طرف لپکا۔

اور انکو اٹھا کر گاڑی میں ڈالا اور خود بھی ہسپتال کا رخ کیا۔

غازی ICU وارڈ کے باہر بےچینی سے یہاں سے وہاں ٹہل رہا تھا۔ کے اتنے میں ICU کی لال بتی بند ہوئی اور ڈاکٹر باہر آئی۔ غازی جلدی سے انکی طرف بڑھا تھا۔

کیسی ہیں ماما ابھی انکو کوئی بہت ہی گہرا صدمہ پہنچا ہے۔

جس کی وجہ سے انکو میجر ہارٹ اٹیک ہوا ہے۔ ہمیں جلدی سے سرجری کرنی ہوگی آپ ین پیپرز پر سائن کر دے۔ ڈاکٹر پروفیشنل انداز میں کہتے ہوئے دوبارہ سے ICU چلی گئی۔

رزم نے جلدی سے پیپرز سائن کیے اور وہیں پر بیٹھ کر انتظار کرنے لگا لیکن جب اسے وہاں 2 گھنٹے گزر گئے۔ اور اندر سے کوئی بھی جواب نا ملا تو وہ جلدی سے ہسپتال کے ساتھ اٹیچ مسجد چلا گیا۔

"اب اسکی آخری امید تو وہی ذات تھی جس نے سب کو پیدا کیا ہے"۔۔۔۔۔"اللہ"۔

ہم اپنی زندگی میں مصروف ہو جاتے ہیں اور بھول جاتے ہیں اپنے خدا کو لیکن وہ تو رحمان ہے وہ ہمیں کبھی نہیں بھولتا۔ وہ تو کہتا ہے تم مانگو میں تمہیں دوں گا۔ وہ ہمارے صبر کا امتحان لیتا ہے۔ لیکن جب کہیں پر ہمارا ایمان ڈگمگانے لگے تو ہمیں تھام بھی لیتا ہے۔

وہ سجدہ ریزہ اپنی ماں کی زندگی کی دعا مانگ رہا تھا۔ بے شک وہ ذات رحیم ہے۔ اور اپنے بندوں کی سننے والا ہے۔

رزم تو حیران تھا۔ کہ ایک دن میں انکی زندگی میں ہو کیا گیا ہے؟۔۔۔۔۔۔

ایک طوفان آیا تھا جو اپنے ساتھ انکی ساری خوشیاں بہا کر لے گیا۔ پہلے مشی لاپتا ہوئی پھر اپنے ہی باپ کی اتنی بھیانک شکل، اتنا بے رحم، سفاک اور جابر انسان اسکا باپ تھا آج اسے شجاعت کو اپنا باپ کہنے میں بھی شرم آرہی تھی۔

انھیں ساری سوچوں میں وہ پچھلے ایک گھنٹے سے اپنے اللہ کے سجدے میں سر جھکائے۔ وہ زارو قطار رو رہا تھا۔

غازی بہت ہمت کر کے وہاں سے اٹھ کر ہسپتال گیا تھا۔ اسکے جاتے ہی تھوڑی دیر میں لال بتی بند ہوئی تھی اور ڈاکٹر باہر آئی تھی۔ دیکھیں سرجری تو کامیاب رہی ہے۔ لیکن۔۔۔۔۔۔۔۔

لیکن کیا ڈاکٹر؟۔۔۔۔۔۔۔

لیکن اگلے 24 گھنٹوں تک اگر انکو ہوش نا آیا تو وہ کومہ میں چلی جائے گی۔ پھر ہم کچھ نہیں کہہ سکتے کے وہ ایک ہفتے میں، ایک مہینہ میں، یاں پھر ایک سال میں کومہ سے باہر آتی ہیں۔ یہ شاید کبھی نہیں۔

اور یہ سب اتنا کمپلیکیٹیڈ اس لئے ہوا ہے کیوں کہ انہیں بہت پہلے سے ہی بلڈ پریشر کی بیماری ہے۔ شاید آپ لوگوں نے اسے بہت لائٹ لیا تھا اور کوئی بھی میڈیسن شروع نہیں کی۔ جس کی وجہ سے یہ سب زیادہ کمپلیکیٹیڈ ہو گیا ہے۔

آپ ایسا کیسے کہہ سکتی ہیں؟۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

پلیز آپ کچھ کریں۔ مم۔۔۔۔۔۔۔۔۔ میں سب کچھ کرنے کو تیار ہوں آپ بس انکو ٹھیک کردے۔

دیکھیں میں سمجھ سکتی ہوں لیکن ہم سے جتنا ہو سکتا تھا ہم کر چکے ہیں۔ اب تو جو کچھ بھی کرنا اس پاک ذات نے کرنا ہے۔ آپ اللہ سے دعا کریں۔

یہ کہتے ہی وہ وہاں سے چلی گئی جبکہ رزم وہی پر گر سا گیا تھا۔

پھر ہمت کر کے آمنہ بیگم کے پاس گیا۔ ین کچھ گھنٹوں میں ہی وہ صدیوں کی بیمار لگ رہی تھی۔

اور اس سب کا ذمہ دار صرف اور صرف اسکا باپ تھا۔ گھن آ رہی تھی آج اسکو اپنے ہی باپ سے۔

جس کو اس نے اپنا آئیڈیل مانا تھا وہ کس قسم کا انسان تھا۔ اسکی وجہ سے اسکی بہن لاپتا تھی اور ماں ہسپتال میں پڑی تھی۔

مشی کب سے ایک ہی زاویے میں بیٹھی ہوئی تھی اور سوچ رہی تھی کہ ایک دن میں اسکی زندگی میں کیا سے کیا ہو گیا تھا۔

ابھی وہ انہی سوچوں میں گم تھی کہ دروازہ کھولنے پر اسکی نظر انے والے پر گئی تھی۔ وہ ایک ملازمہ تھی جو کے کپڑے کا تھال لیکر اندر آئی تھی۔

باجی صاحب نے کہا ہی جلدی سے یہ کپڑے پہن لیں آپ۔ مولوی صاحب بھی آگئے ہیں آپ یہ پہن لے پھر میں آپ کو تیار کر دیتی ہوں۔

مشی نے ہاتھ مار کر وہ تھال دور پھینک دیا تھا۔ میں نہیں پہنو گی کچھ بھی جاؤ یہاں سے جاؤ۔

مشی نے چلا کر کہا تھا۔ اور اسی ٹائم رزم کمرے میں داخل ہوا تھا۔ اور اس ملازمہ کو اشارے سے باہر جانے کہ کہا تھا۔ جیسے ہی باہر گئی۔

رزم نے آتے ہی مشی کو جبڑے سے پکڑا تھا اور سرگوشی کی تھی۔ کیا کہا تھا میں نے کے چپ چاپ نکاح نامہ پر سائن کرنا۔ اور تمہارے ہیں کے ڈرامے ہی نہیں ختم ہو رہے۔

چپ چاپ یہ کپڑے پہنو۔۔۔۔۔۔۔

مشی کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسوں برسنا شروع ہو گئے تھے۔

اپنے یہ مگر مچھ کے آنسوں بند کروا ابھی وہ بولا نہیں دھاڑا تھا۔

اور مشی اپنی سانس بھی روک گئی تھی۔

تو تم نہیں پہنو گی تو ٹھیک ہے میں ہی پہنا دیتا ہوں۔ یہی چاہتی ہو نا تم کے میں اپنے ہاتھوں سے تمہیں پہناو۔

یہ کہنے کے ساتھ ہی رزم نے ہاتھ بڑھا کر مشی کی فراک کو اسکے کندھے سے سرکایا تھا۔ مشی نے رزم کہ وہی ہاتھ پکڑ کر نا میں گردن ہلائی تھی۔

مشی نے فورا رزم کو دھکا دیا اور اور جا کر نیچے سے وہ کپڑے اٹھائے اور باتھروم چلی گئی۔ یہ دیکھتے ہی رزم نے بھی باہر کہ رخ کیا تھا۔ اسے بھی مشی کی ایسی حالت دیکھ کر مزہ آیا تھا۔

اور تھوڑی ہی دیر میں وہ مسکان شجاعت سے مسکان رزم جعفری بن گئی تھی۔

اور ایک بار پھر اسکی آنکھوں سے آنسوؤں کی برسات شروع ہو گئی تھی۔

وہ اسکی کمرے میں بیٹھ کر رونے لگی کہ تبھی وہ ملازمہ مشی کو لیکر رزم کمرے میں چلی گئی اور اسے وہاں بو تھ کر خود کمرہ باہر سے بند کر کے چلی گئی۔ جیسا کے رزم کہ حکم تھا

جاری ہے۔

Read kr ky btaye epi kc lagi 🙈😍or vo post is liye lgai thi taky ap log apni marzi sy bta ky kia karon mai 🙃phir ap log kehty ky razm ka scene nahi hai 🙄jalal ka scene nahi hai 🙄ab to asani ho gai 🙈😍😍review dena na bholy

Bia❤️jalal special😍🙈

Don't copy paste without my permission💣💣

#مریض_ء_عشق

#سندس_پری

#قسط_21پارٹ2

جلال بیا کو لیکر کراچی آ گیا تھا انکو آتے ہوئے رات کے دو بج گئے تھے۔اور ان گھنٹوں میں جلال نے بیا کو اتنا تنگ کیا تھا۔کہ وہ بیان نہیں کر سکتا تھا۔اور اسے مزہ بھی بہت آیا تھا۔

اور بیا وہ تو پہلے بات ہی نہیں کر رہی تھی لیکن جب مسلسل جلال اسے زچ کرتا رہا تو پھر وہ بھی اسے جواب دے رہی تھی۔لیکن وہ بات الگ تھی کہ سارے جواب غصّے سے بھرے تھے۔

ایک بار تو جلال نے ڈرائیو کرتے ہوئے اپنے ہاتھ ہی اوپر اٹھا دیئے تھے۔اور پھر کیا تھا بیا نے چلا چلا کر اپنے ناخن گاڑھ دئے تھے جلال کے ہاتھ میں۔

جلال تو اسے اور تنگ کرنے کا ارادہ رکھتا تھا لیکن اسکے آنسوں دیکھ کر شرافت سے خود ڈرائیو کرنے لگا۔

کیوں کے بیا کو معلوم نہیں تھا کہ جلال کی لینڈ کروز میں آٹو میٹک ڈرائیو کا بٹن ہے۔ جو کہ اس نے بیا کی نظروں سے بچا کر ایکٹیویٹ کر دیا تھا۔ اور اب خوامخوہ اسے تنگ کر رہا تھا۔

لیکن جب اس نے بیا کو بتایا تو بیا نے ایک ناراض سی نظر اس پر ڈالی اور خود کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی۔

لیکن جلال کہاں باز انے والا تھا پھر سے ڈرائیو کرتے ہوئے اس نے بیا کا ہاتھ پکڑ لیا اور اب چھوڑنے کا نام نہیں لے رہا تھا۔

بیا مسلسل اپنا ہاتھ چھوڑوانے کی جدو جہد کر رہی تھی۔ جلال نے پہلے تو اسکا ہاتھ سیدھا اپنے لبوں سے لگایا اور اسکی آنکھوں میں جھانکنے لگا کیوں کے جلال کی اس حرکت پر بیا کے گال ایک پل میں سرخ ہوئے تھے۔

اور جلال کو تو وہ ایک کھلا ہوا گلاب ہی لگی تھی۔ بیا تو کی لرزتی ہوئی پلکیں اس بات کی گواہی تھی کے وہ اب جلال سے نظریں نہیں ملا پائے گی۔

پر جلال کا دل ابھی بھرا نہیں تھا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ وہ کبھی بھی بیا کا ہاتھ چھوڑے اس لئے اسکے ہاتھ کو اپنے دل کے مقام تک لے گیا۔

،محسوس کرو اگر کر سکتی ہو تو یہ دل صرف تمہارے لئے ہی دھڑکتا ہے۔ اسکی ہر دھڑکن پر صرف تمہارا ہی نام ہے۔ اور یہی نام میرے رگوں میں خون بن کر دوڑتا ہے۔ اور مجھے مجبور بھی تم نے ہی کیا ہے کے میں تمہیں جنون کی حد تک چاہنے لگا ہوں"

"تبھی تو تمہیں اپنے ساتھ نکاح کے اس پاک بندھن میں باندھا ہے۔ تا کہ تم چاہ کر بھی مجھ سے دور نا جا سکو"

بیا کو اسکی دھڑکن صاف محسوس ہو رہی تھی۔ بیا نے اپنے دل کی بدلتی کیفیت سے ڈر کر اپنا ہاتھ پیچھے کھینچ لیا۔

اسکے بعد جلال نے بھی کو تنگ نہیں کیا۔ کیوں کے وہ چاہتا تھا بیا تھوڑی دیر آرام کر لے کیوں کے گھر جا کر تو اس نے اسے آرام کرنے کا وقت دینا ھی نہیں تھا۔

اور بیا بھی تھوڑی ھی دیر میں سو گئی۔ باقی کا راستہ جلال نے بیا کو دیکھ کر اپنی آنکھوں کی پیاس بھوجاتے ہوئے کیا۔ جو کے اتنی جلدی تو بھوجنے والی نہیں تھی۔

مزید کچھ گھنٹوں کی مصافت طے کر کے وہ لوگ کراچی کی حدود میں داخل ہو گئے تھے۔

راستے می ھی جلال نے بیا کو جگا کر کھانا کھلادیا تھا جو کے اس نے خاموشی سے کھایا اور پھر سے سو گئی۔ کیوں کے سفر ابھی باقی تھا۔

تھوڑی دیر میں وہ لوگ جلال مینشن کے باہر تھے۔ جلال خود بھائی آیا اور اتے ھی بیا کی طرف کا دروازہ کھول کر اسے اسے اپنے بازوؤں میں بھر لیا۔

بیا بھی ہڑبڑا کر اٹھی لیکن اب وہ جلال کی گرفت میں تھی۔ جلال کسی کی بھی پرواہ نا کرتے ہوئے بیا کو لیکر اندر آیا۔

"بیا کی آنکھیں تو اس محل کو اندر سے دیکھ کر چندھیا گئی تھی پورے گھر کو دلہن کی طرح سجایا گیا تھا۔"

جلال بیا کو لیکر سیدھا کمرے میں آیا۔ اور دروازہ اپنی ٹانگ سے بند کیا۔ پورا کمرا اندھرے میں ڈوبا ہوا تھا۔

جلال نے بیا کو نیچے اتارہ اور لائٹ اون کرنے لگا۔

بیا نے جیسے ھی اپنے پیر زمین پر رکھے اسے اپنے پیروں کے نیچے نرم اور ملائم قالین پر پھول محسوس ہوئے تھے جن کی خوشبو اسکے حواس معطل کر رہی تھی۔

اور اسی وقت جلال نے لائٹ آن کی تھی۔ اور بیا تو کمرے کو دو کر دنگ ھی رہ گئی تھی۔ اسے بہت ھی خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔ ساتھ ھی کالے گلاب گلدان میں لگے ہوئے تھے۔ جو کہ بیا کے پسندیدہ تھے۔

بیا کو کمرہ بہت پسند آیا تھا۔ اور جلال نے اسکی آنکھوں میں پسندیدگی کے رنگ دیکھے تھے۔ اس سے پہلے بیا انکی طرف بڑھتی۔ جلال نے بیا کو پیچھے سے اپنے گھیرے میں لیا تھا۔

اور بیا کے کان کے قریب سرگوشی کی تھی۔ جانم یہ سب تو ہوتا رہے گا کچھ نظر کرم ہم پر بھی کر دو۔ کہنے کے ساتھ ھی جلال نے بیا کی صراحی دار گردن پر اپنے لب رکھے تھے۔

جلال کی اس گستاخی پر بیا تو جی جان سے کانپ گئی تھی۔ جلال نے بیا کہ رخ اپنی طرف موڑا تھا اور اس پہلے وہ مزید جھکتا بیا پر بیا نے روک دیا اسکے منہ پر ہاتھ رکھ کر۔

آپ۔۔۔۔ آپ ایسا کیسے کر سکتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔؟

کیوں نہیں کر سکتا۔۔۔۔۔۔ جلال نے بیا سے پوچھا تھا۔

میں میں ابھی اس سب کے لئے تیار نہیں ہوں مجھ۔۔۔۔۔۔۔۔ مجھے کچھ وقت چاہے۔

جلال تو بس بیا کو تنگ کر رہا تھا۔ وہ جانتا تھا بیا ابھی ان سب کے لئے تیار نہیں ہے۔ لیکن تھوڑا تنگ کرنا تو بنتا تھا نا۔

جانم یہ لو اپنے کپڑے اور جلدی جا کر فریش ہو جاؤ پھوڑ سونا بھی ہے۔

ذرا جلدی کرنا سب کچھ میں تھوڑی دیر باہر جا رہا ہوں اگر میں اندر آیا اور تم مجھے سوئی ہوئی نظر نہ آئی تو جو کچھ بھی آج ہو گا اس میں میں تمہاری مرضی سمجھو گا۔ شرارت سے کہتے ہوئے جلال نے کمرے کے ساتھ اٹیچ بالکنی کہ رخ کیا۔

بیا فوراً سے چینجنگ روم میں گئی اور کپڑے چینج کر کے فوراً بیڈ پر آ کر لیٹنے لگی کے جلال کمرے میں آ گیا۔ اسے دیکھ کر تو بیا کے چہرے کی ہوائیاں ہی اڑ گئی تھی۔

جلال نے بیا کے چہرے کا بدلتا رنگ خوب نوٹ کیا تھا۔ وہ قدم اٹھاتا بیا کے پاس پہنچا تھا۔ اسے بیڈ پر لیا کر خود بھی جا کر اسے اسکے ساتھ لیٹ گیا جلال نے اس وقت صرف بنیان پہنی ہوئی تھی۔

اور لیٹتے ہی اس نے بیا کہ سر اپنے سینے پر رکھ دیا تھا۔ اس سے پہلے بیا کوئی احتجاج کرتی اس اسکے کان میں سرگوشی کی تھی۔

جانم میں تمہارے مرضی کے بغیر تمہارے قریب نہیں اؤں گا لیکن تم سے دوری بھی ناممکن ہے۔ اب اتنا تو میں کر سکتا ہوں۔ حالانکہ حق تو بہت کچھ کرنے کا رکھتا ہوں۔

اور بیا کو اسی طرح باتوں میں لگا کر سلا دیا تھا جبکہ خود اپنی نظروں کی تشنگی بھوجا رہا تھا۔

آج جلال نے سکون کی نیند لی تھی۔ رات اپنی جانم کو تنگ کرنے بعد اس نے اسے یقین دلایا تھا کہ وہ کچھ نہیں کرے گا۔ بلکہ اچھے بچوں کی طرح سو جائے گا۔

بیا کو اسکی بات پر یقین تو نہیں آیا تھا۔ لیکن اسکے سوا کوئی چارہ بھی نہیں تھا تو وہ ایک کونے میں سکڑ سمٹ کر سونے لگی۔

کے جلال نے اسے کلائی سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا تھا اور بیا سیدھا اسکے سینے سے جا ٹکرائی تھی۔ جلال نے اپنے دونوں بازوں کا گھیرا اس پر تنگ کر کے بیا کی راہ فرار بند کر دی تھی۔

جانم تمہاری ہر بات سر آنکھوں پر لیکن مجھ سے تمہاری دوری اب ایک منٹ بھی برداشت نہیں ہو گی۔

اور اب جب تم میرے پاس ہو تو میرا دل کرتا ہے کے میں تمہیں اپنے اندر کہیں چھپا لوں۔ ساری دنیا کی نظروں سے غایب کر دوں تاکے میرے سوا تمہیں کوئی بھی دیکھ نا سکے۔

میں کسی کی بھی نظر اپنی جانم پر برداشت نہیں کرسکتا۔ اور بیا وہ تو ایک لمحے کے لئے کانپ ہی گئی تھی جلال کی خود کے لئے شدت پسندی دیکھ کر۔ پھر جلال نے اسے باتوں میں لگادیا تھا۔

"اسے خود پتا نہیں چلتا تھا کے وہ اتنا کم بولنے والا انسان اپنی جانم کے سامنے اتنا بول کیسے لیتا ہے۔ وہ چاہتا تھا کے بیا بھی اس سے اسی طرح ڈھیر ساری باتیں کرے۔"

وہ انھیں سوچوں میں گم تھا کہ تھوڑی دیر بعد اسے بیا کی گرم سانسیں اپنے سینے پر محسوس ہوئی تھی اور وہ سمجھ گیا تھا کہ وہ سو گئی ہے۔

ایک تو اتنا لمبا سفر تھا اوپر سے وہ تھک بھی تو گئی تھی۔

جلال نے کہا سب کو فلائٹ کا لیکن سفر اس نے بائی روڈ ہی کیا تھا وہ کہا اتنا اچھا موقع گنوا سکتا تھا۔ جب اسے بیا کے ساتھ شرارت کرنے کا ٹائم ملتا تو وہ اسے جی بھر کر تنگ کرتا اور انجوآئے کرتا۔

رات دیر سے سونے کے باوجود وہ جلدی اٹھ گیا تھا لیکن ان کچھ گھنٹوں میں اس نے اپنی نیند پوری کرلی تھی۔

ایسا محسوس ہوتا تھا کہ بہت لمبی مسافت طے کرنے بعد اتنی اچھی نیند میسر ہوئی تھی۔ آج وہ اتنا خوش تھا کے اگر اس سے کوئی اسکی جان بھی مانگ لیتا تو وہ خوشی خوشی دے دیتا۔

آج اس نے خود سے کیے گئے وعدے کو نبھایا تھا۔ اس نے سوچ لیا تھا کے وہ بیا کو ہمیشہ کے لئے اپنے پاس لے آئے گا۔ اس شجاعت سے دور جس نے نا صرف اس سے اسکے پیارے چھینے بلکے اسکی جان کو بھی اس سے چھین کر لے گیا تھا۔

لیکن جلال نے بھی اپنی جانم کو حاصل کر لیا تھا۔ اور اس نے سوچ لیا تھا بہت جلد وہ اسے اتنا مجبور کر دے گا کے وہ جلال سے بھی زیادہ شدت سے اس سے عشق کرنے لگی گی۔

صبح اٹھتے ہی اس کی نظر اپنی دشمن جاں کی طرف گئی جو کے اس کے پہلو میں بڑے آرام سے سو رہی تھی۔ اسکے بالوں کی کچھ آوارہ لٹے اسکے چہرے کا احاطہ کیے ہوئے تھی۔

جلال نے بڑے آرام اور نا محسوس ہونے والے طریقے سے انکو اسکے چہرے سے ہٹایا۔ بیا بھی شاید ان بالوں کی وجہ سے تھوڑی ڈسٹرب تھی لیکن جلال کے ہٹاتے ہی وہ کسمساتے ہوئے جلال کے گرد اپنے دونوں بازوں باندھ گئی تھی۔

اسی وقت جلال کی مسکراہٹ نے اسکے لبوں کا آحاطہ کیا تھا۔ وہ پچھلے دو گھنٹوں سے بیا کو دیکھنے میں مصروف تھا کہ اسے وقت کا کوئی پتا نہیں تھا۔

جب اچانک جلال کی نظر گھڑی پر پڑی تو وہاں 10 بج رہے تھے۔ تب اسے اندازہ ہوا کے اسے کتنی دیر ہو گئی ہے۔ لیکن بیا تو ابھی تک بے خبر سو رہی تھی۔

جلال نے بیا کو جگانے کے لئے اسکے بالوں کی لٹ لی اور اسے اس کے کان اور ناک کے قریب لے جانے لگا۔ لیکن وہ حیران رہ گیا جب بیا اٹھنے کے بجائے اپنا منہ بھی جلال کے سینے میں چھپا گئی۔

مطلب صاف تھا کے وہ نہیں اٹھنا چاہتی۔ لیکن جلال کو اس کے کھانے فکر تھی کے ناشتہ بھی تو کرنا ہے ورنہ وہ کبھی اسکی نیند کبھی خراب نا کرتا۔ جلال نے بیا کو ہلایا تب بھی کوئی فرق نا پڑا۔

"جانم میں لاسٹ ٹائم کہہ رہا ہوں اٹھ جاؤ ورنہ پھر میں اپنے طریقے سے اٹھاؤ گا۔

لیکن بیا پڑ تو کوئی اثر نا ہوا تھا الٹا جلال کو اب شرارت سوجھ گئی تھی۔اس نے بیا کے دونوں ہاتھوں کو پکڑا اور پہلے تو اپنے لب اسکی گردن پر رکھے۔لیکن کو کوئی ہرکت نا کرتے دیکھ وہ سمجھ گیا کے وہ نیند کی کتنی پکی ہے۔

اس لئے اپنے دل کی بات مانتے ہوئے وہ اسکے لبوں پر جھکا اور اسکی سانسوں کی خوشبو کو دیوانہ وار اپنے اندر اتارنے لگا۔"""

بیا کل کی بہت زیادہ تھکن کی وجہ سے آج اتنی دیر تک سو رہی تھی کہ اسے اپنے کان کے قریب اور پھر ناک کے قریب کچھ محسوس ہوا لیکن وہ کسمسا کر پھر سے سو گئی۔

اور تھوڑی دیر میں پھر گہری نیند سو گئی۔ابھی تھوڑی ھی دیر گزر تھی کے اسے اپنی گردن پر کوئی جلتا ہوا لمس محسوس ہوا لیکن آپنا خواب سمجھ کر وہ پھر سے سو گئی۔

اور اس بار سو کر اس نے غلطی کی تھی کیوں کی اب کی بار اسے محسوس ہوا کے اسکی سانس بند ہو رہی ہے۔یہ سوچتے ھی اسکی آنکھیں پٹ سے کھلی اور جلال کو خود پر جھکا دیکھ کر اسکے گال سرخ پڑنے لگے۔

وہ زور لگا کر جلال کو خود سے دور کرنے لگی لیکن شاید جلال کہ ارادہ بدل گیا تھا کیوں کے اسے دیکھ کر نہیں لگ رہا تھا کہ وہ اپنی جانم کو اتنی جلدی آزادی بخشنے والا ہے۔

جب بیا کو لگا کے بس اب اسکا سانس بند ہوا تو وہ زور زور سے جلال کے سینے پر اپنے ہاتھوں سے مارنے لگی۔

اور شاید جلال کو بھی اسکی حالت پر رحم آ گیا تھا کے آزادی بخشی تھی۔ لیکن خود سے الگ نہیں کیا تھا۔ اور بیا وہ تو جلال کے دور ہوتے ھی لمبے لمبے سانس لینے لگی۔

تھوڑی سی دیر میں اسکا رنگ بلکل سرخ گلاب ہو گیا تھا مانو جسم کا سارا خون اسکے چہرے پر آ گیا ہو۔ جب اسکی سانس تھوڑی بحال ہوئی تو اس نے نظریں اٹھا کر جلال کی طرف دیکھا جو بہت بے باک نظروں سے مسکرا کر بیا کو ھی دیکھنے میں مسرف تھا۔

بیا نے فوراً سے اپنی پلکوں کی جھالر گرائی تھی۔ اور اس سے دور ہٹنے کی کوشش کرنے لگی۔

جلال اسے آزاد کرنے کے بعد اسکے چہرے کے حسین نظاروں کو دیکھنے میں مصروف تھا کے بیا نے اسکی آنکھوں میں جھانکا تھا اور فوراً سے اپنی نظریں جھکا لی تھی۔

جانم میں کب سے تمہیں جگانے کی کوشش کر رہا تھا لیکن تم اٹھ ھی نہیں رہی تھی تو مجھے پھر مجبوراً اپنا ھی طریقہ استعمال کرنا پڑا تمہیں جگانے کے لئے اور دیکھ اسکا ریزلٹ تمہارے سامنے ہے۔

اب تو میں روز تمہیں ایسے ھی اٹھایا کروں گا۔ ٹھیک ہے نا جان جلال۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مسکرا کر کہتے ہوئے وہ اس وقت بیا کو زہر ھی لگا تھا۔

کوئی ضرورت نہیں ہے۔ میں روز خود ھی اٹھ جاتی ہوں آج پتا نہیں کیسے میں اتنی دیر سو گئی۔

بیا کی ڈری ڈری اور سہمی ہوئی آواز جلال کے کانوں سے ٹکرائی تھی۔

اور یہ سب آپ کی وجہ سے ہوا ہے۔ آپ نے ھی کل مجھے اتنا تھکا دیا تھا کے میں اتنی دیر سوتی رہی۔

بیا کو پتا ھی نا چلا کے ہڑبڑی میں وہ کیا بول گئی ہے۔ جب پتا لگا تو وہ جلال کی طرف دیکھ کر فوراً اپنی نظروں کہ زاویہ بدل گئی تھی۔

جلال تو حیران تھا کے کب اس نے بیا کو رات میں تنگ کیا وہ تو آرام سے سو گئی تھی الٹا جلال جاگ رہا تھا۔ لیکن اسکی بات سمجھتے ہوئے معنی خیزی سے گویا ہوا۔

میں نے رات میں تو کچھ نہیں کیا لیکن اگر تم چاہتی ہو تو ابھی بھی میں بہت کچھ کر سکتا ہوں

میرے پاس ٹائم ھی ٹائم ہے اپنی جان کے لئے اگر کہو تو شروع کروں ویسے بھی ڈیمو تو تم دیکھ ھی چکی ہو۔

جلال کی اس بات پر بیا سٹپٹائی تھی اور فوراً سے بیڈ چھوڑ کر باتھروم میں بند ہو گئی۔

جبکہ جلال کا قہقہہ اسے باتھروم میں بھی سنائی دیا تھا۔ کتنے بتمیز ہیں یہ چھچھورے انسان خود سے بڑبڑاتے ہوئے وہ شاور لینے لگی۔

بیا واپس آئی تب تک جلال ڈائننگ حال میں ناشتہ لگوا چکا تھا۔ اسکے اتے ھی اسے لئے باہر آ گیا۔

بیا کے لئے چیئر پیچھے کھیسکائی اور بیا کے باتھنے کے بعد خود بھی بیٹھ گیا۔

جلال نے نوٹ کیا بیا کھانا سہی سے نہیں کھا رہی ہے۔ وہ شاید جلال نے گھبرا رہی تھی۔

جبکہ جلال نہیں چاہتا تھا کے بیا اس سے ڈرے وہ تو چاہتا تھا کے بیا اپنے دل کی ہر بات اس سے بلا جھجھک کرے اسے ڈانٹے، اس سے لڑے، اس سے پیار کرے۔

اور اس سب کرنے کے لئے بیا کو اس کے خود ساختہ خول سے سے باہر آنا تھا۔ اور یہی سوچتے ہوئے جلال نے اپنا ہاتھ ناشتے سے روکا اور بیا کو مخاطب کیا۔

جانم یہاں اؤ میرے پاس۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بیا مدد طالب نظروں سے ادھر ادھر دیکھنے لگی کے کوئی تو ہو گا جو اس جلال سے بچالے۔ لیکن وہا جلال اور بیا کے علاوہ کوئی نہیں تھا۔

جلال نے پھر سے بیا کو بولایا۔ جانم اگر اب تم نہیں اتو میں خود تمہارے پس اؤ گا اور میرا آنا تمہاری ننھی سی جان پر بھری پڑ سکتا ہے۔

یہ سنتے ھی بیا فورا جلال کے پاس گئی اور جلال نے بھی دیر نا لگاتے ہوئے بیا کو کلائی سے پکڑ کر اپنی گود میں بیٹھا لیا۔

جلال کی اس حرکت پر بیا تو سٹپٹا آئی تھی اور اے کی کوشش کرنے لگی۔

جان خاموشی سے کھانا کھاؤ ورنہ وہ بھی میں اپنے ہاتھو کھلاؤں گا۔

بیا تو اتنی کنفیوز ہو رہی تھی کہ اس سے ناشتہ بھی نہیں کیا جا رہا تھا۔ حالانکہ جلال نے ہر چیز بیا کی پسند کی بنوائی تھی۔

مجھے پہلے ھی پتا تھا میری جانم کو میرے ہاتھ سے کھانا ہے۔ جلال نے وی کی ایک بھی نا سنتے ہوئے بیا کو اپنے ہاتھو سے کھانا کھلایا۔

اور بیا بھی اسکے ہاتھ سے کھانے لگی کوئی بھروسہ نہیں تھا اگر اس سے منا کرتی تو وہ اگئی کیا کرتا۔ اس لئے چپ چاپ ناشتہ کر کے فورا کمرے میں گئی کہ نیند ابھی پوری نہیں ہوئی ہے۔

جلال تو بیا کی سپیڈ دیکھ کر۔ ھی حیران تھا۔ اور اسکی حالت کہ سوچ کر مسکرانے لگا۔

گھر کے سب ملازم تو اتنے عرصے بعد اپنے مغرور بادشاہ کو مسکراتے ہوئے دیکھ رہے تھے کہ انکو یقین ھی نہیں آرہا تھا۔

لیکن جو بھی تھا وہ اپنے مالک کے لئے خوش تھے۔ اور ان سب کو بھی پیاری سی بیا بہت اچھی لگی تھی۔ جو کم گو تھی۔ معصوم سی۔ پتا نہیں وہ جلال کو کیسے مل گئی یہی سوال سبکے ذہن می تھا۔

لیکن پوچھنے کی غلطی کوئی نہیں کر سکتا تھا۔ اور اب جب جلال کا موڈ اچھا تھا تو وہ لوگ ایسی باتیں کر کے مزید بدمزدگی پیدا نہیں کرنا چاھتے تھے۔

کیوں کے وہ جانتے تھے کے جو جلال اس وقت بیا کے پاس ہے وہی انکی ایک غلطی پر ایک بیسٹ بن جاتا ہے۔ اور غلطی کرنے والے کو اتنی آسان سزا تو دیتا نہیں اس لئے سب اس کی عزت کرنے کے ساتھ اس سے ڈرتے بھی ہیں۔

جاری ہے۔

Ly g ap log epi enjoye kry or ab epi combaine aye gi😍🙈 . warna mishi ki epi mai sb jlal bia ko mis krty hai or jalal ki epi mai mishi razm ko🙄🙄. Or btaye kesi lagi epi🙈😍short koi na kehna 4000 words ki epi hai 🙄😍🙈warna 💣💣💣💣

Surprise Surprise 😍😍🙈🙈

Don't copy paste without my permission💣💣

#مریض_ء_عشق

#سندس_پری

#قسط_22

جلال کے نکاح سے واپس آنے کے بعد مطربہ کو جلال کا فون آیا کہ کہ اس کی پڑھائی کیسی جا رہی ہے۔ لیکن ہر بار کی طرح وہ اسے وارن کرنا نہیں بولا تھا۔ تم اکیلے کسی سے لڑو گی نہیں۔ اگر مجھے پتہ چلا تو تمہاری خیر نہیں۔ تم جانتی ہو کہ مجھے جلال سے بیسٹ بننے میں دیر نہیں لگتی۔

اور مطر بہ بس ہوں ہاں کرتی رہے گی۔ کیوں کہ سوال جواب تو اس سے کر نہیں سکتی تھی۔ اس لئے خاموش ہی رہی۔ کیونکہ جلال سے زبان چلا کر وہ اپنی شامت نہیں بلوانا چاہتی تھی۔ اور ایک سب سے ضروری بات تم ایک ہفتے کے بعد نیویارک واپس جا رہی ہو۔ کبھی واپس نہ آنے کے لئے۔

اور کوئی سوال جواب نہیں کروں گی تم۔ وہاں بی جان اکیلی ہیں تم ان کے پاس رہو گی۔ باقی تمہاری اسٹڈی سے لے کر تمہارا سارا ٹرانسفر اور تمہارے فارم وغیرہ کا میں سارا کام کروا چکا ہوں۔ تمہارا کوئی بہانہ نہیں چلے گا۔ آج شام تمہیں ٹکٹ موصول ہو جائے گی۔

پہلے مطر بہ نیویارک میں ہی اپنی اسٹڈی کر رہی تھی۔ لیکن پھر اپنی ضد کی وجہ سے اسے واپس یہاں آنا پڑا۔ اور جلال اور نہیں چاہتا تھا کہ ان سب میں کا مطر بہ پر کوئی اثر ہو۔ اس لئے اسے واپس بھیج رہا تھا۔

مطی اور غازی پھر سے پکے والے دوست بن گئے تھے۔ آج مطر بہ نے شاپنگ پر جانا تھا۔ اور وہ اپنے ساتھ زبردستی غازی کو بھی گھسیٹ کر لے گی۔

مطر بہ نے ایک ایک چیز لینے میں اتنی دیر لگائی تو غازی تنگ آ گیا تھا اس سے۔ جبکہ مطر بہ بالکل ریلیکس ہو کر ساری شاپنگ کر رہی تھی اور وہ بھی جینٹس والی۔ وہ ایک دن میں ہی تنگ آ گئی تھی لڑکیوں کی ڈریسنگ کر کے۔

جبکہ غازی کو مطلوبہ کے لیے ایک بہت ہی نفیس سا سوٹ پسند آیا تھا۔ اور وہ اس کو دیکھتے ہیں اس شاپ کی طرف بڑھ گیا۔ اور مطر بہ کے لئے وہ سوٹ چھپا کر لے لیا۔ تاکہ اسے پتا بھی نہ چلے اور وہ اس کو سرپرائز دے وہ سوٹ۔ غازی نے مطر بہ کے لئے اور بھی شاپنگ کی تھی۔ لیکن اسے بنا بتائے۔

اور مطر بہ نے بھی غازی کے لئے شاپنگ کی تھی لیکن خبر اسے بھی نہیں لگنے دی تھی وہ یہ شاپنگ غازی کے لیے کر رہی ہے۔

وہ لوگ سی سائٹ پر بھی گئے تھے۔ ان دونوں نے پورا دن دل کھول کر انجوائے کیا تھا۔

ان کا ارادہ بھی کچھ کھاتے ہوئے گھر جانے کا تھا لیکن اچانک غازی کے فون پر اس کی ماما کی کال آئی تھی۔

جسے سنتے ہی غازی بغیر مطر بہ کچھ بتائیے وہاں سے بھاگ گیا تھا۔

پیچھے مطربہ حیران اور پریشان کھڑی تھی کہ آخر غازی کو کیا ہو گیا ہے۔

وہ خود سوچ رہی تھی کہ اب جا کر اپنا سامان پیک کر لے کیوں کہ ایک ہفتے میں اس کی روانگی تھی نیویارک کے لیے۔

اور اس بارے میں ابھی تک اس نے غازی کو کچھ بھی نہیں بتایا تھا

رزم کمرے میں داخل ہوا۔ اور اندر اتے ہی اس نے دروازے کی چٹخنی چڑھا دی۔ دروازہ بند ہونے کی آواز پر مشی کا دل حلق میں آیا تھا

اور وہ اپنی ہی جگہ سکڑ سمٹ کر بیٹھی۔ اور انتظار کرنے لگا کے اب اسکے ساتھ کیا ہو گا۔

کیوں کے اسے استڑھا کڈ نیپ کر کے اور نکاح کر ٹو وو چھوڑنے سے رہا۔

مشی کو ابھی ٹک یہ پتا نہیں تھا کے وہ نقاب پوش کون ہے۔۔۔۔؟

رزم چلتے ہوئے اسکے پاس آیا۔ اور اس سے کچھ فاصلے پر کھڑا ہو گیا کیا لگا تھا تم باپ بیٹی کو ہاں کے مجھے کچھ خبر نہیں تم لوگوں کے کرتوتوں کی میں ٹورگ رگ سے واقف ہوں تمہاری اور تمہارے اس باپ کی۔

لیکن مشی میں اتنی ہمت کہاں تھی کے وہ کوئی جواب دے سکے۔ وہ خاموش ہی رہی۔

رزم نے جب دیکھا کے اسکی بات کا مشی پر کوئی اثر نہیں ہوا ٹو پاس پڑا گلدان اٹھا کر زمین پر دے مارا۔ اور مشی کی طرف بڑھا۔

مشی تو گلدان کی آواز سن کر اپنی جگہ اچھل ہی گئی تھی۔ لیکن آہ چیخ تو اسکے منہ سے ٹب نکلی جب رزم نے ٹی ہی اسے اسکے بالوں سے پکڑ کر کھینچا!۔۔۔۔۔۔

میں کیا پوچھ رہا ہوں اور تم منہ پر ٹیپ لگا کر بیٹھی ہو۔ مشی اسے کیا جواب دیتی وہ تو اس آواز کو سن کر بلکل سن ہو گئی تھی اور اپنی آنکھوں میں تکلیف کے آنسوں لے کر وہ اس نقاب کی طرف ہاتھ بڑھانے لگی۔

اور ایک ہی بار میں اسکا نقاب کھینچ کر اتار دیا۔ اور اگلے ہی لمحے وہ حیرانگی سے اپنے سامنے بیٹھنے اس شخص کو دیکھنے لگی جو کہ اس سے محبت کہ دعویدار تھا۔

مشی کے بال ابھی بھی اسکی گرفت میں تھے۔ جب اسنے مشی کو خود کو تکتے پایا تو گویا ہوا۔ تمہیں کیا لگتا تھا میں تم سے محبت کرتا ہوں؟۔۔۔۔۔۔۔۔ تم سے؟۔۔۔۔۔۔۔۔ تم جیسی کو تو میں منہ لگانا بھی پسند نہیں کرتا۔

اور ایک جھٹکے سے مشی کو دھکا دیا تھا کہ اسکا سر بیڈ کے کونے میں جا لگا۔ تکلیف تو اسے بہت ہوئی تھی سر بھی چکرہ گیا تھا۔

لیکن یہ تکلیف اس تکلیف کے سامنے کچھ بھی نہیں تھی جو رزم نے اسے اپنے پیار کے جال میں پھانس کر دی تھی۔

تو کیا وہ اسے بے وقوف بنا رہا تھا۔ اسکا استعمال کر رہا تھا۔ اپنے بدلے کے لئے۔

ابھی وہ انھیں سوچوں میں گم تھی کے رزم بولا نہیں دھاڑا تھا۔ اٹھو ابھی کے ابھی یہاں سے۔ اور میرے جوتے اتارو۔

مشی کے اندر کیا کچھ نہیں ٹوٹ تھا جیسے اس نے مسیحا سمجھا تھا وہ ہی اسکا دشمن نکلا تھا۔

اسے نہیں پتا تھا وہ کس بات کا بدلا لے رہا ہے۔ اسے بس اتنا پتا تھا کہ وہ اپنی پہلی محبت ہار چکی ہے۔ اور اپنی محبت کا یہ نیا روپ اسے کوئی خوشی نہیں بلکہ ایسے زخم دے رہا تھا جو کہ شاید کبھی نا بھر سکے۔

اسکے دل میں آمنہ بیگم کی بات آئی تھی کہ لڑکیوں کو سمبھل کر رہنا پڑتا ہے۔ بہت سے لوگ ہماری زندگی میں اتے ہیں لیکن ہر کوئی مخلص نہیں ہوتا کچھ لوگ ہمیں توڑنے کے لئے بھی ہوتے ہے۔

ہمیں ایسے لوگوں سے دور رہنا ہے اور بچنا ہے۔ لیکن اگر کبھی ہم سے یہ غلطی ہو جائے تو وہی سے ہماری زندگی کا امتحان شروع ہوتا ہے۔ یہ ہم پر ڈیپنڈ کرتا ہے کہ ہم مقابلہ کرتے ہیں یاں اپنے آپ کو ہی تکلیف پہنچاتے ہیں ۔ تب ایک ہی چیز ہمارے کام آتی ہے اور وہ ہے صبر۔

منشی ابھی انہی سوچوں میں تھی۔ ڈبڈباتی ہوئی آنکھوں سے رزم کو دیکھ رہی تھی۔

رزم نے اشارے سے اسے وہ کرنے کو کہا تھا۔۔۔۔۔اور مشی اس کے پاس گھٹنوں کے بل بیٹھ کر اس کے جوتے اتارنے لگی۔

جو تو رنے کے بعد وہ جیسے ہی پلٹی اسی ٹائم رزم نے اسے حکم دیا تھا۔

ابھی کے ابھی جلدی سے اپنا یہ فضول کا سازو سامان اتارو۔ مجھے تم کوئی حور پری نہیں لگ رہی بلکہ ابھی تم مجھے میرے کمرے میں ناقابل برداشت وجود لگ رہی ہو۔

مشی جانے لگے لیکن پھر رک گئے مسلسل نہیں تھی کہ وہ اسے کیسے رزم کو جانے دے سکتی ہے؟۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ کیوں اسکی ہر بات مانے؟۔۔۔۔۔۔۔اپنے سوالوں کے جواب لینے کے لئے وہ واپس رزم کے پاس گئی۔

آپ میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتے؟ میرا قصور کیا ہے مجھے یہ تو بتائیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اگر نہیں بتا سکتے تو ابھی اس وقت مجھے بنا رشتے سے آزاد کریں۔

دھوکا دیا ہے آپ نے مجھے، فریب کیا میرے ساتھ۔ منشی کی بات سننے کی دیر تھی کے رزم جو کے تھوڑا ریسٹ کرنے کہ ارادہ رکھتا تھا غصّہ سے فورا بیڈ سے اٹھا۔۔۔۔۔۔

جاتے ہیں مشی کو بازو سے پکڑا رکھ کے ایک زوردار تھپڑ دے مارا۔ اگر رزم نے مشی کو پکڑا نہ ہوتا تو کب کی زمین بوس ہو چکی ہوتی۔

انگلی اٹھا کر وارن کیا۔۔ آج کے بعد اگر تم نے مجھ سے اس لہجے میں بات کی تو تمہاری زبان کاٹ کے رکھ دوں گا ۔

یہ کہتے ہوئے ایک زوردار تھپڑ رکھ کر دیا تھا اس کے دوسرے گال پر بھی۔

اور اس کی کلائی پکڑ کر مروڑی تھی اور پیچھے کمر کے ساتھ لگا دی تھی۔ کتنی ہی چوڑیاں ٹوٹ کر اس کے ہاتھ میں پیوست کر گئی تھی۔ اور درد کی وجہ سے اس کی آنکھوں سے دریا رواں تھا۔ آہ نکلی تھی اس کے منہ سے۔

ملزم نے اپنا چہرہ بالکل اس کے چہرے کے قریب کر لیا کے کان میں سرگوشی کی۔ یہ کہنا بہتر ہو گا کہ اپنے زہریلے الفاظوں کا سیسہ انڈیلا۔

تمہاری اوقات ہے مجھ سے سوال کرنے کی، تمہیں کیا لگتا ہے میں تمہارے اس حسن کو دیکھ کر پاگل ہو جاؤں گا تم پر فدا ہو جاؤ نگا۔ ارے میں تو اس چہرے پر تھوکنا بھی پسند نہیں کرتا۔

مجھ سے پہلے نہ جانے کتنے لوگوں کے ساتھ افیئرز چلا چکی ہو۔ اور کتنوں کی باہوں میں جھول چکی ہو۔ تمہیں تو پسند ہے نا یہ سب کرنا۔ کہ سب تمہارے آگے پیچھے گھومے۔

منشی جو کہ پہلے ہی رزم کی قربت سے گھبرا رہی تھی اوپر سے اس کے زہریلے الفاظ سن کر اس کا اتنا بھیانک روپ دیکھ کر اور ڈر گئی۔

رزم نے ان کچھ ہی لمحوں میں اسکی عزت نفس کو اپنے الفاظوں سے روند دیا تھا۔ بے آواز رونے لگی۔ اور کوسنے لگی اس لمحے کو جب اس نے یہ اعتراف کیا تھا کہ اسے اس سے محبت ہے۔ اور وہی اعتراف اسکا جرم بن گیا تھا۔

آب یہ ٹسوے بہانہ بند کرو تمہارے یہ مگرمچھ کے آنسو مجھ پر کوئی اثر نہیں کرنے والے۔ تو اپناڈرامہ بند کرو ابھی کے ابھی وہ بولا نہیں تھا وہ دھاڑا تھا۔

سمجھ میں نہیں آتی ایک بڑ میں کہی ہوئی بات۔ جاؤ اور جا کر کپڑے تبدیل کرو۔ اور ہاں ایک بات کان کھول کر سن لو۔ تم یہاں پر میری بیوی نہیں بلکہ میری نوکرانی بن کر رہو گی اور جتنی جلدی تمہیں یہ بات سمجھ میں آجائے گی اتنا تمھارے لئے اچھا ہو گا۔

یہ کہتے ہی اسنے مشی کو ایک جھٹکے سے چھوڑا تھا اور ایک بار پھر مشی کا سر ٹکرایا تھا ڈریسنگ ٹیبل سے۔

اور خون کی ایک لکیر نکلی تھی اسکے ماتھے سے۔ جبکہ رزم بغیر اسے دیکھے زور سے دروازہ بند کرتا چلا گیا تھا وہاں سے۔

اور مشی وہی بیٹھ کر اپنی قسمت پر ماتم کر رہی تھی۔ اسے کوئی پرواہ نہیں تھی کہ اس کے سر سے خون بہہ رہا ہے۔ یا اس کے ہاتھ میں انگنت کانچ کے ٹکڑے پیوست ہیں۔

لیکن وہ تو یہ سوچ رہی تھی۔ کہ اب اسے ان سب کی عادت ڈال لینی چاہیے۔ اسی لیے وہ اٹھی اور اٹھ کر ڈریسنگ روم میں جا کر سب سے پہلے اپنے کپڑے تبدیل کیے۔

ہلکا سا گلابی کلر کا سوٹ پہن کر وہ بیڈ پر آئی۔ اور وہاں لیٹ گئی۔ ایک بار پھر اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کا ایک دریا بہنا شروع ہو گیا تھا۔ روتے روتے نہ جانے کب اس کی آنکھ لگ گئی اسے پتہ ہی نہیں چلا۔ اور وہ بے خبر نیند کی آغوش میں چلی گئی۔

جلال بیا کا ہر طرح سے خیال رکھنا تو اسے کسی بھی چیز کی ضرورت ہوتی ہے خود ہی اسے وہ چیز مہیا کرتا تھا۔

بو سے اپنی عادت ڈال رہا تھا تا کہ جس طرح وہ بھی آ کے بغیر نہیں رہ سکتا بیا کا بھی اس کے بغیر جینا محال ہو جائے۔

اور وہ اس پر پورا پورا عمل کر رہا تھا اور کامیاب بھی ہو رہا تھا آہستہ اس کی بیا کو عادت ہو رہی تھی۔

لیکن وہ دھرنا ابھی تک نہیں چھوڑا تھا اس نے جلال سے۔ جب بھی وہ سامنے آتا یا اس کے قریب آنے کی کوشش کرتا تو گھبرا جاتی تھی۔

اور ہمیشہ کی طرح اس کے چہرے پر ان گنت رنگ رقص کرتے کرتے تھے جن کو دیکھ کر جلال مدہوش ہونے لگتا تھا۔

لیکن بیاں سے کیا ہوا اپنا وعدہ وہ بولا نہیں تھا بس کبھی کبھی اسے تنگ کرتا تھا۔ اور یہ کرنا وہ اپنا حق سمجھتا تھا۔

آخر وہ اپنی جانم کو تنگ نہیں کرے گا تو اور کون کرے گا اس کا بس چلتا تو وہ اپنی ملازماؤں سے بھی اسے چھپا کر رکھتا۔

کبھی کبھی جلال کی اس جنون سے ڈرنے لگتی تھی۔ لیکن اب وہ آہستہ آہستہ ان سب کی عادی ہوتی جا رہی تھی جلال جیسا چاہتا تھا بالکل ویسا ہی ہوتا جا رہا تھا۔ اور آج جو جان بوجھ کر بھی آتے کچھ گھنٹوں کے لئے دور گیا تھا۔

اور اس کے عین مطابق بھیا پریشان ہو رہی تھی اسے گھبراہٹ ہو رہی تھی اس کا دل ہی نہیں لگ رہا تھا کہ کسی چیز میں اس لئے وہ جلانے کے قبر کھول کر اس میں سے اس کے کپڑے نکال کر وہ سرچ کر کے رکھنے لگیں۔

کی اچانک اس کی نظر جلال کے سفید کرتے پر پڑی۔ اور وہ نہ محسوس انداز میں اسے اپنے سینے سے لگائے اس میں سے آٹھتی کلون کی خوشبو کو محسوس کرنے لگیں۔

اور نہ جانے اسے کیا سوجھی کہ وہ فوراسے وہ شرٹ لے کر چینجنگ روم میں چلی گئی۔

ابھی بیا چینجنگ روم میں گئی ہی تھی کہ جلال کمرے میں داخل ہوا۔

آج پھر اسکی ٹارچر سیل میں اسکا نیا شکار موجود تھا۔ جو کے نہایت ہی خوفزدا نظروں سے اپنے سامنے کھڑے بشر کو دیکھ رہا تھا۔

جو کے اپنے باس کے ایک اشارے پر کسی کی بھی جان لے سکتا تھا۔

وہ تو حیران تھا کے کون لوگ ہیں یہ اور اسے کیوں یہاں قید کر رکھا ہے۔۔۔۔۔۔۔؟

اچانک سے اس سیل کے باہر قدموں کی چاپ سنائی دی اسکی تو روح فنا ہونے لگی تھی اپنے ساتھ ہونے والے انجام کو سوچ کر کیوں کے جتنا اسے بشر کی زبانی پتا لگا تھا کے جے۔ڈی کسی پر رحم نہیں کرتا۔ اور وہ خود بھی تو جانتا تھا۔ کے وہ کتنا سفاک ہے۔

وہ ایک ظالم اور سفاک انسان ہے۔ جیسے ہی وہ اندر آیا تو اسکی نظر سیدھا بشر کی نظروں سے ٹکرائی۔

اس نے اشارے میں پتا نہیں ایسا کیا کہا کے بشر فوراباہر گیا اور تھوڑی دیر بعد جب وہ اندر آیا تو اسکے ہاتھ میں ایک بیگ تھا۔

جے۔ڈی اس کرسی سے بندھے ہوئے وجود کے پاس آیا اور بغیر اسے بولنے کا کوئی بھی موقع دیئے۔

اس نے بیگ میں سے ہنٹر نکالا اور اس پر برسانا شروع کردئے۔

وہ لگاتار اس پر ہنٹر برسائے جارہا تھا۔ اور اس وجود کی چیخوسے پورا سیل گونج اٹھا تھا دردناک چیخیں۔

لیکن اس ظالم پر اس کا کو اثر نہیں ہوا تھا وہ اپنے کام میں جاری تھا۔

جب اسے لگا کے جتنی اسے چوٹ دینی ہے اس سے زیادہ وہ دے چکا ہے تو اس نے ہنٹر کو دور پھینکا اور خود دوبارہ سے بشر کی طرف دیکھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بشر اسی وقت ایک چیز اپنے ہاتھ میں لئے جلال کی طرف آیا۔ جلال نے جب اسکے ہاتھ سے وہ چیز لی تو اس انسان نما شکل کے وجود نے اپنے سر کو ہلا کرنا میں جنبش دی۔۔۔

لیکن جے۔ڈی پر نا اثر ہونا تھا اور نا ہوا۔۔۔۔وہ وہی بلیڈ لے کے اسکے پاس آیا اور باری باری اسکے دونوں ہاتھوں کی چمڑی کو ادھیڑنے لگا۔

اور چیخوں کا نا ختم ہونے والا سلسلہ پھر سے شروع ہو چکا تھا اور اب یہ رکنا تب ہی تھا جب اسکا کام پورا ہونا تھا۔

جب اسکا کام پورا ہوا تو وہ غور سے ہاتھوں سے بہتے ہوئے خون کو دیکھنے لگا جیسے اسے اور زیادہ چاہ بڑھ رہی تھی کہ وہ اور خون دیکھے اس شخص کا۔

ابھی وہ دیکھ ہی رہا تھا کہ بشر اسکے پاس ایک ٹب لیا تھا۔ جس میں کوئی میٹھا محلول تھا لیکن وہ گرم تھا اور یہ اس میں سے اٹھتا ہوا دھواں صاف بتا رہا تھا۔

اس شخص کو ایسا لگ رہا تھا کے آج تو جے۔ڈی اسکو تڑپا تڑپا کر مار کر ہی دم لے گا۔

اور اس سے پہلے جلال کچھ کرتا وہ زور زور سے رونے لگا کے مجھے بخش دو۔ چھوڑ دو مجھے تم جو کہو گے میں تمہیں وہ دو گا۔

اور اسکی اس بات پر جلال کے ماتھے پر لا تعداد شکنوں کا جال بچھا تھا۔

اور جلال نے اسکے چمڑی سے پاک ہاتھوں کو اپنی گرفت میں لیا اور اسی ٹائم اس میٹھے لیکن گرم پانی کے محلول میں ڈال دیئے۔

اور ایک بار پھر وہ شخص چلانے لگا۔ اسکی یہ چیخیں جے۔ڈی کو ایک لطف بخش رہی تھی۔ وہ بہت انجوائے کر رہا تھا یہ منظر۔

اور اب ایک آخری کام رہتا تھا جسے کرنے کے بعد وہ اس ڈرامے سے جان چھوڑانا چاہتا تھا۔ وہ ٹو جیسے اسکی چیخیں سن سن کر اکتا گیا تھا۔

اور وہ کیا تھا وہ تو بشر کو بھی پتا نہیں تھا۔ جلال نے اسی ٹائم بشر کو حکم دیا تھا۔ اور بشر کسی چراغ کے جن کی طرح ایک بند باکس لے کر اسکے سامنے حاضر ہوا تھا۔

جلال نے بشر کو اشارے سے وہ باکس اس شخص پر الٹنے کا کہا!۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ باکس الٹ کی دیر تھی وہ جو پہلے سے ہی نڈھال تھا۔ اب تو چیخ چیخ کر اسکا گلا ہی بیٹھ گیا تھا۔ لیکن پھر بھی وہ چیخنے لگا۔

اور اچھل اچھل کر وہ ان چیزوں کو خود سے اتارنے کی ناکام کوشش کر رہا تھا جو کے ناکام تھی کیوں کے اس باکس میں کچھ اور نہیں بلکہ کیڑے اور دوسرے کئی قسم کے حشرات شامل تھے۔

اور وہ اسکی چمڑی سے جا کر چپک گئے تھے اور اسے کھانا شروع کر دیا تھا جی کی وجہ سے وہ تکلیف کے باعث نڈھال ہو رہا تھا۔ اسے لگ رہا تھا وہ قبر میں ہے۔ اور اب وہ یہاں سے کبھی نکل نہیں پائے گا۔

بلکل سہی سوچا تم نے میں یہ دنیا ہی تمہارے لئے جہنم بنا دوں گا۔ تم موت مانگو گے لیکن تمہیں وہ نصیب نہیں ہو گی۔ جلال نے نفرت سے پھنکارا تھا۔

جلال اسے دیکھ کر قہقہہ لگا کر ہنسنے لگا اور وہ کوئی عام ہنسی نہیں تھی وہ ایک پر اسرار ہنسی تھی جو کے اسکی حالت دیکھ کر وہ اسکا مذاق اڑانے کے لئے کر رہا تھا۔

پھر وہ بشر کی طرف بڑھا۔ اسے جتنا بھی ٹارچر کرنا ہے میں خود کروں گا اور یہ مارنا نہیں چاہے اس بات کہ خیال تم رکھو گے۔

اور اگر یہ مرا تو اس سے زیادہ دردناک انجام تمہارا ہو گا۔

انگلی اٹھا کر وارن کر کے جلال نے باہر کا رخ کیا۔ لیکن باہر جاتے ہوئے بھی وہ اسکی آوازیں بخوبی سن سکتا تھا۔ کیوں کے وہ سیل جنگل کے بیچ و بیچ تھی۔

اس لئے اسکی آواز ہر طرف گونج رہی تھی۔ لیکن یہاں اسکی مدد کرنے والا کوئی بھی نہیں تھا۔

جاری ہے۔

Ly g epi hazir hai ab btaye kia hony wala hai🤔🤔🤔 . or jazbati na hun sb undercontrol hi 🙈😍😍 ye btaye epi kc hi 😍❤️❤️

Surprise mega episode😍🙈

Don't copy paste without my permission💣💣

#ناول_مریض_ء_عشق

#رائیٹر_سندس_پری

#قسط_23

جلال جیسے ہی کمرے میں داخل ہوا تو اسے بیا کہیں پر بھی نظر نہ آئی۔ اپنی جانم کو تلاش کرنے کے لئے اس نے یہاں سے وہاں نظر دوڑائیں تو اس کی نظر الماری پر پڑی اس کے الماری کے دونوں پٹ کھلے ہوئے تھے جبکہ بیا کی الماری بالکل بند تھی۔

اور باتھ روم کا دروازہ بند دیکھ کر وہ سمجھ گیا کہ بیا اس وقت واش روم میں ہے۔ وہ اپنی کبرڈ کی طرف بڑھا تو اس نے دیکھا کہ اس کے کپڑے تو سارے ہی ہینگ ہیں۔

جلال کو ایک انجانی سی خوشی ہوئی تھی یہ دیکھ کر کبھی اپنے بوریت مٹانے کے لئے اس کے کپڑے سہی سے تہہ کر رہی تھی۔

وہ جانتا تھا کہ آج پورا دن بیا بور ہو رہی ہو گی۔ وہ سکے چھوڑ کر تو نہیں جانا چاہتا تھا لیکن یہ بھی ضروری تھا کہ اسے جلال کی کمی کا احساس ہو۔

اور اسے یہ بھی پتہ تھا کہ اس کی جانم کتنی ڈرپوک ہے اس لئے وہ خود سے کبھی بھی ملازموں سے بات کرنے کی کوشش نہیں کریں گی۔ اور یوں ہی بور ہوتی رہے گی جب اسے کچھ بھی نہیں سوجھے گا تو وہ جلال کے بارے میں ضرور سوچے گی۔

اور یہی تو جلال چاہتا تھا کہ بیا اس کے بارے میں سوچے، جلال کی کمی کو محسوس کرے وہ،اس کے بغیر جینا محال ہو جائے اور وہ دونوں دو روح اور ایک جان ہو جائیں۔

ابھی جلال یہی سوچ سوچ کر مسکرا رہا تھا کہ اچانک سے بیا باہر آئی۔ اور جلال تو حیرت سے اسے دیکھنے میں مصروف تھا کہ یہ کیا پہنا ہوا ہے اس نے۔

اور جب سمجھا آیا تو زندگی سے بھرپور ایک مسکراہٹ نے اس کے چہرے کا احاطہ کیا تھا لیکن اس کی نظروں میں صاف شرارت محسوس کی جا سکتی تھی۔

اور بیا جو کہ اپنے دھیان چینجنگ روم سے باہر آئی تھی آتے ہیں آئینے کے سامنے کھڑے ہو کر اپنے آپ کو دیکھنے میں مصروف ہو گئی۔ جلال کا وہ کرتا ہے جو کہ بیا کے پورے گھٹنوں سے بھی نیچے تک جاتا تھا اور بیا کے بازو تو اس کرتے کے اندر جیسے چھپ سے گئے تھے۔

وہ اپنے ہاتھ اٹھا اٹھا کر اپنے بازو کو دیکھنے میں مصروف تھی یہ جانے بغیر کے دو آنکھیں کب سے اس کے اوپر نظر رکھے ہوئے ہیں اور بہت فرصت سے اسے دیکھنے میں مصروف ہیں۔

کبھی وہ ایک ہاتھ اٹھاتی تو کبھی دوسرا ہاتھ اٹھاتی اور کبھی دونوں ہاتھوں کو آگے لہرا کر اوپر نیچے کرنے لگتی اسے جیسے عمل سے خوشی مل رہی تھی۔

اور کبھی اپنے کالر کو پکڑ کر اوپر کرتی کبھی اسے یوں کر کے اپنے گلے کو کور کرنے کی کوشش کرتی کیوں کہ جلال کا کرتا کافی بڑا تھا اس لئے اس کا گلا توڑا ڈیپ تھا۔

اچانک بیا کو محسوس ہوا کہ وہ کسی کی پر تپش نظروں میں قید ے اس لیے وہ جیسے ہی پیچھے مری جلال کو اپنے سامنے دیکھ کر اس نے دونوں ہاتھ اپنے منہ پر رکھ لئے۔

اس میں صرف ایک بار نظر اٹھا کر جلال کو دیکھنے کی کوشش کی تھی۔ اور سامنے سے جلال اسے بہت ہی بے باک نظروں سے دیکھ رہا تھا بیا نے فوراً اپنی پلکوں کی جھالر گرائی تھی۔

اور اس سے پہلے وہ بھاگنے کی کوشش کرتے ہیں سوچتے کہ کیا کرنا ہے جلال اس کی طرف قدم بڑھانے لگا۔ اور اس تک پہنچتے ہی جلال نے اس کے گرد اپنے بازووں کا گھیرا تنگ کر دیا۔

بیعت جب کوئی رائے فرار نظر نہ آئیں تو وہ رونے کی تیاری کرنے ہی والی تھی کہ جلال نے اس کے کان میں سرگوشی کی جانم اگر رونے کی کوشش کی غلطی سے بھی تم نے کی۔

تو یہ جو سب کچھ تم نے کیا ہوا ہے نہ یہ میرے سوئے ہوئے جذبات کو جگانے کے لیے کافی ہے۔ اور میں تمہیں بخشنے والا نہیں ہوں سوچ لو پھر کیا کرنا ہے تم نے اگر تم چاہتی ہو کہ میں وہ سب کرو تو ٹھیک ہے۔

یہ کہتے ہوئے ابھی جلال اس کی طرف جھکا ئیں تھا کہ بیا فورا سے بول پڑی نہ۔۔۔نا۔۔۔نہیں

مہ۔۔۔۔۔۔۔میں تو نہیں رو رہی۔ دیکھیں دیکھیں کہاسے میں رو رہی ہوں میں تو بالکل خاموش کھڑی ہوں۔

اور جلال کی گرفت سے نکلنے کی کوشش کرنے لگی جو کہ ناکام تھی۔ جان میری گرفت سے نکلنا تمہارے بس کی بات نہیں ہے تو یہ ناکام کوشش چھوڑ دو۔ کیوں اپنی ننھی سی جان پر ظلم کر رہی ہو۔

وہ وہ مجھے چینج کرنے جانا ہے۔

پہلے تم مجھے یہ بتاؤ کہ تم نے یہ کیا پہنا ہوا ہے کیا تمہارے کپڑے ختم ہو گئے ہیں۔ یا آج دل کر رہا تھا میرا کرتا پہن کر مجھے محسوس کرنے کا۔ اگر ایسی بات ہے تو میں تو حاضر ہوں بندہ بشر حاضر ہے۔ آپ حکم کریں آپ کا غلام کچھ بھی کرنے کو تیار ہے۔

دیا جو کہ پہلے ہی گھبرائی ہوئی تھی جلال کی ایسی باتیں سن کے تو اس کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسنی سی دوڑ گئی تھی۔ اور وہ بہانہ تلاش کرنے لگی کہ جلال کا کرتا پہننے کا اس کو کیا جواز پیش کرے۔ کچھ کوئی کو سمجھنے لگیں کیوں اس نے میں کرتا پہنا تھا اور اگر پہن لیا تھا تو جلال نے اسی وقت کمرے میں داخل ہونا تھا۔

آپ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ آپ نے تو دیر سے آنا تھا اتنی جلدی کیسے آ گئے۔

Don't try to change the topic janam ❤️

بات کو بدلنے کی کوشش مت کرو جانم مجھ سے بچنا مشکل ہی نہیں ناممکن ہے تمہارے لیے مزید خود کو مجھ سے دور کرنے کی کوشش میں تم مجھے اپنی طرف مائل کر کے اپنے اور نزدیک لے آتی ہو۔ اور پھر مجھ سے گلہ کرتی ہو کہ میں شرارت کرتا ہوں۔

وہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ۔۔۔ مم۔۔۔۔۔۔۔۔ میں مجھے کپڑے نہیں مل رہے تھے۔

تو تم نے میرے کپڑے پہن لیے واہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ لیکن ایک بات کہو جانم تم ان کپڑوں میں زیادہ پیار لگ رہی ہو۔

میں ایک کام کرتا ہوں اب تمہارے سارے کپڑے یہاں سے ہٹوا دیتا ہوں آج کے بعد تم صرف میرے ہی کرتے پہنا کرو گی۔ تم اس میں مجھے زیادہ پسند آئی ہوئی۔ تمہارا یہ نکھرا نکھرا روپ مجھے ان کپڑوں میں دیکھ کر مدہوش کر رہا۔

مم۔۔۔۔۔۔۔۔۔میں ابھی جا کر چینج کرتی ہوں۔

نہیں جانم اب تم کہیں نہیں جا سکتی۔ بیا مسلسل جلال کی گرفت سے نکلنے کی کوشش میں ہلکان ہو رہی تھی۔

جلال نے بیا کی کمر کو اپنے ساتھ لگایا ہوا تھا اور اپنا چہرہ اس کے کندھے پر رکھا ہوا تھا ان دونوں کا عکس شیشے میں صاف نمایاں ہو رہا تھا۔ ان کو دیکھ کر ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ دونوں ایک دوسرے کے لئے ہی بنے ہیں۔

اچانک جلال کی نظر شیشے سے جھانکتی ہوئی ان گرین آنکھوں سے ہٹتی ہوئی اسکی گردن سے نیچے جھانکتے ہوئے اس دل پر گئی۔ جو کہ گردن کے نیچے سے مسکراتے ہوئے جلال کو ہی جھانک رہا تھا۔

جلال نے ٹرانس کی کیفیت میں اپنے ہونٹ اس تل پر رکھ دیے۔ جب کہ جلال اس حرکت پر بیا نے اپنا سانس روک دیا تھا۔

جبکہ جلال بیا کے خوبصورت چہرے پر رقص کرتے رنگوں کو دیکھ کر مبہوت ہی تو ہو گیا تھا۔ بیا کو تنگ کرنے کا ارادہ ترک کر کے اس نے بیا کو اپنی باہوں میں بھرا اور بیڈ پر لے جا کر لیٹا دیا۔

اور اس کے لیٹتے ہی گویا ہوا آج کے بعد میری جانم سونے سے پہلے یہی نائٹی کے طور پر پہنا کرے گی۔

بیا نے فوراً اس کی نفی کی تھی نن۔۔۔۔۔۔۔ نن۔۔۔۔۔۔۔۔ نہیں، یہ تو یہ تو غلطی سے میں نے پہن لیا تھا آج کے بعد میں کبھی نہیں پہنوں گی پکا والا پرومس۔ بیا نے اتنی ہی معصومیت سے جواب دیا تھا۔

لیکن جانم جو بھی ہو پہننا تو پڑے گا۔ یہ کہتے ہوئے اس اس نے بھی بیا کو اپنے حصار میں لیا اور سونے کے لئے لیٹ گیا۔

لیکن آپ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سے پہلے بیا کچھ بولتی جلال نے اس کے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ دیا تھا۔ جانم اگر ابھی تم چپ نہیں ہوئی تو آگے جو بھی ہو گا اس کی ذمہ دار صرف تم ہو گی۔

لیکن آپ میری بات تو سنے۔۔۔۔۔۔۔

اچھا ایک شرط پر میں تمہاری بات سنو گا۔۔۔۔۔۔ بولو منظور ہے۔

جی منظور ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تو چلو پھر میرا نام لو اپنی زبان سے میں دیکھنا کھاتا ہوں کی میرا نام تمہاری زبان سے ادا ہو کر کتنا کتنا میٹھا اور پیارا لگتا ہے۔

بیا پہلے تو تھوڑا گھبرائی۔ لیکن پھر ہمت کر کی آنکھیں بند کی اور ایک ہی سانس میں بول گئی۔ جل۔۔۔۔۔۔۔ جلال

جلال کو آج سے پہلے اپنا نام اتنا پیارا کبھی نہیں لگا تھا۔۔۔ اس لئے بول پڑا، پھر سے کہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بیا نے ایک بار پھر کہا جلال۔۔۔۔۔۔۔۔

جلال نے بغیر دیر لگائے بیا کو اپنی گرفت میں لیا اور اسکی آواز کو قید کر لیا۔ اور خود کو سیراب کرنے لگا۔ جبکہ بیا تو بوکھلا گئی تھی جلال کی اس حرکت پر۔ اسے پتا ہی نا چلا تھا کہ کیا ہوا ہے اسکے ساتھ اور جب تک سمجھ آتی وہ قید ہو چکی تھی۔

وہ خود کو آزاد کروانے کی ناکام کوشش کرنے لگا۔ آخر کار جلال کو ترس آ ہی گیا اور اس نے آرام سے بیا کو آزادی بخشی۔

اور بیا وہ تو لمبے لمبے سانس لے کر خود کو ریلیکس کرنے کی کوشش کرنے لگی۔ شرم سے بیا کی نظریں ہی اوپر نہیں اٹھ رہی تھی۔

جلال نے بیا کو اپنے حصار میں لیا اور اس کا سر اپنے سینے پر رکھ کر سونے کی کوشش کرنے لگا۔

یہ تو ڈر کے مارے تھوڑی دیر میں نیند کی وادیوں میں چلی گئی تھی۔ جبکہ جلال اسے دیکھنے میں مصروف تھا۔

اور سوچ رہا تھا کہ اس کا فیوچر کافی مشکل ہونے والا ہے کیونکہ بیا تو اس کی سوچ سے بھی زیادہ نازک ثابت ہوئی ہے وہ کیسے برداشت کرے گی جلال کی شدتوں کو۔

کل رات جو کچھ ہوا اس کے بعد مشی کو سوتے سوتے دیر ہو گئی تھی۔ اس کے لیے تو کل کی رات کسی بھیانک خواب سے زیادہ نہ تھی۔

اسی لیے وہ اتنی دیر تک سو رہی تھی۔ وہ تو جلدی اٹھنے کی عادی تھی ہی نہیں ہمیشہ ہی لیٹ اٹھا کرتی تھی۔ زخم کی وجہ سے پوری رات اس کے سر میں شدید قسم کا درد ہوتا رہا زخم اتنا گہرا تو نہ تھا لیکن اس کی تکلیف بہت زیادہ تھی۔

اچانک ہی روم کا دروازہ تھا اور رزم کمرے میں داخل ہوا تھا۔ اور اس کی پہلی نظر ہی بستر پر بے خبر سوئے وجود پر گئی تھی۔ وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا مشی تک پہنچا۔

اس سے پہلے کہ وہ اوپر سے کمفرٹر کھینچ کر اتارتا۔ اس کی نظر اس پری چہرے پر گئی تھی۔ مشی کے بالوں نے اس کے چہرے کا احاطہ کیا ہوا تھا۔ رزم میں بڑے آرام سے چہرے سے اس کے بالوں کی آوارہ لٹوں کو پیچھے کیا ۔

اور اس کے چہرے کو دیکھنے لگا جو کہ ایک دن میں ہی مرجھایا ہوا لگ رہا تھا۔ اس کے ماتھے پر چوٹ کے نشان دیکھ کر رزم کو ایک انجانا سا دکھ ہوا تھا۔ اور بے خودی کے عالم میں رزم اس کے ماتھے پر لگی چوٹ پر جھکا تھا۔ اور اپنے پیار کی پہلی مہر ثبت کی تھی۔

لیکن اگلے ہی لمحے اس دکھ کی جگہ نفرت کی چنگاری نے لے لی تھی۔ اور کہیں سے بھی یہ وہ رزم نہیں لگ رہا تھا جو تھوڑی دیر پہلے اتنے نرم احساسات سے مشی کو دیکھنے میں مصروف تھا۔

اچانک ہی رزم نے باتھ روم کا رخ کیا اور وہاں سے ایک بالٹی پانی کی بھر کر لے کر آیا۔ اور بغیر بھی کوئی وقت ضائع کئے اس نے وہ پانی سے بھری ہوئی بالٹی مشی کے اوپر انڈیل دی۔

مشی بستر پے بے خبر سوئی ہوئی تھی آنے والے لمحات سے بے خبر اچانک سے اسکے اوپر پانی سے بھری بالٹی انڈیل دی گئی اتنی شدید سردی میں پانی گرنے سے اسکے سارے کپڑے گیلے ہو گئے۔

اور مشی ہڑبڑا کے اٹھ بیٹھی تھی. سامنے دیکھا تو وہ مغرور شخص کھڑا تھا, اپنی تمام تر وجاہت لیے وہ اسے ہی گھور رہا تھا.

تمہیں یہاں آرام کرنے کے لئے نہیں لایا ہوں. جو یوں مہارانیوں کی طرح ابھی تک آرام فرما رہی ہو۔

اٹھو کپڑے نکالو میرے اور ناشتہ بناؤ, آج سے میرے سارے کام تم کرو گی, اور اگر کوئی گڑبڑ کرنے کی کوشش کی نا تو مجھ سے برُا کوئی نہیں ہو گا انگلی اٹھا کے رزم نے تنبیہ کی! ۔۔۔۔۔۔

اور وہ اپنا منہ کھولے اسکے آرڈر سن رہی تھی۔۔. جو آرڈر تو ایسے کر رہا تھا_ جیسے اس نے کہا اور سب کام خود ہی ہو جائیں گے۔

کیوں کہ اسنے تو یہ کام کبھی نہیں کیے تھے_ وہ ابھی تک اپنی سوچوں میں گم تھی, کے وہ پھر سے دھاڑا تمہیں سنائی نہیں دے رہا؟

محترمہ کس کے خیالوں میں کھو گئی ہو اٹھو ابھی کے ابھی۔۔۔۔۔۔۔۔

اور وہ بیچاری اس ستمگر سے سہم کے فوراً سے اٹھ کے کھڑی ہو گئی۔اب دیکھ کیا رہی ہو جاؤ اور پانچ منٹ میں بریک فاسٹ ریڈی کرو۔

۔لیکن میں کیسے؟۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مطلب مجھے تو کچھ بھی نہیں آتا بنانا؟۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ڈر ڈر کے یہ الفاظ ادا کیے تھے اسنے۔۔۔

اب تو باقائدہ اسے رونا آرہا تھا لیکن اس ستمگر کو کہاں پرواہ تھی کے وہ مانے گا وہ پھر خیالوں میں گم ہو چکی تھی۔

اس نے جب پھر اسے خیالو میں گم پایا تو اسے اسکی کلائی سے پکڑ کے ایک دم اپنی طرف کھینچا۔اور وہ جو اسکے لئے تیار نا تھی سیدھا جا کے اسکے سینے سے لگی تھی۔

گھبراہٹ اور شرم سے اس سے اوپر دیکھا بھی نہیں جا رہا تھا۔ اسکی آنکھوں میں۔۔۔

وہ بخوبی اسکے چہرے کے اتار چڑھاؤ کو دیکھ رہا تھا۔۔۔ وہ خوب سمجھ بھی رہا تھا۔

اسکے دل کی دھڑکن اتنی تیز تھی کے وہ بخوبی سن رہا تھا۔ وہ کھو رہا تھا اسکے نوخیز حسن میں۔

اور ٹرانس کی کیفیت میں اس نے اپنا چہرہ اسکے گیلے بالوں میں چھپا لیا تھا۔ یہ جانے بغیر کے اگلے کی کیا حالت ہو رہی ہے۔

وہ جو اتنی قریب دیکھ کے اپنی سانسوں کو ہموار کرنے کی کوشس کوشش کر رہی تھی۔ اس حرکت سے اور بوکھلا گئی تھی۔

اور اسے اپنے سے دور کرنے کی کوشش کرنے لگی۔ جو کے بیکار تھی۔ کیوں کے اسے تو فرق نہیں پڑھا تھا۔ لیکن اسکی سانس ضرور پھول گئی تھی۔ اسکے بازو پے گرفت مزید مظبوط ہو گئی تھی۔

۔اور سہی معینوں میں تو جان تب جسم سے نکلتی محسوس ہوئی جب اسکے ہونٹوں کا دہکتا لمس اسے اپنی گردن پہ محسوس ہوا۔مانو کسی نے جلتا کوئلہ رکھ دیا ہو۔

جب پتا ہے مجھ سے جیت نہیں سکتی تو کوشش بھی کیوں کرتی ہو۔شاید اسے بھی رحم آ گیا تھا۔اسکی حالت پے تبھی ایک جھٹکے سے اسے خود سے دور کیا

اور وہ جو رونے کا شغل فرما رہی تھی بمشکل خود کو گرنے سے بچا پایا۔۔۔جبکہ وہ کافی حد تک اپنے جذبات پر قابو پا چکا تھا۔

اور یہ رونا بند کرو ابھی کے بھی وہ بولا نہیں دھاڑا تھا۔پتا نہیں کیوں لیکن اسکے آنسو اسے تکلیف دے رہے تھے۔ اور انگلی اٹھا کے وارن کرنے کے انداز میں بولا تو لہجے میں چٹانوں سی سختی تھی۔

میرے سامنے زبان چلانے کی کوشش مت کرنا ورنہ کاٹ کے رکھ دوں گا یہ گز بھر کی زبان اور میرے سارے کام تم کرو گی مطلب تم کرو گی سمجھی۔

۔اور اس نے فوراً سے ہاں میں گردن ہلائی تھی۔ کیوں کے بولنے کی تو ہمّت نہیں تھی اس میں

جب یقین ہو گیا کے وہ باتھروم میں چلا گیا ہے۔ تو فوراً سے کپڑے تبدیل کر کے ناشتہ بنانے بھاگی جو کے ایک محاذ لڑنے کی تر ہا تھا۔

کیوں کے کام تو دور وہ تو کچن میں بھی کبھی نہیں گئی تھی۔ سب کام بیا نے ہی کرنے ہوتے تھے۔ کوئی کرنے ہی نہیں دیتا تھا۔

جب بھی امی کچھ کہتی تو بیا فوراً سے دھیان بٹا دیتی۔ یہ سوچ آتے ہی اسکی انکھوں سے آنسو ٹپ ٹپ گرنے لگے تھے۔

اور وہ اپنے کام میں مشغول ہو گئی اس بات سے بے خبر کے کسی کو بڑی تکلیف ہوئی تھی اسکے آنسو دیکھ کے۔ کیا تھا وہ انسان ؟؟۔۔۔۔۔۔۔۔

تکلیف بھی دیتا ہے اور رونے بھی نہیں دیتا ؟۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کیا واقعی وہ نفرت کرتا ہے؟۔۔۔۔۔۔۔۔

یا صرف پریٹنڈ کر رہا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مشی کو بنانا تو کچھ اتا نہیں تھا اس نے اٹا گوندھا جو کی اٹا کم اور پانی کی لیوی زیادہ لگ رہا تھا۔

اس نے اسے ایسے ہی اٹھا کر توے پر ڈال دیا۔ وہ اٹا جہاں جہاں جاتا اپنی جگہ خود ہی بناتا جاتا۔

اور آخر کار وہ روٹی بنانے میں کامیاب ہو ہی گئی جو کی پتا نہیں کونسے ملک کہ نقشہ پیش کر رہی تھی۔

اب باری آملیٹ کی تھی۔ جو کہ اس نے انڈا توڑا اور انڈے کی چھلکے سمیت شاندار جلا ہوا انڈا تیار تھا۔

مشی نے جلدی سے ہاتھ چلا کر ناشتہ ڈائننگ ٹیبل پر لگایا۔ اور خود ایک کونے میں کھڑی ہو کر رزم کہ ویٹ کرنے لگی۔

غازی کو اسکی ماما نے فون کر کے بتایا تھا کہ میشی ابھی تک گھر نہیں آئی وہ اسی ٹائم مطربہ کو چھوڑ کر گھر پہنچا۔

جب وہ گھر پہنچا تو وہاں ایک قیامت اسکا انتظار کر رہی تھی۔ باپ کی اتنی بھیانک سچائی اسکے سامنے آئی تھی۔

اور اسکے ساتھ اس کی بہن لاپتہ تھی سب کہ کہنا تھا کی شجاعت صاحب ہی مشی کو لیکر گئے ہیں انہوں نے ہی بیچ دیا ہو گا اپنی بیٹی کو۔ یہ سب باتیں اسے اور پریشان کر رہی تھی۔

اور ماں آئی سی یو میں پڑی تھی۔ پچھلے پندرہ دنوں سے وہ کوما میں تھیں ان کے ٹھیک ہونے کے کوئی آثار نظر نہیں آرہے تھے غازی کو۔ اس لیے اسنے آمنہ بیگم کو لیکر سویڈن جانے کا فیصلہ کیا۔ اور اس سلسلے میں اس کا ساتھ جلال نے دیا تھا۔ وہ ہر طرح سے اس کی مدد کر رہا تھا۔

غازی نے جانے سے پہلے مطربہ سے کنٹیکٹ کرنے کی بہت کوشش کی تھی لیکن اس نے اسے بلاک کیا ہوا تھا۔ جلال نے غازی کو یقین دلایا تھا کہ وہ یہاں سب سنبھال لے گا اور مشی کو بھی ڈھونڈ لے گا۔ اس لئے غازی ماں کو لے کر سویڈن چلا گیا۔

اور وہی پر اسنے اپنا بزنس سٹارٹ کیا تھا۔ دن گزر رہے تھے لیکن اپنا بیگم کی حالت میں کوئی بھی سدھار نہیں آ رہا تھا ۔غازی آفس جاتا وہاں سے واپس آ کر وہ سیدھا بیگم کے پاس آتا۔ اور کئی گھنٹوں بیٹھ کر ان کے ساتھ باتیں کرتا ۔

ان سب میں وہ مشی کو نہیں بولا تھا۔ روز فون کر کے جلال سے مشیکی بارے میں پتا کرتا۔ مسلسل ناکامی کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا۔ اور ایک دن جلال نے جو خبر نازک ہوتی تھی۔ وہ سن کر تو اسے جیسے چپ سی لگی تھی۔

وہ ہنسنے کھیلنے والا غازی کہیں کھویا تھا۔ دن بدن اسکے مزاج میں سختی آتی جا رہی تھی۔ جو کہ اس کی شخصیت کا خاصا نہیں تھی۔

جب سے غازی گیا تھا مطربہ پریشان تھی۔ وہ ویٹ کر رہی تھی کہ غازی اسے فون کر کے بتائے گا کہ وہ کہا ہے۔ اور آخر ایسی کیا ایمرجنسی آ گئی تھی کی اسے بغیر بتائے ہی جانا پڑا۔

لیکن نا تو اسکا کوئی میسج آیا تھا اور نہ ہی اس نے کوئی فون کال کی تھی۔

مشی نے خود اپنی آنا کو مار کر جب کال کی تو آگے سے نمبر بند تھا۔ اور جب آن بھی ہوا تو کوئی کال اٹھا ہی نہیں رہا تھا۔

ایسا لگ رہا تھا غازی نے اپنے کان اور آنکھیں کی ہوئی ہیں جو اسے کچھ بھی پتا نہیں چل رہا۔ تنگ آ کر مشی نے فون بیڈ پر پھینک دیا تھا۔

مطی کا غصّہ تو ساتویں آسمان پر تھا۔ اور یہی سوچتے ہوئے اس نے بیڈ سے فون اٹھایا اور غازی کو بلاک کر دیا تھا۔ اب وہ تھوڑا ریلیکس فیل کر رہی تھی۔

جب اسے میری پرواہ نہیں تو میں کیوں کروں؟۔۔۔۔۔۔۔۔۔

انھیں سوچوں میں اس نے اپنی ملازمہ خالدہ کو آواز دی۔

خالدہ کہاں مر گئی ہو؟۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اور خالدہ اپنی غصّے والی میڈم کی آواز سن کر فورا بھاگتی ہوئی آئی تھی۔

جی۔۔۔۔۔۔۔۔جی۔۔میڈم آپ نے بولایا۔۔۔۔ادب سے ہاتھ باندھے اور سر کو جھکائے ملازمہ نے استفسار کیا تھا۔

ہاں!۔۔۔۔۔میری پیکنگ ہو گئی کی نہیں؟۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہو گئی ہے میم اور کل کی آپ کی نیویارک کی فلائٹ ہے۔جی ڈی سر کہ حکم ہے۔آپ ٹائم پر ایئر پورٹ پہنچ جائیے گا۔

ٹھیک ہے ٹھیک تم جاؤ اب جی۔ڈی سر کی چمچی۔۔۔۔۔

مطی نے منہ بنا کر کہا تھا۔اور رخ جم ایریا کی طرف کیا تھا۔جہاں پر اب اسے غازی کہ سارا غصّہ اپنے پنچینگ بیگ پر نکلنا تھا اور وہ شروع بھی ہو چکی تھی۔

اور مسلسل سوچے جا رہی تھی۔جب تمہیں میری کوئی پرواہ نہیں ہے کی میں زندہ ہوں یا مر گئی ہوں۔تو مجھے بھی نہیں ہے اب تمہاری کوئی بھی پرواہ۔

اور اب تو میں زندگی بھی تمہاری شکل دیکھنے کی روادار نہیں ہوں۔

میں کیوں سوچ رہی ہوں اس بتمیز انسان کی بارے میں۔ وہ تو ڈیزرو ہی نہیں کرتا مجھے۔ اور میں تو پہلے سے ہی بریو ہوں۔ مجھے ضرورت ہی نہیں ہے کسی کی اپنی لائف میں۔

ہاں!۔۔۔۔۔ نہیں مجھے کسی کی بھی ضرورت نہیں ہے۔

یہ سوچتے ہوئے وہ مسلسل پنچلنگ بیگ پر مکوں کی برسات کئے جا رہی تھی۔

جاری ہے۔

Ly g surprise epi hazir hai 😍🙈🙈sb keh rahy thy ib mai akr ky bor ho rahy hain plz epi . dedy . mai ny buhat mushkil sy time nikal kr epi likhi ahi ab acha response ana

wrna bhol jaye ky ab koi surprise mily chahye❤😍🙈🙈🙈 ga 🙄😏😏epi read kr ky btaye ky kesi lagi 🙈🙈😍

Another surprise episode🙈😍

Don't copy paste without my permission💣💣

#ناول_مریض_ء_عشق

#رائیٹر_سندس_پری

#قسط_24

غازی واش روم سے نہا کر نکلا۔ اور کیجویل ڈریس پہننے لگا کیوں کہ آج اس نے پولیس اسٹیشن نہیں جانا تھا آج اس کا آف تھا۔ آئینے کے سامنے کھڑا ہو کر اپنے بال بنانے لگا۔ اس نے خود پر پرفیوم چھڑکا۔ اور تیار ہو کر وہ کمرے سے باہر نکلا۔

کل رات کے تماشے کی وجہ سے وہ خود بہت پریشان تھا اس نے کچھ بھی نہیں کھایا تھا۔ اور بہت زوروں کی بھوک لگ رہی تھی۔

رزم نے ایک اچٹتی نظر مشی پر ڈالی جو کہ کونے میں کھڑی گھبرائی گھبرائی سے ادھر دیکھ رہی تھی۔

اور جیسے ہی غازی نے ہاٹ پاٹ کھولا اس میں جلی ہوئی روٹی اس کا استقبال کر رہی تھی۔

غازی نے روٹی کو اٹھا کر چاروں طرف سے دیکھا کوئی بھی کنارت پکا واں نہیں تھا موٹے موٹے کنارے تھے اس کے پتہ نہیں وہ کہاں کا نقشہ لگ رہا تھا۔

اردو 26 کی نظر املیٹ پر پڑیں تو وہ تو عش عش کر اٹھا۔ انڈا ابھی بالکل سچ اور چلا ہوا تھا اور جھیل کے اس کے ساتھ نظر آرہے تو پر۔ عجیب سی سمل آرہی تھی جیسے آئل میں فرائی ہی نہیں کیا۔ ایسے ہی فرائنگ پین میں ڈال کر نکال لیا ہے۔

ایک تو سے پہلے ہی اتنی زیادہ بھوک لگی اور ایسا ناشتہ دیکھ کر اس کے دماغ کی رگیں تن گئی تھی۔ اور وہ خونخوار نظروں سے مشی کو گھورنے لگا۔

رزم نے ٹیبل پر ہاتھ مار کر سارا ناشتہ نیچے گرا دیا تھا۔ اور غصے میں اپنی انگارہ آنکھیں لیے مشی کی طرف بڑھا۔

مشی نے جب رزم کو اپنی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا تو بھاگنے کی کوشش کرنے لگی۔ لیکن رزم نے اس کی یہ کوشش ناکام بناتے ہوئے اسے بازوؤں سے جھکڑ لیا۔

گرفت کی مضبوطی کے مشی کو اپنی ہڈیاں ٹوٹتی ہوئی محسوس ہوئی۔ وہ اپنے آپ کو رزم کی گرفت سے آزاد کرانے کی کوشش کرنے لگی جو کہ ناکام تھی۔

ایک کام بھی ٹھیک سے کرنا آتا ہے کیا تمہیں؟۔۔۔۔۔۔۔۔ جب سے آئی ہوں میرے لئے مصیبت کا سامان بنی ہوئی ہو۔ لیکن نہیں تم تو چاہتی ہو کہ میں آؤں تم پر غصہ کرو۔

ہے نا یہی چاہتی ہو نا تم؟۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ رزم نے اس کے بازو پر گرفت میں مزید سختی کی تھی۔

مجھے تنگ کرنے کے لیے جان بوجھ کر تم نے یہ سب کیا ہے نہ اس کا انجام بھگتنے کے لیے تیار ہو جاو۔

یہ کہتے ہیں وہ اسے بالوں سے پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے کمرے میں لے جانے لگا۔ جبکہ منشی رو روb کر اس سے فریاد کر رہی تھی کہ مجھے چھوڑ دو مجھے معاف کر دو میں آج کے بعد ایسی غلطی نہیں کروں گی۔

مجھے کھانا بنانا نہیں آتا لیکن سیکھ لوں گی پلیز مجھے چھوڑ دو میں ہاتھ جوڑتی ہوں تمہارے آگے، میں پاؤں پڑتی ہوں مجھے چھوڑ دو۔

رزم نے آتے ہی اسے کمرے میں دھکا دیا اور پیچھے سے دروازہ بند کرنے لگا

تمہیں کیا لگتا ہے تم کچھ بھی کروں گی مجھے تنگ کرو گے اور مجھے پتا نہیں چلے گا آج میں تمہیں سکھاتا ہوں کس کو کہتے ہیں

آج کے بعد تم اپنے آپ کو شیشے میں دیکھ نہیں سکو گئی۔ خود کو آئینے میں دیکھتے ہوئے تمہیں شرم محسوس ہو گی خود سے نظر ملانے کے قابل نہیں چھوڑوں گا میں تمہیں۔

یہ کہتے ہوئے روز نے مشی کو اپنی گرفت میں لیا تھا اور اٹھاتے ہوئے بستر پر پھینک دیا تھا۔

جبکہ مشین مسلسل نہ میں گردن ہلاتے ہوئے پیچھے کسک رہی تھی اور رو رو کر ہلکان ہو رہی تھی اور بار بار اس کے سامنے ہاتھ جوڑ کر اپنے ناکردہ گناہوں کی معافی مانگ رہی تھی۔

پلیز پلیز میرے ساتھ ایسا مت کریں میں نے کیا بگاڑا ہے آپ کا مجھے چھوڑ دیں پلیز مجھے چھوڑ دیں۔

اتنے ظالم اور جابر نہ بنے کہ کل کو اگر آپ کو اپنی غلطی کا احساس ہو تو معافی کرنے کے لیے یہ تلافی کے لیے پیچھے کچھ بھی نہ بچے۔

میں ہاتھ جوڑتی ہوں آپ کے آگے پلیز ایسا مت کرے میرے ساتھ۔ کچھ خوف خدا کرے میں نے کچھ نہیں کیا میں نے کچھ نہیں کیا۔

مشی مسلسل چلاتے ہوئے رزم کو خود سے دور کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ جبکہ رزم تو ایسے بنا ہوا تھا جیسے اس کی آنکھ، کان، ناک سب بند ہوں۔ جیسے اسکی ساری سوچنے سمجھنے کی صلاحیت اس وقت کام کرنا چھوڑ گئی ہوں۔ کیوں کی اسے مشی کی کوئی بھی فریاد سنائی نہیں دے رہی تھی۔

اچھا لگتا ہے نہ تمہیں دوسروں کی باہوں میں جھولنا؟۔۔۔۔۔۔۔۔

اگر ایسا ہے تو تمہیں میرا تمہارے قریب آنا اتنا برا کیوں لگ رہا ہے تمہیں؟۔۔۔۔۔۔۔۔۔/حالا کہ میں تمہارا شوہر ہوں۔

یہی سب تو تم چاہتی تھی نا تو ٹھیک ہے پوری کر رہا ہوں میں تمہاری خواہش یہ کہتے ہوئے وہ جھکا تھا مشی پر۔

جبکہ اتنی تذلیل پر مشی کا دل چاہ رہا تھا کہ زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔ وہ تو ایسی کبھی بھی نہ تھی تو یہ رزم کیا کہہ رہا تھا اسے۔

وہ اس کے کردار پر کیچڑ اچھال رہا تھا۔ وہ اسے بد کردار گردان رہا تھا۔ ایک لڑکی کے پاس اس کی عزت اور اس کا کردار ہی تو ہوتا ہے۔

لیکن آج رزم نے اس سے اس کی عزت اور اس کا کردار اس کا وقار سب کچھ چھین لیا تھا۔ وہ مسلسل اپنے زہریلے الفاظ اس کے کانوں میں انڈیل رہا تھا۔

جبکہ مشی کو لگا تھا کہ آج اس کی زندگی کی آخری رات ہے۔ کیونکہ جب ایک لڑکی پر با کردار ہوتے ہوئے بھی بد کردار کا ٹیگ لگتا ہے تو وہ تو اسی دن مر جاتی ہے۔

اس کے احساسات اس کے جذبات سب مر جاتے ہیں۔ اور آج مشی کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا تھا۔ وہ مر گئی تھی آج اس کا دل مر چکا تھا رزم کے لیے پوری دنیا کے لئے۔

اب وہ بس ایک کٹ پتلا بن کر رہ گئی تھی۔ رزم آتا اس پر غصہ کرتا چلاتا، اسے مارتا لیکن وہ کوئی جواب نہیں دیتی تھی۔ بس خاموشی سے اس کا ہر ظلم برداشت کرتی جا رہی تھی۔

وہ دن بھر کام کرتے رہتی پر شام ہوتے ہی جب رزم اتا تو کسی آتش فشاں کی طرح اپنا زہر اگلنا شروع کر دیتا۔ جبکہ مشی خاموشی سے سب کچھ سنتی رہتی اور آنسو بہاتی رہتی۔

پہلے تو رزم کو اس کی آنسوؤں سے تکلف ہوتی تھی پھر آہستہ آہستہ اسے ان آنسوؤں سے چڑ ہوتی گئی۔ اب تو مشی کو رونے کی بھی اجازت نہیں دی جاتی تھی۔

مشی نے اپنا فیصلہ اپنے خدا پر چھوڑ دیا تھا۔ وہ اپنے رب کے حضور سجدے میں گر کر اپنے ناکردہ گناہوں کی معافی مانگتی تھی۔ اور دعا کرتی تھی۔ کہ اللہ اس کی آزمائش جلد ہی ختم کر دے۔ اور اب تو باقاعدہ وہ اپنے مرنے کی دعائیں مانگا کرتی تھی۔

ایک دن رزم نے اسے اپنے مرنے کی دعا مانگتے ہوئے دیکھا تو اس کے دل میں تکلیف ہوئی تھی یہ سن کر۔

لیکن اگلے ہی پل اس نے خود پر ایک خول چڑھا لیا تھا۔

اور مشی کی دعا ختم ہونے کا انتظار کرنے لگا۔ جیسے ہی وہ دعا سے فارغ ہوئی اس کے بالوں سے جھکڑ کر اسے خود کی طرف کھینچا تھا۔

"تم جتنی بھی اپنے مرنے کی دعائیں مانگ لو لیکن تمہیں میرے قہر سے کوئی نہیں بچا سکتا۔ میں چاہتا ہوں کہ تم تڑپو۔

ہر وقت ہر لمحہ تڑپو جیسے میری بہن تڑپتی تھی۔ لیکن تمہارے باپ کو اس پر رحم نہیں آیا تھا تو میں تم پر رحم کیوں کھاؤں؟۔۔۔۔۔۔۔

لیکن اس سب میں میرا کیا قصور ہے کیا یہ میری غلطی ہے کہ میں ان کی بیٹی ہوں۔ رزم نے اسے اس کے باپ کی سچائی بتائی تھی زہریلے لفظوں میں طنز کی صورت میں۔

آپ مجھے یہ بتائیں آپ نے اور پھر ان میں فرق کیا رہ گیا جو انہوں نے آپ کی بہن کے ساتھ کیا تھا آج وہی آپ میرے ساتھ کر رہے ہیں۔

رزم میں نے آپ سے سچی محبت کی تھی لیکن آپ میری محبت کیا آپ تو میری نفرت کے بھی قابل نہیں ہے میں آپ کو زندگی میں کبھی بھی معاف نہیں کروں گی۔ ارے میں تو چاہتی ہوں کہ میں آپ کا ظلم برداشت کرتے کرتے مر جاؤں۔

اور آخرت میں میں آپ سے اپنا حساب لوں۔ میں آپ کا ہر ظلم خاموشی سے سہہ لوں گی۔ میں دیکھنا چاہتی ہوں کے آپ بدلے کی آگ میں کس حد تک جاسکتے ہیں۔ اس کے بعد میرا احتساب شروع ہو گا۔ آپ بھی تڑپیں گے، روئے گے لیکن آپ کو معافی نہیں ملے گی۔

اس دن کی بعد سے مشی نے رزم سے بات کرنا بھی چھوڑ دیا تھا۔

جب بھی رزم اسے اپنے پاس بلاتا اس کے دل میں ایک ٹھیس سی اٹھتی تھی یہ سوچ کر کہ اس نے اس شخص سے کبھی محبت کی تھی۔ یہ سب سہتے ہوئے اسے ایک ماہ ہو گیا تھا۔

وہ نا امید نہیں ہوئی تھی۔ لیکن وہ اس طرح کی زندگی سے تنگ آ گئی تھی۔ اور روز کی طرح آج بھی وہ بیٹھ کر جائے نماز پر اپنے مرنے کی دعا مانگ رہی تھی۔ اس جہنم سے چھٹکارا مانگ رہی تھی۔

اسی ٹائم کمرے کا دروازہ کھلا تھا۔ یہ وقت رزم کے آنے کا نہیں تھا یہ سوچتے ہوئے جیسے ھی مشی نے اپنی نظریں اوپر اٹھائی تو۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اندر آنے والے کو مشی خوف سے پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھنے لگی۔

وہ جائے نماز سے اٹھ کر بھاگی تھی تاکہ وہ کہی چھپ جائے یاں بھاگ جائے۔ انے والے نے اسکی سوچ کو پڑھتے ہوئے اسے اپنی گرفت میں لیا تھا۔ جبکہ مشی مسلسل اس سے خود کو چھڑوانے کی جدوجہد کر رہی تھی۔

کھڑکی سے چھن کر کے آتی ہوئی سورج کی روشنی کی وجہ سے بیا کی آنکھ کھلی تھی۔

اور اس نے خود کو جلال کی مضبوط گرفت میں پایا تھا۔ دیا میں جب پلکے اٹھا کر جلال کے چہرے کی طرف دیکھا تو وہ سویا ہوا تھا

وہ بغیر پھل کے جھپکائے جلال کے وجیہہ چہرے کو دیکھنے لگی۔ سوتے ہوئے بھی وہ اسی کسی ریاست کا بادشاہ ہی لگ رہا تھا۔

مغرور کھڑی ہوئی ناک، بھینچے ہوئے لب، کشادہ پیشانی، تنی ہوئی مونچھیں،اور داڑھی جو کہ اس کے وجیہہ چہرے پر بہت سوٹ کرتی تھی۔ نیند میں بھی اس کے چہرے کے احصاب تنے ہوئے تھے۔ مقابل کو زیر کرنے کی ساری صلاحیتیں جلال کے اندر موجود تھی۔

بیا نو آہستہ سے اپنا ہاتھ جلال کی گرفت سے نکال کر اس کی داڑھی پر رکھا اور اسے سہلانے لگی۔ اپنی انگلیوں کی پوروں سے اس کے گالوں کو چھونے لگی۔ اس کی آنکھوں کو چھونے لگی۔

ابھی اس نے جلال کی ہونٹوں پر اپنی انگلی رکھی ہی تھی کہ جلال نے اس کا ہاتھ اپنی گرفت میں لے لیا۔ اور ربیا کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے وہی ہاتھ اپنے ہونٹوں سے لگا دیا۔

جانم یہ تو غلط بات ہے جب میں سو رہا ہوتا ہوں تب تو تم اپنے دل کی خواہش پوری کر لیتی ہو۔ اور مجھے جاگتے ہوئے بھی پوری نہیں کرنے دیتی۔

دیٹس ناٹ فیئر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کہتے ہوئے جلال کی آنکھوں میں صاف شرارت نظر آ رہی تھی۔

چلو اب تمہاری خواہش پوری ہو گی اب میری خواہش بھی پوری کرو۔ جلال کی خواہش کا سن کر ربیا کو کل کا واقعہ یاد آ گیا۔ اور اس کی نظر اپنے کپڑوں پر گئی وہ ابھی بھی جلال کے اسی کرتے میں موجود تھی۔

جس کا گلا تھوڑا ڈیپ تھا ربیا نے اپنے گلے کو زور سے پکڑا اور جلال کی گرفت سے آزاد ہونے کی کوشش کرنے لگی۔

جانم اب میری خواہش بھی پوری کر کے ہی جانا پڑے گا یہ کہتے ہوئے جلال اس کی گردن پر موجود تل پر جھکا تھا ۔اور بڑے پیار سے اپنے لب پہ اس کے تل پر رکھے تھے ۔

جبکہ جلال کی اس حرکت پر بیا اپنی آنکھیں میچ گئی تھی ۔اس کے دل کی دھڑکن جیسے رک سی گئی تھی اس کے پورے بدن میں کرنٹ سا دوڑ گیا تھا ۔اور یہی وہ وقت تھا جب بیا کے دل نے اپنی ایک بیٹ مس کی تھی ۔

بیان جلال کے سینے پر ہاتھ رکھ کر اسے دور کیا اور اپنے پھولی ہوئی سانس کو ہموار کرنے کی کوشش کرنے لگی اور بغیر جلال سے نظر ملائے فوراً بھاگ کر واش روم میں بند ہو گی ۔

جبکہ پیچھے جلال چہرے پر خوبصورت سی مسکراہٹ رقص کر رہی تھی ۔گو دیا کہ فیس کے ایکسپریشن سے اس کے دل کا حال خوب جانتا تھا ۔

اسے یہ جان کر خوشی ہو رہی تھی کہ بیا کے احساسات جلال کے لیے بدل رہے ہیں ۔اور وہ دن دور نہیں جب بیا بھی جلال سے اسی کی طرح عشق کرنے لگے گی ۔

جلالی فوراً بستر چھوڑا اور تیار ہونے لگا ۔اور بیا کو لیکر بریک فاسٹ کرنے کے لئے نیچے ڈائننگ ایریا چلا گیا ۔

دن گزرتے جا رہے تھے بیا اور بیا کی دل کی احساسات بھی بدل رہے تھے اب وہ جب بھی جلال اسکے قریب اتا وہ پریشان نہیں ہوتی تھی۔ لیکن فطری شرم آڑے آتی تھی۔ اسکے دل کی رفتار دگنی ہو جاتی تھی۔

اور وہ بوکھلاہٹ میں اکثر ایسی حرکتیں کر جاتی تھی کی جلال ہنس ہنس کر دوہرا ہو جاتا تھا۔ اور جب دیکھتا کی بیا اسے گھوری سے نواز کر جانے لگی ہے تو اسے اپنے طریقے سے مناتا تھا جو کی بیا کو ھی بھاری پڑتا تھا۔

بیا آپنا میڈیکل کا آخری سال برباد نہیں چاہتی تھی۔ اس لئے اسکی اس خواہش پر جلال اسے یونی چھوڑنے اور پک کرنے کا کام بخوبی انجام دے رہا تھا۔

اس نے بیا کو کہہ دیا تھا کہ میڈیکل کی پڑھی کمپلیٹ ہونے تک وہ اسے ٹائم دے رہا ہے۔ اس دوران وہ اپنے اور جلال کی رشتے کو سمجھ لے۔ کیوں کے اس کی بعد وہ اسے کوئی رعایت نہیں دے گا۔

لیکن اس دوران وہ چھوٹی موٹی گستاخیاں تو وہ کر ھی سکتا ہے۔ اور وہ ھی گستاخیاں بیا بہت مشکل سے برداشت کرتی تھی۔ وہ تو سوچ رہی تھی کہ اسکا اگے پتا نہیں کیا ہونے والا ہے۔

کیوں کے اسکے میڈیکل کا یہ لاسٹ ائیر تھا اور اسے بھی مشکل سے دو مہینے ہی رہ گئے تھے ختم ہونے میں۔

جاری ہے۔

Ly g ek or surprise episode 🙈😍ab reviews dena na bholy

oor jinho ny page recommende nahi kia jaldi sy ja kr dy 😍😍.

or apni mojodgi ka ehsas ek like ky botton pr click kr ky 🙈😍

karwaiye🙈❤️😍

Surprise Mega long episode😍😍🙈🙈

Don't copy paste without my permission💣💣💣

#ناول_مریض_ء_عشق

#رائیٹر_سندس_پری

#قسط_25

پچھلے کچھ دنوں سے رزم کی ڈیوٹی بہت بڑی جا رہی تھی۔ جب سے شجاعت غائب ہوا تھا۔ رزم نے اسے ڈھونڈنے کی کوشش کی لیکن وہ ناکام ہوا تھا۔

لیکن ہر بار ناکامی کا منہ دیکھ کر وہ اور غصہ ہو جاتا۔ اور اس کا یہ سارا غصہ مشی پر قہر بن کر ٹوٹتا۔

اس ایک مہینہ میں رزم نے شجاعت کے سارے کالے چٹھے کھول کر رکھ دیئے تھے۔ لیلیٰ کے خلاف بھی سخت کارروائی کی گئی تھی۔ اور اب وہ جیل میں اپنی سزا بھگت رہی تھی۔ شجاعت کا سارا کاروبار ٹھپ ہو گیا تھا۔ اسکی جھوٹی عزت شہرت سب مٹی میں مل گئی تھی۔

رزم نے شجاعت کا ہر گودام بند کروا دیا تھا جہاں پر اللیگل کام ہو رہا تھا لڑکیوں کی اسمگلنگ پر بھی اس کے خلاف سخت ثبوت موجود تھے۔ شجاعت پورے طریقے سے برباد ہو چکا تھا۔ اب اس کے پاس خود کو حراست میں دینے کے علاوہ کچھ بھی نہیں تھا۔

اگر وہ خود کو پولیس کے حوالے نہ بھی کرتا تو بھی شیخ اسے نا چھوڑتا۔ کیونکہ دھوکہ تو اس نے شیخ کو بھی دیا تھا۔ اب دیکھنا یہ تھا کہ آگے ہوتا کیا ہے۔ سب ہی حیران تھے اچانک شجاعت کے یوں روپوش ہونے پر۔ آخر وہ گیا کہاں زمین نگل گئی یاں آسمان کھا گیا کسی کو کچھ بھی پتا نا چل سکا تھا۔

لیکن ان کچھ دنوں میں مشی کی زندگی پوری طرح سے بدل گئی تھی۔ وہ شوخ و چنچل لڑکی اب ایک بت بن کر رہ گئی تھی۔

رزم مشی کو تکلیف دینے کے بعد خود بھی دلی اور دماغی اضطرابیت کا شکار تھا۔ اس نے مشی سے اس کی ساری معصومیت چھین لی تھی۔ وہ شوخ و چنچل لڑکی کہیں گم ہو گئی تھی۔

اب تو اس کے پاس صرف ایک ایسی لڑکی تھی جو کہ شاید گونگی اور بہری بن چکی تھی۔ مشی نے رزم سے تلخ کلامی کرنا چھوڑ دی وہ طنز کے نشتر نہیں چلا سکتی تھی کیوں کہ بعد میں بگھتنا اسے ہی پڑتا تھا۔

اس نے بالکل خاموشی اختیار کر لی تھی اور اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کر دیا تھا۔ اور مشی کی خاموشی رزم کو اندر ہی اندر کھائے جا رہی تھی۔ وہ مینٹلی ڈسٹرب ہوتا جا رہا تھا۔ اور یہ چیز بھی مشی کیلئے بری ہی ثابت ہوتی تھی۔

آج اتنے دنوں کے بعد رزم شجاعت کے کیس سے فارغ ہو کر اپنی بہن کے پاس آیا تھا اس سے ملنے۔

جیسے ہی رزم گھر کے اندر داخل ہو سارے ملازموں نے اسے با آواز سلام کیا۔ رزم ان کے سلام کا جواب دیتے ہوئے سیدھا کومل کے کمرے کی طرف بڑھا۔

جہاں وہ مشینوں میں جکڑی ہوئی ایک بستر پر لیٹی ہوئی تھی۔ دنیا جہان کی تھکان کا اندازہ کومل کو دیکھ کر لگایا جا سکتا تھا۔

رزم وہی کومل کے پاس گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا اور اس کے سرد ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیا۔

"آپی اب تو اٹھ جاؤ دیکھو آپ کا رزم آپ سے ملنے آیا ہے۔ کیا آپ اپنے بھائی سے بات بھی نہیں کرو گی آپ ہم سب سے اتنا ناراض ہو گئی ہو۔

پچھلے چودہ سالوں سے میں ترس گیا ہوں آپ کی آواز سننے کے لیے۔ پلیز ایسا مت کرو آپی میرے ساتھ جو سزا دینی ہے مجھے دے دو۔ میں تھک گیا ہوں دنیا کی تلخیوں کو برداشت کرتے کرتے۔

لے لیا ہے میں نے آپ کی بربادی کا بدلہ شجاعت آفندی سے۔ برباد کر دیا ہے میں نے اس سے پوری طرح سے۔ اب وہ کسی کو بھی منہ دکھانے کے قابل نہیں رہا۔

اپی اب تو واپس آجاؤ پلیز۔۔۔۔۔۔۔۔۔واپس آجاؤ۔۔۔۔۔۔۔۔پلیز پلیز واپس آجاؤ۔۔۔۔۔۔۔۔وہ کومل کا ہاتھ پکڑے ہوئے مسلسل روتے ہوئے اس سے التجا کر رہا تھا۔

اس کی آنکھوں سے آنسو کے قطرے پھسل کر کومل کے ہاتھ پر گر رہے تھے۔ کے اچانک کومل کی ہاتھوں میں جنبش ہوئی تھی۔ جب رضا میں یہ محسوس کیا تو وہ اپنا رونا بھول کر خوشی سے کومل کو دیکھ رہا تھا۔

اس کا مطلب تھا کہ اس کی بہن ٹھیک ہو رہی ہے۔ یہ دیکھ کر رزم کی تو خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔ رزم نے فورا سے ڈاکٹر کو فون کیا تھا۔

اور خود وہی پر کومل کے پاس بیٹھ گیا تھا۔ کومل کے ہاتھ کو اس نے لبوں سے لگایا تھا۔ آپ کو دیکھنا بہت جلد آپ بالکل ٹھیک ہو جاؤ گی۔

اور ان سب باتوں میں وہ بھول ہی گیا تھا کہ گھر میں بھی ایک وجود ہے جسے وہ اکیلا چھوڑ کر آیا ہے۔ لیکن اسے پہلے کہا اس کی پرواتھی جو اب ہوتی؟۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اب تو اس کی بہن بالکل ٹھیک ہو رہی تھی۔ اور وہ اپنا سارا ٹائم اپنی بہن کو دینا چاہتا تھا۔

ڈاکٹرز آئے تھے اور انہوں نے کومل کا پورا چیک اپ کیا تھا۔ آپ کے لیے خوش خبری ہے کہ کومل اب ٹھیک ہو رہی ہے۔ اور شاید کچھ ہی دیر میں وہ ہوش میں آجائے گی اور آپ سے بات بھی کرنے لگ جائیں گی۔

پروفیشنل انداز میں کہتے ہوئے ڈاکٹر نے رزم کو کومل کی ساری کنڈیشن کا اور احتیاط اور پرہیز کا بتا کر خود وہاں سے روانگی کی اجازت لی تھی۔ رزم ڈاکٹر کو باہر گیٹ تک چھوڑنے گیا تھا اور ان کا شکریہ ادا کیا تھا۔

رضا کی تو خوشی کا کوئی ٹھکانا نہیں تھا۔ کہ وہ ٹھیک ہو گئی ہے۔ اب وہ اپنی آپی سے اپنے دل کی ساری باتیں بیان کرے گا۔ یہ لمحات اس کی زندگی کی خوبصورت ترین لمحات تھے۔

لیکن کسے پتہ تھا کہ یہ خوشی صرف چند ہی پل کی خوشی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہر دم دوبارہ سے جا کر مل کے پاس بیڈ پر ہی سائیڈ پر اپنی جگہ بناتے ہوئے بیٹھا تھا۔ اور دوبارہ سے کومل کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر گویا ہوا تھا۔ آپی اپنی آنکھیں کھول بھی لے بہت بے تاب ہوں آپ سے باتیں کرنے کے لئے آپ کو سننے کے لیے۔

کومل کے ہاتھوں اور پیروں میں ہلکی ہلکی جنبش شروع ہو گئی تھی۔ اس نے آرام سے اپنی آنکھیں کھولنا شروع کی۔ اور چند پل تو بس چھت کو گھورتی رہی۔

لیکن پھر اچانک اس میں اپنی نظروں کا زاویہ رزم کی طرف کیا تھا۔ جو کہ بھیگی پلکوں کے ساتھ مسکراتے ہوئے اپنی آپی کو دیکھ رہا تھا۔

رزم میں بے اختیار کومل کے ماتھے پر بوسہ دیا تھا۔ اور پھر خود وہیں پر اس کے پاس سے بیٹھ گیا تھا۔

آپ اب طبیعت کیسی ہے۔ آپ کی۔۔۔۔۔۔ آپ ٹھیک ہیں۔۔۔۔۔۔۔

رزم بے تابی سے اپنی آپی سے اس کی حالت کا پوچھ رہا تھا۔

"مم۔۔۔۔۔۔۔۔ میں۔۔۔۔ ٹھ۔۔۔۔۔۔۔۔ ٹھیک ہوں چھوٹے۔

کومل کے لفظ بہت مشکل سے ادا ہو رہے تھے۔ لیکن پھر بھی وہ بولنے کی کوشش کر رہی تھی۔

اپی آپ آرام سے بولنے کی کوشش کریں۔ بالکل ریلیکس ہو جائیں۔

رزم نے کومل کو آرام کی دوا دے کر سلا دیا۔ اور خود باہر بالکنی میں جا کر ٹہلنے لگا۔

وہ سگریٹ پر سگریٹ پھونکے جا رہا تھا لیکن اسے چین کہیں پر بھی نہیں مل رہا تھا۔

بار بار اس کے ذہن پر وہی پری پیکر چہرہ لہرا جاتا تھا۔ جسے نہ جانے وہ کتنی تکلیف دے چکا تھا۔

اسے تکلیف دے کر وہ خود بھی کوئی آرام کی نیند نہیں سوتا تھا پوری رات اضطرابی کیفیت میں گزرتا تھا۔

جب بھی دل بغاوت کرنے لگتا لیکن پھر اچانک اس کے اوپر اس کا انتقام حاوی ہو جاتا۔

اور وہ وہ سب کرنے لگ جاتا جو کہ اسے نہیں کرنا چاہیے تھا۔اس کی آنکھوں میں تکلیف کہ آنسو دیکھ کر اسے بھی تکلیف ہوتی تھی۔

لیکن وہ جانتے ہوئے بھی انجان بن بیٹھا تھا۔اور اب اسے نہیں پتہ تھا کہ قسمت اس کے ساتھ کیا کھیل کھیلنے والی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ ہمیشہ سے ہی اکیلا تھا اور آگے بھی اکیلا ہی رہنے والا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اور اس سب کا ذمہ دار کوئی اور نہیں وہ خود تھا رزم جعفری خود اپنی بربادی کا ذمہ دار تھا۔

اور پتہ نہیں کب تک اس نے اس سب کا خمیازہ بھگتنا تھا۔

صبح سے شام ہو گئی تھی۔ رزم کومل کے پاس ہی تھا۔ جب کومل کو ہوش آیا تو اس نے پھر سے رزم سے باتیں کرنا شروع کر دیں۔

وہ اپنے پرانے حسین دنوں کی باتیں کر رہے تھے۔ رزم اس وقت بہت خوش تھا۔ اور یہ خوشی کچھ ہی پلوں کی تھی۔

جب رزم سے کومل نے شجاعت کے بارے میں پوچھا۔۔۔۔۔ تو ایک پل کے لئے تو رزم خاموش ہو گیا تھا۔ الفاظوں کو ترتیب دے رہا تھا۔

آپی آپ ابھی آرام کریں ہم بعد میں پھر کبھی اس ٹوپک پر بات کریں گے۔

نن۔۔۔۔۔۔۔ نہیں رزم مجھ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مجھے شجاعت کا انجام جاننا ہے۔ اسکا عبرت ناک انجام بتاؤ مجھے تم مجھے خوشی ہو گی سن کر۔

میں اللہ کا انصاف دیکھنا چاہتی ہوں۔ تم مجھے سب کچھ سچ سچ بتاؤ۔

اور رزم نے اسے شروع سے لے کر اب تک ساری داستان سنا دی۔ لیکن یہ سب بتاتے ہوئے اس نے ایک بار بھی کومل کی نظروں میں نہیں جھانکا تھا۔

اگر جھانک لیتا تو اسے کچھ بھی بتانے کی غلطی کبھی نہ کرتا۔

رزم۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تت۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تم۔۔۔۔۔۔ نے اپنے بدلے کے لئے ایک لڑکی کو ہتھیار بنایا۔

صدمہ سے کومل سے بولنا محال ہو رہا تھا۔ وہ حیران تھی کہ اس کا اتنی محبت اور سب سے پیار کرنے والا بھائی کیسے کسی معصوم لڑکی کی زندگی اپنے بدلے کی آگ میں اجھاڑ سکتا ہے۔

رزم تم تم نے اپنا بدلہ ایک کمزور لڑکی سے لیا۔ تم تو میرے بھائی نہیں ہو۔ کومل اٹھ کر بیٹھ چکی تھی اور رزم کے سینے پر مکے برسائے جا رہی تھی۔

میرا بھائی ایسا ہو ہی نہیں سکتا تم کوئی اور ہو تم بہروپیے ہو جاؤ یہاں سے۔ کومل چلا چلا کر ملزم کو وہاں سے بھیجنے کی کوشش کر رہی تھی۔

رو رو کر اس نے اپنے حالت اور خراب کر لی تھی۔ ابھی ہی تو وہ کوما سے اٹھی تھی۔

آپی آپ ایسا مت کرو پلیز آپ ایسا مت کریں آپ کی طبیعت اور بگڑ جائے گی۔

رضا مسلسل کومل کو قابو کرنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن وہ قابو میں آ ہی نہیں رہی تھی۔

کومل رزم کو دھکا دیا تھا کہ وہ دور جا گرا تھا۔ تم تم تم صحیح کرنے کی بات کر رہے ہو رزم تم کیا صحیح کرو گے اور کیا کیا صحیح کرو گے۔

تم نے ایک معصوم کی زندگی اجاڑ دی ہے رزم تمہیں اندازہ بھی ہے تم نے کیا کیا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔

شجاعت آفندی نے مجھ سے بغیر کسی رشتے کے تعلق قائم کیا تھا اس نے مجھے ہی نہیں میری روح کو بھی گھائل کر دیا تھا اس نے مجھے مسلسل اذیت دی مار دیا تھا اس کے کومل کو مار دیا تھا۔

لیکن تم نے بچایا مجھے کیوں رزم کیوں بچایا تم نے مجھے کیا اسی لئے بچایا تم نے مجھے کہ تم مجھے یہ بتا سکو کہ تم ایک اور کومل کو وجود میں لے آئے ہو ؟؟؟۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تم میں اور شجاعت میں کیا فرق رہ گیا پھر۔۔۔۔۔۔۔؟

بتاؤ مجھے کیا فرق رہ گیا تم دونوں میں۔۔۔۔۔۔؟

شجاعت نے بغیر کسی سے رشتے کے میرے ساتھ یہ سب کیا۔

اور تم تم نے تو نکاح کیا تھا نا بیوی تو عزت ہوتی ہے میاں بیوی ایک دوسرے کا لباس ہوتے ہیں۔ اور تم نے اپنے ہی لباس کو اپنے تن سے جدا کر کے پھینک دیا ہے۔

تم نے نکاح کو گناہ بنا دیا ہے۔ بدلے کے لئے نکاح کیا تھا نا تم نے تو سنو رزم جعفری تم جیت کر بھی ہار گئے ہو ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہار گئے ہو تم خود سے، اپنی قسمت سے، اپنے پیار سے۔

مجھے تو یہ لگ رہا ہے کہ تم نے کبھی محبت کی ہی نہیں تھی مشی سے کیونکہ محبت میں درد دیا نہیں جاتا درد بانٹے جاتے ہیں۔

جو محبت کرتے ہیں وہ ایک دوسرے کے ہمدرد بن جاتے ہیں نا کہ تمہاری طرح ظالم۔ تم نے تو ظلم کی انتہا کر دی اپنی ہی محبت کو اپنے ہی ہاتھ مار دیا تم نے دفنایا بھی نہیں تم نے اسے تم نے اسے مار دیا ہے۔

قطرہ قطرہ کر کے ختم کر دیا ہے تم نے یہ محبت کو تم چاہو بھی تو تم اسے پا نہیں سکتے۔

مسلسل رونے اور چلانے سے کومل کی حالت اور بگڑ رہی تھی۔ اور رزم کو سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ اب وہ کیا کرے۔ وہ کومل کو چھوڑ کر باہر بھی نہیں جا سکتا تھا اور اسے اسے دیکھ بھی نہیں سکتا تھا۔

وہ خود بھی مسلسل روئے جا رہا تھا اپنی غلطی کا اسے بھی احساس تھا اور یہ احساس اس کو بہت دیر سے ہوا تھا۔ وہ خود بھی روئے جا رہا تھا دونوں بہن بھائی رو رہے تھے۔

اس وقت مجھے نفرت ہو رہی ہے تم سے "رزم" نفرت ہو رہی ہے۔

کراہیت محسوس ہو رہی ہے مجھے تم سے اور خود سے بھی کہ میں تمہاری بہن ہوں۔

کاش کاش کہ اسی دن مر جاتی یہ سب یہ سب دیکھنے سے تو اچھا تھا کہ میں مر ہی جاتی۔ اور تم تم کیوں زندہ ہو رزم تم مر کیوں نہیں گئے۔

تم تو بہت کمزور مرد ثابت ہوئے اور ظالم بہت کمزور مرد جو کہ اپنا بدلا خود اپنے بل بوتے پر نہیں لے سکتا اسے اپنے بدلا لینے کے لیے ایک کمزور اور ناتواں لڑکی کی ضرورت تھی۔

کومل کی حالت بہت خراب ہو رہی تھی۔ لیکن وہ پھر بھی بولے جا رہی تھی۔

رزم اگر میں ابھی۔۔۔۔۔ مر۔۔۔۔۔۔۔ مر بھی گئی نہ تو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تم پریشان مت ہونا کیوں کہ تت۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تم میرے مر۔۔۔۔۔۔۔۔ مرنے سے پہلے ہی ایک اور کومل کو وجود مم۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ میں لا چکے ہو۔

اور یہ آخری بات تھی جو کومل نے کہی تھی اور آخری ہچکی کے ساتھ وہ اس دنیا سے اس جہان فانی سے کوچ کر گئی تھی۔

اور آج وہ خود نہیں مری تھی آج اسے رزم نے مارا تھا اور یہ بات ہی رزم کے لیے نہایت تکلیف دہ تھی۔

رزم تو مسلسل روتے ہوئے نفی میں اپنے سر کو ہلا رہا تھا۔ وہ وہ طاقتور مرد آج رو رہا تھا۔ چلا چلا کر رو رہا تھا بچوں کی طرح رو رہا تھا۔

لیکن آج اسے چپ کرانے والا کوئی بھی نہیں تھا اس نے کوئی سہارا چھوڑا ہی نہیں تھا جو اسے چپ کرواتا۔

مشی کو تو اس نے یہ حق دیا ہی نہیں تھا اور آج اس نے اپنے ہاتھوں سے اپنی بہن کو بھی مار دیا تھا۔

تو کون چپ کرواتا اسے کوئی بھی نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اچانک سے آنکھ سے آنسو تھمیں تھے اور اس کی آنکھیں ویران ہو گئی تھی اور کتنی ہی دیر سے اپنی ان ہی آنکھوں سے وہ اپنی جان سے پیاری بہن کے بے جان وجود کو اپنی باہوں میں دیکھ رہا تھا۔

جسے وہ اتنے سالوں سے بچاتا آیا تھا دنیا کی نظروں سے۔ اسے سنبھال کے رکھا تھا آج اس نے اسے اپنے ہی ہاتھوں سے مار دیا تھا۔

واقعی آج رزم جعفری ہار گیا تھا۔ قسمت کے ہاتھوں نہیں خود اپنے ہاتھوں۔

کومل کی تدفین کے بعد جلال رزم کے ساتھ ہی تھا۔ ایسے وقت میں وہ رزم کو اکیلا نہیں چھوڑنا چاہتا تھا۔

جلال اور رزم بچپن سے ایک دوسرے کے دوست تھے۔ لیکن وہ دوست کم اور بھائی زیادہ لگتے تھے ایک دوسرے کے۔ جو بھی ان کو دیکھتا بھائی ہی کہتا تھا۔ اور پھر بچپن میں وہ حادثہ ہوا تھا اسکے بعد وہ دونوں الگ ہو گئے تھے۔ لیکن قسمت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ نیویارک

شام کے گہرے سائے دور فلک پر لہرا رہے تھے۔ اور وہ دونوں سمندر کے کنارے آرام سے بیٹھے ہوئے تھے۔

رزم تو پتا نہیں کونسی سوچوں میں گم تھا جبکہ جلال مسلسل رزم کے چہرے کی طرف دیکھ رہا تھا۔ جو کہ بالکل سپاٹ چہرہ لئے نہ جانے سمندر کی لہروں میں کیا تلاش کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

جلال نے رزم کے کندھے پر ہاتھ کا دباؤ ڈالا اور اسے دلاسہ دیا۔ کیونکہ اس کے علاوہ وہ اور کچھ کر بھی نہیں سکتا تھا ۔

"بھائی میں کچھ دیر اکیلا رہنا چاہتا ہوں" رزم نے اپنا سکتہ توڑا تھا اور وہ جلال سے گویا ہوا تھا۔

اور جلال بھی یہ چاہتا تھا کہ رزم اپنے آپ کو سنبھالے۔ اس لیے اسے وہاں چھوڑ کر وہ خود گھر چلا گیا۔

جبکہ جلال کے جاتے ہی رزم نے گھر کا رخ کیا تھا۔ کیونکہ وہ اپنی بہن کو تو کھول چکا تھا اب وہ مشی کو نہیں کھونا چاہتا تھا۔ آج جو بس سب کچھ بتا دینا چاہتا تھا۔ اس سے معافی مانگنا چاہتا تھا۔

لیکن اسے یہ نہیں پتا تھا کہ گھر میں ایک اور قیامت کا انتظار کر رہی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

رضا پریشان اور نڈھال سا اپنے شکستہ قدم اٹھاتا ہوا گھر کے اندر داخل ہوا۔

لیکن مین گیٹ پر ہی اسے اپنا گارڈ نہایت ہی زخمی حالت میں ملا۔

اور اسے دیکھتے ہیں رزم کے ذہن میں ایک خیال بجلی کی طرح کوندہ تھا اور وہ منشی کا خیال تھا۔

منشی کا سوچتے ہی رزم فوراً سے گھر کے اندرونی گیٹ کی طرف بھاگا تھا۔

مسلسل بھاگتے ہوئے اسے اپنا سب کچھ لٹتا ہوا محسوس ہوا تھا۔

کیونکہ گھر کی ہر ایک چیز تہس نہس تھی۔ رزم کو لگ رہا تھا جیسے کیسی نے اسکی جان مٹھی میں لے لی ہو۔

وہ بھاگتے ہوئے کمرے کے قریب پہنچا تو کمرے کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ جب اس نے کمرے میں قدم رکھے تو اسے اپنا ہر قدم من بھر کہ لگ رہا تھا۔

اور اندر کا نظارہ دیکھ کر وہ دروازے کے ساتھ ہی لگ گیا تھا۔ اسے تو لگا تھا کہ اس نے مشی کے ساتھ کیا اسکی سزا اسے مل گئی ہے کومل کی موت کی صورت میں۔ لیکن ایسا نہیں تھا۔ اسے تو اب اور تڑپنا تھا برباد ہونا تھا۔

کمرے کہ نظارہ کچھ یو تھا۔ پورا کمرہ بکھرا ہوا تھا۔ ڈریسنگ ٹیبل کی ہر چیز نیچے گری ہوئی تھی۔ کانچ کے ٹکرے جگہ جگہ بکھرے ہوئے تھے۔

ٹوٹی ہوئی چوڑیاں فرش پر گری تھی جیسے کسی نے بھاگنے کی کوشش کی ہو اور کھینچا تانی میں وہ سب ہوا ہو۔ مشی کہ دوپٹہ کمرے کے کونے میں گرا ہوا تھا۔

ہر چیز بکھری ہوئی تھی رزم نے جب قدم اگے بڑھائے تو کانچ کے ٹکڑوں پر نظر گئی۔ وہاں پر خون کے نشان موجود تھے۔

رزم کی روح کانپ گئی تھی یہ سب دیکھ کر۔ وہ دعا کر رہا تھا کے جو وہ سوچ رہا ہے وہ سچ نا ہو۔ اور بھاگتے ہوئے باتھروم میں گیا وہاں کی بھی ہر چیز بکھری ہوئی تھی۔

وہ کمرے سے بھر آیا اور چیخ چیخ کر مشی کو پکارنے لگا۔ لیکن وہ پہتی تو آتی نا۔

اسے وہ پل یاد آئے جب اسکی ایک آواز پر وہ حاضر ہوتی تھی اور کسی مجرم کی طرح اپنا سر جھکا کر کھڑی ہوتی تھی۔

رزم کی آنکھوں سے مسلسل آنسوں بہہ رہے تھے اسکا پورا چہرہ آنسوؤں سے تر تھا۔ وہ تکلیف میں تھا اور اس وقت اسے اس تکلف سے اللہ کے سوا کوئی بھی نہیں تھا جو نجات دلا سکتا۔

وہ وہی پر سجدہ ریزہ ہو گیا تھا اور اپنے رب سے مشی کی سلامتی کی دعا کرنے لگا۔ بے شق وہ سننے والا ہے۔ لیکن یہ رزم کی آزمائش تھی۔ اور اسکو خود ہی ان سب سے لڑنا تھا۔

وو جتنا برا کر چکا تھا اب اسے سب سہی کرنا تھا۔ اب اسے اپنی مشی کو لانا تھا۔ وہ بھاگتے ہوئے بھر گیا اور اپنی جیپ لے کر مشی کو ڈھونڈنے لگا۔ مسلسل ایک گھنٹہ سے اسے ناکامی کہ سامنا ہو رہا تھا۔

کہ اچانک اسے ایک رانگ نمبر سے کال آئی۔ رزم نے بغیر دیر کئے فوراً اسے کال اٹھائی۔ لیکن اگلی طرف سے جو کہا گیا اسے سن کر رزم نے گاڑی کو بے اختیار بریک لگایا تھا۔

یہ۔۔۔۔۔۔۔۔ یہ آپ کی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کیا کہہ رہے ہیں؟۔۔۔۔۔۔۔

کون سے ہوسپٹل میں میں آرہا ہوں۔

رزم نے فورا سے ہسپتال کا رخ کیا تھا۔ وہ جسے ہی ہسپتال آیا وہاں پر اتے ہی مشی مشی چلانا شروع کر دیا۔

ڈاکٹر نے جب رزم کو چلاتے سنا تو فورا اسکی طرف بڑھے کیا اپ ہیں مسکان پیشنٹ کے ساتھ۔؟۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جج۔۔۔۔۔۔۔۔۔جی۔۔۔۔۔۔۔۔۔میں ہوں وائف ہیں وہ میری کیا ہوا ہے اسے وہ ٹھیک تو ہے۔

رزم کی بات سن کر وہاں پر موجود ڈاکٹرز اور انکا عملہ ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔ اور ایک ڈاکٹر نے اگے بڑھ کر رزم کو بازو سے پکڑا اور اسے ایمرجینسی او_ٹی میں لے گئے۔

رزم حیرانی سے ان سب کو دیکھ رہا تھا۔ پھر ان سب کو ایگنور کرتا ہوا وہ او_ٹی میں داخل ہوا۔

اسکی سانسیں تھم سی گئی تھی۔ اور دھڑکن فورا سے تیز ہوئی تھی۔ ایک وجود کو سفید چادر میں لپٹے دیکھ کر۔ رزم نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو اب وہ ڈاکٹر وہاں موجود نہیں تھا۔

لیکن جیسے ہی رزم اس وجود کے پاس گیا۔ ڈاکٹر اندر آیا تھا اور رزم کے بلکل پاس کھڑا ہو گیا تھا۔

کیوں کے وہ بھی احساسات رکھتا تھا اور اسے پتا تھا ابھی اس نوجوان کو سہارے کی سخت ضرورت پڑنے والی ہے

۔

رزم پاس تو آگیا تھا لیکن اس میں اتنی ہمت نہیں تھی کے وہ چادر کو ہٹا سکے۔ وہ دل میں مسلسل اپنے رب سے دعائیں مانگ رہا تھا۔ کہ یہ اسکی مشی نا ہو۔

رزم میں پتا نہیں کیسے اتنی ہمت آ گئی تھی کہ اس نے اپنا ہاتھ اس چادر کے پاس لے جانا چاہا لیکن وہ چادر اس وجود کے منہ سے ہٹا نہیں پایا تھا۔

پلیز آپ مجھے بتادے یہ مشی نہیں ہے نا یہ سب جھوٹ ہے نا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ آپ بتاتے کیوں نہیں ہیں۔ رزم کا پورا چہرہ آنسوؤں سے بھر گیا تھا۔ لیکن جو ہونا تھا وہ تو ہو چکا تھا۔

اتنے میں وہی ڈاکٹر اگے بڑھا اور اس نے کھینچ کر اس کے منہ سے چادر ہٹائی۔ رزم نے اسی ٹائم اپنا منہ دوسری طرف کرلیا۔

وہ رو رہا تھا۔ واقعی وہ جوان مرد رو رہا تھا اسکی ہمت جواب دے رہی تھی۔ وو نہیں دیکھ پا رہا تھا۔ اسی ڈاکٹر نے اگے بڑھ کر رزم کا رخ پھر سے اسی وجود کی طرف کیا۔

رزم نے اپنی آنکھیں کو زور سے میچ لی تھی۔ وہ نہیں دیکھنا چاہتا تھا یہ سب۔ ڈاکٹر نے رزم کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اس پی دباؤ ڈالا کے وو ہمت سے کام لے اور اپنی آنکھیں کھولے۔

اس وقت رزم اتنا رو رہا تھا کے ڈاکٹر کی آنکھیں بھی بھر آئی تھی۔ وہ مسلسل کسی ضدی بچے کی طرح ضد کر رہا تھا کے یہ اسکی مشی نہیں ہے۔ یہ ہو ہی نہیں سکتی۔ وہ تو اسے گھر چھوڑ کر گیا تھا۔ تو پھر یہ سب۔

اور آخر کار رزم نے اپنی لہو رنگ آنکھیں جن میں اس وقت ڈر خوف اور التجا تھی کہ یہ مشی نا ہو وہ اس وجود پر ڈالی تھی۔ لیکن اگلے ہی پل اسکی روح بھی کانپ گئی تھی اسکی حالت دیکھ کر۔ وہ ایک پولیس والا بہادر مرد تھا۔

لیکن اس وقت وہ ٹوٹا ہوا لگا تھا ہسپتال کے سارے عملے کو۔ اچانک وہ اسکے پاس گیا اور دیکھنے لگا کیوں کے وہ خود کو یقین دلانا چاہ رہا تھا کے یہ اسکی مشی نہیں ہے۔

اسکے ہاتھ میں رزم کو وہ تل نظر آیا جو کے اسکی ہتھیلی کی بیک سائیڈ پر تھا۔ اور سہی معنوں میں وہ اب برباد ہوا تھا۔

رزم کی آنکھوں کے سامنے بار بار مشی کا چہرہ آ رہا تھا۔ اسے اسکی ساری باتیں یاد آ رہی تھی اسکا ہنسنا، اسکا رونا، کوئی غلطی نا ہوتے ہوئے بھی مافی کے لئے گڑ گڑانا۔ یہ سب اسکی نظروں میں کسی فلم کی طرح چل رہا تھا۔

کہ تبھی ڈاکٹر نے بولنا شروع کیا۔ انکا گینگ ریپ ہوا تھا۔ اسکے بعد ان کو چلتی گاڑی سے نیچے پھینکا گیا۔ اور سامنے سے آتی ہوئی گاڑی بغیر وقت لگائے انکے اپر سے گزر گئی۔ یہ سب منٹوں میں ہوا تھا۔

انکا چہرہ بورے طریقہ سے خراب ہو چکا تھا اور انہوں نے اسی وقت اس روڈ پر ہی اپنا دم توڑ دیا تھا جب تک کوئی پہنچا وہ اپنی زندگی کی بازی ہار چکی تھی۔

جب انکو یہاں لیکر آئے تھے۔ تو ہسپتال کے عملے نے پولیس کو فون کیا تھا کیوں کے یہ سیدھا سیدھا پولیس کیس تھا۔ پھر اپکا پتا لگا تو آپ کو انفارم کیا۔

رزم مسلسل روتے ہوئے اور چلاتے ہوئے وہی پر نیچے بیٹھ گیا۔ کیا کیا ظلم ڈھائے تھے قسمت نے اس بیچاری پر۔

آخر اسکا قصور کیا تھا محبت کرنا؟۔۔۔۔۔۔۔۔۔؟

یاں پھر شجاعت کی بیٹی ہونا؟۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

پورا ہسپتال رزم کی وحشت ناک چیخوں سے گونج اٹھا تھا۔ سب لوگ اسے کچھ دیر کے لئے اکیلا چھوڑ کر باہر چلے گئے تھے۔

اور جاتے بھی کیوں نا یہ درد اس نے خود ہی تو چنا تھا اپنے لئے۔ اس معصوم پر خود ظلم کرتے ہوئے ہاتھ نہیں کانپتے تھے اور اگر آج کسی اور نے کر دیا تو اسکی برداشت سے باہر تھا۔

تم خوش ہونا مجھے اس طرح روتے ہوئے دیکھ کر لو میں رو رہا ہوں معافی بھی مانگ رہا ہوں پلیز اٹھ جاؤ ایک بار بس ایک بار اٹھ جاؤ۔ میں وعدہ کرتا ہوں کبھی تمہیں تنگ نہیں کروں گا کچھ نہیں کہوں گا۔ تم کہو گئ تو تمہیں اپنی شکل بھی نہیں دکھاؤ گا پلیز اٹھ جاؤ۔

تم تو خوش ہو گی نا تم تو دعائیں مانگا کرتی تھی اپنی موت کی اور دیکھو کیا ہو گیا تمہاری دعا قبول ہو گئی اور میں اکیلا رہ گیا۔ دیکھو اٹھ کر تم چھوٹی تھی مجھے بھی تکلیف ہو تو دیکھو می تکلیف میں ہوں۔ اور یہ تکلیف مجھ سے برداشت نہیں ہو رہی۔

"اٹھ جاؤ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تم اٹھ کیوں نہیں رہی ہو۔ جب میں کہہ رہا ہوں کے اٹھو تو مطلب ہے کے اٹھو، اچھا اچھا میں نہیں ڈانٹتا پکا نہیں ڈانٹتا۔ تم ڈر رہی ہو نا مت ڈرو میں کچھ نہیں کہہ رہا ہوں بس تم اٹھ جاؤ اٹھ جاؤ"۔

رزم پاگلوں کی طرح رونے لگ جاتا تو کبھی اس بے جان وجود کو اپنے سینے میں بھینچ لیتا اور کبھی ڈانٹنا شروع ہو جاتا کے شاید وہ ڈر کے ہی اٹھ جائے، اور آخر میں اسکے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھ کر معافی مانگنے لگا۔

لیکن جانے والے تو چلے جاتے ہیں وہ اپنے پیچھے بس اپنی یادیں چھوڑ جاتے ہیں۔ جو کے وہ بھی چھوڑ گئی تھی۔ لیکن وہ یادیں ہی تو رزم کے لئے تکلیف دہ تھی۔

کیوں کے اس نے کوئی اچھی یاد تو بنائی نہیں تھی۔ بس ہمیشہ اسکے سر پر بدلہ سوار رہتا اور اسی بدلے کی وجہ سے تو اس نے اپنی بہن اور اب اپنی مشی کو بھی کھو دیا تھا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے۔ آج پھر وہ 15 سال پہلے کی طرح اکیلا رہ گیا تھا لیکن تب اسکی قسمت میں یہ لکھا تھا اور اب اسکے اپنے کرموں کی وجہ سے وہ اکیلا ہوا تھا۔

وہ چیخ رہا تھا۔ لیکن وہ کسی کو بھی اپنا درد بیان نہیں کر سکتا تھا۔ کیا یہ درد بھی بیان کرنے والا تھا ۔؟۔۔۔۔۔۔۔۔۔ نہیں یہ تو کوئی بیان نہیں کر سکتا جو آج رزم پر گزر رہی تھی۔

اسی وقت رشید بھی اندر آیا تھا۔ لیکن اپنے آے۔ سی۔ پی سر کو اس حالت میں دیکھ کر وہی رک گیا تھا۔

قیامت میں تیرا داغِ محبت لے کے اٹھوں گا
تیری تصویر اس دم بھی کیلجے سے لگی ہوگی

ربّا تیری خدائی ہائے یاد ہے آئی
دل یہ دیتا دوہائی غم سے دے توں رہائی
حال کیسے سناواں روگ کیسے نبھاواں
ربہ قسمت میں رونا کیوں لکھا!!!

کیسا یہ مرض ہے عشق عشق

کیسا یہ درد ہے عشق عشق
میرا دشمن میرا عشق عشق
نی میں مار مکاواں ربا....

کیسے موڑ پے نجانے لائی ہے زندگی
روٹھا روٹھا ہے نصیباں روٹھی روٹھی ہر خوشی
دیکھے تھے جو خواب سب ٹوٹ گئے
وہ کہہ رہی ہے آنکھوں سے شاید وہ کہہ
رہی ہے میری بے بسی

کوئی بکھرایا دا اے آنسو پیا نا جائے
ربّا قسمت میں رونا کیوں لکھاااا

کیسا یہ مرض ہے عشق عشق
کیسا یہ درد ہے عشق عشق

میرا دشمن میرا عشق عشق کی میں مار مکاوں...

ایسے درد میں ہم کچھ کر ہی نا جائیں
درد سہتے سہتے کہیں مر ہی نا جائیں

کیسے ہم سنبھالیں اس بے حال دل کو
اپنے آپ سے ہم کہیں بھر ہی نا جائیں

ربا دل یہ صدا دے نا تو ایسی سزا دے
ربّ قسمت میں رونا کیوں لکھا!!!

کیسا یہ مرض ہے عشق عشق
کیسا یہ درد ہے عشق عشق
میرا دشمن میرا عشق عشق کی میں مار مکاوں

منزل ہے گہری عشق دی

وکھری کچہری عشق دی

جنگل دے ڈرے عشق دے

عرشاں دے پھیرے عشق دے

عشق دے روگ دا کتھے نا درو

کیسا یہ مرض ہے عشق عشق

کیسا یہ درد ہے عشق عشق

میرا دشمن میرا عشق عشق کی میں مار مکاوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کیسا یہ مرض ہے عشق عشق

کیسا یہ درد ہے عشق عشق۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

رزم پاگلوں کی طرح مشی کو اپنے سینے سے لگائے روئے جا رہا تھا۔ اسے کسی چیز کی پرواہ نہیں۔ نا اپنی نا لوگوں کی اور نا ہی وقت کی۔

اس نے سمجھنے میں دیر کر دی تھی کہ وہ مشی سے پیار نہیں بلکہ عشق کرتا ہے۔ بس ہر بار اسکی انا آجاتی تھی بیچ میں اور آج اسی انا کی وجہ سے اسکی مشی اس سے اتنی دور چلی گئی تھی کے اب وہ لوٹ کر کبھی واپس نہیں آسکتی تھی۔

اللہ نے اسے موقع دیا تھا لیکن رزم نے اسے گنوا دیا۔ اور اب اس کے پاس پچھتاوا تھا صرف اور صرف پچھتاوا عمر بھر کا پچھتاوا۔

قسمت نے کیا کھیل کھیلا تھا کہ جاتے ہوئے وہ ایک نظر بھر کر اسکا چہرہ بھی دیکھ نہیں پایا تھا۔ اسکا چہرہ اسکی پہچان ہی چھین لی تھی اس سے۔

رزم کا پورا چہرہ آنسوؤں سے بھیگا ہوا تھا۔ اسکے سینے میں درد سا اٹھ رہا تھا جو کہ نا قابل برداشت تھا۔ اسکا جو نقصان آج ہوا تھا وہ نا قابل تلافی تھا۔

آج وہ رشید کو ہارا ہوا لگا تھا۔ بلکل ٹوٹا اور بکھرا ہوا۔ جیسے پتا نہیں اب جڑنا بھی تھا یہ نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔؟

جاری ہے۔

Ye ly g epi or phir bta rahi hun sbr ka damn na choriye ga 🙈😊 mai ny yahi socha tha . or agy bhi story or achi or interusting hony wali hai ❤️🙈🙈 jahan gham hai waha khusian bhi hai 😊❤️ or sb ny kaha tha razm ko sakht saza mily to ye wahi saza hai 😊💔💔

Surprise surprise🙈😍

Don't copy paste without my permission💣💣💣

#ناول_مریض_ء_عشق

#رائیٹر_سندس_پری

#قسط_26

جلال کے سنگ بیا کی زندگی پرسکون گزر رہی تھی۔ وہ اسے خود میں اتنا الجھائے رکھتا تھا کہ اسے کچھ اور سوچنے کا وقت ہی نہیں ملتا تھا۔

بیا کے احساسات اور جذبات تو بدل ہی رہے تھے لیکن اس کے ساتھ جو اسے ایک اور چیز ہو گئی تھی وہ تھی عادت۔ اسے جلال کی اتنی عادت ہو گئی تھی کہ اب وہ اس کے بغیر سو ہی نہیں سکتی تھی۔

اب یہ عادت اچھی ہو یا بری لیکن یہ عادت اب بیا کو لگ گئی تھی اور وہ اسے پسند بھی کرنے لگی تھی۔

جلال کے منع کرنے کے باوجود اکثر و بیشتر وہ اسکے لئے کھانا بنایا کرتی تھی۔ جس پر اسے جلال سے ڈانٹ بھی پڑتی تھی لیکن اب وہ اس کی ڈانٹ کو کسی خاطر میں نہیں لاتی تھی.۔

پتہ نہیں کیوں آپ نے میری عادتیں بگاڑی ہیں۔ اب عادتیں بگاڑی ہیں تو سنبھالیں بی خود ہی۔ مجھے سنبھالنا بھی آپ کو ہی پڑھے گا۔ جتنے بھی نخرے کرونگی آپ کو ہی اٹھانے پڑے گے۔ بیا نے بھی ایک ادا سے کہا تھا۔ اور یہ کہنا تھا کہ جلال تو ہواؤں میں اڑنے لگا تھا۔

جانم تم حکم کرو تمہارے نخرے تو کیا میں تمہیں بھی اٹھانے کے لیے تیار ہوں۔ جلال نے شوخی سے کہا تھا اور بیا کے قریب ہو کر ایک آنکھ دبائی تھی۔

آپ اب زیادہ فری مت ہوں ذرا دور رہ کر بات کریں مجھ سے۔ بیا نے بھی جلال کو خود سے دور کیا تھا وہ بھی سیکنڈ سے پہلے۔

جلال نے بیا کے پاس انا چاہا تو بیا نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھے اسے خود سے دور کیا۔

اور فوراً سے پاس پڑا تکیہ اٹھا کر جلال کو دے مارا اور خود کو اس کے حصار سے نکال کر باہر کی طرف بھاگی۔

اور جلال جو کہ بے خودی کے عالم میں اس کی طرف جھک رہا تھا اس اچانک افتادہ پر گھبرا گیا۔

لیکن جب تک اسے سمجھ آیا بیا باہر بھاگ چکی تھی۔ لیکن وہ تو اپنی جانم کی اس ادا پر بھی وہ فدا ہو گیا تھا۔

جلال نے بھی بیا کے پیچھے باہر دوڑ لگا دی تھی۔ بیا بھاگتے ہوئے گارڈن میں بنے سوئمنگ پول کی سائیڈ پر آ گئی۔

جب تک وہ وہاں پہنچی جلال بھی بالکل اس کے پاس پہنچ گیا تھا۔

جانم بھاگ کر تم نے اچھا نہیں کیا آپ تو اس کی کڑی سزا ملے گی تمہیں۔ اور پھر تم مجھ سے شکایت نہیں کروں گی کہ میں نے ایسی سزا کیوں دی۔

کہتے ہوئے جلال نے اپنے قدم بیا کی طرف بڑھانا شروع کر دیئے۔ جبکہ بیا جلال کے ارادوں کو بھانپتے ہوئے اپنے قدم آہستہ آہستہ پیچھے کی طرف لے رہی تھی۔

بیا نے جب پیچھے دیکھا تو وہ بالکل پول کے کنارے تک پہنچ گئی تھی۔

جلال میں آپ سے کہہ رہی ہوں کہ آپ رک جائے ورنہ میں پول میں گر جاؤں گی۔

اور جلال نے ایک جھٹکے سے بیا کو اپنے حصار میں لیا تھا۔ اور اپنا منہ اس کے کان کے قریب کر کے سرگوشی نما الفاظ ادا کیے تھے۔

"جلال کے ہوتے ہوئے اس کی جانم کو فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے وہ اسے کبھی بھی زندگی کے کسی موڑ پر گرنے نہیں دے گا یہ جلال درانی کا وعدہ ہے اپنی جانم سے"۔

جلالی کی بات پر بیا کے دل نے ایک بیٹ مس کی تھی۔اور ہمیشہ کی طرح اس کی پلکیں شرم اور حیا سے لرز گئی تھی

۔

بیا نے جلدی سے اپنی دل کی کیفیت پر قابو پایا۔اور خود کو کمپوز کیا۔

اور جلال کی آنکھوں میں دیکھ کر اچھاااا کہا۔اور یہ کہنے کے ساتھ اس نے جلال کے گرد اپنے بازو حائل کیے تھے۔اور بہت آرام سے اسے ٹرن کیا تھا۔

جلال نے اپنے آپ کو ڈھیلا چھوڑ دیا تھا وہ دیکھنا چاہتا تھا کہ اس کی جانم کیا کرنا چاہتی۔

لیکن اگلے ہی پل اسے حیرانگی کا شدید جھٹکا لگا۔جب بیا نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر اسے سوئمنگ پول میں دھکا دیا۔

لیکن جلال بھی کوئی اناڑی کھلاڑی نہیں تھا پول میں گرنے سے پہلے اس نے بیا کو بھی اپنے ساتھ کھینچ لیا تھا۔

اور ایک چھناکہ کی آواز کے ساتھ وہ دونوں پول کے اندر گرے تھے۔

جلال خود تو کھڑا ہوا ساتھ میں اس نے بیاں کو بھی سہارا دے کر کھڑا کرنے کی کوشش کی۔ جو کہ سوئمنگ پول میں ڈوب رہی تھی جلال نے بیا کو اٹھایا۔

اب سیچویشن یہ تھی کہ جلال پول میں کھڑا تھا۔ اور بیا کو اس نے کمر سے پکڑ کر اوپر اٹھایا ہوا تھا۔ ایسے کے بیا کے نم بال اس کے چہرے پر آ رہے تھے۔

اور بیا جو کہ سیدھا پانی میں گری تھی۔ اپنے ہاتھ پاؤں چلانے کی کوشش کر رہی تھی۔ کیونکہ سوئمنگ تو اسے آتی نہیں تھی۔

لیکن جیسے ہی جلال نے اسے اوپر اٹھایا وہ گہرے گہرے سانس لے کر خود کو نارمل کرنے کی کوشش کرنے لگی۔ جب اس کی سانس تھوڑی بحال ہوئی تو اس نے گھور کر جلال کو دیکھا.

جو کہ اس کی اس حالت کو دیکھ کر خوب مزے لے رہا تھا ایک شریر سی مسکراہٹ جلال کے چہرے پر اس وقت رقص کر رہی تھی۔

جلال نے ایک جھٹکے سے بیا کو دوبارہ چھوڑا تھا پانی میں۔ اور بیا نے پھر سے سوئمنگ پول میں ایک ڈبکی لگائی تھی۔

اسی وقت جلال نے دوبارہ سے بیا کو اپنے بازو میں اٹھایا تھا۔ بیا پھر س اپنا سانس بحال کرنے کی کوشش کرنے لگی۔ بیا نے پھر سے گھور کے جلال کو دیکھا اور اس سے پہلے کہ جلال دوبارہ اسے پانی میں گراتا۔

اس نے جلال کی شرٹ کو سختی سے اپنی مٹھیوں میں بند کر دیا تھا۔ اور جھک کر اپنا چہرہ اس کی گردن میں چھپا لیا تھا۔ یہ کوشش تھی کہ اب جو بھی کر لو میں نیچے نہیں گرنے والی۔

جلال نے جب بیا کی یہ حرکت دیکھی تو اس کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ آ گئی تھی۔

جلال جو کہ کب سے خود پر کنٹرول کر رہا تھا قہقہ لگا کر ہنس پڑا اور بیا کو مزید خود میں بھینچ لیا۔

جب تھوڑی دیر تک جلال بھی اس سے الگ نہ ہوا تو بیا خود کو چھڑانے کی کوشش کرنے لگی۔ لیکن شاید جلال کا کوئی موڈ نہیں تھا اسے چھوڑنے کے لئے۔

جلال چھوڑے مجھے میرا سانس بند ہو رہا ہے۔ جب یہ کچھ نہ سوجھا تو اس نے یہ حربہ آزمایا تھا جو کہ کام بھی کر گیا تھا۔

جلال نے بیا کو خود سے الگ کیا لیکن اپنا حصار نہیں توڑا تھا۔ اور غور سے بیا کے چہرے پر بکھرے حسین رنگوں کو دیکھنے لگا۔ جلال کے اس طرح دیکھنے سے بیا گھبرا رہی تھی۔ اور مسلسل خود کو چھڑوانے کی کوشش کر رہی تھی ۔

کیونکہ اسے جلال کے ارادے کچھ نیک نہیں لگ رہے تھے۔ اسی کوشش میں بیا دوبارہ گرنے لگی تھی کہ جلال نے اس بار اسے اپنے بازوں میں بھر لیا تھا۔ اور سوئمنگ پول سے نکلتے ہوئے اپنا رخ اپنے کمرے کی طرف کیا تھا۔

کمرے میں داخل ہوتے ہی جلال نے پاؤں کی مدد سے دروازہ بند کیا۔ اور بیا کو وہیں پر دیوار کے ساتھ لگا کر کھڑا کر دیا۔

جبکہ بیا تو اس افتادہ پر گھبرا ہی گئی اور ایک نظر اپنے پورے وجود پر ڈالی۔پانی میں گرنے کی وجہ سے اس کے سارے کپڑے گلے ہو گئے تھے اور جسم کے ساتھ چپک گئے تھے۔

خود کو جلال کے سامنے ایسی حالت میں دیکھ کر بیا کہ چہرے پر مزید لالی بکھر گئی تھی۔

وہ اس وقت جلال کی نظروں کے سامنے سے غائب ہو جانا چاہتی تھی۔کیونکہ جلال کی نظریں جو اسے پیغام دے رہی تھی۔وہ سمجھ کر بھی سمجھنا نہیں چاہ رہی تھی۔

جلال بڑے غور سے بیا کی حالت کو دیکھ رہا تھا۔ربیا کے چہرے پر بکھرتے رنگوں کو دیکھ کر اس نے اپنا چہرہ بیا کے بالوں میں چھپالیا۔

"جانم بہت امتحان لیتی ہو تم میرے صبر کا" لیکن اب یہ صبر میں مزید برداشت نہیں کر سکتا"

جلال کی بات سن کر بیا کا تو سانس ہی اٹک گیا تھا۔اس کے گلے میں ایک گلٹی سی ابھر کر معدوم ہوئی تھی۔

جب اسے اور کچھ نہ سوجھا تو بیا فورا اپنا چہرہ جلال کے سینے میں چھپالیا۔

۔یہ ایک طرح سے جلال کے جذبات سے بچنے کی کوشش تھی۔ لیکن وہ بھول گئی تھی کہ غلطی میں ہی صحیح وہ اس کے جذبات کو اور بڑھاوا دے گئی تھی۔

جلال نے ایک دم اسے بازوؤں میں بھرا تھا اور بیڈ پر لے جا کر لٹایا تھا۔ جبکہ بیا بیڈ پر لیٹ کر لمبے لمبے سانس لینے لگی تھی۔ اور وہاں سے بھاگنے کا سوچنے لگی تھی۔

اس سے پہلے کے جلال اس کے پاس آتا وہ فوراً سے اٹھ کر بھاگ گئی تھی واش روم کی طرف لیکن جلال نے اسے آدھے راستے میں ہی جا لیا تھا۔

اور اس کی کمر کو اپنے سینے سے لگا کر اس کے کان میں سرگوشی کی تھی "جلال سے بھاگنا اتنا آسان نہیں ہے جانم" کہتے ساتھ جلال بیا کہ رخ اپنی طرف کیا تھا۔

جو کہ ڈر کے مارے جلال سے نظریں ہی نہیں ملا رہی تھی۔ "جانم چلو میری آنکھوں میں دیکھو" لیکن جب تھوڑی دیر تک بیا نے اس کے کہنے پر کوئی حرکت نہ کی تو جلال نے خود ہی اس کو ٹھوڑی سے پکڑ کر اس کا چہرہ اوپر کیا۔

بیا نے اپنی لرزتی پلکیں اوپر اٹھائی تھی اور صرف ایک پل کے لئے جلال کی آنکھوں میں جھانکا تھا۔

جانم تمہیں کیا لگتا ہے جلال اتنا کمزور ہے کہ اپنے منہ زور بولتے جذباتوں کو قابو نہ کر سکے۔

جلال تمہیں وقت دے رہا ہے تمہیں جتنا وقت چاہے تم لو۔ لیکن تمہیں دیکھ کر ایک بات میری بھی سمجھ میں آ گئی ہے۔

تو تم اتنا مجھ سے شرماتی اور گھبراتی ہو کہ تم تو کبھی بھی مجھے کوئی ہنٹ نہیں دینے والی۔

لیکن جس دن تمہیں لگے کہ اب ہمارے درمیان کی یہ تھوڑی سی دوریاں بھی مٹ جانی چاہئیں۔ اس دن تم وہ لال فراک جو میں نے کل تمہارے لئے لائی تھی وہ پہن لینا۔

میں تمہارا اشارہ سمجھ جاؤں گا۔ جلال کی باتیں سنتے ہوئے بیا مسلسل اپنے ہونٹوں کو اپنے دانتوں تلے کاٹ رہی تھی ۔ جلال نے اپنے ہاتھ سے بیاہ کے ہونٹوں کو اس کے دانتوں سے رہائی دلوائی۔

اور آرام سے اسکے لبوں کو اپنے لبوں سے چھوا تھا۔ ان پر صرف میرا حق ہے اور یہ حق میں تمہیں بھی نہیں دیتا کہ تم انھیں کوئی تکلیف پہنچاو۔

جلال اٹھ کر الماری کی طرف گیا اور وہاں سے بیا کا ایک آرام دہ سوٹ نکالا۔ اور بیا کو تھما کر واش روم کی طرف بھیج دیا۔

خود بھی اپنے کپڑے نکال کر چینجنگ روم میں چینج کرنے چلا گیا۔ اس کے واپس آنے تک دیا بیڈ پر لیٹ گئی تھی۔

جلال بھی آتے ہی بیڈ پر اپنی سائیڈ پر لیٹ گیا۔ بیا نے بہت نا محسوس انداز میں اپنا سر جلال کے سینے پر رکھ دیا تھا۔ اور اور شکریہ کہتے ہی اپنی آنکھیں موندھ لیں تھی۔

کیونکہ اب اسے بھی جلا نے کے سینے پر سر رکھ کر سونے کی عادت ہو گئی تھی۔ اس کے بغیر تو اسے نیند ہی نہیں آتی تھی۔

لیکن بیا کے سوری کرنے پر جلال نے بیا کی طرف دیکھا تھا جو کہ آنکھیں بند کئے مسکرا رہی تھی۔ جلال نے جھک کر اسکے ماتھے پر اپنے ہونٹھوں کہ لمس چھوڑا تھا اور تھوڑی ہی دیر میں وہ دونوں بے خبر نیند کی وادیوں میں چلے گئے تھے۔

مشی کے جانے کے بعد رزم بالکل اداس ہو گیا تھا وہ اپنا زیادہ تر وقت مشی اور کومل کی قبر پر گزار تا تھا۔ دونوں کی قبریں جو کہ بلکل پاس ہی تھی۔

وہ خود کو معاف نہیں کر پا رہا تھا جو کچھ بھی اس نے مشی کے ساتھ کیا تھا۔ اس حادثے کے بعد تو جیسے اس کی دنیا رک سی گئی تھی۔

اسے نہ کھانے کا ہوش تھا نا پینے کا اسے بس ڈھونڈنا تھا اس مجرم کو جس میں مشی کا یہ حال کیا تھا۔ اسے اتنی اذیت دہ موت دی تھی۔

تحقیقات کے دوران اسے پتہ لگا کہ یہ سب شیخ نے کیا ہے اور صرف وہی اس کے کچھ اور ساتھی بھی اس کے ساتھ شامل تھے۔

اس نے شیخ کے آدمیوں کو تو پکڑ لیا تھا۔ اور ان سے اگلوا بھی لیا تھا۔ انہوں نے رضا کو سب کچھ سچ سچ بتا دیا تھا کہ کیسے شجاعت آپ نے اپنی بیٹی کا سودا کیا تھا۔

اور پھر وہاں سے لے کر بھاگ گیا اور جب ان کو پتہ لگا کہ وہ رزم کے گھر میں ہے تو وہ کچھ بھی نہیں کر پا رہے تھے لیکن جس دن رزم گھر میں موجود نہیں تھا انہوں نے مشی کو وہاں سے اٹھا لیا۔

اور اس دن وہ بچاری لڑکی ان بھیڑیوں کے ہاتھ لگ گئی تھی۔ یہ سب سننے کے بعد رزم کے دل میں تکلیف کی ایک لہر اٹھی تھی۔

غم نے ان سب کا وہ حال کیا تھا کہ وہ عبرت کا نشان ثابت ہوئے تھے۔ لیکن افسوس کہ وہ شیخ تک نہیں پہنچ پایا تھا۔ کیونکہ شیخ وہاں سے فرار ہو گیا تھا اور اب وہ کہاں ہیں کسی کو کچھ بھی نہیں پتا تھا۔

رزم نے اسے ڈھونڈنے کی بہت کوشش کی لیکن ناکام رہا۔ وہ یہ تکلیف برداشت نہیں کرپارہا تھا کہ اس کی مشی کا گنہگار اس وقت زندہ باہر گھوم رہا ہے۔

جب بھی اس سے کوئی سراغ ملتا وہ کوشش ناکام جاتی۔ اور وہ پھر سے اپنے ہاتھ ملتا رہ جاتا۔ آج پندرہ دن ہو گئے تھے اس واقعہ کو لیکن نظم کے ذہن سے جیسے وہ واقعہ چپک سا گیا تھا۔

یہ سوچ ہی تکلیف دہ تھی اس معصوم کے ساتھ اتنا غلط کیا۔ اس کا تو اپنا باپ بھی اسے بیچنے والا تھا۔ یہ بات جب رزم کو پتہ لگی تو اس کے دماغ کی رگیں تن گئی تھی۔ اور ساتھ ہی شرمندگی نے بھی آن گھیرا تھا۔ کہ وہ کتنا غلط کرتا رہا تھا۔ لیکن اب آستانے کے سوا اس کے پاس کچھ بھی نہیں تھا۔

یہی سوچ یا سے پاگل کی جارہی تھی اور وہ دن بدن لاگر ہوتا جارہا تھا۔ اس کے چہرے کی رونق تو کہیں چلی گئی تھی ۔ جب جلال کو رزم کی ایسی حالت کا پتہ لگا تو اس نے رزم کو اپنے پاس نیویارک بلا لیا۔

جلال نے جب رزم کو دیکھا تو ایک پل کے لئے وہ بھی حیران رہ گیا۔ یہ تو اس کا وہ رزم نہیں تھا جو ہنسا کھیلتا تھا اب تو وہ مسکرانا ہی بھول چکا تھا۔ جب بھی کوئی بات کرتا تو ہوں یہاں میں جواب دیتا۔

لیکن ایک بات جو اچھی ہوئی تھی وہ تھا اس کا بیا سے لگاؤ۔ بیا کو دیکھ کر اسے اپنے پن کا احساس ہوتا تھا۔ اسے بیا سے مشی کی خوشبو آتی تھی۔

اگر اس نے کومل کو کھو دیا تھا تو بیا جیسی معصوم بہن کو پا لیا تھا۔

لیکن جب وہ یہ دیکھتا کہ جلال بیا کے ساتھ کتنے اچھے طریقے سے کتنی محبت سے پیش آتا ہے تو اس کے دل میں درد کی ٹیسیں سی اٹھتی تھی۔

اور اس کے لیے یہ درد ناقابل برداشت ہو جاتا تھا۔ کیا ہوتا اگر وہ بھی جلال کی طرح صبر کر لیتا اور مشی پر اتنے ظلم نہ ڈھاتا۔ تو آج اس کی مشی بھی اس کے پاس موجود ہوتی۔

جب بھی بیا اس سے بھائی کی طرح ٹریٹ کرتی اس کے ساتھ مذاق مستی کرتی جو کہ اس کی شخصیت کا خاصا تو نہیں تھا لیکن جلال کے ساتھ رہتے رہتے وہ بھی یہ سب سیکھ گئی تھی۔

طرز میں سوچنے پر مجبور ہو جاتا تھا کہ اگر بیا کو پتہ لگے کہ

میں نے اس کی بہن کے ساتھ کیا کیا ہے ؟۔۔۔۔۔

تو کیا وہ مجھے کبھی معاف کر پائے گی؟۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اگر اسے پتہ لگے کہ اس کی بہن کا گناہگار میں ہوں۔ کیا کیا ہے میں نے اس کی معصوم مشی کے ساتھ۔ تو وہ میری شکل بھی دیکھنا پسند نہیں کرے گی۔

لیکن نہیں میں بیا کو مزید خود سے اتنا اٹیچ نہیں ہونے دونگا۔ میں یہاں سے چلا جاؤں گا تا کہ اسے کبھی کچھ پتہ نہ چلے ۔اور وہ مجھ سے نفرت نہ کرے۔ کیونکہ میں پہلے بھی ایک بہن کھو چکا ہوں اب اس بہن کو کھونے کی سکت مجھ میں باقی نہیں ہے۔

یہ فیصلہ کرتے ہی اگلے رزم نے پاکستان واپسی کر لی تھی۔ یہاں آ کر بھی اسکے بے چین دل کو قرار نہیں ملا تھا۔

وہ گھنٹوں اکیلا کمرے میں بیٹھا رہتا۔ یا پھر مشی کی قبر پر آ کر روتا رہتا۔

لیکن اس نے ہمت نہیں ہاری تھی وہ مسلسل شجاعت اور شیخ کو ڈھونڈنے کی تگ و دو میں لگا ہوا تھا۔

آج پھر وہ مشی کی قبر پر موجود تھا۔ اس کی قبر کی تختی کو اپنے ہاتھوں سے چھو رہا تھا۔

تیرے جانے کا غم پھر نہ آنے کا غم
اور زمانے کا غم کیا کریں

راہ دیکھے نظر عمر بھر جاگ کر
پر تیری تو خبر نہ ملے

بہت آئی تیری یادیں
مگر اس بار تم ہی آنا
ارادے پھر سے جانے کے
نہیں لانا تم ہی آنا

کوئی تو راہ ہو گی جو تیرے گھر کو جاتی ہے۔
کرو پیچھا صداؤں کا سنو کیا کہنا چاہتی ہے

تم آؤ گے مجھے ملنے خبر یہ بھی تم ہی لانا۔

بہت آئی تیری یادیں مگر اس بار تم ہی آنا

اور اسی کی قبر پر سر رکھ کر رونا شروع ہو گیا۔اپنے گناہوں کی اپنے ہر ظلم کی اس سے معافی مانگنے لگ گیا۔

جو کہ اب ملنا ناممکن تھی۔

جاری ہے۔

Buhat mushkil hoi likhny mai . lekin ap logon ka pyar dekh kr likh hi li 😍❤🙈🙈ab mai kron gi rest or kl to ni likh sko gi epi . q ky ab pin barh gya hi . parso phir try kron gi ❤😊tb tk comments krna na bholy or btye epi kc lagi🙈❤

Surprise Surprise 😍🙈

Don't copy paste without my permission💣💣💣

#ناول_مریض_ء_عشق

#رائیٹر_سندس_پری

#قسط_27_پارٹ_1

جلال نے جو وقت بیا کو دیا تھا وہ ختم ہو گیا تھا لیکن وہ بیا سے پیار نہیں عشق کرتا تھا۔ تو وہ کیسے اسکی مرضی کے بغیر اسے حاصل کرتا۔

اس لئے اس نے فیصلہ کیا تھا کے وہ اسے ٹائم دے گا۔ اور بیا خود سے پہل تو کرنے سے رہی اس لئے اس نے اسے ڈریس والا آئیڈیا دیا تھا۔

بیا جلال کو بہت تنگ کرتی تھی کہ گھر والوں سے بات کروائے لیکن جلال فرصت سے اسے ٹال دیتا۔ لیکن بیا نے ایک بڑ بہت ضد کی کہ کھانا ہی چھوڑ دیا۔

تو جلال نے ایک شرط پر اسکی بات کروائی تھی غازی سے۔ اسکے بعد وہ تب بات کر سکے گئی جب وہ دل سے جلال کو قبول کرلے گی۔ اور اسے لگے گا کے اب کوئی بھی نہیں ہے ایسا جو ان دونو کو الگ کر سکے۔

پتا نہیں کیوں لیکن بیا کو لگتا تھا کے جلال اسکے معاملے میں کچھ زیادہ ہی جنونی ہو جاتا تھا۔ کبھی کبھی وہ بھی ڈرنے لگتی تھی۔

جب بھی وہ زیادہ ضد کرتی کہ میری بات کرواؤ تو جلال ایک ہی بات کہتا تم میرے صبر کا اتنا امتحان کیوں لے رہی ہو پھر مجھے میرے صبر کا پھل دے دو میں تمہاری بات کروادوں گا بات کیا میں تمہیں خود لے جاؤں گا۔ لیکن تب جب مجھے یقین ہو جائے گا کہ ہم دو جسم اور ایک جان ہو گئے ہیں۔ " تو پھر کیا کہتی ہو جانم کہاں سے شروع کروں میں"۔

تو بیا فوراً اپنی ضد چھوڑ دیتی اسے پتہ تھا کہ جلال جو کہتا ہے وہ کر کے ہی رہتا ہے۔ اور وہ اسے کوئی بھی غلط سگنل دے کر اپنی شامت نہیں بلوانا چاہتی تھی۔

جلال بیا کو کچھ بھی بتانا نہیں چاہتا تھا۔ اس لیئے ہر بار وہی حربہ آزماتا تاکہ بیا گھر والوں کو کم سے کم یاد کرے۔ لیکن جب وہ زیادہ اداس ہوتی تو خود ہی غازی سے اسکی بات کروادیتا تھا۔ غازی کو پتا تھا اس کی بہن نازک دل کی مالک

ہے۔ اور وہ یہ سب برداشت نہیں کر پائے گئی۔ اس ملئے وہ بیا کے سامنے ہر ممکن کوشش کرتا کہ اس کے سامنے اس کا لہجہ بالکل برقرار رہے۔

لیکن جب کبھی جلال بھی شرارت کے موڈ ہوتا تو بس یہی ایک بات دہراتا رہتا تھا اور بس یہ کہنے کی دیر تھی کہ دیا تو ایسے بن جاتی ہے جسے اس نے تو کوئی فرمائش کی ہی نہیں ہے لیکن دل میں سو صلواتیں ضرور سناتی تھی۔

بیچ میں جلال اکثر کچھ دنوں کے لیے باہر میٹنگ پر جاتا تھا۔ جس کی وجہ سے بیا اسے بہت یاد کرتی تھی۔ لیکن وہ اسے کچھ کہہ نہیں پاتی تھی۔ فون ہاتھ میں پکڑ کر رکھی تھی کہ جلال فون کرے اور وہ پہلی کال پر ہی پک کر لے۔ کیونکہ خود کال کرنے کی ہمت طوس میں ہوتی نہیں تھی۔

جب جلال کال کرتا بھیا فوراً اسے کال اٹھالیں تو جلال بھی سمجھ جاتا کہ وہ فون ہاتھ میں لے کر اس کا انتظار کر رہی تھی۔

اسی طرح ان کی زندگی کی حسین دن گزر رہے تھے۔ اور ان دنوں میں جو اچھی بات ہوئی تھی وہ یہ تھی کہ جلال کے دور جانے کی وجہ سے بیا کو اس کی بہت یاد آتی تھی۔

اپنی دلی کیفیت پر قابو نہیں پا رہی تھی۔ اور سمجھنے سے قاصر تھی کیوں کہ یہ ہو کیا رہا ہے۔ جب بھی جلال بیا کے سامنے آتا اس کے دل کی دھڑکن اور تیز میں جاتی اتنی کہ لگتا دل ابھی سینہ چیر کے باہر آجائے گا۔

ایک بار تو جلال پورے ہفتے کے لیے چلا گیا تھا میٹنگ کے لئے۔ عورت بیا نے اپنا وقت بہت مشکل سے گزارا تھا۔ وہ رات کو بیٹھ کر روتی رہتی۔ حالانکہ جلال روز اسے کال کرتا۔ اور اپنی دن کی پوری روٹین کے بارے میں اس سے بات کرتا ہوں اس سے اس کے بارے میں سوال جواب کرتا۔

بیا تو اتنے میں خوش ہو جاتی تھی۔ لیکن فون رکھنے کے بعد وہ دوبارہ سے وہی پر بیٹھ کر رونا سو ہو جاتے۔۔ اور آخر کار اس نے اپنے دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر یہ تسلیم کر ہی لیا کہ وہ جلال سے محبت کرنے لگی ہے۔

جو جو کچھ جلال چاہتا تھا وہ سب کچھ بیا کو اب محسوس ہو رہا تھا۔ اور یہ نہیں تبدیلی جلال کو بہت بھائی تھی۔ جیا کی آنکھوں میں بھی وہ اپنے لیے محبت کے رائے دیکھ کر وہ تو سرشاری کی کیفیت میں اپنے آپ پر قابو نہیں رکھ پاتا تھا اور اسے اپنے سینے میں بھینچ لیتا تھا۔

لیکن ابھی بھی جو ایک دیوار تھی وہ یہ تھی کہ جلال نے بھی اسے کہا تھا کہ جب وہ اپنی دلی رضامندی دے گی تب ھی وہ اس کے قریب جائے گا۔ اور اس سے پتہ تھا کہ یہ وقت بہت جلد آنے والا ہے۔ لیکن اس کے لیے اتنا ہی کافی تھا کے اس کی بیوی سے محبت کرنے لگی ہیں اس کے علاوہ اسے دنیا میں اور کچھ بھی نہیں چاہیے تھا۔

اور آج یہی سوچتے ہوئے جلال گھر آیا تھا۔ اور سیدھا کمرے میں گیا۔ کمرے میں داخل ہوتے ہی اس کی نظر بھی آپر پڑی جو کہ ابھی ابھی واش روم سے نہا کر نکلی تھی۔

جلال کو اپنے سامنے دیکھ کر بیا وہیں پر ٹھٹک کر رک گئی تھی۔ اور فوراً سے اپنا دوپٹہ بیڈ پر سے اٹھا کر اپنے شانوں پر ڈالا تھا۔ اس سے گھنے بال جو کہ اسکے گھٹنوں تک آتے تھے۔ کسی آبشار کی طرح کمر پر لہرا رہے تھے۔

جلال بیا کو دیتے ہیں ٹرانس کی کیفیت میں اس کی طرف بڑھا۔ اور جاتے ہی اسے اپنے حصار میں قید کر لیا۔ جلال کو بیاں کے گھنے لمبے بھائیوں سے بہت محبت تھی سے بہت پسند تھے بیا کے بال۔

جلال نے اسکے بالوں میں اپنا منہ چھپا لیا۔ اور اس کے بالوں سے آتی ہوئی بھینی بھینی خوشبو کو اپنے اندر اتارنے لگا۔

بیا تو بالکل بت بن کر کھڑی ہوئی تھی۔ اس کا اپنے پیروں پر کھڑا رہنا محال ہو رہا تھا جلال نے اگر اسے کمر سے نا تھاما ہوتا تو اب تک وہ گر چکی ہوتی۔

بیا نے اپنے کپکپاتے ہاتھ جلال کے سینے پر رکھے دئے تھے۔ پر اسکی شرٹ کو مضبوطی سے اپنے ہاتھوں میں پکڑا ہوا تھا۔

جلال نے اپنا چہرہ اس کے چہرے کے قریب کیا تھا۔ اور اسکی آنکھوں میں جھانکا تھا۔ جو کے اس وقت سایہ فگن تھی۔

اور گویا ہوا تھا جانم ؟۔۔۔۔۔۔۔

جلال کی آواز میں ایسا تو کچھ تھا کے بیا اسکی طرف دیکھنے میں مجبور ہو گئی۔ لیکن اسے دیکھتے ہی اگلے پل پھر سے اپنی نظریں جھکا گئی۔

ج ج۔۔۔۔۔۔۔۔ جلال یہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ یہ آپ کی۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کیا کر رہے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔

بہت مشکل سے الفاظ ادا ہوئے تھے۔

جی جان جلال۔۔۔۔۔۔۔۔جلال تو فدا ہوا جا رہا تھا بیا کی حالت کو دیکھ کر۔

اچھا اچھا میں کچھ نہیں کر رہا لیکن اب اپنی شکل درست کرو۔بلال نے جب بیا کو رونی شکل بناتے ہوئے دیکھا تو فوراََ اسے ٹوکا۔

یار میں تو تم سے ایک بات کرنے آیا تھا۔لیکن تم تم تو مجھے ہمیشہ الجھا دیتی ہوں خود میں۔اور مجھے تمہارے اگے کچھ یاد ہی نہیں رہتا۔

اچھا چلو جو بتانی تھی وہ تو سن لو۔آج شام میں میرے فرینڈ کی وائف کہ برتھڈے ہے۔تو تم تم شام 6 بجے تیار رہنا۔اوکے تب تک میں ایک میٹنگ نپٹا کر آجاؤ گا۔

جلال بیا کے گل پر بھوسہ دے کر فوراسے کمرے سے نکل گیا تھا۔کوئی بھروسہ نہیں تھا کہ وہ ناراض ہو جاتی اس لئے خود ہی چلا گیا۔

پیچھے بیا اتنی اچانک یہ سب ہوا کے کچھ سمجھ ہی نہیں پائی کہ کیا ہوا۔ لیکن جب سمجھ آیا جلال جا چکا تھا۔ اور بیا بجائے غصّہ کرنے کے مسکرا پڑی تھی۔ جلال کی اس معصوم حرکت پر۔

جاری ہے۔

Ly g ek chota surprise hazir hai🙈❤️❤️short na kehna . kia pta sham mai ek or mil jaye . lekin short sun kr nahi meny🙄🙈

Another Surprise 🙈😍

Don't copy paste without my permission💣💣💣

#ناول_مریض_ء_عشق

#رائیٹر_سندس_پری

#قسط_27_پارٹ_2

بیا جلال کے جانے کے بعد سوچ رہی تھی کہ جلال نے مجھے کبھی اپنے دوستوں کو غیروں سے ملنے کبھی دیا ہی نہیں یہی کہہ کر کوئی مجھے دیکھ کر نظر نہ لگا دے۔

اور جلتنے مہربان کیسے ہو گئے کہ مجھے اپنے دوست کی وائف کی برتھ ڈے پر لے کر جا رہے ہیں۔ کیا وہ واقعی مجھے وہیں پر لے کر جا رہے ہیں۔؟.........

بی ابھی تک تیار نہیں ہوئی تھی اور سوچے جا رہی تھی کہ جلال اسے کہاں لے کر جا رہا ہے۔ لیکن جب اسے کچھ بھی سمجھ نہ آیا تو تھک ہار کر اس نے سوچنا ترک کیا. اور فوراً سے تیار ہونے لگی۔

جب اس نے تیار ہونے کے لئے الماری کھولی تو اس میں اسے جلال کی دی ہوئی وہی لال فراک نظر آئی۔ بیا نے وہ ڈریس اپنے ہاتھ می لیا اور بیڈ پر بیٹھ گئی۔

وہ کشمکش کا شکار تھی کے آیا وہ پہنے یہ نا پہنے۔ اسکے اور جلال کے نکاح کو 1 سال ہو گیا تھا۔ اور اس ایک سال میں جلال نے بیا سے رشتے کو لیکر کبھی بھی کوئی مانگ نہیں کی تھی۔

وہ تو اتا اور اتے ہی اسے اپنے آپ می الجھا دیتا کے بیا اسکی سنگت میں سب کچھ بھول جاتی۔ اور اسکی باتوں اور حرکتوں سے یاں تو کبھی ڈر جاتی یا تو اسکی باتو سے اسکے چہرے پر حیا کی لالی آجاتی۔

اور اب جب بیا کو بھی اس سے محبت ہو ہی گئی تھی۔ تو وہ اسے مزید انتظار نہیں کروانا چاہتی تھی۔ وہ چاہتی تھی کہ ان دونوں کا رشتہ اور بھی مظبوط ہو جائے۔

یہ سوچتے ہی اس نے جلال کا دیا ڈریس پہننے تہیہ کیا۔ یہ سوچ ہی اسکے چہرے پر مسکراہٹ کا باعث تھی۔ بیا نے چینجنگ روم کا رخ کیا اور وہی ڈریس زیب تن کئے وہ باہر آئی۔ اور اپنے پ کو شیشہ میں دیکھنے لگی۔

اور خود کو دیکھتے ہی شرما کر اپنا چہرہ اپنے ہاتھوں میں چھپا گئی۔ وہ سوچ رہی تھی کے وہ جلال کی نظروں کا مقابلہ کیسے کرے گی۔ بیا تیار تو ہو گئی تھی اب بس اسے اپنے بالوں کو حجاب سے کور کرنا تھا۔

اس سے پہلے کہ وہ کچھ کرتی جلال کمرے کا دروازہ کھولتا اندر داخل ہوا۔

جلال آج گھر جانے کے لئے بے تاب ہو رہا تھا کیوں کے اس نے بیا کے لئے سرپرائز پلین کیا تھا۔ اس لئے وہ اسے اپنے ساتھ کہیں باہر لیکر جانا چاہتا تھا۔

لیکن اسے یہ نہیں پتا تھا کہ گھر جا کر وہ خود سرپرائز ہونے والا تھا۔ اس لئے وقت سے پہلے ہی وہ گھر آ گیا اور آتے ہی کمرے کی طرف رخ کیا۔

لیکن جیسے ہی اس نے کمرے میں قدم رکھا اسکی نظر سیدھا بیا پر پڑی۔ اور کچھ دیر کے لئے تو جیسے سب کچھ ٹھہر سا گیا تھا۔ جلال تو بیا کی سادگی میں ہی اسکا دیوانہ تھا اور آج تو وہ ہتھیاروں سے لیس تھی۔

تو وہ کیسے نا اسے دیکھ کر باقی ساری دنیا کو بھولتا۔ اور اسکی خوشی کہ تو ٹھکانہ ہی نہیں تھا جب اس نے بیا کو لال ڈریس میں دیکھا وہی جو اس نے بیا کو دی تھی۔

اسکا مطلب تھا وہ کامیاب ہو گیا اپنے عشق کو کامل بنانے میں۔ اب وہ اکیلا ہی اس عشق کے مرض میں مبتلا نہیں ہے بلکہ اب بیا بھی اسی عشق کے مرض میں مبتلا ہو گئی تھی۔ وہ دونوں مریض_ء_عشق ہو گئے تھے۔

جلال ٹرانس کی کیفیت میں بیا کی طرف بڑھا اور جاتے ہی اپنا چہرہ اسکے کندھے پر ٹکا کر اسکے مکمل حسن کو شیشہ میں دیکھنے لگا۔

اگر تمہیں یہ جاننا ہے کہ تم کتنی خوبصورت اور پیاری ہو تو تمہیں اس شیشہ کی ضرورت نہیں تمہارے لئے تمہارا یہ خادم حاضر ہے۔

جلال نے اپنی طرف اشارہ کرکے کہا۔ اور بیا کا رخ اپنی طرف کیا اور بے ساختہ اسکی پیشانی پر جھکا۔ بیا نے فرط جذبات سے اپنی آنکھیں ہی میچ لی تھی کیوں کہ اسے پتا تھا۔ اب جلال کو روکنا مشکل ہے۔ کیوں کے وہ تو پہلے ہی نہیں رکتا تھا۔ اور اب تو اسے بیا کی طرف سے صاف اجازت مل گئی تھی۔ اب تو وہ اسکی ایک بھی نہیں سننے والا تھا ۔

جلال نے بیا کو اپنے سینے میں بھینچ لیا تھا ایسے جیسے اب وہ اسے کبھی کہی نہیں جانے دے گا۔ اور بیا وہ تو جلال کی مضبوط گرفت میں کراہ اٹھی تھی۔ جلال دھیرے سے بیا سے دور ہوا لیکن اپنا حصار جو اسکے گرد بندھا تھا وہ نا توڑا۔

اور اسکے کان کی لو کو اپنے لبوں سے چھوتے ہوئے گویا ہوا!۔۔۔"بہت تڑپایا ہے تم نے جانم اب تمہاری باری ہے۔ کیوں کہ آج تو جلال تمہارے ساتھ کوئی رعایت نہیں برتنے والا"

بیا جو کے جلال کے حصار میں اپنا سانس روکے کھڑی تھی جب جلال نے گرفت ڈھیلی کی تو ابھی وہ ٹھیک سے دوبارہ سانس بھی نہیں لے پائی تھی کہ جلال اسکے کان پر جھکا تھا اور اپنا نرم گرم لمس چھوڑتا گویا ہوا تھا۔

بیا تو جلال کے سرگوشی نما الفاظ سن کر سٹل ھی ہو گئی تھی۔ چہرہ الگ اناری ہو رہا تھا۔ حیا کے سارے رنگ جیسے اسکے چہرے پر آگئے تھے۔ جسم کا سارا خون سمٹ کر اسکے چہرے پر آگیا تھا۔

وہ تو نظریں ھی نہیں ملا پا رہی تھی جلال سے۔ اور جلال تو مبہوت ہو کر بیا کے چہرے کے رنگوں کو دیکھنے لگا۔ اس کی لرزتی گھنی پلکوں سے ہوتے ہوئے جب جلال کی نظر اس کے ہونٹوں پر تو وہ بے ساختہ جھکا تھا۔

بیا نے جب جلال کو دوبارہ سے خود پر جھکتے پایا تو فوراسے گویا ہوئی جج۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جلال ہم۔
۔۔۔۔۔۔۔ہمیں دیر ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہو رہی ہے۔

جلال جو کہ بیا پر جھکنے ہی والا تھا لیکن جب بیا کی کپکپاتی آواز اس کے کانوں سے ٹکر آئی۔ تو وہ بیا کی حالت کو سمجھتے ہوئے اس سے دور ہوا۔

کیونکہ اگر وہ تھوڑی دیر اور اس کے قریب رہتا تو کوئی بھروسہ نہیں تھا کہ بیا بے ہوش ہو جاتی۔ اور آج کے دن تو وہ بیا کو بالکل بھی بخشنے کا ارادہ نہیں رکھتا تھا۔ آج تو وہ اس سے اپنے سارے حساب بے باک کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔

جلال جیسے ھی بیا سے دور ہوا بیا نے موقعہ غنیمت جانا اور جلدی سے اپنا حجاب باندھنے لگی۔ جبکہ جلال مسلسل بیا کو کو ہی دیکھے جا رہا تھا اسکی نظریں ایک پل کے لئے بھی بیا کے چہرے سے ہٹنے سے انکاری تھی۔

اور بیا تو جلال کی نظروں سے مزید کنفیوز ہو رہی تھی تیز تیز ہاتھ چلا کر اس نے حجاب باندھ اور جلدی سے کمرے سے باہر نکلی۔

جلال نے مسکراتے ہوئے بیا کی حرکت ملاحضہ فرمائی اور اسکے پیچھے ہی کار تک گیا۔ گاڑی میں بیٹھتے ہی حلال نے گاڑی زن سے بھگا دی۔ گاڑی اپنی منزل کی طرف رواں تھی جبکہ جلال کی نظریں تو بیا کی طرف تھی۔

جلال نے بیچ کے قریب گاڑی روکی۔ جبکہ بیا حیرانگی سے جلال کی طرف دیکھنے لگی کہ وہ تو کسی فرینڈ کی پارٹی کی بات کر رہا تھا۔

جانم ایسے ہی مجھے دیکھتی رہو گی یا آگے بھی بڑھو گی۔ بیا کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے جلال نے کہا تھا۔ کیونکہ بیا حیرانگی سے کبھی جلال کو دیکھ رہی تھی تو کبھی باہر کے منظر کو۔

جلال نے باہر نکل کر بیا کو بھی اترنے میں مدد دی اور اس کے پاؤں سینڈل سے آزاد کروا کر اسے اپنے ساتھ لگائے گیلی ریت پر چلنے لگا اس وقت بیچ بلکل سنسان تھا وہاں کوئی بھی زی روح موجود نہیں تھا۔

جلال آپ نے جھوٹ بولا تھا مجھ۔۔۔۔۔؟یہاں تو کوئی بھی نہیں ہے اور کون کرتا ہے بھلا یہاں پر برتھڈے سیلیبریٹ مجھے الو بنا کر لائے ہیں آپ۔

اور میں نے اسے ہی اتنا ہیوی ڈریس پہن لیا ہے۔بیا تو مسلسل بولے جا رہی تھی جبکہ جلال مسکراتے ہوئے بیا کو سن رہا تھا۔

اچانک جلال نے بیا کا رخ اپنی طرف کیا اور اس سے پہلے وہ کچھ سمجھتی اسے اپنے بازوؤں میں بھر لیا۔"جانم میں نے تو تمہارے لئے سرپرائز پلین کیا تھا لیکن یہ ڈریس پہن کر تم نے مجھے ہی سرپرائز کر دیا ہے۔"

اور اب گفٹ کے طور پر تمہیں ساری رات میری شدتیں برداشت کرنی پڑے گی۔بولو کر لوگی نا۔جلال نے بیا کو ہٹ میں اتے ہی اندر دروازے کے ساتھ لگا کر اسکے دونوہاتھوں کو اپنے ہاتھوں کی گرفت میں لیکر اوپر دیوار کے ساتھ لگا کر پوچھا تھا۔

جبکہ بیا تو اپنی پلکیں ہی نہیں اٹھا رہی تھی۔ جلال نے بیا کو ٹھوڑی سے تھام کر اسکا چہرہ اوپر کیا تھا۔ بیا نے ایک پل کے لئے جلال کی نظروں میں دیکھا تھا جہاں پر اسکے جذبات کا ایک ٹھاٹھیں مارتا سمندر موجزن تھا۔

تبھی میوزک پلیئر آن ہوا تھا۔ اور گانے کے بول کے ساتھ جلال بھی بیا کو لیکر اسے گول گول گھما رہا تھا۔

مریض عشق ہوں میں کردے دوا

مریض عشق ہوں میں کردے دوا

ہاتھ رکھ دے تو دل پہ ذرا

ہاتھ رکھ دے تو دل پہ ذرا

طلب ہے تو تو ہے نشہ

غلام ہے دل یہ تیرا

کھل کے ذرا جی لوں تجھے

آجا میری سانسوں میں آ

طلب ہے تو تو ہے نشہ

غلام ہے دل یہ تیرا

کھل کے ذرا جی لوں تجھے

آجا میری سانسوں میں آ

مریض عشق ہوں میں کر دے دوا

مریض عشق ہوں میں کر دے دوا

ہاتھ رکھ دے تو دل پہ ذرا

ہاتھ رکھ دے تو دل پہ ذرا

تجھے میرے رب نے ملایا

میں نے تجھے اپنا بنایا

اب نا بچھڑنا خدایا

محبت روح کی ہی لازم غزا

پورا کمرا اسرخ گلابوں سے سجا ہوا تھا۔بیڈ پر ہارٹ شیپ کا پھولوں سے دل بنایا گیا تھا۔

جلال نے دیرنا کرتے ہوئے ایک ہی جست میں بیا کو اپنے بازوؤں میں بھرا تھا اور لے جا کر بیڈ پر لٹایا تھا۔بیا کے ماتھے پر پسینے کی ننھی ننھی بوندے نمودار ہوئی تھی۔

جلال بیا کے پاس ہی بیڈ پر بیٹھ گیا۔اور بیا کو شانوں سے تھاما تھا۔اور اسکے ماتھے سے پسینے کی ننھی بوندھے صاف کرتے جھکا تھا۔

بیا نے بے اختیار جلال کو پکارہ تھا۔ ششش۔۔۔۔۔۔۔جانم۔۔۔۔۔آج بولنا نہیں ہے آج تو بس محسوس کرنا ہے ۔کہ کتنا تڑپا ہوں میں تمہارے لئے۔یہ دن و مہینے کیسے صبر کیا ہے یہ میں ہی جانتا ہوں۔

کہتے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر لائٹ اوف کی تھی۔اور بیا کو اپنے حصار میں قید کرتے وہ جھکتا چلا گیا تھا۔کمرے میں فسوں خیز خاموشی کہ راج تھا۔اور یہ رات بیا اور جلال کی محبت کی تکمیل کی رات تھی۔

جیسے جیسے رات قطرہ قطرہ گزر رہی تھی۔ ویسے ہی بیا بھی اپنے آپ میں سمٹتی جا رہی تھی۔ اور ایسا کر کے وہ جلال کو اور اپنی طرف متوجہ کر رہی تھی۔ جلال کی بھڑتی شدتیں اور جسارتوں پر وہ پگھلی جا رہی تھی۔

جاری ہے۔

Ye ly g epi 🙈😍😍ab jaldi sy achy achy comments b kr dy 🙈😍❤️

Don't copy paste without my permission💣💣💣

#ناول_مریض_ء_عشق

#رائیٹر_سندس_پری

#قسط_28

کھڑکی سے چھن کر کے آتی سورج کی روشنی بیا کے چہرے پر پڑ رہی تھی. رات بیا کی خود سپردگی دیکھ کر جلال تو بلکل ہی بیا پر قابض ہو گیا تھا. تھا کہ بیا کبھیبا تکیہ کو اپنی مٹھیوں میں جکڑ لیتی تو کبھی اپنے ناخن جلال کی کمر پر گاڑھ دیتی.

اور جلال کسی قیمتی سرمایہ کی طرح بیا کو خود میں بھینچے جا رہا تھا. رات کا ایک ایک منظر جب جلال کی سوچ کے پردے پر لہرایا تو ایک دلکش مسکراہٹ نے اسکے لبوں کا آحاطہ کیا تھا.

جلال نے بیا کی چہرے پر آتے ہوئے بالوں کو اسکے کان کی پیچھے کیا پر اسکے کان میں سرگوشی کی "نئی زندگی کی خوبصورت صبح مبارک ہو جانم" کہتے ہوئے ہیکہتے اسکی کان کی لو کو اپنے لبوں سے چھو لیا.

جلال کا دل تو نہیں کر رہا تھا لیکن ٹائم لیٹ ہو رہا تھا اور انکو گھر بھی جانا تھا وہ دونوں ابھی تک بیچ پہ موجود ہٹ میں موجود تھے. تھے

اس لئے جلال بیا کو جگا رہا تھا کی وہ لوگ ٹائم سی گھر پہنچ جائے. جلال نی بیا کے بالوں لی لٹ کو اپنے ہاتھ میں لیا ور اسے بیا کے کان کی قریب کر کے اسے گدگدانے لگا. لیکن بیا ہر بار جلال کا ہاتھ جھٹک دیتی.

اب کی بار جلال نی بالوں کو چھوڑا اور خود بیا کی آنکھوں پر باری باری جھکا لیکن بیا ابھی بھی گہری نیند میں تھی. جلال نی آخری بار بیا کو کندھے سے پکڑ کر ہلایا لیکن کوئی جواب موصول نا ہوا اب کی بار جلال بیا کی ماتھے پر اپنے پیار کی مہر لگا کر ہٹا.

لیکن ندارد بیا تو اٹھنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔ شاید وہ تھکن کی وجہ سے کچھ زیادہ ہی گہری نیند میں تھی۔ جلال نے اسے کندھوں سے پکڑ کے ہلایا لیکن بیا نے جلال کے ہاتھوں کو جھٹک دیا اور اور زیادہ مضبوطی سے اپنے بازو اس کے گرد حائل کر کے سو گئی۔

جلال نے بیا کا رخ اپنی طرف کیا۔ اور اپنے چہرے پر معنی خیز مسکراہٹ لیے وہ بیا کہ ہونٹوں پر جھکا۔ لیکن اس سے پہلے وہ بیا کے ہاتھوں کو اپنی گرفت میں لینا نہ بھولا تھا۔

بیا کو نیند میں ایسا محسوس کیا اس کا سانس لینا دشوار ہو رہا ہے۔ اس نے جھٹکے سے اپنی آنکھیں کھولی تھی۔ لیکن تب تک جلال بیا کو اپنی گرفت میں لے چکا تھا۔

بیا جلال کے سینے پر ہاتھ رکھ کر اسے کچھ دور کرنے کی کوشش کرنے لگی تھی۔ لیکن اب یہ ناممکن تھا۔ بیا تو جلال کی گرفت میں پھڑ پھڑا کر رہ گئی تھی۔

اور جلال وہ تو بس اسے تنگ کر رہا تھا۔ لیکن تنگ کرتے کرتے وہ خود اپنے آپ کو روک نہیں پایا تھا۔ اور ایک بار پھر سے بیا پر قابض ہو چکا تھا۔

جلال نے اپنی بھرپور من مانی کے بعد بیا کو اپنی گرفت سے آزاد کیا تھا۔ اور اس کے کان پر اپنا لمس چھوڑتے ہوئے گویا ہوا تھا۔

"جانم میرا دل تو نہیں کر رہا تمہیں چھوڑنے کا، لیکن کیا کروں گھر بھی تو جانا ہے تو باقی کی کلاس ہم گھر میں پوری کریں گے"

بیا نے جب جلال کے الفاظ سنے تو فوراً اسے اپنا منہ کمفرٹر میں چھپا لیا۔ اور گہرے گہرے سانس لے کر خود کو نارمل کرنے کی کوشش کرنے لگی۔

وہ تو ایک رات میں ہی جلال کی شدتوں سے گھبرا گئی تھی۔ اور صبح اٹھتے ہی جلال پھر سے شروع ہو گیا تھا۔

اب بیا کو کیا پتا تھا کہ وہ خود ہی اتنے معصوم طریقے سے سو رہی تھی کہ جلال خود پر کنٹرول نہیں کر پایا۔

اور جلال کو بھی ساری غلطی بیا کی ہی لگی تھی۔ کیوں اتنی حسین تھی۔ اور دن بدن وہ جلال کو اور بھی عزیز ہوتی جا رہی تھی۔ اب اس میں سارا قصور تو بیا کا ہی تھا۔

جلال تو ہر الزام سے بری الزماں ہو گیا تھا۔ اس کا ماننا تھا کہ اس کی جانم ہے ہی اتنی حسین کہ وہ خود کے منہ زور جذبات کو روک نہیں پاتا۔

جلال نے اپنا دایاں ہاتھ اپنے بالوں میں پھیرا تھا اور بیا کے منہ سے کمفرٹر ہٹایا تھا۔ بیا نے فوراً سے اپنے چہرے کو اپنے دونوں ہاتھوں میں چھپا لیا۔

"جانم اب چھپانے کا کیا فائدہ اب تو میں سب کچھ دیکھ چکا ہوں ابھی تو تم نے میری شدتیں دیکھی ہی کہاں ہے یہ تو بس ٹریلر تھا فلم ابھی باقی ہے"

تم مجھے یہ بتاؤ کہ وہ فلم گھر جا کر دیکھنی ہے یا ابھی یہاں پر کر کے دکھا دوں۔

جلال دوبارہ سے بیا کی طرف جھکا تھا۔ لیکن بیا نے جلال کو جھکتا ہوا دیکھ کر پاس پڑا تکیہ اٹھایا تھا اور جلال کو دے مارا تھا۔

تکیہ مارنے کے بعد فوراسے اسے دھکا دے کر خود بھاگ کر بیڈ سے اتری اور چپل اپنے پاؤں میں اڑستے ہوئے فوراسے واش روم میں بند ہو گی۔

بیا نے جو تکیہ جلال کو مارا تھا جلال نے فوراسے کیچ کیا۔ اور بیا کے دھکے کی وجہ سے جلال کو تو کوئی فرق پڑا نہیں تھا۔ ہاں البتہ بیا کی اس حرکت کی وجہ سے کمرے میں جلال کا زندگی سے بھرپور چھت پھاڑ قہقہہ گونجا تھا۔

بیا کے باتھروم سے نکلنے تک جلال نے ناشتہ منگوا لیا تھا۔ اور اب روم میں ہی ٹیبل پر ناشتہ لگا کر بیا کا ویٹ کرنے لگا۔ اسی اثنا میں بیا بھی فریش ہو کر باتھروم سے باہر آئی۔

اسے پتا تھا جلال بس اب اسے تنگ کرنے کے بہانے ڈھونڈتا ہے اسی لئے باتھروم سے ہی اپنے بالوں کو کور کر کے باہر آئی اور بیڈ پر رکھا اپنا دوپٹہ اپنے شانوں پر پھیلا کر جلال کے ساتھ ناشتہ کرنے بیٹھ گئی۔

اور جلال نے بھی بغیر بیا کو تنگ کئے آرام سے اپنا بریک فاسٹ ختم کیا۔ کیوں کہ اسے پتا تھا اگر وہ زیادہ تنگ کرے گا تو بیا ناشتہ ادھورا ہی چھوڑ دے گی۔ اور جلال بیا کی صحت کے ساتھ کوئی کمپرومائز نہیں کر سکتا تھا۔

ناشتے کے بعد دونوں نے واپسی کا سفر طے کیا۔ جس میں جلال نے تو قسم کھا رکھی تھی کہ وہ بیا کو زچ کر کے ہی رہے گا۔ کبھی گاڑی چلاتے ہوئے اسکا ہاتھ پکڑ لیتا۔ تو کبھی اسے ہی اپنے ساتھ لگا لیتا۔

اور جلال کی ان حرکتوں کو دیکھ کر بیا کا حلق خشک ہو جاتا۔ بیا نے تو توبہ کر لی تھی کہ ایک بار گھر آجائے وہ جلال کے ساتھ کبھی ڈرائیو پر نہیں جائے گی۔

اور اسی طرح وہ دونوں خوشی خوشی ایک دوسرے کے سنگ اپنی زندگی کی منزلیں طے کر رہے تھے۔ جلال اور بیا دونوں ہی ایک دوسرے کے ساتھ خوش تھے ایک اگر نظر نا اتا تو دوسرا بے چین ہو جاتا تھا۔

❤️ یہی تو محبت ہے کے محبوب نظروں کے سامنے نا ہو تو بے چینی ہو اور اگر ہو تو دل کا قرار ❤️

دو سال بعد۔۔۔۔۔۔!!!!!!!!

وقت کا کام ہے گزرنا اور وہ گزر رہا تھا۔ لیکن گزرتے ہر دن کے ساتھ۔ رزم کی تکلیف میں بھی اضافہ ہو رہا تھا۔ جو کے اسے نرم دل تو کیا ہی بات ہے بلکہ اور سنگدل بنا رہا تھا۔ اسے کسی سے کوئی غرض نہیں تھی۔ اسکا کام تھا ڈیوٹی اور اسکے بعد تنہائی میں مشی کی یاد۔

وہ خود کو معاف نہیں کر پا رہا تھا۔ کیوں کہ کام ہی ایسا کیا تھا۔ مشی کو اسکی فیملی کی نظر میں اسے بدنام کر دیا تھا رزم نے کہ وہ چاہ کر بھی ان کے سامنے نہیں جا سکتی تھی۔ اور جاتی بھی کیسے کونسا اسے رہائی دی گئی تھی ؟۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اور اتنا ہی نہیں معاشرہ میں بھی بھلا ایک بھاگی ہوئی لڑکی کی کیا عزت رہ جاتی ہے۔ کوئی عزت نہیں ہوتی۔ اور اتنا ہی نہیں خود بھی تو ظلم کی انتہا کی تھی اس نے مشی پر۔ جب وہ چپ چاپ سب سہہ لیتی تو اپنے لفظوں کے نشتر چلاتا تھا اس پر۔

لیکن وقت کا کام ہے گزرنا اور وہ گزر رہا تھا۔ فرق بس اتنا تھا کے اب رزم جعفری وہی پر رک گیا تھا زندگی کے اس موڑ پر جہاں اسکی مشی تھی اسکی کھلکھلاتی ہنسی تھی۔

لیکن اس دوران جو بدلاؤ آیا تھا۔ وہ یہ تھا کہ اب تو رزم خاصا مغرور اور کم گھو ہو گیا تھا۔ اگر کوئی بات کرے تو جواب ندارد۔ اور اگر کوئی ظلم کرتے ہوئے پکڑا جاتا وہ بھی لڑکیوں پر تو اس وقت رزم اپنے اپے سے ہی باہر ہو جاتا۔

لیلیٰ نے اقرار جرم بھی کر لیا تھا۔ اس لئے اسکی سزا کم کر دی گئی تھی۔ اور اب وہ بھی ایک پر سکون اور عزت والی زندگی جی رہی تھی۔ مشی کا اسے بھی افسوس ہوا تھا لیکن یہ سوچ کر قبول کر لیا کے اب رزم اسکا ہی ہے۔

وہ ہر ممکن کوشش کرتی رزم کو خوش کرنے کی۔ اب تو وہ کیسز میں اسکی ہیلپ بھی کرنے لگی تھی۔ اسے پتا تھا اس جرم کی دنیا میں کیسے ٹریپ کیا جاتا ہے ایسے لوگوں کو۔

لیکن رزم تو وہی ایک مرغی کی ٹانگ اسکا ماننا تھا کے مشی اسکی زندگی میں انے والی پہلی اور آخری لڑکی تھی اب اسکی جگہ کوئی نہیں لے سکتا۔

اب رزم اور لیلیٰ جس کیس میں کام کر رہے تھے اس میں نابالغ لڑکیوں کو غیر قانونی طریقے سے باہر لے جایا جا رہا تھا۔ کوشش تو بہت کی تھی کے انکو روکا جاسکے لیکن وہ لوگ ناکام ہو گئے تھے۔ پر رزم نے ہار نہیں مانی تھی اس نے سوچ لیا تھا وہ ان لڑکیوں کو رہائی اور انصاف دلا کر رہے گا۔

اور اسی سلسلے میں اس نے اگلے دن سویڈن کی پہلی فلائٹ پر روانگی کرنی تھی۔ اسکا ارادہ پہلے لڑکیوں کو بازیاب کر وانے کا تھا۔ اس کے بعد وہاں پر اسکے انکل اور انٹی مس نیلوفر اور مسٹر خلیل رہتے تھے انکے پاس جانا تھا۔

مس نیلوفر نن مسلم تھی لیکن جب مسٹر خلیل انکی زندگی میں آئے تو انکے حسن اخلاق کو دیکھ کر وہ اتنا انسپائر ہوئی تھی کے انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔

اور اسکے کچھ ہی مہینوں بعد انہوں نے ان سے نکاح کر لیا۔ وہ دونو بہت خوش تھے لیکن ایک کمی جو کے نیلوفر کو لگتی تھی وہ تھی اولاد. انکی شادی کو 5 سال ہو گئے اور کوئی خوشخبری نہیں ملی تھی۔

تب وہ اپنے دوست کے پاس نیلوفر کو لیکر آئے تھے انکی وائف کے پاس تاکہ نیلوفر بھی تھوڑا اس سوچ سے باہر نکلے گی۔ اس طرح انکی دوستی اور گہری ہو گئی۔

لیکن اللہ کو تو کچھ اور ہی منظور تھا جب رزم کے ساتھ یہ حادثہ ہوا اس دن وہ لوگ واپس جا رہے تھے۔ انہیں کیا پتا تھا اس دن انکا جان سے پیارا دوست انکو اکیلا چھوڑ کر چلا جائے گا۔ لیکن جاتے ہوئے اپنا لخت جگر انکو دے جائیگا۔

ان دونوں نے رزم کو اپنا سگا بیٹا بنا کر پالا تھا۔ وہ ایک پل کے لیے رزم کو خود سے دور جانے نہیں دیتے تھے۔ جب رزم ان کی زندگی میں آیا۔ تو اس کے آنے کے بعد تین سال میں ان کو بھی ایک خوشخبری مرحا کی صورت میں مل گئی تھی۔ لیکن وہ اپنی خوشیوں کا سارا حقدار رزم کو ہی سمجھتے تھے کیونکہ رزم ان کی زندگی میں جب آیا تھا تب ہی ان کو یہ خوشی نصیب ہوئی تھی۔

وہ تو ایک پل کے لئے رزم کو خود سے دور نہیں جانے دیتی تھی۔ لیکن مرحا کے آنے کے بعد رزم کو اور بھی بہانہ مل گیا تھا۔ پہلے تو نیلو فر یہی کہتی تھی کہ میں اکیلی بور ہو جاتی ہوں اکیلا محسوس کرتی ہوں۔ لیکن اب ان کی یہ وجہ مرحا کے آنے کے بعد ختم ہو گئی تھی۔ اس لئے رزم نے ان سے اجازت مانگی تھی پاکستان واپس جانے کے لئے۔

پہلے تو انہوں نے بہت منع کیا تھا لیکن رزم کی ضد کی وجہ سے انہوں نے اسے پاکستان جانے کی اجازت دی کیونکہ وہ پولیس افسر بننا چاہتا تھا۔

رزم اکثر ان سے ملنے کے لیئے جایا کرتا تھا۔ لیکن اس کی جاب کی نوعیت ہی ایسی تھی۔ کہ کبھی کبھی تو وہ سالہا سال ان کے پاس جا نہیں پاتا تھا۔

کومل کے بارے میں بھی اس نے انہیں کچھ نہیں بتایا تھا۔ اس نے یہی ظاہر کیا تھا کہ جب ان کو ملی تھیں اس کے بعد علاج کے دوران اس کی ڈیتھ ہو گئی تھی۔ اس لیئے اس کے انکل آنٹی دونوں اس بات سے انجان تھے۔

لیکن ان کو اتنا تو پتا تھا کہ رزم شجاعت سے بدلے کے لیئے واپس گیا ہے اور اس نے پولیس جوائن کی ہے۔ اور یہیں اس ہی بدلے میں تو اس سے غلطی ہوئی تھی۔

"اس بدلے کی آگ میں وہ ایک معصوم زندگی کو برباد کر چکا تھا۔ اور صرف اسے نہیں خود کو بھی برباد کر چکا تھا"۔

کم گو تو پہلے ہی تھا لیکن جو اس کی شوخی تھی جو کہ اس کی عادت کا خاصہ تھی وہ بھی اب چلی گئی تھی۔ اس نے اپنے آپ کو روبوٹک مشین بنا لیا تھا۔ جذبات سے عاری انسان۔

ان دو سالوں میں مطربہ کی زندگی بھی بہت بدل چکی تھی۔ ہر وقت وہ ایک نئی فرمائش لیکر جلال کے پاس موجود ہوتی تھی۔

پہلے تو جلال سے ٹال دیتا تھا لیکن اب بھی آکی وجہ سے وہ سٹال بھی نہیں سکتا تھا۔ کیوں کہ مطربہ ہمیشہ بیا کو آگے کر دیتی تھی اور ایسا ہو بھی نہیں سکتا تھا کہ بیا جلال کو کچھ کہے اور جلال کرے نا۔

اس مطربہ کو تو فل آزادی مل گئی تھی۔ اسے کچھ بھی جلال سے کروانا ہوتا تو فوراسے جا کے اپنی بھابھی کے پاس بیٹھ جاتی تھی۔ اور بیا اسے تو مطربہ میں مشی نظر آتی تھی۔

اس لیے اس نے مطلوبہ کو بھی بالکل مشی کی طرح ہی لاڈوں میں رکھا ہوا تھا۔ اسے کیا پتہ تھا کہ مطربہ اصل میں ہے کیا چیز۔

کیونکہ مطربہ فیس ہی اتنا معصوم سا بنا کر اس کے پاس بیٹھی تھی کہ دنیا جہاں کی ساری معصومیت کی اسے مطربہ کے چہرے میں نظر آتی تھی۔

اور مطربہ کی نئی نئی اور عجیب وغریب خواہشوں پر جلال اسے گھور کے رہ جاتا تھا۔ کیونکہ اگر وہ اسے نہ کرتا تو بیا اس سے ناراض ہو جاتی تھی۔

اور بیا کی ناراضگی کا مطلب تھا۔ کہ بیا ایک الگ کمرے میں سونا شروع کر دیتی تھی۔ حالانکہ رات کو جلال اسے زبردستی لے آتا تھا۔ لیکن بیا کا بھولا ہوا چہرہ دیکھ کر اسے اس پر اور ٹوٹ کر پیار آتا تھا اس لیے وہ اس کی کوئی بھی بات کو منع نہیں کرتا تھا۔

کیونکہ اگر منع کرتا تو وہ ایک ہی ضد کرتی کہ آمنہ بیگم سے بات کروں یا مشی سے۔ جلال غازی سے تو اس کی بات کروا دیتا تھا۔ لیکن مشی اور آمنہ بیگم سے وہ اس کی بات کیسے کرواتا۔

جب بھی اب بہت زیادہ ضد کرتی تو وہ وائس چینج کر کے آمنہ بیگم اور مشی کی بات اس سے کرواتا۔ جس سے اسے پتا نہیں چلتا تھا۔ کیونکہ جلال اسے کچھ سوچنے ہی نہیں دیتا تھا اور پھر اسے اپنے آپ میں اتنا مصروف کر لیتا کہ وہ سب کچھ بھول جاتی۔

اور اس آزادی اور بیا کی چھوٹ کی وجہ سے مطربہ نے ایک نئی خواہش کا اظہار کیا تھا جلال کے سامنے۔ پہلے تو جلال نہیں انکار کیا لیکن بیا کے سمجھانے کے بعد اس نے بھی سوچا کہ اس خواہش کو پورا کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

اور وہ خواہش یہ تھی کہ اسے باکسنگ گیراج اور جم ایریا چاہیے تھا۔ خود تو وہ تھی ہی بلیک بیلٹ، "اور اس کا یہی شوق تھا کہ وہ لڑکیوں کو بھی مضبوط بنائے تا کہ وہ خود کے لیے خود لڑ سکیں اور اپنے لئے خود اسٹینڈ لے سکیں"۔

اور جو لوگ لڑکیوں کو کمزور سمجھتے ہیں ان کو منہ توڑ جواب دے سکے۔ اس لیے وہ اس میں بچوں اور بچیوں کو بھی باکسنگ سکھاتی تھی۔

فلحال مطی نے اپنی رہائش سویڈن میں ہی کر رکھی تھی۔ وہ اکثر جلال کے پاس نیویارک چلی جایا کرتی تھیں۔ لیکن اپنا زیادہ تر وقت وہ یہاں پر صرف کرتی تھی۔ ان سالوں میں نہ چاہنے کے باوجود بھی وہ غازی کو بھلا نہیں پائے تھی۔

اس نے بے شک اس کا نمبر بلاک کر دیا تھا لیکن وہ سوشل میڈیا پر اس کی ایکٹیویٹی کو چیک کرتی رہتی تھی۔ کچھ ٹائم بعد وہ بھی بند ہو گیا تھا۔

اپنے دل کو بہت سمجھاتے کہ بہت پڑتی تھی لیکن پھر بھی اس کا دل کہ اس کے کنٹرول میں رہتا تھا۔ اور اب تو اس نے اپنے اوپر اس پھول چڑھا لیا تھا۔ کہ وہ کبھی گوزائل شجاعت عرف غازی سے ملی ہی نہیں۔

وہ تو یہی سوچ کر بیٹھی تھی اگر زندگی میں کبھی غازی سوچ کا سامنا ہوا تو وہ تو اسے پہچاننے سے صاف انکار کر دے گی۔ تب غازی کو پتہ چلے گا کہ ہوتے ہوئے بھی کسی کو اگنور کرنا کیا ہوتا ہے۔

آج بھی وہ باکسنگ کلاس ختم ہونے کے بعد گھر کی طرف روانہ ہو رہی تھی۔ کے راستے میں کچھ لڑکوں نے اسے دیکھ کر سیٹی بجانا اور تاڑنا شروع کر دیا تھا۔

مطربہ کہا پیچھے رہنے والی تھی۔ اس نے اپنی سائیکل کو ایک سائیڈ پر لگایا اور اتر گئی میدان میں۔ مطربہ خاموشی سے جا کر ان کے سامنے دونوں ہاتھ اپنے سینے پر باندھ کر کھڑی ہو گئی۔

بلیک سکرٹ اور بلیک ہی پینٹ میں گلے میں مفلر ڈالے ہوئے پور نو میں مسلسل ببل گم چباتے ہوئے وہ لڑکوں کا اوپر سے نیچے میں تک معائنہ کر رہی تھی۔

وہ تین لڑکے تھے۔ شکل صورت سے ہی لوفر ٹائپ لگ رہے تھے۔ تھے تینوں ہی کمزور سے لیکن وہی پرانی عادت کے اکیلی لڑکی کو دیکھ کر شیر بن کے کھڑے ہو جاتے تھے گیدڑ کہیں کے۔ اب ان کو کیا پتا تھا کہ سیٹی مار کر انہوں نے اپنی ہی شامت کو خود دعوت دی ہے۔

ایک لڑکے نے مطلوبہ کا ہاتھ پکڑنا چاہا تھا کہ مطربہ نے اس کا وہی ہاتھ مروڑ کر پیچھے لے جا کر دوسرے ہاتھ پانچ بنا کر اس کے منہ پر مکو کی برسات کر دی۔ اس لڑکے کے منہ سے منہ اور ناک سے خون نکلنا شروع ہو گیا تھا۔

اس کے بعد اس نے اس کے پیٹ میں ایک کک رسید کی تھی۔ اس سے پہلے کہ دوسرا ساتھی مطربہ پر حملہ کرتا مطربہ نے اسے بالوں سے پکڑ کر اسی کی بائیک کے اوپر اس کے سر کو مارنا شروع کر دیا۔

اس کے سر سے خون نکلنا شروع ہو گیا تیسرے نے آ کر پیچھے سے مطربہ کو چکڑا مطربہ کی رہو میں تو خون کی روانگی مزید بڑھ گئی تھی اس کی ہمت کیسے ہوئی کو شرم مطربہ کو ٹچ کیا۔

مطلب ہم اس کے دونوں ہاتھ پکڑے اور خود کو اس کی گرفت سے چھڑوا کر ایک زوردار کک اس کے مین پارٹ پر رسید کی تھی۔ اس لڑکے کی چیخیں تو سننے لائیک تھی۔ وہ تو وہی پر گر کر تڑپ تڑپ کر رونے لگا۔

مطربہ نے ان تینوں پر ایک افسوس بھری نظر ڈالی۔ اور ان کے پاس ہی نیچے بیٹھ کر۔ انگلی اٹھا کر ان کو وارن کیا۔

آج کے بعد اگر تم لوگ مجھے کسی بھی لڑکی کو چھڑتے ہوئی اتارتے ہوئے نظر آئے تو تم لوگوں کا اس سے بھی برا حشر کروں گی۔

تم لوگوں کو کیا لگتا ہے کہ لڑکی ذات کمزور ہے تم لوگ کچھ بھی کرو گے اور ہم تم لوگوں کو جواب نہیں دے سکتے۔

تو اپنی غلط فہمی دور کر لو۔ کیونکہ تمہارے سامنے کوئی دبو قسم کی لڑکی نہیں کھڑی "مطربہ سکندر" کھڑی ہے۔ جس نے نہ ہی جھکنا سیکھا ہے اور نہ ہی ٹوٹنا۔ ہاں البتہ توڑنا ضرور سیکھا ہے۔

"Yani çocuklar benden uzak dur"

"Ve bunu bir başkasıyla tekrar cesaret etme"

“Aksi takdirde bir dahaki sefere sonuç daha kötü olur”

(“ So boys stay away from me “

“And don’t dare to this agin with anyone else “

“Otherwise next time the result will be worse “)

اور پولیس کا سائرن سنتے ہی مطر بہ بھرتی سے اپنی سائیکل پر بیٹھ کر وہاں سے روانا ہو گئی۔

اور ادھر غازی بھی اپنی زندگی میں مصروف ہو گیا تھا۔ اس نے اپنے آپ کو ایک مشین بنا لیا تھا ایک کام کرنے والی مشین۔

اس نے اپنی پوری روٹین سیٹ کر کے رکھی ہوئی تھی کہ اس نے کتنے بجے اٹھنا ہے، کیا کرنا ہے، کیا کھانا ہے، کیا پینا ہے، کتنے بجے ماما کی کیئر کرنی ہے اور کتنے بجے ان کو پارک لے کر جانا ہے۔

کچھ مہینے پہلے ہی آمنہ بیگم کوما سے تو باہر آگئی تھی۔ لیکن نہ وہ بول سکتی تھی اور نہ ہی وہ ہل جل سکتی تھی بس سن سکتی تھی۔

غازی آج بھی انکو اپنے ساتھ لیکر پارک آیا ہوا تھا بس ایک یہی وقت ہوتا تھا جب اسے سکون میسر ہوتا تھا۔ کیوں کے وہ اس وقت اپنی جنت اپنی ماں کے ساتھ وقت گزارتا تھا۔

غازی نے آمنہ بیگم کی وہیل چیئر کو وہی پر موجود بینچ کے پاس لے جا کر روک دیا خود بھی انکے پاس وہی پر نیچے گھاس پر بیٹھ گیا۔

غازی نے آمنہ بیگم کے دونوں ساکت ہاتھوں کو اپنی گرفت میں لیکر ان پر دباؤ ڈالا تھا۔ اور گویا ہوا تھا۔

"ماما پلیز بات تو کریں آپ مجھ سے۔ کیا میں اتنا برا بیٹا ہوں کے آپ مجھ سے بات تک نہیں کرتیں"

آپ مجھ سے بلکل بھی پیار نہیں کرتی نا۔ آپ کو ترس نہیں اتا نا مجھ پر؟؟؟؟؟۔۔۔۔۔۔۔اسی لئے مجھے تنگ کر رہی ہیں۔ پلیز جلدی ٹھیک ہو جائیے۔ میری برداشت اب ختم ہو رہی ہے۔

پلیز ماما۔ غازی آمنہ بیگم کے ہاتھ کو تھامے مسلسل روئے جارہا تھا کہ اچانک غازی کو اپنے ہاتھ پر کچھ گیلا سا محسوس ہوا تھا اس نے جب نظریں اوپر اٹھائیں تو خوشی سے اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے کیوں کہ آمنہ بیگم کی آنکھ سے آنسو ہی تھا جو اس کے ہاتھ پر گرا تھا۔

غازی نے فوراً سے آمنہ بیگم کے آنسو پونچھے تھے۔ یہ ایک مثبت سائن تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ آمنہ بیگم اب ریکوری کی طرف جا رہی ہیں۔

ماما آپ بالکل بھی پریشان نہ ہوں میں بالکل ٹھیک ہوں اب آپ انشاء اللہ جلدی سے ٹھیک ہو جائیں پھر ہم خوب مستی کریں گے۔ لو یو ماما۔

اور غازی نے پارک میں بہت اچھا ٹائم گزارا تھا۔ اور شام کے سائے لہرانے سے پہلے وہ آمنہ بیگم کو لے کر واپس گھر آ گیا تھا۔

ان کو کھانا کھلانے کے بعد وہ سیدھا اپنے کمرے میں گیا اور کل کی میٹنگ کی تیاری کرنے لگا جو کہ بہت امپورٹنٹ تھی.

اور اسی میٹینگ کے سلسلے میں اسے کل پہلی فلائٹ سے سویڈن جانا تھا. آمنہ بیگم کو وہ اپنے ساتھ ہی لیکر جانے والا تھا. تاکے میٹینگ کی بعد بیا کی پاس لے جا سکے.

جاری ہے۔

Ab agr ap logon ky comments long nahi hoye na to mai nahi likho gi epi. 😒😒😒😒😒😒next epi ap logon ky comnts pr depend krti hai.🙈😜😍 q ky ab story or interusting hony j rahi hai 🙈🙈😍

Don't copy paste without my permission💣💣💣

#ناول_مریض_ء_عشق

#رائیٹر_سندس_پری

#قسط_29

بیا اور جلال کی زندگی اب پر سکون گزر رہی تھی۔ اور آج جلال نے جلدی انے کا کہا تھا تا کے وہ دونوں کہی باہر جاسکیں.

لیکن لاسٹ مومنٹ پر میٹینگ آ گئی جسکی وجہ سے رات کے ۸ بج رہے تھے اور جلال کا کوئی اتا پتا نہیں تھا بیا کب سے اسکاویٹ کر رہی تھی۔ لیکن جلال نے تو جیسے آج قسم کھائی تھی کہ جلدی گھر نہیں آئے گا۔ بیا تو منہ پھولہ کر بیٹھ گئی تھی.

جلال کے انے کے بعد وہ اچھے سے اسکی کلاس لینے کا ارادہ رکھتی تھی.

مسلسل چل چل کر بیا کے پیر دکھنے لگے۔ آخر کار تنگ اکر بیا نے اپنا رخ گارڈن کی طرف کیا۔ بیا کو یہ باغیچہ بہت پسند تھا۔

جب جلال اسے یہاں لایا تھا تو اسکی تو خوشی کا کوئی ٹھکھانا نہیں تھا۔ باغیچے کو بلکل بیا کی پسند سے بنایا گیا تھا. وہ تو حیران تھی کہ جلال کو بیا کی ہر پسند نہ پسند کا بغیر کہے کیسے پتا چل جاتا ہے.

جب کہ جلال کا ہر بار کی طرح ایک ہی جواب ہوتا تھا. کی اتنا تو تم خود کی بارے میں نہیں جانتی ہو گی جتنا میں جانتا ہوں. جلال اپنی بیا کی ہر بات بن کہے جان سکتا ہے.

بیا لان میں موجود جھولے پر جا کر بیٹھ گئی. اس جھولے ہ کو جلال نے خاص کر بیا کی پسند کو مد نظر رکھتے ہوئے بنوایا تھا. نیچے سبز گھاس تھی. جب پیر اسکو چھوتے تو ایک تازگی بھرا احساس پورے جسم میں سر آئیت کر جاتا تھا.

جھولے کو چاروں طرف سے رنگ برنگی پھولوں سے سجایا گیا تھا. بیا ان سب میں اتنا کھوئی ہوئی تھی کہ کب جلال اکر پیچھے کھڑا ہو گیا اسے پتا ہی نہ چلا. پتا تو تب چلا جب جلال نی اسے پیچھے سی ہی اپنے حصار میں لیا. وہ اسکے کان میں سر گوشیگوشی کی.

Üzgünüm aşkım buluşmakla meşguldūm

(Sorry my love I was busy at meeting)

اپ کو مجھ سی بات کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے. مجھے آپکی نارمل باتیں سمجھ میں نہیں اتی اور اب چالاک انسان ترکش ترکش لینگویج میں مجھ سی بات کرتے ہیں.

6ف فٹ کی فاصلے پر رہے گے اپ اگلے دو دو نوں تک. بیا فوراسے جھولے پر سے اٹھی تھی اور اپنے دو نوں ہاتھ سینے پہ باندھ کر جلال سے گویا ہوئی تھی.

ایک تو لیٹ آئے ہیں اپر سی جان بوجھ کر مجھ سی اس لینگویج میں بات کرتے ہیں. ہیں بیا تو ترکش زبان میں جلال نے پتا نہیں کیا کہا تھا سن کر تپ ہی گئی تھی.

اس سے پہلے وہ غصّے سے واک آوٹ کر جاتی جلال نے اسے کلائی سی پکڑ کر ایکدم اپنی طرف کھنچا تھا اور بغیر اسے سوچنے سمجھنے کا موقع دیے اسے اپنی باہوں میں بھرے رخ اپنی خواب گاہ کی طرف کیا.

"جانم کبھی فرصت میں ترکش سکھاؤ گا فیلحال تم مجھے پڑھ لو اور مجھے ہی سیکھو".

جلال نے کمرے میں اتے ہی بیا کو نیچے اتار دیا تھا. جلال اپ سمجھتے کی ہیں خود کو ایک تو لیٹ اتے ہیں جب کہ اپ نی کہا تھا اپ جلدی آئے گی ہم بھر جائے گی. لیکن اپ پھر بھی لیٹ آئے ہیں.

جلال جسے ہی بیا کی طرف مڑا وہ تو ہاتھ میں تکیہ لئے فل لڑنے کی موڈ میں تھی.

سوری یار بول تو رہا ہوں میں آرہا تھا بس لسٹ مومنٹ پی پتا نہیں کہا سی میٹینگ آ گئی. سوری میری جان لو میں نی کان بھی پکڑ لئے.

بیا کو جلال کی حالت پر مزہ تو بہت آ رہا تھا. لیکن غلطی بھی اسکی اپنی تھی تو سزا بھی تو بنتی تھی نہ.

ایک شرط پر معافی ملے گی. بولے منظور ہے کی نہیں. بانی تکیہ سائیڈ پر رکھا تھا اور لڑاکا عورتوں کی طرح ایک ہاتھ کمر پر رکھے دوسرے ہاتھ کی انگلی جلال کی طرف کئے وہ اس سی پوچھ رہی تھی.

پہلے بتاؤ تو سہی. جلال نی بیا کی وہی انگلی تھام کر اسے اپنے حصار میں لیا. ایسا تو ہو نہیں سکتا کی جلال کی جانم اسے کچھ کہے ور جلال وہ پورا نا کرے. اپنی بات کہتے ہوئے جلال نی اپنی ٹھوڑی بیا کی کاندھے پر رکھ لی تھی.

پہلے سن تو لیں. بیا نے خود کو جلال کی گرفت سے آزاد کروایا اور خود اپنے دونوں ہاتھ اپنے سینے پر باندھ کر کھڑی ہو گئی.

تو مائی ڈیئر ہبی آج سے 2 دن تک اپ اور میں دو انجان لوگ ہیں ہم ایک دوسرے کو نہیں جانتے ایسے بیہیو کرنا ہے لائک اننون پرسن. کہتے ہوئے بیا کی چہرے پر دل جلانے والی مسکراہٹ تھی.

جب کہ بابا بات سنتے ہی جلال نی ایک آئیبرو اچکائی تھی.

اچھا تو تمھیں ہیں لگتا ہی کی میں یہ بات مانو گا. کہتے ہوئے جلال با کی طرف قدم بڑھانے لگا.

جلال وہی رک جائے ورنہ میں بہت سخت والا ناراض ہو جاؤ گی اور مائیکے چلی جاؤ گی. (جو کہ ساتھ والا کمرہ تھا)

ہمممم اچھا ٹھیک ہے. ہے لیکن دیکھو جانم تم ہو تو تم میری بیوی نا تو اگر تم مجھ سے دور رہو گی تو اللہ ناراض ہو گا نا اللہ نی تو کہا ہے کہ جو عورت اپنے شوہر کو پیٹھ کر کے سوتی ہے وہ گناہگار ہے. ہے اسکے لئے سخت سزا ہے.

تو کیا تم ایسا چاہو گی ؟؟؟؟؟؟ـــــــــــــــ نہیں ناــــــــــــــــ تو رات میں تم یہی رہو گی میرے پاس ٹھیک ہے.

اور بیا جو کی جلال کی باتوں میں آگئی تھی. اللہ کی ناراضگی کا سوچ کر فورا گردن ہاں میں ہلاتی جلال کو مسکرانے پر مجبور کر گئی تھی.

چلو پھر ایک ہگ تو کرنے دو نا جلال جیسے ہی بیا کی طرف بڑھا بیا نے ہاتھ کا اشارہ کر کے اسے وہی روک دیا.

آپ مجھ سے دوری بنا کر رکھیں اگر میرے ہسبینڈ کو پتہ چل گیا کہ آپ میرے ساتھ کیسے بیہیو کر رہے ہیں تو وہ آپ کو چھوڑیں گے دوری نہیں۔۔۔بہتر نہیں ہے کے مجھ سے دور رہے ہے آپ.

جب کہ با کا اتنا کیوٹ فیس دیکھ کر جب جلال سی ور برداشت نہ ہوا تو قہقہ لگاتے ہوئے اسے کھینچ کر اپنے سینے ی میں بھینچ گیا.

وربیا جلال جلال کرتی ہی رہ گئی تھی. میں نے کان پکڑ کر سوری کہا تم نے ایکسپٹا نہیں کیا اب میں اپنے طریقہ سے مناؤ گا.

کہتے ہی جلال نی بیا کے ایک گال کا بھوسہ لیا بیا کی تو سٹی ہی گم ہو گئی. جب جلال نے یہی عمل دوسرے گال پر دہرایا.

اس سے پہلے جلال مزید کوئی گستاخی کرتا بیا نے اسکے لبوں پہ ہاتھ رکھا اور فورا سے گویا ہوئی ماف معاف کیا اپ کو.............

جب کہ جلال ہنستے ہوئے بیا کو ہی دیکھے گیا جو کی آج بھی پہلے دن کی طرح ہی اس سے شرماتی تھی.

جب کہ جلال کو بیا دن بدن اور خوبصورت لگنے لگی تھی دنیا کی ساری لڑکیوں سے خوبصورت.

چلو اب تم نے مجھے معاف کر ہی دیا ہے تو تمہیں بھی تو انعام ملنا چاہے نا جلال نے بیا کا ہاتھ لبوں سے ہٹاتے ہوئے کہا.

نہیں مجھ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور بیا کے الفاظ اسکے منہ میں ہی دم توڑ گئے جب جلال اسکے لبوں پر جھکا تھا. کمرے میں فسوں خیز خاموشی چھا گئی تھی.

ایسے میں جلال بیا کی دھڑکنوں کو بخوبی سن سکتا تھا جو کی جلال کو اپنے اتنے قریب دیکھتے ہی بڑھ گئی تھی.

جلال نے بڑے آرام سے بیا کے لبوں کو آزادی بخشی تھی. اور خود بڑے غور سے اسکے چہرے پر پھیلے قزو قزاح کے رنگوں کو دیکھنے لگا.

"وجانم کیا ارادہ ہے پھر کھانا کھائے یا سین آن کریں پھر".

آنکھ دبا کر کہا گیا تھا جب کہ بیا جلال کو دھکا دے کر فورا بھاگی تھی کمرے سے لیکن جلال کی قہقہے نے دور تک اسکا پیچھا کیا تھا.

وہ کسی کی ایک نہ سننے والا
میری ہزاروں باتیں سنتا ھے

مطربہ ابھی گھر کی طرف ہی جا رہی تھی کے اسکی سائیکل کے اگے کوئی آیا تھا۔ جیسے دیکھ کر مطی نے ایک آنکھ دبائی تھی۔

"کیا مسلہ ہے مطربہ کیوں کرتی ہو ایسا؟۔۔۔۔پتا ہے نا اگر جلال بھائی کو پتا لگا تو گئی تم کام سے"

جیک نے اتے ہی مطربہ کو سمجھانا چاہا۔ کیوں کے جب جلال کو غصہ اتا تو تو سزا سب کو برابر ملتی تھی۔

اوہ جیک تم تو خاموش ہی رہو اوکے۔۔۔۔۔۔تم میرے پیچھے پیچھے آرہے تھے نا تو پھر اچانک کہاں غائب ہو گئے تھے۔

اب اگر تم نہیں تھے تو اپنی پروٹیکشن تو مجھے خود ہی کرنی تھی نا۔ تو بس میں نے تو انکو بہت پیار سے سمجھایا ہے۔ اور دیکھنا آج کے بعد وہ لوگ کبھی کسی کو تنگ نہیں کرے گے۔اب کسی نا کسی کو تو انکی عقل ٹھکانے لگانی ہی تھی نا تو یہ کام میں نے کردیا۔

گردن اکڑا کر کہتے ہوئے وہ جیک کی طرف متوجہ ہوئی۔اب تم اپنا موڈ بھی ٹھیک کرو کیوں کے مجھے بہت بھوک لگی ہے۔ چلو کچھ کھالیتے ہیں پہلے۔ ورنہ بھائی کی کال آگئی تو کچھ بھی نہیں ملنا کھانے کو۔۔۔۔

مطی آرام سے کہتے ہوئے پاس ہی موجود ریسٹورنٹ کی طرف بڑھی۔ کیوں کے اسے اتنا تو پتا تھا کے اب جلال کو پتا لگ جانا ہے جو کارنامہ وہ کر کے گئی ہے۔اسکی جھاڑ تو اسے بہت اچھی خاصی ملنی ہے۔

اور اگر ڈانٹ کھانی ہی ہے تو پہلے کیوں نا پیٹ پوجا کر لی جائے تاکہ پھر ڈانٹ کے لئے جگہ ہی نا بچے اور وہ کہی سے باہر چلی جائے۔

دونوں نے جاتے ہی کھانا آرڈر کیا تھا اور اس سے پہلے کہ کے کہی اور نظر ڈالتی۔ اسکے ہاتھ میں تھاما ہوا فون بج اٹھا تھا۔ مطربہ کو جیسے پتا تھا کہ کسکا فون ہے تبھی اپنی مسکراہٹ کو کنٹرول کر کے اس نے کال پک کی۔

"مطی میں آخری بار سمجھا رہا ہوں تم بعض آجاؤ اگر میں وہاں آگیا تو تمہارے لئے یہ بہتر نہیں ہو گا۔۔۔۔۔۔۔اور کیا ضرورت تھی راستے میں کھلے عام یوں مار پٹائی کرنے کی۔ اگر کرنی ہے تو مجھ سے کہو وہ لوگ تمہارے گودام میں پہنچ جائے گے پھر جو کرنا ہے کرو۔ لیکن یوں سب کے سامنے کچھ بھی کرنے کی کوئی ضرورت نہیں اگر اس سب کی وجہ سے تم کسی پرابلم میں پھنسی تو مجھ سے بڑا کوئی نہیں ہو گا۔"

مطی تو جلال کی باتوں پر مسلسل مسکرائی جا رہی تھی۔ مطلب مار سکتی ہوں لیکن چھپ کر واہ کیا سوچ تھی اسکے بھائی کی۔ آخر وہ بیسٹ تھا اور بیسٹ کی جان بھی تو اسکی بہن می ہی تھی لیکن بہن میں اگر جان تھی تو وہ طاقت بھی تھی اسکی۔

جلال نے مطربہ کو اتنا مظبوط بنایا تھا کے وہ کبھی اسکی کمزوری نہیں بن سکتی وہ اسکی طاقت تھی اور ہمیشہ رہنے والی تھی۔ لیکن اسے کھروچ بھی آئے یہ جلال کو گوارا نہیں تھا بھلے وہ خود اس پر غصّہ ہو ڈانٹے یا سزا بھی دے لیکن کوئی اور آنکھ بھی اٹھا کر دکھنے تو جلال اسکی آنکھیں تو کو اسانسیں بھی چھین سکتا ہے اسکی۔

بھائی میں ٹھیک ہوں بلکل اب جلال دی بیسٹ کی بہن اتنی بھی کمزور نہیں کہ کوئی بھی ایرا غیرا اسے پریشان کر سکے۔

تمہیں زیادہ خوش ہونے کی ضرورت نہیں ہے اپنی لمٹ میں رہنا سیکھو۔ ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔ کہتے ساتھ ہی جلال نے فون بند کر دیا تھا۔

مطی نے منہ بنا کر فون کو دیکھا تھا اور کھانے کی طرف متوجہ ہوئی تھی۔

مطی اور جیک کھانا کھاتے ہوئے مسلسل کسی نہ کسی بات پر مسکرا رہے تھے اور ساتھ ساتھ کھانا کھا رہے تھے۔ کہ جیک نے پتا نہیں کیا کہا اور مطی نے ہاتھ ہوا میں لہرا کر اس کے ہاتھ پر پنچ مارا تھا۔

اور یہ منظر کسی نے اپنی شعلہ بار نگاہوں سے دیکھا تھا۔ ایک پل میں ان آنکھوں میں غصہ ابھرا تھا۔

جبکہ مطربہ ان سب سے انجان کھانا کھانے کے بعد جیک کے ساتھ وہاں سے روانہ ہو گی۔ لیکن کسی کی نگاہوں نے دور تک اس کا پیچھا کیا تھا۔

یہ منظر ترکی میں موجود ایک عالیشان کوٹھی کا تھا.

وہ خاموشی سے بیٹھ کر اپنا کام کرنے میں مصروف تھی۔ اسے بلکل بھی پسند نہیں تھا کہ کام کرتے ہوئے کوئی بھی اسے بولائے یاں ڈسٹرب کرے۔

کام کرتے ہوئے تو وہ اپنے بچوں کو بھی اپنے پاس بھٹکنے نہیں دیتی تھی۔ اور آج اوف ہونے ہی وجہ سے وہ گھر میں اپنا لیپ ٹاپ لے کر بیٹھ گئی تھی۔

کہ اسکے کمرے کے دروازے پر دستک ہوئی تھی اس نے کوفت سے دروازے کی طرف دیکھا۔ اور اپنی غصّہ بھاری آواز میں اندر انے کی اجازت دی۔

“ Zaten kapıyı çalmışsan, içeri gir “

“ Şimdi ne bekliyorsun “

(“ If you already knocked the door so come in “

“ Now What are you waiting for “)

اور بیچاری میگی وہ اسکی آواز سن کر اور سہم گئی تھی۔ کبھی کبھی وہ حیران ہو جاتی تھی کہ کوئی اتنا روڈ اور مغرور کیسے ہو سکتا ہے۔

جیسے دوسروں کی کوئی پرواہ ہی نا ہو۔ حالا کہ وہ اپنے بچوں کو بھی اگنور کر دیتی تھی کام کرے ہوئے۔ کیوں کہ اسے کسی کی بھی مداخلت پسند نہیں تھی۔

Şimdi söyle bana neden böyle şaka yapıyorsun ben şakacı görünüyorum?… ..

(Now tell me why are you stearing me like that am I looking joker ?.....)

اب بول بھی دو میرا منہ کیا دیکھ رہی ہو ؟۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سوری سوری میم لیکن آپ کے بیبیز بہت رو رہے ہیں اور سب سے زیادہ تو چھوٹی بے بی رو رہی ہے ۔

ایک تو میگی خود پریشان تھی کے وہ کیسے تین بیبیز کو ایک ساتھ سنبھالے ؟۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اوپر سے انکی ماں اتنی کھڑوس خود تو کام کے ٹائم کچھ بھی نہیں دیکھتی ۔

تو تم یہاں کیا کر رہی ہو چپ کرواؤ جا کر انہیں میرا منہ کیا دیکھ رہی ہو ۔ جاؤ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

“ Kaybol “

(“ Get lost “)

وہ بولی نہیں دھاڑی تھی اور غصہ کرنے کی وجہ سے اسکے ناک کے نتھنے تک پھول گئے تھے۔

اور میگی نے فوراسے باہر کی راہ لی تھی کوئی بھروسہ نہیں تھا کے وہ کوئی چیز ہی اٹھا کر اسکے سر میں مار دیتی۔

میگی مسلسل بڑبڑ آئی جارہی تھی

"ایسی بھی کیا کام کی پابندی کے اپنی ہی اولاد کی کوئی فکر نہیں"

اب بے بی کو تو بڑی میڈم ہی خاموش کروا سکتی ہیں۔

آج ہی رزم پہلی فلائٹ سے سویڈن آیا تھا. اس نے ہوٹل میں ہی چیک ان کیا اور پاس ہی موجود ریسٹورنٹ کھانا کھانے کے لئے گیا. لیکن جسے ہی وہ اندر اینٹر ہوا اس نے لیلیٰن کو وہی پر اسکا انتظار کرتے ہوئے پایا.

رزم اتنی دیر لگادی میں کب سی تمہارا ویٹ وائٹ کر رہی ہوں. آجاؤ جلدی سی کچھ کھالیں پھر ہمیں نکلنا بھی ہے.

رزم کو اندر اتا دیکھ کر لیلیٰ فوراسی اٹھی ور اسکی طرف بڑھتے ہوئے گویا ہوئی.

رزم ہمیشہ کی طرح اسکی باتوں کو نظر انداز کئے ٹیبل پر جا بیٹھا انکے بیٹھتے ہی ویٹر کھانا سرو کرنے لگا کیوں کی آرڈر لیلیٰ پہلے ہی دے چکی تھی.

کھانا خانے کی دوران رزم مسلسل اپنی نظریں یہاں سی وہا دوڑا رہا تھا. جب کہ لیلیٰ کی نظریں تو رزم پر ہی ٹکی ہوئی تھی.

وہ حیران تھی کی اس نے اس انسان کی لئے خود کو اوپر سی نیچے تک بدل لیا تھا. اب وہ شارٹس وغیرہ نہیں پہنتی تھی.

پاکستان میں تو اس نی شلوار سوٹ پہننا سٹارٹ کر دیا تھا. دیا
لیکن یہاں اکر اس نی اپنی ڈریسنگ تھوڑی چینج کی تھی. ن کیوں کی ابھی وہ لوگ ایک مشن پر تھے.

اس لئے وہ بلیک کلر کی شرٹ اور بلیک کلر کی ہی پینٹ میں موجود تھی. تھی جب سکین کلر کا سٹالر اس نے اپنے گلے کے گرد لیا ہوا تھا. بھرے بھرے گال, گلابی پنکھڑیوں جیسے لب, لب ور کالی سرمائی آنکھیں جو ہر کسی کو زیر کرنے کی لئے کافی تھی. بلاشبہ وہ کوئی گڑیا ہی لگ رہی تھی.

لیکن پتا نہیں کیوں رزم جعفری زیر نہیں ہوا تھا. وہ تو زیر کرنے والو میں سے تھا. اور یہی بات لیلیٰ کو زیادہ پسند تھی .

اگر مشی زندہ ہوتی تو لیلیٰ کبھی انکی زندگی میں دخل اندازی نا کرتی. کرتی لیکن قسمت نی اسے دوسرا موقع دیا تھ تو وہ کیسے جانے دیتی.

رزم نے کھانا کھاتے ہی نیپکن سے اپنا منہ اور ہاتھ صاف کئے. کے بل پے کرتے ہی اس نے اپنے قدم باہر کی طرف بڑھائے.

جب کہ لیلیٰ بھی بھاگتے ہوئے اسکے پیچھے آئی تھی.

اس وقت کہا جا رہے ہو رزم کچھ دیر آرام کر لو پھر چلیں گے.

جب کہ لیلیٰ کی بات سنتے ہی رزم فوراً سے مڑا تھا۔ سے پہلی بات کی تم مجھے نہیں نہیں اے سی پی رزم کہو گی اور دوسری بات میں یہاں آرام کرنے کی لئے نہیں آیا ہوں۔

انگلی اٹھا کر وارن کرتے وہ دوبارہ سے چلنے لگا اور اپنی جیپ کی پاس پہنچ کر دوبارہ مڑا۔ تم کہی نہیں جاؤ گی ابھی کے ابھی ہوٹل جاؤ۔ جو میں وہی آ کر تم سی ملو گا۔

کہتے ساتھ ہی وہ اپنی جیپ میں بیٹھ کر روانہ ہو گیا۔ اب اس کا رخ این_جی_او کی طرف تھا۔ کیوں کی وہ جلد از جلد یہ کیس سولو کرنا چاہتا تھا۔

جب کہ لیلیٰ اپنا سامنہ لیکر واپس ہوٹل کی طرف بڑھی تھی۔

جاری ہے

Surprise surprise 🙈🙈😍😍

Don't copy paste without my permission💣💣💣

#ناول_مریض_ء_عشق

#رائیٹر_سندس_پری

#قسط_30

اگلے دن سزا کے طور پر جلال بیا کو لے کر شاپنگ مال جانا تھا. اور اب وہ کب سے نیچے کھڑے ہو کر بیا کا انتظار کر رہا تھا. لیکن بیا کی تیاری تھی کی مکمل ہی نہیں ہو رہی تھی.

جلال نے آخری بار با کو آواز دی تھی. جانم آ بھی جاؤ ورنہ میں اگر اوپر آ گیا تو ہم پھر آج تو شاپنگ پر نہیں جا سکیں گے. اگی تمہاری مرضی ہے.

جلال کی دھمکی سننے کی دیر تھی کے بیا فوراً سے سیڑھیاں اترتے دکھائی دی تھی.

جب کہ جلال باہر گاڑی سے ٹیک لگائے کھڑا تھا. بیا کو باہر آتے دیکھتے ہی اس نے سیٹی کے ساتھ ایک آنکھ بھی دبائی.

بیا کو دیکھتے ہی اسکے ہوش اڑ گئے تھے. وہ ڈارک براؤن کلر کے عبایا میں موجود تھی. جب کہ سکن کلر کے سٹالر کی ساتھ اس نے حجاب کیا ہوا تھا.

جلال کو اسکی یہی عادت تو سب سے زیادہ پسند تھی کہ وہ خود کو ہر بری نظر سی بچا کر رکھتی تھی. وہ جانتی تھی کے اسکی کیا حدود ہیں.

جب کہ بیا کا ماننا تھا کی حجاب پابندی نہیں ہے. بلکہ ہم لڑکیوں کا تو حسن ہی حجاب میں ہے.

اور لڑکیوں کی عزت اس میں ہی تو ہے کے وہ اپنے اپ کو اور اپنی عزت کو سب کی نظروں سے بچا کر رکھیں کسی ایک شخص کے لئے کے.

"بے شک نیک عورتوں کی لئے نیک مرد ہیں اور نیک مردوں کی لئے نیک عورتیں".

بیا کے نزدیک اتے ہی جلال نے اسے دیکھتے پھر سے آنکھ دبائی اور ور اپنے دل پر ہاتھ رکھ لیا. جب کہ بیا نے مسکراتے ہوئے اپنے ہاتھ کا پنچ بنا کر جلال کے بازو پر جڑا تھا.

جلال نے بڑے ادب سے اپنی لینڈ کروز کا دروازہ کھولا تھا. ور یل ہاتھ اپنے دل پر رکھ کر گویا ہوا.

"ہمارے دل کی ملکہ اپنی اداوں کے تیر اپ یہاں تشریف آور ہو کر چلایے تا کہ اپکا خادم آپکو اپنی سیوا کا شرف بخش سکے".

جب کہ بیا بڑے تفاخر سے سینا چوڑا کئے اپنی مسکراتی آنکھوں سمیت جلال کو دیکھتے ہوئے گاڑی میں بیٹھ گئی.

جلال نے بیا کی سائیڈ کا ڈور کلوز کیا اور خود جا کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا اور گاڑی شاپنگ مال کے راستے کی طرف گامزن کر دی.

تو جانم کونسا سانگ سننا پسند کریں گی اپ؟؟؟

کوئی بھی نہیں خاموشی سے ڈرائیو کرے. آج میں بہت زیادہ تھکنے والی ہوں.

افففففففففففففففففففففف آج تو مزہ ہی آجائیگا نا. ور ہم شروعات آپکی شاپنگ سے کریں گے.

کیوں میری شاپنگ سے کیوں ؟؟؟؟

جلال جو کہ مسکراتے ہوئے بیا کی باتیں سن رہا تھا۔ اپنی شاپنگ کا سن کر حیرانگی سے بیا کی طرف دیکھنے لگا۔

وہ-------------وہ کیوں کا کیا مطلب اب میں اپنے لئے ہی شاپنگ کروں گی کیا۔؟؟؟

اور ویسے بھی اپ بوڑھے ہو گئے ہیں اس لئے آپکی یادداشت بھی کمزور ہو گئی ہے جب کہ میری تو بلکل ٹھیک ہے۔

یاد ہے آپکو اپ نے ہی کہا تھا کہ ہمیشہ اپ میری شاپنگ کریں گے اور میں آپکی۔

کیوں کہ اپ مجھے اپنی پسند کے کپڑوں میں تو کیا ہر وہ چیز جو مجھ سے تعلق رکھتی ہو گی ان سب کا خیال اور پسند آپکی ہی ہو گی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہو گی نا؟؟؟؟؟ یا ابھی بھی کچھ یاد نہیں آیا۔ آیا اپ بھی نا جلال دن بدن بھولکڑ ہوتے جا رہیں ہیں۔

بیا نے پرانے زمانے کی اماؤں کی طرح اپنے سر پر ہاتھ مارا تھا. اور جلال کی عادت پر افسوس کیا تھا. جو کی بیا کے مطابق ابھی ابھی ہی جلال کو لگی تھی.

یاد نہیں آپ کو آپ نے ہی تو کہا تھا کہ آج کے بعد میں میں تمہاری پسند کے کپڑے پہنوں گا اور تم میری پسند کے پہنوں گی اور تب سے آج تک میں آپ کی پسند کے لئے تو پہن رہی ہوں. آپ بھی نا بہت جلدی بھول جاتے ہیں میرے بھلکڑ سائیں.

"جانم تم سے متعلق میں آج تک ایک بات نہیں بولا بھولا ہو تو یہ کیسے بھولتا"

"لیں آپ کی باتوں میں پتہ ہی نہیں چلا اور دیکھے شاپنگ مال بھی آگیا چلے جلدی چلیں.

جلال خود گاڑی سے باہر آیا اور بیا کے سائیڈ کا دروازہ کھولا اور اس کے گرد اپنے بازو حائل کر کے شاپنگ مال کے اندر انٹر ہوا

پہلا آدھا گھنٹہ تو بیا نے سب کچھ ریجیکٹ کرنے میں ہی ضائع کیا اس کے بعد اسے جو جو جلال چیز پسند آتی جا رہی تھی وہ چیز وہ پیک کرواتی جا رہی تھی اور اسی دوران وہ جلال کو کوئی بیس مرتبہ چینجنگ روم بھیج چکی تھی جبکہ جلال بغیر بیزاریت دکھائے بیا کے ہر حکم کی تعمیل کر رہا تھا

کیونکہ اس نے سوچ لیا تھا کہ اس کی شوپنگ کے بعد بیع کی باری بھی آنے والی ہے اور وہ پورا حساب بے باک کرنے کا ارادہ رکھتا تھا اللہ اللہ کر کے مزید دو گھنٹوں میں بیا نے جلال کی شاپنگ ختم کی تھی.

جس میں اس نے زیادہ تر بلال کے لیے شلوار سوٹ پسند کیے تھے کیونکہ وہ شلوار سوٹ کم ہی پہنتا تھا اور بیاہ کو وہ بہت پسند تھے ساتھ میں کھڑی والے چپل جو کے گاؤں میں بہت عام تھے

آج تو بیا نے جلال کی پوری لک چینج کرنے کی ہی تھام لی تھی اسے جلال کے لئے پرفیومز, کف لنکس, گھڑی, چین, رنگز نیز ہر چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی چیز اس نے جلال کے لیے خرید لی تھی.

اب باری تھی جلال کی جلال بیا کو لے کر فیمیل گارمنٹس کی طرف چلا گیا وہاں اس نے بیا کی پسند کے مطابق سلوار سوٹ لیے تھے.

ری ریڈ کلر کی بہت ہی خوبصورت نائنٹی چھکے سے پیک کروالی تھی.

جب یہ نے دیکھا کہ بلا لباس کے ساتھ وہی سب دہرا رہا ہے بار بار اسے چینجنگ روم بھیج رہا تھا چینج کرنے کے لیے تو اس کے ذہن میں ایک آئیڈیا آیا جس پر عمل کرتے ہوئے وہ جلال کی نظروں بچ کر خود فوراسے نیچے بیٹھ گئی اپنا پاؤں پکڑ کر

آہ............ اور جلال کو پکارنے لگی....

جلال نے جب بیا کو نیچے بیٹھے دیکھا تو فوراسے سے اس کے پاس گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا چہرے پر پریشانی سجائے اس سے دریافت کرنے لگا کہ کیا ہوا ہے....

جب بیا نے بڑی صفائی سے جھوٹ بولا کہ جلال میرا پاؤں پھسل گیا مجھے موچ آ گئی ہے اور جلال نے اسی وقت اسے اپنے بازو میں اٹھا لیا اور بیا کی سوچ کے عین مطابق وہ اسے لئے کار کی طرف بڑھ گیا....

لیکن جلال آپ نے تو میرے شاپنگ کرنی تھی نہ.........

کوئی بات نہیں جانم شاپنگ ہوتی رہے گی اور میرے پاس بہت ٹائم ہے میں تمہارے لئے کسی بھی وقت شاپنگ کر لوں گا اور ویسے بھی جو میں نے لینا تھا وہ تو میں لے چکا ہوں.

گاڑی میں آرام سے بیا کو بٹھایا اور گاڑی سٹارٹ کر دی. دی جب کہ اب بیا آرام سے بیٹھ کر اپنی خریدی ہوئی چیزیں دیکھنے لگی درد کا کوئی آثار اسکے چہرے پر نہیں تھا جو کہ تھوڑی دیر پہلے تھا.

جلال نے جب یہ دیکھا تو سمجھ گیا کے اسکی جانم نے اسے الو بنایا ہے.

جانم تمہیں تو چوٹ لگی تھی نا...... جلال کی بات سنتے ہی بیا نے ہڑبڑی میں دائیں پیر کی جگا اپنا بایاں پیر پکڑ لیا.

جلال نے ایک سائیڈ پر گاڑی روکی ور بیا کی طرف متوجہ ہوا جانو شاپنگ مال میں تو چوٹ دائیں پیر پر لگی تھی تو یہ اچانک سے چوٹ دائیں سے بائیں پھر میں کیسے منتقل ہو گئی کیا یہ کوئی نیو ریسرچ ہے.

جبکہ اپنی چھوٹی پکڑی جانے پر بھی آ معصومانہ نظروں سے جلال کی طرف دیکھنے لگی آپ بھی تو مجھ سے بدلہ لینے کے لیے مجھے بار بار چینجنگ روم بھیج رہے تھے اس لئے میں نے یہ بہانہ لگا دیا

چلو غلطی کی ہے تو اس کی سزا تو ملے گی نا اور یہ کہتے ہوئے ہی جلال نے بھیا کہ دونوں گال چٹاچٹ چوم لیے

اور مسکراتے ہوئے گویا ہوا میری زندگی کی بہار ایسے ہی میری زندگی کو ہمیشہ خوشیوں سے سجاتے رہنا تمہیں بھی تمہیں اس طرح کے چھوٹے موٹے گفٹ دیتا رہونگا

جلال بس کریں یہ بیڈ سونی ہے ہمارا ہم اس وقت کار میں موجود ہیں جلدی گھر چلی آپ سے تو بات کرنا ہی فضول ہے کہیں بھی شروع ہو جاتے ہیں نہ ہی جگہ دیکھتے ہیں اور نہ ہی ماحول دیکھتے ہیں
جبکہ جلال نے مسکراتے ہوئے گاڑی دوبارہ سٹارٹ کر دی تھی..

کھانا کھاتے ہی مطربہ اور جیک ریسٹورنٹ سے نکلے تھے اور انہوں نے گھر کی راہ لی تھی جیک تو رستے میں ہی اتر گیا تھا اسے کچھ کام تھا.

جبکہ مطربہ سیدھا گھر کی طرف گئی تھی ایک دفعہ تو اسے ایسا محسوس ہوا جیسے کوئی اس کا پیچھا کر رہا ہے جو وہ پیچھے مڑی تو پیچھے کوئی بھی نہیں تھا مطربہ نے اپنا سر جھٹکا اور دوبارہ سے گھر کی راہ لی وہ اس وقت بائی سائیکل پر ہی موجود تھی گھر میں داخل ہوتے ہی وہ سب سے پہلے دی جان کے کمرے میں گئی تھی.

دی جان جو کہ نماز پڑھنے کے بعد تسبیح کر رہی تھی مطربہ کو دیکھتے ہی خوش ہو گی آ گیا میرا بچہ اتنی دیر کیوں لگا دی آج آنے میں وہ مجھے بہت زور سے بھوک لگی ہوئی تھی اس لیے میں اور جیک کھانا کھانے کے لئے قریبی ریسٹورنٹ میں چلے گئے تھے .

لڑکی تمہیں کتنی بار کہا ہے میں نے کے اس موئے جیک سے دور رہا کرو مجھے تو ایک آنکھ وہ لڑکا نہیں بھاتا

اوہ دی جان اپ کیوں ڈر رہی ہیں میں ہوں نہ آپ تو جانتے ہیں کہ میں مارشل آرٹس جانتی ہوں جب میں دوسروں کو لڑنا سکھا سکتی ہو تو میں خود بھی خود کے لئے لڑنا اچھے سے جانتی ہوں اور اپنا یو میرے پریشان نہ ہوا کریں

آپ تو ابھی بھی جوان ہے داجان اگر زندہ ہوتے نا تو کیا ہی بات تھی لیکن قسم سے میں تو سوچ رہی ہوں کہ آپ کی شادی کروا دوا سی بہانے مجھے بھی ہینڈسم سے داجان مل جائیں گے

اور پر جوش ہو کر کہتے ہوئے مطربہ نے دی جان کو دیکھتے ہوئے آنکھ دبائی تھی اور فورا سے خارجی دروازے کی طرف بھاگی تھی کیونکہ دی جان کی چپل نے دور تک اس کا پیچھا کیا تھا اور ہمیشہ کی طرح ان کا نشانہ چوک گیا تھا اور مطربہ بھاگ گئی تھی اپنے کمرے میں

مطربہ قہقہہ لگاتے ہوئے اپنے کمرے میں داخل ہوئی اور داخل ہوتے ہی کمرے کا دروازہ لاک کیا اور بغیر لائٹ آن کیے سیدھا بیڈ پر جا گری لیکن جلد ہی اسے احساس ہوا کے اسکے علاوہ بھی کمرے میں کوئی موجود ہے

کسی کی موجودگی کو محسوس کرتے ہوئے ابھی وہ بیڈ سے اٹھی ہی تھی کہ کسی نے اسے بازو سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا تھا.

مطربہ جو کہ ان سب کے لئے تیار نہ تھی سیدھا مقابل کے چوڑے سینے سے جا ٹکرائی خود کو سنبھالتے ہوئے مطربہ نے جب مقابل کے چہرے کی طرف دیکھنے کی کوشش کی تو کالی سیاہ آنکھیں اسے سنجیدگی سے دیکھنے میں مصروف تھی.

مطربہ نے دوسرے ہاتھ کا استعمال کرتے ہوئے اس کے پیٹ پر وار کرنے کی کوشش کی تھی جسے مقابل نے بڑے آرام سے ناکام بنا دیا تھا اور مطربہ کا وہی ہاتھ کمر کے پیچھے لے جا کر موڑ دیا تھا.

جبکہ مطربہ مسلسل خود کو اس کی فولادی گرفت سے آزاد کروانے کی کوشش کر رہی تھی آخر کون تھا وہ جس کے سامنے مطربہ بھی بن پانی کی مچھلی کی طرح پھڑ پھڑا رہی تھی ابھی وہ خود کو چھڑوانے کی کوشش کر ہی رہے تھے کہ اس کے کان میں ایک سرد سرگوشی کی گئی تھی

"کون تھا وہ لڑکا جس کے ساتھ تم ریسٹورینٹ میں ہنس ہنس کر باتیں کر رہی تھیں اور کھانا کھا رہی تھی"

سرگوشی سننے کی دیر تھی کہ مطربہ لمحے کے ہزارویں سیکنڈ میں ہی پہچان گئی تھی کہ وہ ہستی کون ہے اب جبکہ اسے پتہ چل گیا تھا کہ مقابل کون ہے تو وہ مکمل طور پر انجان بنتے ہوئے بولی

"میری مرضی میں جہاں جاؤ جس کے ساتھ بیٹھو جس کے ساتھ حسن جس کے ساتھ کھانا کھاؤ آخر تم ہوتے کون ہو مجھے ان سب چیزوں سے روکنے والے مجھ سے ان سب چیزوں کے بارے میں پوچھنے والے تم کیا میرے باپ لگے ہوئے ہو.................. آرام سے میرے ہاتھوں کو چھوڑو مجھے اپنی گرفت سے آزاد کرو ورنہ میں تمہارا وہ حال کروگی کہ تم پچھتاؤ گے کہ تم نے مطربہ کو ہاتھ لگانے کی کوشش کیا ہی کیوں

....

اوہ واہ خوبصورت تو تم جاننا چاہتی ہوں کہ میں کون ہوں حق تو میں تم پر بہت رکھتا ہوں اور یہ کبھی میں تمہیں فرصت میں سمجھاوں گا بیٹھ کر تو چلو پھر دیدار یار کروادیتے ہیں ہم کہتے ساتھ ہی اس نے کمرے کی لائٹ ان کی تھی.

اور مطربہ کی سوچ کے مطابق سامنے گوزیل عرف غازی کھڑا تھا مجھے لگا ہی تھا کہ تم ہی ہو سکتے ہو سو مسٹر گوزیل آپ اس وقت یہاں کیا کر رہے ہیں؟؟

زہے نصیب تم مجھے اب تک بھولی نہیں ہو واہ ویسے ویسے بھولنا بھی نہیں چاہیے آخر میں بھولنے والی چیز ہی نہیں.

ہاں بالکل تمہیں کوئی کیسے بھول سکتا ہے بندر جیسے جو دیکھتے ہو اور بندر بھی کوئی بھولنے والی چیز ہوتے ہیں کیا.......

جبکہ مطربہ کی بات سنتے ہی غازی فوراسے سنجیدہ ہوا تھا اور دوبارہ سے پوچھا..........

"کون تھا وہ لڑکا جس ساتھ تم ہنس ہنس کر باتیں کر رہی تھی؟؟؟؟؟

آخر تم.............

اس سے پہلے کے مطربہ کچھ کہتی دروازے کے اس پار سے دادی کی آواز آئی مطربہ بیٹیا دروازہ کھولو یہ فون تم اپنے کمرے میں ہی بھول آئی تھی اپنا فون تو لے لو...........

مواکب سے بجا جا رہا ہے میرے تو کان ہی درد کرنے لگ گئے ایک تو پہلے کم سنائی دیتا ہے دوسرا یہ پتہ نہیں کس نے یہ فون ایجاد کر دیا..........

آ... آ....... آ رہی ہوں دی جان................

چھوڑو مجھے دور ہٹو ورنہ دی جان اندر آجائیں گی ان کے پاس میرے روم کی ڈوبلیکیٹ کی موجود ہے.

مطربہ نے دروازہ کھولا اور دی جان سے فون لیتے ہی تھینکیو بولتے ہی دوبارہ دروازہ بند کر دیا جب کہ دی جان دروازے کو گھور کر رہ گئی

"یہ لڑکی کبھی نہیں سدھر سکتی" یہ کہتے ہوئے دی جان اپنے کمرے میں چلے گئے.

مطربہ نے دروازہ بند کرتے جیسے ہی پیچھے دیکھا تو.....................غازی بلکل اسکے پیچھے کھڑا تھا.

کیا ہے اب جاؤ یہاں سے ورنہ بہت برا ہو گا تمہارے ساتھ.........

کہتے ہی مطربہ نے دروازے کی طرف اشارہ کیا..... مطلب صاف تھا کہ اب تم جاؤ.......

لیکن غازی بھی اتنی جلدی جان کہا چھوڑنے والا تھا اتنے سالوں بعد تو ملی تھی. تو باقی سارے حساب بھی تو بے باک کرنے تھے. اسلئے اسکا بڑھا ہوا ہاتھ تھام کر ایک ہی جست میں اسے اپنے کندھے پر ڈالا اور بیڈ کی طرف بڑھ گیا.

مطربہ جو کہ اتنی جلدی یہ سب ہوا کہ اسے سمبھلنے کا بھی موقع نا ملا اب. اب غازی کو لاتیں ور اپنے ناخنوں اسکی کمر میں پیوست کرنے لگی.

غازی نے اسے بیڈ پر لا کر پٹکا پر اس سے پہلے کے وہ اٹھتی اس پر قابض ہو گیا.

ور مسکراتی آنکھوں سے گویا ہوا........ یہ ٹریکس اب کام انے والی نہیں ہیں میری جنگلی بلی اب میں وہ غازی نہیں ہوں جو تم سے مار کھالے....... لیکن اگر پیار کی مار مارو گی تو خوشی خوشی کھالوں گا....... کیا ارادہ ہے پھر ????????

اپنی بکواس بند کرو اور ہٹو دور مجھ سے........

آزادی تو ایک ہی شرط پر ملے گی بتاؤ کون تھا وہ ????????.........

کیوں بتاؤں ہاں کیوں تم تمہیں میری فکر نہیں تھی جب میں نے اتنی کالز کی........ تب کہاں تھے.......اب تمہیں سب جاننا ہے....

سب بتاؤ گا اور سمجھاؤں گا بھی لیکن تم پہلے بتاؤ وہ کون تھا. تھا غازی نے اسکے دونوں ہاتھوں پر گرفت ور مظبوط کی تھی کہ مطربہ کے منہ سے ایک سسکی نکلی تھی........

بتاؤ میں کیا پوچھ رہا ہوں. مطربہ کے چہرے پر تکلیف کے آثار دیکھ کر وہ اسے جلد آزاد کرنا چاہتا تھا. اس لئے دوبارہ پوچھا تھا.

بتا رہی ہوں بتمیز انسان چھوڑو تو سہی........

نہیں ایسے ہی بتاؤ.........

وہ میرا دوست ہے بچپن کا بس اب چھوڑو.......

غازی نے اسے فوراً اپنی گرفت سے آزاد کیا تھنکس کہتے ایک فلائینگ کس دیتا وہ بڑے آرام سے اسکے کمرے سے چلا گیا تھا.

منحوس انسان کتنی زور سے میرے بازوں کو پکڑا تھا مطربہ اسے سو صلواتیں سنانے کے بعد فریش ہونے کے لئے باتھ روم چلی گئی.

وہ میٹینگ اٹینڈ کر کے کل ہی سویڈن سے واپس آئی تھی۔ وہ گئی ہی بس میٹینگ کے لئے تھی اس لئے آج واپس پہلی فلائٹ سے وہ ترکی آگئی تھی۔

موڈ تو اسکا پہلے بھی کچھ اچھا نہیں ہوتا تھا لیکن آج تو کچھ زیادہ ہی خراب تھا۔

وہ جیسے ہی گھر میں داخل ہوئی تو مائیک کو آواز دی

Mike, arabadan tüm ţeyleri çýkar ve odama koy.

(مائیک جاؤ گاڑی میں سے سارا سامان لیکر میرے کمرے میں رکھواو۔)

Tamam ……….. tamam bayan

(جی…………جی میم)

ابھی وہ سیڑھیوں پر ہی تھی کی اسے عقب سے میگی کی آواز آئی۔

Bayan üzgünüm ama Bayan Nelufer seni özlüyor

(میم سوری لیکن میڈم نیلو فر آپکو یاد کر رہی ہیں.)

جب کہ وہ اپنی شعلہ بار آنکھیں لیکر مڑی تھی میگی کی طرف ور غصّہ سے گویا ہوئی تھی.

Onlara beş dakika içinde taze olacağımı söyle

(ان سے کہو میں پانچ منٹ میں فریش ہو کر آ رہی ہوں.)

Ve şimdi yüzüme bak ve en son kapıda iki sallama yap

(اور اب میرا منہ کیا دیکھ رہی ہو جاؤ اور دو شیک تیار کرو گیٹ لاسٹ)

اپنے کمرے میں انے کے بعد فرش اس نے چینج کیا اور فریش ہی کر اپنی انی کے کمرے میں چلی گئی.

گڈ ایوننگ انی......

آ گیا میرا بچا میری مرحا یہاں او ایک دن تم یہاں نہیں تھی تو میں تو بلکل اکیلی ہو گئی تھی.

جب کہ مرحا انکی گود میں سر رکھ کر لیٹ چکی تھی. کیا ہوا میرے بچے کوئی پریشانی ہے.؟ انہوں نے اسکے بالوں میں اپنی انگلیاں چلاتے ہوئے پوچھا تھا.

نہیں ماما میں تھک گئی ہوں. آرام کرنا چاہتی ہوں. ایک لمبی نیند سونا چاہتی ہوں جسکی کوئی صبح نا ہو.

یہ کیا کہہ رہی ہو تم تمہیں پتا بھی ہے. تم ایسا سوچ بھی کیسے سکتی ہو ؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟

اب تم اکیلی نہیں ہو تمہارے ساتھ 3 تین جانیں اور بھی ہیں کیا تمہیں انکا خیال نہیں.؟؟؟؟؟؟؟؟

میری پرواہ تو تمہیں نا پہلے تھی نا اب ہے. ہے لیکن وہ تو تمہارے وجود کا حصّہ ہیں. تم انہیں بے سہارا کرنا چاہتی ہو ؟؟؟؟؟؟

مرحا کی باتوں نے نیلو فر کو بہت ہرٹ کیا تھا. بچوں کی طرف سی لاپرواتو وہ پہلے ہی تھی نیلو فر اسے بہت سمجھاتی کے قسمت کے کھیل ہیں.

تمہیں تو شکر گزار ہونا چاہیے کہ اللہ نے تمہیں ایک ساتھ دو نہیں بلکہ ۳ تین اولادوں سے نوازا ہے. مجھے دیکھوں اتنی منتوں مرادوں بعد تم ملی تھی. لیکن تمہیں قدر نہیں ہے.

لیکن تم ہو کہ مجال ہے جو ایک نظر بھر کر انہیں دیکھ لو.
لیکن محیص اور محسن تو اتنا تنگ نہیں کرتے لیکن نائفہ وہ تو تم پر گئی ہے. کسی کی نہیں سنتی. تم کل کی گئی کوئی خبر نہیں لی تم نے ان ۳ تینوں کی.

"آخر ان بچوں نے کیا کیا ہے جو انکو ماں کی ممتا سے محروم رکھ رہی ہو"؟؟؟؟؟

اچھا کرتی ہے نائفہ تمہارے ساتھ کسی سے چپ نہیں کرتی تمہاری گود میں اتے ہی خاموش ہو جاتی ہے. تم پاس ہوتی ہو تو خوش رہتی ہے ورنہ تو وہ بیمار ہی ہو جاتی ہے.

تو تب تم اسکی اتنی کیئر کیوں کرتی ہو تب بھی نا کیا کرو رہنے دو اسے ایسے ہی. سہی ناک میں دم کرتی ہے.

مما میں نہیں کر سکتی تب مجبوری ہوتی ہے. میں جب کب اسکے پاس جاتی ہوں مجھے اس میں اپنا عکس نظر اتا ہے. اگر اسکے ساتھ بھی وہ سب ہوا تو وہ جو جو میرے ساتھ ہوا تھا. نہ......... نہیں کبھی نہیں میں کبھی نہیں ایسا ہونے دوں گی. اس لئے نہیں جاتی میں. اپ تو سمجھے....... پلیز......

لیکن مرحا بچے تم بھی سمجھو وہ قسمت میں لکھا تھا. جو گزر گیا اسے بھول جاؤ اسکی سزا اپنے ڈیڑھ سال کے بچو کو تو مت دو.

مما میں نے کہہ دیا نا مجھے کوئی پرواہ نہیں انکی........

اگر کوئی پرواہ نہیں تو کیوں ہر ویک تم انکی دیکھ بھال سہی سے نا کرنے پر انکی آنیز کو نکال دیتی ہو ؟؟؟؟؟؟؟؟.

جب کہ میں اتنی مشکل سے انہیں دیکھ کر چیک کر کے رکھتی ہوں. یہ پرواہ نہیں تو کیا ہے پھر.

مجھے نہیں پتا مما کیا ہے یہ اور مجھے جاننا بھی نہیں ہے. کہتے ہوئے مرحا اپنے کمرے میں بھاگ گئی تھی اس وقت اسے اکیلا رہنا تھا.

جب کہ نیلوفر افسوس کرتے ہی رہ گئی تھی. کیوں کہ انکی بیٹی کسی ایک انسان کی سزا اپنے ہی بچوں کو دے رہی تھی. لیکن انہوں نے بھی سوچ لیا تھا کہ اب کیا کرنا ہے.

رزم کی دنیا تو جیسے اس ایک پل میں ہی رک سی گئی تھی. اور جب تک اسے ہوش آیا وہ جا چکی تھی......

اور رزم پاگلوں کی طرح دیوانہ وار اسے یہاں سے وہاں تلاش کرنے کی کوشش کر رہا تھا.

اس وقت وہ کوئی ضدی بچہ ہی لگ رہا تھا جس کی کوئی چیز گم ہو جائے تو وہ اسے ڈھونڈنے کی کوشش جاری رکھتا ہے

لیلا جو کہ رزم کے منع کرنے کے باوجود بھی اس کا پیچھا کر رہی تھی اسے دیوانہ وار پاگلوں کی طرح یہاں سے وہاں دوڑتے ہوئے .... جو کہ ہر کسی کا چہرہ دیکھتے ہوئے اس میں اسے تلاش کرنے کی کوشش کر رہا تھا........

وہ اس کی طرف بڑھی اور بازو سے پکڑ کے اسے کھینچا تھا اپنی طرف...........

وزن کیا ہو گیا ہے تم پاگل تو نہیں ہو گئے ہو اس طرح کا بیہیو کیوں کر رہے ہو؟؟؟؟؟؟؟؟

جبکہ کچھ دیر تک تو رزم حیرانگی سے اور انجان نظروں سے لیلیٰ کو دیکھتا رہا اس کے بعد گویا ہوا میں نے اسے دیکھا ہے ابھی..........ابھی وہ...........وہ یہی..............یہی پر تھی وہ زندہ ہے. میں نے دیکھا ہے اسے اپنی ان آنکھوں سے دیکھا ہے میں نے..........

کسے دیکھا ہے اور کس کے بارے میں یہ تم باتیں کر رہے ہو مشی میں نے مشک کو بھی دیکھا ہے وہ یہی پر تھی

رزم تمہیں وہم ہوا ہے ایسا نہیں ہو سکتا مشی یہاں کیسے ہو سکتی ہے وہ تو مر چکی ہے اور تم نے خود ہی تو اسے اپنے ہاتھوں سے دفنایا تھا تو پھر تم ایسا کیسے یہ سکتے ہو؟؟؟؟؟؟؟

یہ صرف تمہارے ذہن کا وہم ہے فتور ہے تمہارے ذہن کا کیونکہ تم ابھی تک اسے بھلا نہیں پائے ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ بھول جاؤں اسے اور اپنی زندگی میں آگے بڑھو دیکھو اور بھی لوگ ہیں جو تمہیں چاہتے ہیں۔۔

بقواس بند کرو تم اپنی میں۔۔۔۔۔۔۔۔ میں کیسے آگے بڑھ سکتا ہوں میں گنہگار ہوں اس کا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"میں کل بھی اس کا تھا آج بھی اس کا ہو اور آنے والے کل میں بھی اس کا رہوں گا یہ دل کل بھی اسکے لئے دھڑکتا تھا آج بھی اسکے لئے دھڑکتا تھا اور آنے والے کل میں بھی اس کے لیے ہی دھڑکتا رہے گا چاہے وہ ہو یا نہ ہو" ....

اب ہٹو تم میرے راستے سے..........

رزم سیدھا این جی او آیا تھا. سارے راستے وہ یہی سوچتا آیا تھا کہ کیا وہ اسکا وہم تھا.........ہاں وہ اسکا وہم ہی تھا.

اور ایسا پہلے بھی بہت بار ہو چکا تھا کہ وہ اسکے پاس اتی تھی لیکن اس سے پہلے کہ رزم اس تک پہنچے وہ دور چلی جاتی تھی بہت دور ور ہر بار وہ اسے ایک نئی اذیت میں مبتلا کر دیتی تھی .....

ان سب سوچوں کو جھٹکتے ہوئے وہ این جی او میں داخل ہوا وہاں جا کر اسے پتا لگا کہ یہاں کی آنر آج ہی تھوڑی دیر پہلے کی فلائٹ سے ترکی چلی گئی ہیں .

وہ وقت کی بہت پابند ہے اس لئے انکو دیر سے انے والے لوگ نہیں پسند . یہاں وہ میٹینگ کیلئے آئی تھی . وہاں پر بھی انکے وہ این جی اوز ہیں

رزم ایک بار پھر مایوسی سے ہوٹل کی طرف روانہ ہوا . لیکن اب وہ ہارنے والا نہیں تھا اس لئے لیلیٰ اور اپنی ترکی کی ٹکٹ کروا کر ہی وہ ہوٹل آیا تھا . اب کل کی انکی فلائٹ تھی .

جاری ہے ۔

Epi achi khaaaaaasi long hi to koi short na khy 😒😒apny achy achy reviews dena na bholy😍😍

Don't copy paste without my permission💣💣💣

#ناول_مریض_ء_عشق

#رائیٹر_سندس_پری

#قسط_31

مرحا صبح ناشتے کے بعد سے اپنے کمرے میں تھی جب اسے نائیفہ کے رونے کی آواز آئی.....

لیکن مرحا اگنور کئے بیٹھی رہی جب مسلسل پانچ منٹ تک بھی وہ چپ نہ ہوئی تو مرحا کمرے سے باہر آئی اور میگی کو آواز دینے لگی لیکن کوئی بھی نہیں آیا.

جب وہ نیچے آئی تو دیکھا کہ نائیفہ جھولے سے نیچے گری ہوئی تھی اور بس روئی ہی جارہی تھی.

مرحا کے دل میں گھونسہ پڑا تھا اسے یوں دیکھ کر آخر وہ ماں تھی اسکی کیسے اسکی فکر نا کرتی ......

مرحا بھاگی تھی اور جاتے ہی اسے اٹھا کر اپنے تڑپتے سینے کے ساتھ لگائے اسے چپ کروانے لگی اور مرحا کی گود میں اتے ہی تھوڑی دیر میں وہ چپ ہو گئی تھی.

اور اب مرحا کے گلاسز کے ساتھ کھیلنے لگی تھی اور مسکرا رہی تھی. اتنے عرصے بعد وہ خود بھی مسکرائی تھی اپنی شیطان کی نانی کی ہنسی دیکھ کر........

جب کہ مس نیلوفر جو کہ چھپ کر یہ سب دیکھ رہی تھی اب اسکے سامنے آئی تھی ور انکو اپنے سامنے دیکھ کر مرحا فورا بولی تھی.

"مما یہ یہاں سے گر گئی تھی اور رو رہی تھی کوئی بھی نہیں تھا یہاں سب اتنے لاپروا کیسے ہو سکتے ہیں"

اگر میں نا اتی تو میری بچی روتی ہی رہتی. لیکن دیکھیں اسے چوٹ نہیں آئی اپ بھی دیکھیں نہیں آئی نا ....کے ہوئے کب اسکی آنکھوں سے آنسو بہنا شروع ہو گئے اسے بھی پتا نہ چلا.

مما میں بہت بری ماں ہوں کبھی انکا خیال نہیں رکھا. کبھی انکو اپنے سینے سے نہیں لگایا ایک ماں کا پیار کیا ہوتا ہے اسکا کبھی احساس ہی نہیں کروایا........ وہ نائیفہ کو خود میں بھینچے اسے دیوانہ وار چومے جارہی تھی.

اور ساتھ ساتھ ہی روئے بھی جارہی تھی. جب کہ نیلوفر جو یہی ٹائم سہی لگا کہ اسے اسکی غلطی کا احساس کروایا جائے.

میں تو تمہیں کہتی تھی مرحا لیکن تم سنتی کہاں تھی. تم جب پریگننٹ تھی. تو کتنی بار خود کو نقصان پہنچانے کی کوشش کر چکی تھی. کیسے تمہیں سنبھالا ہے یہ میں جانتی ہوں.

آخر ماں ہوں اکیلا کیسے چھوڑ دیتی. تمہارے ٹرپیلیٹس تھے. پریمیچور ڈیلیوری ہوئی تھی انکی کچھ عرصہ انکیوبیٹر میں رہے. لیکن تمہیں تو کوئی فرق ہی نہیں پڑتا تھا.

جب انکو گھر لایا گیا تو تم نے یہی کہا کے تم انھیں نہیں سمبھال سکتی. میں نے ذمہ داری لے لی لیکن شرط یہی رکھی کی فیڈ تم کرواؤ گی وہ بھی ٹائم پر تب تم انہیں اپنے پاس رکھتی ور تھوڑی دیر میں پھر سے مجھے دے دیتی.

میں زبردستی کرتی تو تم خیال کرتی تھی ورنہ نہیں. میں ترس گئی تھی اس دن کی لئے جب تم انکو اپنے پتھر دل سے لگاؤ گی.

مجھے پتا تھا جس دن تمہیں انکی ماں ہونے کا احساس ہو گا اس دن یہ پتھر دل پھر سے دھڑکنا شروع کر دے گا. ور دیکھو آج وہ دن بھی آ گیا.........

یہ مت سمجھنا کے میں تنگ آ گئی ہوں اپنے نواسے اور نواسی سے. لیکن وقت کا کیا بھروسہ اگر مجھے کچھ ہو گیا تو کون دیکھے گا انہیں بس یہی سوچتی تھی میں.

لیکن اب اس پریشانی سے نجات مل گئی مجھے اب آرام سے مر سکوں گی میں.

مرحا جو کے روتے ہوئے نیلوفر کی سری باتیں سن رہی تھی انکی آخری بات پر تڑپ کر انکی طرف بڑھی تھی. ور انکے منہ پر ہاتھ رکھ دیا تھا.

"مما اپ ایسا سوچ بھی کیسے سکتی ہیں. اگر پکو کچھ ہو گیا تو میرا کیا ہو گا مجھے کون سمبھالے گا. اپ مجھے معاف کر دے آج کے بعد آپکو شکایت کا کوئی موقع نہیں ملے گا."

اپنے بچوں کو میں خود سمبھالوں گی. کسی اور کی غلطی کی سزا اب میرے بچے نہیں بھگتے گے.

مما محیص اور محسن کہاں ہے ؟؟؟؟؟؟ میں انکو بھی اپنے سینے سے لگانا چاہتی ہوں تا کہ میرے بے قرار دل کو قرار آجائے........

وہ دونوں تو سوزی کے ساتھ پارک گئے ہیں.........

ٹھیک ہے تب تک میں نائیفہ کے کپڑے چینج کروادیتی ہوں........

دھیان سے ذرا یہ تمہارے بیٹوں کی طرح شریف نہیں ہے ایک نمبر کی شرارتی ہے...... نیلو فر نے مسکراتے ہوئے مرحا کو بتایا تھا.

جب کہ مرحا بھی مسکراتے ہوئے نائیفہ کو لیکر اندر چلی گئی تھی. لیکن اسے یہ نہیں پتا تھا کہ جیسے وہ گئی ہے ویسے ہی بھاگ کر واپس بھی آئیگی.

مماااااااااااااااااا.................

مرحا کی چیخ سن کر نیلو فر فوراً سے مرحا کے کمرے کی طرف گئ تھی. لیکن اگے کا منظر دیکھ کر وہ شوکڈ رہ گئ تھی.

،

غازی کے جانے کے بعد کتنی ہی دیر مطربہ سوچتی رہی کے وہ کیوں اسکے اگے کمزور پڑ گئ تھی. ور خود سے ہی عہد کیا کے اب کمزور نہی پڑے گی.

لیکن جب ایک بار پھر غازی کی چھوِی اسکے ذہن کے پردے پر لہر آئ تو وہ سوچنے لگی کے کمبخت کتنا ہینڈسم ہو گیا ہے. اففففففففف مطی تو بھی کچھ بھی سوچتی ہے.

پھر اپنی ہی سوچ پر خود کو ہی سر پر ہاتھ مارتی سرزنش کرتی سونے کیلئے لیٹ گئ.

جب کہ نیند تو اسکو انی نہیں تھی آخر اتنے سال جسکی پروفائل دیکھتی رہی اب جب سامنے ہے تو نیند کیسے انی تھی اسے.

سوچتے سوچتے کب وہ نیند کی وادیوں میں چلی گئی اسے پتا ہی نہ نا چلا صبح اٹھا کر فریششہ ہوئی ور اور مار ننگ واک پر چلی گئی.....

ابھی راستے میں ہی تھی کے کوئی اچانک سے اسکے سامنے آیا تھا اور مطی سیدھا اسکے کشادہ سینے سے جا ٹکرائی. اس سے پہلے وہ کچھ کہتی اسکی نظریں اوپر اٹھی تھی اور پلٹنا بھول گئی تھی...........

کیا کوئی اتنا بھی ہنڈسم ہو سکتا ہے. وہ اسکی بڑھی ہوئی شیو کالی گہری انکھیں جن میں اس وقت بھی شوخی نمایاں تھی.

بلیو شرٹ اور ساتھ میں شارٹس پہنے وہ مطربہ کو مسکراہٹ دبائے دیکھ رہا تھا جو کہ اپنا منہ کھولے بغیر پلکیں جھپکائے اسے ہی دیکھنے میں محو تھی.

جب اچانک غازی نے اسے کمر سے تھام کر اپنے قریب کیا ور اسکے کان میں سرگوشی کی تھی.

"میری جان اگر اتنا ہی پیار آرہا ہے تو چلو پھر رخصتی کی بات کرتے ہیں........ پھر تم میرے کمرے میں اووہ سوری ہمارے کمرے میں بیٹھ کر فرصت سے یوں مجھے نہارنا اور میں تمہیں اسکی بخشش بھی دوں گا لیکن اپنی مرضی کی......."

کہتے ہوئے اس نے مطربہ کے کان کی لو کو اپنے لبوں سے چھوا تھا........ایک انوکھا سا احساس ہوا تھا اسے اور گھبرا کر وہ غازی سے دور ہوئی تھی اور اب کھا جانے والی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی.......

"افففف ظالم ایسے نا دیکھ کچھ ہوتا ہے
تیرا یہ محبوب بڑے نازک دل کا ہے"

کہتے ہوئے غازی نے ایک آنکھ دبائی تھی......... جب کہ وہ اسے مارنے کے لئے سرپیر دوڑی تھی لیکن غازی بھی اپنے نام کا ایک تھا فورا بھاگ گیا وہاں سے اور وہ غصّہ سے لال پیلی ہوتی گھر گئی بریک فاسٹ کیا اور جلدی جلدی جم کے لئے نکلی............

لیکن اسے کیا پتا تھا جم میں اسکے لئے ایک سرپرائز موجود ہے.....اب وہ کیا ہے یہ تو مطربہ کو جم جا کر پتا چلنا تھا.

#Upcoming_Episode

#ناول_مریض_ء_عشق

#رائیٹر_سندس_پری

وہ آج پھر اپنے سیل میں موجود تھا.......اسے ایک تسکین ملتی تھی خوشی ہوتی تھی اس شخص کو یوں موت مانگتے ہوئے اور موت اسے اتی نہیں تھی.

پچھلے دو سال سے وہ یہی تو کر رہا تھا اس شخص کے ساتھ.......

جب دل کرتا تھا اتا تھا اور اسے اسکے گناہوں کے کی سزا کے طور پر تکلیف کا ایک چھوٹا سا نمونا پیش کرتا تھا. جو کہ اسکے لئے چھوٹا تھا لیکن اس شخص کے لئے پل پل مرنے جیسا تھا.

اور پھر آج تو وہ بہت چوٹی سزا لیکر آیا تھا........اس نے سیل کے اندر اتے ہی اسے ایک نظر دیکھا جو کے اوپر لٹکا ہوا ہوا میں جھول رہا تھا. اور مسلسل نا میں گردن ہلا رہا تھا.......

کیوں کہ اسے پتہ تھا کے اسے اسکی آواز نہیں پسند اگر چلاتا تو اپنے لئے ہی مشکل کھڑی کرتا آئ لئے صرف گرد
نا میں ہلا کر اسے منا کرنے کی کوشش کر رہا تھا.......

جسکا مقابل پر کوئی اثر نہیں ہوا تھا......... وہ تو اسے ایگنور کیئے ایک کرسی لیکر اس پر بیٹھ گیا.........

جب کہ جو وجود ہوا میں جھول رہا تھا وہ بھی ریلیکس ہوا تھا لیکن یہ سب کچھ ہی سیکنڈز بعد دردناک چیخوں میں بدل
گیا.

کیوں کہ اچانک سے نیچے موجود زمین میں سے ایک بڑا سا گولا اوپر کی طرف ابھرا تھا....... اور اس میں ابلتا ہوا
تیل تھا پانی تھا کیا تھا آخر اس بارے میں اسے زیادہ سوچنا ناپڑا جب وہ اوپر اٹھتے ہوئے اسے بھی اس میں ڈبونے
لگا.........

یہ سب کچھ ہی سیکنڈز کا دورانیہ تھا........ لیکن اسکی دردناک چیخوں سے اندازہ لگایا جا سکتا تھا کہ وہ کس تکلیف میں
ہے......

اور ٹھیک ۲ دو منٹ بعد وہ گولہ نیچے گیا تھا واپس انے کے لئے......... لئے

جب وہ نیچے گیا تب پتا لگا کہ وہ ابلتا ہوا موم (ویکس) تھا. جو دور سے پانی یا تیل کا دھوکہ تھا.........

جب وہ گولہ واپس گیا تو اسکا پورا جسم سوا آئے چہرے کے لال سرخ ہو گیا تھا...... سارے جسم پر ویکس چپک گیا تھا........

اور ابھی سزا ختم نہیں ہوئی تھی........ اوپر سے دیوار ہٹی تھی اور آگ کی تپش سے موم پگھلنا سٹارٹ ہو گئی تھی........

ایک بار پھر چیخوں کا دورانیہ چلا تھا....... جب ساری ویکس پگھل گئی تو ایک بار پھر اسے ویکس میں ڈالا گیا اور یہ عمل تب تک جاری رہا جب تک وہ تکلیف سے بے ہوش نا ہو گیا......

اسکے بے ہوش وجود پر ایک نفرت اور حقارت بھری نظر ڈال کر وہ ٹارچر سیل سے نکلتا چلا گیا.......

کوئی سوال نہیں تھا اور نا ہی کوئی جواب...... بس تھی تو سزا فقط سزا.........

اب سلسلہ کب تک چلنا تھا یہ تو وہی جانتا تھا........

رزم پہلی فلائٹ سے ترکی آیا تھا...... اور یہاں اتے ہی اس نے پہلے مرحا سے اپنی میٹنگ فکس کروائی تھی
......

کیوں کہ وہ وقت کی کتنی پابند تھی یہ اسے سویڈن میں پتا چل چکا تھا اس لئے غلطی کی گنجائش چھوڑے بغیر وہ کام کر رہا تھا...........

لیکن آئ دوران بھی وہ مشی کے بارے میں ہی سوچتا رہا.........

جب میٹنگ فکس کرنے وہ افس گیب لگا مرحا اس وقت بزی ہے...... وہ افس میں موجود نہیں........ ون ویک تک کوئی اپائیمنٹ نہیں ہو سکے گی............

لیکن ایک انجانا سا احساس تھا جو رزم کو اپنے گھیرے میں لئے ہوا تھا.........اسکا دل نہیں مان رہا تھا کہ وہ وہاں سے جائے...... لیکن جب پی اے نے بتایا کہ اب مرحا ایک ہفتے بعد آئیگی تو.... غصّہ کا ایک اشتعال اسکے وجود میں دوڑا تھا.......

اتنا انتظار کسی نے اسے نہیں کروایا تھا جتنا اسے مرحا کی وجہ سے کرن پڑ رہا تھا......

لیکن ابھی اسے کم تھا جس کی لئے وہ سب باتیں چپ چاپ برداشت کر رہا تھا.

جاری ہے.

Epi likhni to nhi thi waja kl bta di thiiiii…..ky hurt hoi thi lekin sb side py rakh kr likhi hai ap logon ky liye ab short na krna 😒😒😒

Next epi likh rahi hun lekin agr is #epi_pr_1.5k likes na hoye to epi post nahi kron gi…… or bbye mat khaiye ga ky esa na kry hm

to krty hai ....jo krty hain unko nahi bakion ko keh rahi hun......

Surprise surprises 🙈😍

Don't copy paste without my permission💣💣💣

#ناول_مریض_ء_عشق

#رائیٹر_سندس_پری

#قسط_32

مرحا جیسے ہی نائیفہ کو لیکر روم میں آئی وہاں اسے لٹایا تو وہ پھر سے رونا شروع ہو گئی ....

مرحا نے کبھی بچوں کو سمبھالا نہیں تھا تو ابھی وہ یہ سوچ ہی رہی تھی کہ کیا کرے کہ اسکے ناک کے نتھنوں سے ایک عجیب سی بد بو ٹکرا آئی تھی ....

جب مرحا نے اپنی سوچ کو جھٹکتے ہوئے رحم طلب نظروں سے نائیفہ کی طرف دیکھا تو وہ اور رونے لگی ....

مرحانے ڈرڈر کراسکی نیپی اتاری تو دیکھا اسکا سارا پیمپر سٹول (پوٹی) سے بھرا ہوا تھا.........

مرحانے پہلے تو اپنی ناک کو اپنی دو انگلیوں سے بند کیا اسے بعد.....اسکا پیمپر اتارا اور پاس پڑے کچرے کے ڈبے میں ڈالا.......

نائیفہ خاموش ہوئی تھی اور اب اچانک سے اس مے ہاتھ پاؤں مارنا سٹارٹ کر دیے.....اور مرحا جو صاف کر رہی تھی......

اسے سمجھ نا آیا کیا کرے.....اور جو وہ صاف کر راہب ساری خود پر بھی اور نائیفہ کو بھی پورا سٹول سے بھر دیا تھا پھر خود ہی چلاتی ہوئی باہر سے مس نیلوفر کو آواز دینے لگی.

جب مس نیلوفر کمرے میں آئی اور مرحا کو اور نائیفہ کو اس حالت میں دیکھ کر ہنسنے لگی.......

ماما یہاں یہ سب خراب ہو گیا ہے اور اپ ہنس رہی ہیں.ہاہاہا.......ہاہاہا اچھا......اچھا نہیں ہنستی.......

میگی جلدی سے یہ بیڈ شیٹ چینج کرو اور مرحا تم یہاں او ور دیکھو مجھے آج کے بعد تم نے ہی کرنا ہے یہ سب ....

میں نے تو تمہیں وارن بھی کیا تھا لیکن تم ہی چلی گئی تھی بھاگ کر اندر ....نائیفہ کی عادت ہے ...... وہ ہمیشہ ایسا ہی کرتی ہے ....

اسکو صاف کرنے کا ٹرک بتاتی ہوں یہ دیکھو .... پھر مس نیلو فر نے مرحا کو پورا طریقہ سمجھایا اور کروایا بھی ...... اور اس بار اس نے سہی سے کیا ......

جب سب صاف کر لیا تو مس نیلو فر نائیفہ کو اپنے ساتھ لے کر چلی گئی اور ہنستے ہوئے مرحا سے گویا ہوئی ....

بیٹا تم خود بھی شاور لیلو .... بہت اسمل آ رہی ہے .....اور مرحا بھی اپنی حالت کو دیکھتے نائیفہ کو گھور کر باتھروم میں بند ہو گئی ....

نہا کر مرحا نیچے آئی تو این جی او سے پی اے کی کال آئی تھی تو مرحا بات کرنے کے لئے سائیڈ پر گئی تھی ....

ہاں بولو نہیں...... میں 1 ہفتہ تک بزی ہوں تو کوئی بھی مجھے ڈسٹرب نا کرے.........

اگے سے پتا نہیں کیا کہا گیا مرحا نے ایک ہفتے تک ٹال دیا.......اور کال بند کر کے اپنے دونوں شہزادوں اور اپنی نٹھکھٹ سی پری کو لیکر پارک جانے لگی تھی......

اس نے سوچ لیا تھا وہ یہ پورا ہفتہ ان تینوں کے ساتھ گزارے گی.......اس لئے اپنا نمبر ہی بند کر کے پارک چلی گئی اور جاتے ہوئے ساتھ میگی کو بھی لے گئی تھی.......

اسے پتا تھا کہ اب زندگی کو نسا نیا موڑ لانے والی ہے اسکی زندگی میں.....ابھی ہی تو اسنے ہنسا مسکرانا سٹارٹ کی تھ اور اب ہی پھر کوئی نیا موڑ اوالا تھا......

اب دیکھنا یہ تھا کہ یہ موڑ اسکی زندگی پر خوشگوار اثرات لاتا ہے یا نا خوشگوار...........

پچھلے کچھ دنوں سے بیا کی طبیعت سہی نہیں تھی..... لیکن اس نے اسے لائٹ ہو لیا ہوا تھا.....اسکی روٹین ہی اتنی بزی تھی یہاں اکر اس نے ہارٹ میں اسپیشلسٹ کیا تھا......

اور بیا کے ہی زور پر جلال نے جو ہسپتال پہلے سے ہی غریبوں کے لئے بنوایا ہوا تھا.... وہاں ایز آ ہارٹ اسپیشلسٹ کنسلٹنٹ جاب کی اجازت دے دی تھی...... لیکن ہفتہ میں صرف دو دن.......

جلال کا ماننا تھا اسکا سارا وقت بیا کا ہے اور بیا کا سارا وقت جلال کا.......

لیکن آج جب اسکی طبیعت زیادہ خراب ہو گئی وہ بھی ڈیوٹی ٹائم میں تو چیک اپ کروانے پر جو نیوز اسے ملی..... اسے سن کر اسکے گال دھک کر سرخ گلاب ہو گئے تھے.......

جب جلال کو بیا کی طبیعت کا پتا لگا تو وہ فوراً ہسپتال آیا.....بیا نے سب کو منا کر دیا کہ کوئی بھی کچھ نہ بتائے وہ آج رات خود جلال کو یہ نیوز بتانا چاہتی تھی بلکہ سرپرائز دینا چاہتی تھی.........

بیا جلال کے ساتھ گھر تو آ گئی لیکن جلال بیا کو اکیلے چھوڑ ہی نہیں رہا تھا.....بہت مشکل سے بانے جلال کو باہر بھیجا اور خود سرپرائز پلین کرنے لگی.......

تم جلال کے انے می تھوڑی دیر رہ گئی تو وہ وہی لال فراک جو جلال نے اسے تحفہ میں دی تھی جب اسنے بیا کی رضامندی جاننا چاہی تھی......

وہ پہن کر خود بھی تیار ہو گئی...... جلال جو کہ عجلت میں اندر آرہا تھا...... کمرے کو یوں غباروں سے سجا دیکھ کر رکا اور اصل ہوش تو اسکے بیا کو اپنی سب سے فوریٹ ڈریس میں دیکھ کر اڑے تھے......

لیکن جب اس نے بیا کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا...... تو بے یقینی سے ایک بار پھر بیا کی طرف دیکھا جو کہ سر جھکائے کھڑی تھی.......

اس نے دوبارہ سے دیوار میں نسب اس پیارے سے بچے کی تصویر کو دیکھا جسکے ساتھ ہی لکھا تھا.......

ویلکم ہوم پاپا........اینڈ سٹے ویٹنگ فور می انٹل آئی کم

Welcome home Papa …… .. and stay waiting for me until I come……

یہ پڑھنا تھا کہ جلال بڑھا اور ربا کو خود میں بھینچ لیا..........دنیا کی سب سے بڑی خوش خبری دی ہے تم نے مجھے جانم

ورلڈز بیسٹ سرپرائز ایور......

Seni çok seviyorum

آئی لوو یو سو مچ..........

جب بیا منہ پھلا کر دور ہوئی تھی.....اپ آج بھی باز نہیں آ رہے.....یا تو آج کے بعد اپ ترکش بولے گی نہی یا مجھے سکھائے........

وارنہ........وارنہ میں ور میرا بے بی دونوں اپ سے نراض ہو جائے گے......دیدہ دلیری سے کہنے کے ساتھ ہی اپنی زبان دانتوں تلے دبا کر وہ اپنا چہرہ جلال کی کشادہ سینے میں چھپا گئی......

جب کہ جلال نے بھی کہہ دیا کہ کل سے کلاس سٹرٹ ہوگی اور آج کا دن میرا اور میری جانم کا کہتے ساتھ اسنے بیا کو باہوں میں بھرا اور آرام سے بیڈ پر لٹا کر خود بھی ساتھ لیٹ گیا اور بیا کے پیٹ پر ہاتھ رکھا کر بولا.......

"دنیا کی سب سے بڑی خوشی دینے کا بہت بہت شکریہ میری جان.......اگر آج تم جلال سے اسکی جان بھی مانگو تو یہ بہت کم ہو گا...."

جب کہ بیا نے جلال کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا تھا...... خوشی کے دن کیسی باتیں کرتے ہیں اپ......

میں ناراض ہوں اب مجھ سے بات مت کریے گا..... کہتے ہی رخ موڑنے لگی تھی کہ جلال نے اسے کھینچ کر اپنے سینے سے لگایا.....

ویسے اپنی جانم کو منانے کا مجھے بڑا مزہ اتا ہے....... کہتے ہی وہ بیا کی گردن پر جھکا تھا......

جب کہ اپنی گردن پر جلال کی بڑھی ہوئی بیرڈ کی چبھن محسوس کرتے بیا اپنا قہقہ نہیں روک پائی تھی اور مسلسل جلال کو پیچھے کرنے لگی......

اچھا......اچھا جلال چھوڑے بھی......اب کیک نہیں کٹ کرنا کیا.........مجھے بھوک لگی ہے

......

جلال جو گستاخیوں پر ابھی بھی عمادہ تھا.....بیا کی بھوک کا سن کر فوراً اٹھ بیٹھا........

کیک کٹ کرنے کے بعد بیا کو کھلایا اور کہنے لگا آج سے تمہارے کھانے پینے کی ساری ذمہ داری آپکے اس خادم کی ہے.......

جب کہ جلال کی نیچر کو با اچھے سے جانتی تھی اس لئے بغیر چوں چرا کئے اسکی بات پر اثبات میں سر ہلا گئی...... اسکے بعد دونوں نے یل ساتھ کھانا کھایا...... جو کہ جلال نے اپنے ہاتھوں سے بیا کو کھلایا تھا........اور ایک حسین رات ایک دوسرے کے پہلو میں گزارے وہ دونوں اگلی صبح کا انتظار کر رہے تھے......

سب سے زیادہ تو جلال ایکسائیٹڈ تھا.....بیا تو سو گئی تھی جلال پوری رات بیا کو کوئی تکلیف نہ ہو اسکی وجہ سے اور اسکے حسین چہرے کو دیکھ کر جو کہ اس خوشی کی بعد اور حسین ہو گیا تھا اپنی رات آنکھوں میں کاٹی..........

لیکن وہ انجان تھا کہ اب انکی زندگی میں کیا طوفان انے والا ہے....وہ بھی اسکی خود کی ہی وجہ سے......

مطر بہ جم آئی اور روٹین کے مطابق بچوں کو بھی مارشل ایزی ٹرکس سیکھانے لگی..... جس سے وہ آسانی اگلے بندے کو منٹوں میں زیر کر سکے......

جب اچانک اسکی نظر سامنے اٹھی تھی اور پلٹنا بھول گئی تھی........ کیوں کہ سامنے ہی غازی رننگ مشین پر اسکی طرف ہی رخ کئے رننگ کر رہا تھا.......

جب اس نے اسکی طرف دیکھا تو فوراسے ایک آنکھ دبا آئی اسنے.......

اور مطرابہ جو کے ایک بار پھر سے اسکی وجیہہ پرسنیلیٹی کو دیکھ کر پھر سے کھو گئی تھی........

شارٹ گھوٹنوں تک اتی شارٹس میں موجود تھا...... جب کہ اس نے براؤن کلر کی سلیولیس پتلی سی بنیان پہنی ہوئی تھی...... جس سے اسکا کسرتی جسم نمایا ہو رہا تھا.......

وہ سوچ رہی تھی کہ غازی کتنا ہندسم ہو گیا ہے. ہاٹ باڈی بائیسیپس, بڑھی ہوئی شیو اور واضع سکس پیک دکھائی دے رہے تھے....... جب اسنے غازی کی حرکت نوٹ کی تو اپنا کھلا ہوا منہ بند کر کے ادھر سے ادھر دیکھنے لگی

....

پھر غازی کی حرکت یاد کر کے غصّہ ایک بار پھر سے عود آیا تھا...... لیکن وہ اپنے بدلتے دل کی کیفیت کو پشت پست ڈال کر پھر اچانک اپنی دلی کیفیت پر قابو پا کر اسے گھورتے ہوئے باہر جانے لگی........

آج کی کلاس ختم باقی کل..........اوکے.......

اوکے ٹیچر........بائے داوے وی ڈیڈ نٹ سی اینی تھنگ......

سٹوڈنٹس کہتے ہی باہر کی طرف بھاگے تھے آور وہ خود بھی انکے پیچھے بھاگی تھی......

لیکن راستے میں ہی غازی نے اسے جالیا تھا.......

ہٹو آگے سے.......

کیوں...... تم تو بہادر ہو نا مارشل آرٹس جانتی ہو........ تو چلو تھوڑا سا جلوہ یہاں بھی دکھا دو.........

کہتے ساتھ ہی اسنے مطرابہ کو قابو کرنا چاہا تو اسنے اسکا وہی ہاتھ جھٹک کر پاؤں کا استعمال کیا اور ایک کک رسید کرنی چاہی غازی کے پیٹ میں.........

غازی نے اسکا وہی پاؤں پکڑ لیا........... لیکن اگلے ہی پل مطی نے اپنا پاؤں اسکی گرفت سے آزاد کروایا اور کلابازیاں کھاتی وہ رنگ میں داخل ہو گئی تھی.......

اور ہاتھ کے اشارے سے غازی کو بھی انے کا کہا.........

غازی تو مطی کا ایٹیٹیوڈ دیکھ کر مسکراتا ہوا اسکے پیچھے رنگ میں داخل ہوا تھا.......

ویسے مزہ آئیگا اپنی جنگلی بلی کو ہرانے میں........ مسکرا کر کہتے اس نے اپنی پوزیشن سمبھالی تھی.......

جب کہ غازی کا اتنا اعتماد مطی کو اور غصّہ دلا گیا تھا......

وہ تو ابھی پتا چل جائیگا......

کہتے ساتھ ہی اسنے ایک پنچ مارا تھا غازی کو.......

غازی جو اسکے لئے تیار نہیں تھا ایک قدم پیچھے ہوا اور مسکرا کر مطی کو تھمزاپ کیا اور اسکی طرف بڑھا ہو تھا کہ اسنے پھر سے ایک کک رسید کی تھی اس بار اسکا وار خالی گیا تھا......

غازی نے مسکراتے ہوئے اسے اپنی گرفت سے آزاد کر دیا تھا......

جب کہ مطی ایک بار پھر اپنے دوسرے ہاتھ کا پنچ بنا کر بڑھی تھی اسکی طرف غازی نے اسکا وہی ہاتھ پکڑ کر اسے موڑ دیا.......

اور گویا ہوا...... اگر میں جیتا تو تمہیں آج ڈنر میرے ساتھ کرنا پڑے گا.......

ایسا کبھی ہو گا ہی نہیں.............

منظور ہے لیکن میں تمہیں جیتنے ہی نہی دوں گی.........اور اگر میں جیتی تو جو میں کہوں گی وہ تمہیں کرنا پڑے گا.......غازی کی حالت کا سوچتے ہوئے وہ مسکرا کر بولی............

اور یہی وہ لمحہ تھا.....جب غازی نے اس پر حملہ کیا اور اسکے ساتھ ہی خود بھی نیچے گرا..........

مطی نیچے اور غازی اسکے اوپر تھا جب کہ غازی نے مطی کے ایک ہاتھ کو قابو کیا ہوا تھا اور دوسرے ہاتھ کو وہ ہلا ہی نہیں سکتی تھی.......

یہ تم نے چیٹنگ کی ہی اٹھو بتمیز نا ہو تو.....تم ایک نمبر کے چلاک انسان ہو......ہم دوبارا اسے کرے گے چلو.....اٹھو میرے اوپر سے.......

اللہ کو مانو لڑکی میں نے پوری ایمانداری سے یہ شرط جیتی ہے......اب تم میرے سامنے ہونے کے باوجود بھی میرے ہی خیالوں میں کھوئی ہوئی تھی تو یہ تو تمہاری غلطی ہوئی نہ......

بج........جی نہیں.....اپنی غلط فہمی دور کر لو میں اور تمہارے خیالوں میں کھوؤں گی ناممکن......اپنی چوری پکڑی جانے پر فورا بہانہ بنا گئی.......اب اٹھو بھی........

اور دوسری بات کیا کہی تم نے کہ ہم دوبارہ سے کریں گے....... کیا کریں گے ہمنے تو کچھ کیا ہی نہیں ابھی ....غازی کا دل نہیں کر رہا تھا....... کہ مطی کو آزاد کرے اس لئے آخر میں معنی خیز بات کرتے ہوئے اسنے بات کو طویل دینی چاہی..........

تم.........تم بے شرم انسان تمہیں تو میں بتاتی ہوں......غازی کی بات کا مفہوم سمجھ کر وہ سرخ پڑتے ہوئے غازی کو ہٹانے کی کوشش کرنے لگی.......

جب کوئی راستہ نہ دکھا تو مطی نے اپنے دوسرے ہاتھ سے بڑے آرام سے غازی کو گدگدی سٹارٹ کر دی اور یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ اسے ابھی بھی اتنی ہی گدگدی ہوتی ہے جتنی کہ پہلے........

غازی کی ہنستے ہوئے گرفت ڈھیلی ہوئی تو مطی فورا سے اٹھ کر بھاگی تھی......اور غازی بھی اپنے اپ کو سمبھالتے ہوئے اسکے پیچھے بھاگا تھا......

دیکھو مطی آرام سے میری بات سن لو..... کچھ نہای کہو گا.......

تم نے مجھے پاگل سمجھا ہوا ہے میں تمہاری باتوں میں نہیں انے والی..........اوکے.......

اور یہی وہ لمحہ تھا جب مطی نے انگلی اٹھا کر اسے وارن کیا........ تبھی غازی نے اسے پکڑ کر اسکی کمر اپنے ساتھ ٹکادی.......

تم بہت......... ہو......... چھوڑو مجھے....... خود کو چھڑوانے کی کوشش کرتی جب وہ ناکام ہوئی تو غازی سے گوا ہوئی.......

تم کہہ دو آج ڈنر میرے ساتھ کروگی ابھی چھوڑ دو گا اور چلا بھی جاؤ گا بغیر تنگ کئے.......

نہیں.......

تو ٹھیک ہے پھر رہو ایسے ہی......... کہتے ہی اسنے گرافت مظبوط کی تھی......

اوکے .... اوکے اب ہٹو .... اسی وقت غازی نے اسے آزاد کیا تھا ....

اب نکلو یہاں سے ....

ایسے کیسے ابھی انعام تو دو اتنی محنت کی میں نے ....

کوئی انعام نہیں ہے جاؤ ....

انعام تو ہے یہ دیکھو ...... کہتے ہی غازی نے جلدی سے اسکے گل بوسہ دیا اور آنکھ مار کر بھاگ گیا ....

جب تک مطی کو سمجھ آئی وہ منہ کھولے اسکی دیدادلیری دیکھے گئی .... تم .... تم کمینے انسان ...... میں نہیں آؤں گی .....

سوچ لونا آئی تو آج رات میں خود آؤں گا .... اور بی بی جان کو بھی بتاؤں گا کہ میں انکا اکلوتا داماد ہوں

......

تم.......اس سے پہلے وہ اور کچھ کہتی غازی بھاگ گیا تھا جب کہ مطی غصہ سے اپنی مٹھی بھینچ کر رہ گئی تھی

......

مرحا بچوں کو لیکر پارک میں بیٹھی ہوئی تھی نائیفہ, محیص، اور محسن کو لیکر....تینوں اپنے چھوٹے چھوٹے پیروں سے چلنے کی کوشش کر رہے تھے.....کبھی ایک دوسرے کو پکڑ کر کھڑا ہوتا تو کبھی دوسرا......

اور نائیفہ دونوں کو ہی انکی شرٹ سے پکڑ کر کھینچتی کے دونوں گر کر رونے لگتے......پھر خود ہی اپنے چھوٹے ہاتھوں سے کمر پر تھپکی دے کر چپ کروانے کی کوشش کرتی.....

جب کہ مرحا مسکراتے ہوئے ان تینوں کی حرکتوں کو انجوئے کر رہی تھی......

وہ سوچ رہی تھی کہ کتنی بد نصیب ماں ہے جو اپنے بچوں کو پہلا قدم رکھتے نا دیکھ سکی.......انکا ایسے مستی کرنا ....اور کسی اور کی سزا وہ پنے ہی بچوں کو دیتی رہی.......

ابھی وہ انکو دلہ ہی رہی تھی کہ سامنے اسے ایک آئیسکریم والا سٹال نظر آیا تو وہ اسکی طرف بڑھی تھی.....اور میگی کو بچوں کے پاس چھوڑ گئی.....

رزم تھوڑی دیر پہلے ہی این جی او سے ہو کر آیا تھا......اور اب کچھ دیر اپنے بے قرار دل کو سکون بخشنے کے لئے وہ تھوڑی دیر پارک میں آیا تھا.........

لیکن اچانک اسکی نظر ایک جگہ رک سی گئی تھی اور وہ تھے وہ تین بہت ہی پیارے اور بھرے بھرے گالوں والے تین بچے جن میں ایک لڑکی تھی جب کہ دو لڑکے انکی شرارتیں دیکھ کر رزم کا دل چاہا وہ قریب سے انہیں دیکھے...........

اور اپنے دل کی مانتے ہوئے رزم انکے پاس چلا گیا تھا..... میگی فون پر نیلوفر کی ہدایات نوٹ کر رہی تھی اسکا رخ دوسری طرف تھا......

رزم جاتے ہی انکے پاس بیٹھ گیا تھا.....بچے اسے پہلے تو حیرانگی سے دیکھنے لگے پھر خود ہی ہنسنے لگے.......
جب کہ نائیفہ نے رزم کی طرف اپنے ننھے سے تھا بڑھائے تھے مطلب صاف تھا کہ مجھے گود میں لو......

رزم نے اسے گود میں لیا اور چٹاچٹ چوم لیا..... ان بچوں کو دیکھ کر اسے اپنے پن کا احساس ہو رہا تھا.......
نائیفہ میں اسے مشی کی چھوی نظر آئی تھی......... چھوٹی تھی سی تھی لیکن شرارتی سی......

رزم کی گود میں اتے ہی وہ خوشی سے کھل اٹھی تھی اور اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھ اسکی بڑھی ہوئی شیو پر رکھ کر اسے کھینچنے لگی......

رزم تو اپنا ہر غم بھولائے ان بچوں میں خوش ہو گیا تھا تھوڑی دیر کے لئے ہی سہی لیکن وہ سب کچھ بھول گیا تھا
....

رزم کے فون پر لیلیٰ کو کال آئی تو نا چاہتے ہوئے بھی اسے کال اٹھانی پڑی اور کال سن کر جب وہ پلٹا تو وہاں کوئی نہیں تھا..... اسے جی بھر کر غصّہ آیا تھا لیلیٰ پر.......

لیکن اسکے احسان اتنے تھے کے وہ اسے زیادہ کچھ کہتا نہیں تھا..... اور ویسے بھی اب تو وہ بدل بھی گئی تھی
....

رزم نے سوچا اگر وہ آیا ہوا ہے تو کیوں مس نیلوفر سے بھی مل لے......ویسے بھی وہ انہیں بغیر بتائے آیا تھا

....

اسنے اپنا رخ گھر کی طرف کیا تھا......اسے پتا تھا اسے دیکھ کر اسکی ماما کھ سے پھولے نہیں سما آئے گی

....

جاری ہے.......

Ye ly g surprise epi meri tarf sy vo kia hai na ….. mera mood b ach ho gya or mai khush b ho gai ….. narazgi b jo thi vo b khatm ho gai ……..

Lekin ap log likes or comment na kr ky mujy naraz krny pr tuly hoye hain😈😈

Ek like mai kia jata hai (jo krty hain mere shone mony ab vo comnt mi na shoro ho jna hm to krty hin😬😬ary mujy pta hi ap log pyry readers krty hin) ...jo nahi krty ye un dheet readers ke liye hi .... Comnt na sahi ek like pr click to kr skty ho na ...... angry pr hi krlo(uski wja b mai pocho gi)🙈😍

Surprise surprise 😍🙈

Don't copy paste without permission 💣💣💣💣

#ناول_مریض_ء_عشق

#رائیٹر_سندس_پری

#قسط_نمبر_33_پارٹ_1

مطی نے غازی کی بات ایک کان سے سنی اور دوسرے سے نکال دی تھی...... لیکن وہ شاید بھول گئی کہ اب یہ غازی پرانے وال غازی نہیں رہا.....

اور اس بار وہ کبھی بھولنے والی بھی نہیں تھی...... اب کیا ہونا تھا یہ غازی ہی جانتا تھا کب جب کہ وہ ان سب سوچوں سے انجان گھر بھر میں مستی کرتی پھر رہی تھی......

بی جان یہ اپ نے کی بنایا ہے...... مجھے بھی کھانا بہت بھوک لگی ہے....... لڑکی خاموش ہو جاؤ یہ پنجیری بنا رہی ہوں اور آج جمعرات ہے.....

اور پہلے ختم ہو گا نیاز ہو گی پھر تم اپنا نمبر لیکر آنا........

چلو شاباش اب کمرے میں جاؤ..... ورنہ تمہارا دل خوشبو سونگھ کر اور کرے گا کھانے کو........

اوکے دی جان....... اپ کبھی میری بات نہی سنتی ہیں ایک بات مان لیں لیکن اپ ہیں کی مانتی ہی نہیں ....

ہیں ایسی کونسی بات ہے........

پہلے اپ کہیں اپ غصّہ نہیں کریں گی.........

اچھا نہیں کرتی اگر تمہاری کوئی بے تکی بات نا ہوئی تو........

میں نے یہ کہنا تھا کہ......... کیوں اپ مجھے دادا لا کر نہیں دے رہی اب غصّہ نہیں کرنا...... اتنی جوان اور خوبصورت تو ہو.....

تم کنہ نہیں سدھر سکتی...... اچھا سنو میں کیوں کہتی ہوں ایسا........

تمہارے دادا کی اور میری کوئی لوو میریج نہیں ہوئی تھی...... گھر والوگی مرضی سے ہی نکاح ہوا...... تب کھا زمانہ تھا کہ دیکھ کر پسند کیا جائے.....

میں نے تو تمہارے دادا کو دیکھا تک نہی تھا..... لیکن پتہ نہی انہوں نے مجھے کہ دیکھا تھا...... پھر خیر سے نکاح ہو گیا اور نکاح کے دو بولو میں کتنی طاقت ہوتی ہے......یا مجھے تمہارے دادا لے ساتھ رہتے ہوئے پتا چل گیا تھا.......

پھر اللہ کی مرضی تھی اور وہ مجھ بوڑھی کو چھوڑ کر چلے گئے...... لیکن میرے پاس تم لوگ تو تھے ستہ انکی یادیں بھی ہیں.....پتا ہے جب ہم پیار سے عشق کی منزل طے کرتے ہیں نا تو محبوب رہے یا نا رہے........ہم کسی اور کو اس محبت میں شراکت نہیں ٹھہراتے........

میری محبت بھی تمہارے دادا کے لئے ایسی ہی ہے.....اس عمر میں بھی مجھے ان سے ہی محبت ہے.......اور اللہ کا شکر ہے کے اس نے ہمارے دل میں حلال محبت ڈالی تھی.......ورنہ آجکل تو حرام عام ہے.......

اسی لئے می تمہیں جیک سے زیادہ بات چیت کرنے سے منا کرتی ہوں.......

مطی جو کہ شیلف پر بیٹھ کر بڑے ہی غور سے بی جان کی باتیں سن رہی تھی...... حیران رہ گئی.... کہ کوئی عمر کے اس حصّہ میں بھی اپنے ہی شوہر سے اتنی محبت کر سکتا ہے.....

بی جان کی آخری بات پر چونکی....او ہو بی جان وہ بس میرا دوست ہے.....اور اپ تو بڑی رومینٹک نکلی ہاں .....دادا ہوتے تو خوشی سے بھولے نہ سماتے یہ محبت یہ ادائیں دیکھ کر ہٹ بدماش.......

چلو کمرے میں جاؤیہ بس تیار ہونے والی ہے.....اوکے میری سویٹ سی بی جان......وہ محبت سے بی جن دونو گال چومتی کمرے کی طرف بھاگی تھی....

اور جاتے ہی باتھروم میں بند ہو گئی.......غازی کو تو وہ بلکل ہی فراموش کر بیٹھی تھی.......

باتھروم سے نکلتے ہی شیشہ کے سامنے کھڑے ہو کر اپنے بال سنوارنے لگی......براؤن رنگ کی شرٹ اور اسکے ساتھ ہی سمپل پلازو پہنا ہوا تھا......

گیلے بالوں میں وہ جلدی برش کر رہی تھی.....چہرے پر تو ہمیشہ کی طرح کچھ بھی لگانے کا موڈ نہیں تھا..... ابھی وہ بیڈ سے اپنا مفلر اٹھاتی کہ غازی کو پورے بیڈ پر بڑے استحاق سے لیٹے دیکھ کر وہ چونک گئی......

بلیک کلر کے کجویل سے سوٹ میں بھی وہ پیارا ہی لگ تھا مطی کو......یا شاید اسکے دیکھنے کا انداز بدل گیا تھا ....

اس بار وہ اپنے کیفیت پر جلدی سے قابو پاتی اس سے گویا ہوئی......

تم اٹھو اور نکلو یہاں سے یہ تمہارا نہی میرا گھر ہی جہاں جب دیکھو منہ اٹھا کر چلے اتے ہو........

آہ میرا بس چلے تو ابھی ہی رخصتی کروا کر تمہیں اپنے ساتھ لے جاؤں...... لیکن تم ہو کہ مانتی نہی ہو.......

اسکے قدرے قریب اتے سرگوشی نما الفاظ میں کہا گیا تھا....... کہتے ساتھ ہی اسکے کان کی لو کو اپنے لبوں سے چھوا.....

کہ مطربہ کے جسم میں سنسنی سی دوڑ گئی تھی..... جب کہ غازی مقابل کی حالت سے حظ اٹھاتے اسکے نم بالوں میں اپنا چہرہ چھپا گیا...... اور ایک ہاتھ اسکی کمر کے گرد حائل کر کے اس ور اپنی گرفت سخت کر دی.....

اور گویا ہوا........ میں نے کہا تھا نا کہ آنا ہے ڈنر پر تو ابھی تک تیار کیوں نہیں ہوئی........ اسکی گردن پر اپنا لمس چھوڑتے اسنے اسکی آنکھوں میں دیکھ کر دریافت کرنا چاہا.......

جب کہ مطربہ کی زبان تو جیسے کچھ بولنے کی حالت میں ہے ہی نہیں.......

تب اسے آرام سے بیڈ پر بیٹھا کر اسکے ساتھ بیٹھتے ہوئے غازی نے پھر سے پوچھا تھا.....

جب کہ مطربہ سوچ رہی تھی کہ کیا کہے..... کیوں کہ وہ تو انے والی ہی نہی تھی........اسے کی پتا تھا پھر سے آ دھمکے گا......اب تو پکا یقین ہو گیا تھا یہ اسکا معصوم سا غازی نہیں رہا..... تیز طرار جن بن گیا ہے.....

جو پنی ہر کتوں سے اسے ڈرانے لگ جاتا ہے.....اور اب تو بہت ہی بتمیز بھی ہو گیا ہے......مانا کہ نکاح ہوا ہے لیکن وہ سب انجانے میں ہوا تھا.....

اور اگر یہ بات جلال بھائی کو پتہ چل گئی یہ تو جایئگا میں بھی مروں گی..........کچھ تو سوچنا پڑے گا......

غازی مے جب مطی کو سوچوں میں پایا تو اپنا چہرہ اسکے قریب کر کہ گویا ہوا......میں یہی ہوں تمہارے پاس ......جب چلا جاؤں گا تب میرے خیالوں میں کھونا ابھی نہیں.......

مطی فوراسے اٹھی تھی اسکے پاس سے اور سمبھل کر بولی تھی.........

تم.......تم جاؤ میں........میں آجاؤں گی........

تمہارا دماغ تو ٹھیک ہے نا 6 بج چکے ہیں ...... اور کب جانا ہے ...... ابھی چلو میرے ساتھ ....

لیکن ابھی تو میں تیار بھی نہیں ہوئی ...... مطی نے بہانہ بنانا چاہا لیکن اگے بھی غازی تھا ......

تم میرے دل سے پوچھو اس وقت کیا غضب لگ رہی ہو ....

اب کوئی بہانہ نہیں چلو ...... اسکا ہاتھ پکڑ کر غازی نے کہا تھا ....

اچھا اچھا میں بی جان کو بتا کر اتی ہوں ....

ہاں چلو دونوں چلتے ہیں میں بھی مل لوں گا ......

کیوں تم کیوں جاؤ گے ...... بی جان غصّہ ہوں گی ..... وہ کیا سوچے گی تم کیا کر رہے تھے میرے کمرے میں ......

تو جنگلی بلی تمہیں کیا لگتا ہے اتنا الو ہوں تمہیں جانے دوں اور تم واپس ہی نا آؤ ....

کوئی بہت ہی کمینے انسان ہو تم........بتمیز.......اپنی چوری پکڑی جانے پر غازی کو سو صلواتیں سناتی وہ اسکے ساتھ پچھلے دروازے سے جانے لگی........

روکو یہ سٹالر اپنے سر پر لو اور اپنا چہرہ بھی کوور کرو......

کیوں کروں میں یہ سب....... کیوں کہ تمہیں دیکھ کر کمنٹس دینا یا سٹی مارنا کسی اور کا نہیں میرا حق ہے .... خود ہی اسے سٹالر پہنایا.............. اور بھی بہت سارے حق ہیں جو وقت انے پر وصول کروں گا ....

کہتے ستہ گاڑی کا دروازہ کھولا اور مطی کے بیٹھتے ہی گاڑی زن سے بھگا لے گیا......

رزم سیدھا گھر آیا تو نیلو فر کسی کام سے باہر گئی ہوئی تھی.......وہ اپن کمرے می گیا فریش ہو کر نیچے آیا تو سوزی کو کافی کا کہہ کر وہیں بیٹھ گیا....

کافی پی کر جب وہ بور ہو گیا اور اسکی ماما بھی ابھی تک نہیں آئی تھی تو وہ اوپر انکے کمرے کی طرف بڑھا.......
کیوں کہ کمرے میں انکی اور پوری فیملی کی تصاویر کا ایک بڑا سا البم موجود تھا.....

ابھی وہ انکے کمرے میں جاتا کی وہ ٹھٹک کر ایک انجانے احساس کے تحت اس ادھ کھلے کمرے کی طرف بڑھا جب تھوڑا دروازہ کھولا تو کوئی وجود جائے نماز پر بیٹھا ہیچکیاں لے رہا تھا.....

شاید وہ اللہ کے حضور رو رو کر کچھ مانگ رہی تھی لیکن وہ تھی کون........ یہ کمرہ تو مرحا کا تھا.......... تو کیا وہ مرحا تھی.......

لیکن اسکی تو شادی ہو گئی تھی...... اپنی پسند کی شادی....... پھر وہ یہاں.......ابھی وہ اندر جاتا کہ سوزی نے اکر بتایا کہ نیلوفر میڈم آ گئی ہیں........

رزم دروازہ بند کرتا نیچے کی طرف بڑھا تھا..... جب کہ نیلوفر اپنے بیٹے کو دیکھ کر تو نہال ہی ہو گئی تھی.......

میرا بچا آ گیا تو انہوں نے اسکے ماتھے پر بوسہ دیا اور اسے لیکر گارڈن ایریا میں چلی گئی...... وہاں بیٹھ کر اس سے انے کی بابط دریافت کرنے لگی.......

جب رزم نے ہلکی پھولکی باتوں میں تھوڑا ساذ کر کیا.......

اوہو تو تم مرحا سے کیوں نہیں بات کرتے........وہ بھی تو این جی او دیکھ رہی ہے.......

مرحا اور این جی او ماما یہ سب کب اور کیسے ہوا......وہ تو کبھی ان سب میں نہیں پڑتی تھی اسکی تو جان جاتی تھی
......ان سب چیزوں کا نام سن کر ہی.........

وقت سب کچھ سکھا دیتا ہے میرے بچے....... مرحا بھی تو اب وہ
مرحا نہیں رہی......

کیا مطلب ماما سب ٹھیک تو ہے نا.........ہاں سب ٹھیک ہے..... تم سفر سے تھک کر آئے ہو تھوڑا آرام
کر لو پھر کام پر بھی جانا ہو گا..........

کل آرام سے بات کریں گے.......ابھی تم اس سے کچھ نا پوچھنا........پریشان ہو جائیگی........

کہتے نیلو فر رزم کو اسکے کمرے میں بھیج کر خود بھی مرحا اور بچوں کو دیکھ کر سونے چلی گئی......

غازی مطی کو لیکر یہاں کے مشہور ریسٹورینٹ آیا تھا...... ٹیبل کی بکنگ وہ پہلے ہی کروا چکا تھا......

قدرے الگ گوشہ تھا......جہاں انکی ٹیبل کے علاوہ اور جوئی ٹیبل موجود نہیں تھا.......

غازی نے کھانا آرڈر کیا اور مطی کو تنگ کرنے کے لئے اپنا ایک ہاتھ ٹیبل پر کہنی کے بل رکھ کر وہ مطی کو گھورنا سٹارٹ ہو گیا.....

مقصد تھا مطر ربہ زچ ہو کر کوئی بات کرے لڑے لیکن خاموش نا رہے......

مطی نے کی بھی تھا...... پاس پڑا پانی کا گلاس اٹھا کر غازی کے اپر انڈیل دیا...... جب تک اسے سمجھ آیا مطی اپنا کام کر کے مسکراتی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی.......

تم اب شاید خیال رکھو گے..... جب دیکھو لوفرانہ سٹائل می مجھے گھورنے لگ جاتے ہو......

جب غازی خاموشی سے اٹھا اور مٹی کے پاس جا کر اسکے گلے سے اسکا سٹالر نکالا اور ایک گہری نظر اس پر ڈال کر وہی جھکے اپنے بال اور چہرہ صاف کرنے لگا.......

جب کہ غازی کو اتنا قریب دیکھ کر مٹی کی دھڑکنیں منتشر ہوئی تھی.......وہ یک لخت اپنا سانس روکے غازی کی کروائی نوٹ کرنے لگی.......

غازی نے سٹالر واپس اسکے سر پر دیا لیکن دیتے ہوئے اپنی انگلیوں کا لمس اسکے چہرے اور گردن پر چھوڑتا پھر سے اپنی سیٹ پر جا کر بیٹھ گیا......

جب کہ مٹی اپنی خفت مٹانے کے لئے ادھر ادھر دیکھنے لگی......

کھانا کھاؤ کچھ دیر بعد غازی کی آواز نے خاموشی کا سکتہ توڑا تھا..........

جب مٹی کھانا کھانے لگی تو غازی نے اپنی پلیٹ اسکے اگے کی......

کیا.........

اس میں سے تم مجھے کھلاؤ اور میں تمہیں......غازی نے مسکراہٹ دبا کر مطی کو اور جلایا تھا..... آنکھوں میں صاف شرارت تھی......

اللہ نے تمہیں بھی ہاتھ دیے ہیں اور مجھے بھی....... تو اپنے ہاتھوں سے کھاؤ......

آیا بڑا مجھے اپنے ہاتھ سے کھلاؤ........ منہ بگاڑ کر کہتے مطی نے غازی کی نکل اتاری تھی........

ٹھیک ہے پھر.....غازی ایک ہی جست میں اٹھا تھا اور مطی کو سمبھالنے کا کوئی بھی موقع دیے بغیر اپنی گود میں بٹھایا اور خود کھانا کھانے لگا......

جب کہ مطی اٹھنے کی ناکام کوشش کر کے جب تھک گئی تو اسکے بل پکڑ کر کھینچنے لگی..... کمینے انسان یہاں سب لوگ ہیں..... تم مجھے نیچے اتارو........

غازی نے اسکے دونوں ہاتھوں کپ اپنی گرفت میں لیا اور بولا....... اپنے ہاتھ سے کھانا ہے تو ایسے ہی سہی لیکن اگر تم مجھے کھلانے کے لئے رضامند ہو تو میرے ساتھ بیٹھ کر کھلا سکتی ہو......

وارنہ ایسے ہی کھانا پڑے گا اپنے ہاتھ سے میری گود میں بیٹھ کر........

مرو تم سڑیل انسان چھوڑو مجھے کھلاتی ہوں تمہیں.........

غازی نے اسے اپنے پاس والی کرسی پر بیٹھا آیا اور انتظار کرنے لگا....... مطی نے کھلانا سٹارٹ نا کیا تو ابھی وہ پھر سے اٹھتا کہ وہ کھلانا سٹارٹ کر چکی تھی........

ابھی مطی نے پہلا نوالہ اسکے منہ میں ڈالا کے غازیوں کے ہونٹوں کا لمس اور اسکی مونچھوں کی چبھن محسوس کرتے ایکدم سے ہاتھ پیچھے کی طرف کھینچ لیا تھا.....

کیا ہوا...... غازی نے مسکرا کر پوچھا تھا......

بدلے میں مطی خاموشی سے اسے پھر سے کھانا کھلانے لگی اس بار ابھی اس نے نوالہ اسکے منہ میں رکھا ہی تھا کہ غازی نے اسکی انگلی کو اپنے دانتوں تلے ہلکا سا دبا دیا.....

جب ایک بار پھر سے اسکے لمس پر مطی نے گھور کر غازی کو دیکھا تھا جو کہ مسکراتے ہوئے اسے دیکھ کر اسکی حالت سے حظ اٹھا رہا تھا.

چھوڑو ورنہ ابھی جا رہی ہوں میں یہاں سے....... تم مجھے یہاں کھانے پر بلایا ہے یا اپنی سیوا کرانے کے لئے ......

جب مطی کی برداشت ختم ہوئی تو اٹھتے ہوئے تڑخ کر بولی اور....اس سے پہلے وہ بول کر جاتی غزی نے ہاتھ پکڑ کر اسے واپس بٹھایا اور خود بھی بیٹھ گیا.......

چلو کچھ نہیں کرتا کھانا کھاؤ....... پھر مجھے تم سے ضروری بات کرنی ہے.....سارے گلے شکوے دور ہو جائیگے.....

مطلی نے آرام سے کھانا کھایا تو غازی نے بغیر کوئی تمہید باندھے جو کچھ بھی پاکستان میں ہوا..... شجاعت کا غائب ہونا..... ہر ایک بات اس پر کھول کر رکھ دی تھی.......

جاری ہے.

Ly g ap epi enjoye kry or like coments krna na bholy ….. Next part 2 likh rahi hun agr reposne acha aya to vo b post kro gi……lekin response 1.5 ky tk ho ….. ap log bry kanjooos hain ….. 7.5k hi or 1.5k likes ni kr skty….. #jo_nahi_krty_unko_keh_rahi_hun

Or share b kia kary epi ko

Surprise surprise 😍🙈

Don't copy paste without permission 💣💣💣💣

#ناول_مریض_ء_عشق

#رائیٹر_سندس_پری

#قسط_نمبر_33_پارٹ_2

رزم اپنے کمرے میں تو چلا گیا لیکن نیند اسکی آنکھوں سے کوسو دور تھی......وہ کھڑکی کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا......اور ماضی میں کی گئی اپنی غلطیوں کا سوچ کر خود ہی پانی تکلیف میں اور اضافہ کرتا......

اپنی جیب سے سگریٹ نکال کر اسنے منہ سے لگائی اور پھر نا جانے کتنی ہی سگریٹ کی بدبو کمرے میں پھیل گئی

.....

آنکھیں سرخ انگارہ ہو رہی تھی......ماتھے کی رگیں صاف پتا دے رہی تھی کہ وہ کتنی اذیت میں ہے اور اپنے آنسوؤں کو چھپانے کی کوشش کر رہا ہے.....

لیکن جب اور برداشت نہ ہوا تو سگریٹ کو اپنے پیروں تلے کچل کر وہ وہی نیچے زمین پر بیٹھ کر بچوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رویا.......

میں تو اپنے لائق نہیں تھا جو ملا ہے تو نے دیا ہے
جو کرے تو سب ہے اچھا جو برا ہے میں نے کیا ہے

اب کوئی غرض نہیں ہے دل کا سکوں ہے تو اے خدا
اب کوئی غرض نہیں ہے دل کا سکوں ہے تو اے خدا

تو اے خدا تو اے خدا, تو اے خدا تو اے خدا

دل سے ہوئی ہیں جو بھی خطا ہے
کر معاف مجھ کو یہی التجا ہے

پل پل ہر دم اک تو ہم دم بس دل یہی پکارے

مولا,,,,,,,,,

میری توبہ میری توبہ میری توبہ

مولا,,,,,,,,,

جو میں جھیل چکا وہ بہت ہے سزا

میری توبہ میری توبہ میری توبہ توبہ

اسکے پاس پچھتاوا ہی رہ گیا تھا.....اپنی محبت کو وہ کھو نہیں چکا تھا بلکہ خود مار چکا تھا.....اسکے نا کردہ گناہ کی سزا دے کر......

آخر کیا گناہ تھا مشی کا محبت کرنا؟؟؟؟یا مسکان شجاعت ہونا؟؟؟؟؟؟

لوگ کہتے ہیں محبت درد دیتی ہے...... غلط کہتے ہیں درد ہم خود دیتے ہیں اور بدنام محبت کو کیا ہوا ہے......

کبھی دیکھا ہے کوئی اپنے رب سے محبت کرے اور رب اسے چھوڑے؟؟؟؟؟؟

نہیں نا تو محبت اس سے کرو جو نبھا بھی سکے......

یہی تو مار کھا جاتے ہیں ہم......اگر لارک محبت کرے اور اظہار کرے تو وہ محبت ہے اور اگر یہی لڑکی کرے تو.....وہ دل پھینک, آوارہ....یہ سب ہماری سوچ کا فطور ہے......

تم ایک بار اشرف المخلوکات کی جگہ اپنے رب سے محبت کر کے دیکھو سمجھ جو گے کہ محبت ہوتی کیا ہے اور کی کیسے جاتی ہے........

لوگ تو ذرا سی بات پر ساتھ چھوڑ جاتے ہیں جب کہ وہ پاک ذات صرف ایک معافی پر سب بھولآئے معاف کر دیتا ہے....ور کسی کو کان و کان خبر تک نہیں ہوتی......

اور وہی رب تو دلو کے حال جانتا ہے.....

افسوس ہم سمجھتے تب ہیں جب ہم سے وہ چیز چھینی جاتی ہے....... ٹیب ہی تو قدر ہوتی ہے........

رزم روتے روتے وہی زمین پر ہی سو گیا.......

مرحا اپنے رب کے اگے رو رو کر فریاد کر رہی تھی کہ جو کچھ ہوا وہ کیسے برداشت کر گئی نہیں پتا اسے......

شاید اللہ نے اسے ہمت ہی اتنی دی تھی کے وہ ٹوٹ کر ایک بار پھر سے موم ہوا اپنے بچوں کے لئے۔۔۔۔۔۔۔اب جب وہ س ہوئی تھی تو۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ ایک ہی دعا کر رہی تھی کہ اسکے ماضی کی پرچھائی بھی اسکی اور اسکے بچوں کی زون پر نا پڑے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔وارنہ اس بار وہ برداشت نہیں کر پائے گی۔۔۔۔۔۔۔

ایک رزم تھا جس نے اپنے ہاتھوں سے اپنی محبت کو برباد کیا تھا۔۔۔۔۔۔اور ایک مرحا تھی جسے ایک غلط انسان سے محبت کرنے کی سزا ملی تھی۔۔۔۔۔۔

دونوں ہی پنی محبت کے لئے تڑپ رہے تھے۔۔۔۔۔۔ کوئی کم غم نہیں تھا دونوں کا۔۔۔۔۔۔ لیکن فرق اتنا تھا کہ رزم ایک موقعہ چاہتا تھا۔۔۔۔۔۔۔ سب ٹھیک کرنے کا۔۔۔۔۔۔۔

جب کہ مرحا تو کبھی اپنی زندگی کہ وہ بیتے لمحے یاد بھی نہیں کرنا چاہتی تھی اسکا بس چلتا تو نوچ کر وہ لمحے اپنی زندگی سے ختم کر دیتی جنکی وجہ سے آج وہ اس مقام پر تھی۔۔۔۔۔ جسکی وجہ سے اتنا عرصہ وہ اپنے ہی بچوں سے غافل رہی۔۔۔۔۔

تیری دُنیا میرے رباء کیوں مجھے ہی راس نہیں
دِل ٹوٹا کوئی جوڑے رہی کوئی آس نہیں

زخم پہلے مٹے نا آکے اور دیتے ہیں
مانا جن کو سہارا وہی چھوڑ دیتے ہے

میری تقدیروں میں لکھیا مولا تو ہی موڑ دے
میرے نصیبوں کی اتری ردا تو ہی اوڑھ دے

ہاتھ جس نے تھما تھا وہی نا ہوئے اپنے
حال تو ہی جانے رباء تو ہی تو قریب ہے

تجھ کو ہی اب کہو بس دکھ یہ اور دیتے ہے
منع جن کو سہارا وہی چھوڑ دیتے ہے

میری تقدیروں میں لکھیا مولا تو ہی موڑ دے

میرے نصیبوں کی اتری ردا تو ہی اوڑھ دے

پیار جو ملا مجھکو جینے کا بہانہ تھا

کیا پتہ تھا جان لے لے گا دِل میرا نشانہ تھا

درد تھا نصیب میں درد کو نبھانا تھا

آگ کے سمندر میں ڈوب کے ہی جانا تھا

زخم پہلے مٹے نا آ کے اور دیتے ہیں

منع جن کو سہارا وہی چھوڑ دیتے ہے

میری تقدیروں میں لکھیا مولا تو ہی موڑ دے

میرے نصیبوں کی اتری ردا تو ہی اوڑھ دے

روتے روتے وہ کب وہی زمین پر سو گئی اسے پتا ہی نا چلا...... اور سوتی بھی کیوں نا ایسا کیسے ممکن تھا کہ وہ اپنے رب سے اپنی بے بے چینی کا اظھار کرے اور اسے قرار نا آئے......

مرحا کی آنکھ نائیفہ کے رونے کی وجہ سے کھولی تھی..... جب اسنے دیکھا تو مرحا اپنی نیپی گیلی کر کے اب رونے کا شغل فرما رہی تھی وہ اٹھی اسے چینج کروایا اور پھر سے سو گئی...

وہ اسکے بعد بھی رات میں کوئی دس بار اٹھی تھی..... وجہ نائیفہ تھی..... رات میں اٹھنا شور کرنا تو اسکی عادت تھی

.....

اس لئے وہ صبح لیٹ اٹھی تھی...... میگی بچوں کو اپنے ستہ لے گئی تھی یہ نیلوفر کا حکم تھا...... کیوں کہ وہ جانتی تھی کہ بچوں نے رات اسے تنگ کیا ہو گا.........

مرحا ناشتہ کر کے گھر کی بیک سائیڈ پر آئی تو کوئی اور بھی تھا جو بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا لیکن اسکا رخ دوسری طرف ہونے کی وجہ سے وہ دلہ نہیں پائی تھی......

جب اچانک وہ نائیفہ کو گود میں اٹھائے گھماتے ہوئے پیچھے کی طرف پلٹا تھا..........

مطرابہ کو جب غازی نے سب سچائی بتائی تو اسے بے اختیار وہ چلبلی سی مشی یاد آئی تھی......

جسکے ساتھ انجانے میں ہی سہی اتنا برا ہو چکا تھا..... شجاعت کے غائب ہونے کی خبر تو اسے بھی ملی تھی......

لیکن غازی کا کونٹیکٹ نا ہونے کی وجہ سے پوچھ نا پائی...... اب اسے اپنی جلد بازی پر افسوس ہو رہا تھا......

تمہیں اتنا پریشان ہونے کی ضرورت نہیں..... شجاعت کو تو میں کہ سے بھی ڈھونڈ نکالوں گا..... لیکن مجھے اپنی بہن کے گناہگار کو بھی ڈھونڈھنا ہے......

ضبط سے غازی کی آنکھیں سرخ انگارہ ہو گئی تھی......

جب مطی نے اسکے ہتھ پر اپنا ہاتھ رکھا..... دو موتی اسکی آنکھوں سے بھی ٹوٹ کر گرے تھے...... وہ کی کوئی بھی لڑکی ہوتی تو وہ ایک بھائی کی تکلیف سمجھ سکتی تھی.....

جلال مطی کو مارشل آرٹس سیکھانے کے باوجود اسکی ہر خبر اور اتنی پرواہ کرتا تھا تو مشی تو تھی ہی معصوم

....

میں....... میں سم........م سمجھ سکتی ہوں..... معصوم مشی کی حالت کا سوچ کر مطی کا دل کانپ کر رہ گیا تھا کیا کچھ برداشت کر لی تھ اس چھوٹی سی لڑکی نے........

وہ روتے ہوئے بمشکل بول پائی تھی....... جب غازی نے اپنے اپ پر ضبط کرتے اسے اپنے سینے سے لگایا تھا

....

اور وہ دونوں بچوں کی طرح روئے تھے....... آج ایک بار پھر غازی کا ضبط ٹوٹا تھا...... کون تھا اسکے پاس کوئی بھی نہیں جس سے وہ اپن غم ہلکا کر سکتا.......

اور آج جب اسے ایک سہارا نظر آیا تو وہ بکھر اتھا.....شاید اسے پتا تھا......وہ اسے سمبھال لے گی.......

اور ہوا بھی یہی تھا کتنی ہی دیر وہ دونوں ایسے ہی ایک دوسرے کے گلے لگے روتے رہے.......

جب مطی کے آنسوں تھمے تو اسنے غازی کا چہرہ اوپر کیا تھا اور اسکے آنسوں صاف کئے تھے......

اس جنگ میں تم اکیلے نہیں ہو میں بھی تمہارے ساتھ ہوں......

بتانا تو منے بھی تمہیں کچھ تھا لیکن بعد میں...... پہلے مجھے میری ساس سے تو ملو واو......

جب کہ غازی مطی کی بات سن کر حیران ہوا تھا کہ وہ لڑکی اسے اپنا شوہر نہیں مان رہی تھی ور اب ساس سے ملنے کی فرمائش کی جا رہی تھی.......

مطی نے جان بوجھ کر یہ بات کی تھی وہ اس وقت غازی کا دھیان بٹانا چاہتی تھی.....اور کامیاب بھی ہوئی تھی

.....

جب کہ غازی نے مسکرا کر اس چھوٹی سی لڑکی کو دیکھا جو اسے خوش کرنے کے لئے بات کا رخ موڑ گئی تھی.....

ہاں چلو ملواتا ہوں...... اور جلد ہی رخصتی کی بھی تیاری کرتا ہوں کیوں کہ میری جنگل بلی مان گئی ہے

....

تم چلو پہلے اتنے فری مت ہوا کرو.....انگلی پکڑ آئی ہے تم تو ہاتھ ہی پکڑنے لگ گئے ہو.......

ہنستے ہوئے دونوں نے واپسی کا سفر طے کیا تھا...... جب کہ مطی سوچ رہی تھی اب جلال کے بارے میں وہ غازی کو کب بتائے گی......اور کیسے......

وہ چیلنج ہو گیا ہو.............یا نا ہو......... لیکن اسکے بھائی کا مقابلہ نہیں کر سکتا..... مسلسل سوچتے جب وہ تھک گئی تو اپنی آنکھیں موندھ گئی..........

جب سے گوڈ نیوز کا پتا چلا تھا جلال نے تو با کو ہاتھ کا چھالا بنا لیا تھا....... مجال ہے جو کوئی کام کرنے دے اسے ....

سٹارٹنگ کی پریگنینسی تھی.......اس لئے ڈاکٹر نے احتیاط کا بتایا تھا.....اور بس پھر تو جلال اسے کچھ کرنے ہی نہیں دے رہا تھا......
اسکا بس چلتا تو با کو قدم بھی نا نیچے رکھنے دیتا........

جلال اپ غلط کر رہے ہیں مجھے کمرے سے بھی بھر نہیں جانے دے رہے ....

میر ا یہاں دم گھٹتا ہے .... مجھے گارڈن میں جانا ہے بس ...... ٹھیک ہے لے کر چلو گا تم یہ میڈیسن کھاؤ پہلے ....

پکّا لے کر جائے گے .... بیا بھی جان نہیں چھوڑنے ولی تھی آئ لئے کنفرم کرنا چاہا ....

جی جانِ جلال .... میری اتنی مجال کے آپکے حکم کی عدم عدولی کروں ....

اچھا چلیں کھالی دیکھیں اب چلیں ......

اتنے میں جلال کا فون بج اٹھا تھا ....

جلال نے کال دیکھی تو اشارے سے بیا کو ایک منٹ کا کہہ کر بالکنی میں چلا گیا ....

جب بیا نے دیکھا جلال 5 کو اتنی دیر ہو گئی وہ نہیں آیا (جو کہ مشکل سے دو منٹ ہوئے تھے) تو خود ہی کمرے سے باہر چلی گئی.......

جلال کو پتا نہیں کسکی کال آئی تھی کہ وہ بیا کو ویٹ کرنے کا کہہ کر گیا تھا.....شاید کوئی بہت ہی ضروری اور کسی پیارے کی کال تھی.....

ورنہ جلال بابیا کو چھوڑ کر کال نا اٹینڈ کرتا.......ابھی بیا کمرے سی نکلی ہی تھی کہ جلال کمرے میں آیا....... وربا کو ناپا کر باہر کی طرف بھاگا....... جیسے کوئی قیمتی اثاثہ کہی کھونا جائے.......

اور وہ گئی بھی کہا تھی......ابھی تو اسنے سیڑھیوں پر قدم رکھنا ہی تھا کہ...... جلال نے اسے اپنی طرف موڑا اور اپنی باہوں میں بھرے غصّے سے سیڑھیاں اترنے لگا.....

بیا جو جلال کی اچانک حرکت سے بوکھلا گئی تھی......ابھی اسے کچھ کہتی کے اسنے جلال کو دیکھا جسکے دماغ کی تنی ہوئی راگیں اسکے شدید غصّہ میں ہونے کی نشاندہی کر رہی تھی......

بیا کو اپنا حلق تک خشک محسوس ہوا تھا.....اسے پتا بھی تھا ان دنوں جلال اسے بلکل بچوں کی طرح ٹریٹ کر رہا تھا.....

اور اس میں فائدہ بھی اسکا ہی تھا..... لیکن کی کرتی عادتیں بھی جلال نے ہی بگاڑی تھی نا.....

لیکن اب اسے برا لگ رہا تھا..... خوف کھانا تو اسنے کب کا چھوڑ دیا تھا.... کیوں کہ اتن تو اسے پٹ تھا جلال کبھی بھی اسے نقصان نہیں پہنچا سکتا.....اسی لئے اب زیادہ تنگ کرتی تھی.....

اور حلال تو اسکی ہر شرارت کو بھی سر آنکھوں پر رکھتا تھا....

لیکن اب تھوڑا ڈر بھی لگ رہا تھا کیوں کہ اب جلال کا غصّہ بجا تھا.....ڈاکٹر نے سیڑھیاں اترنے چڑھنے سے منا کی ہوا تھا....

اور بیا کو آجکل پتا نہیں کی ہو گیا تھا ہر بات کی نفی اور بلا وجہ چڑنے لگی تھی.....

یہ سب نارمل تھا ڈاکٹرز کے مطابق پریگننسی میں یہ سب ہوتا ہے......

اس لئے جلّ اسکی ہر چیز ک خود خیال رکھ رہا تھا.....

جلال نے اتے ہی اسے آرام سے گارڈن می موجود جھولے پر بیٹھا آیا اور خود یہاں سے وہاں چکر لگا کر اپنا غصّہ کنٹرول کرنے کی کوشش کرنے لگا....

اپنے ہاتھ کا مکہ وں کر دیوار پر مارا اور ریا کی طرف بڑھا.......

ریا تو جلال کو اتنے غصّہ میں دلہ کر ڈر سی گئی تھی مکہ مارنے پر اور خوفزدہ ہونے کی بجائے....... جلال کے ہاتھ کو پکڑ کر چوٹ دیکھنے لگی.....

جلال نے اپنا ہاتھ پیچھے کیا اور خشمگی نظروں سے اسے گھورنے لگا....

جب میں میں نے کہا تھا ویٹ کرو تو کیوں کمرے سے باہر نکلی تم...... تم پتا حیان ڈاکٹر نے پرہیز بتائی ہے ....

کیسی ڈاکٹر ہو تم.........

اچھا سوری اب نہی کروں گی ایسا.......اب اپ پنا ہاتھ دکھائے آپکو چوٹ لگی ہے......

مجھ می اگر آخری سانس بھی ہوگی ناحدیبیہ تو مجھے اپنی نہیں تمہاری فکر ہوگی......اور اب تو تمہارے ساتھ ایک اور ننھی سی جان بھی ہے.....

کیوں اتنی لاپرواہو گئی ہو...... جلال نے بیا کو دونوں بازؤوں سے پکڑ کر دریافت کرنا چاہا.....حالانکہ گرفت نرم تھی......

بیا کو اتا تھ جلال نے اسکا پورا نام لی ہے آئ لئے وہ اب ناراض ہے......اسنے جلدی سے اپنا سر جلال کے سینے سے ٹکایا اور پھر سے سوری کیا...

سوری اب می اوکی کوئی بھی بات نہیں ٹالوں گی جلال.......

جب کہ بیا کی منانے کے لئے کی گئی اس حرکت پر جلال کے لب مسکرا آئے تھے.....

لیکن اپنی مسکراہٹ کو چھپا کر اسنے پوچھا تھا......

اگر میں معاف نہ کروں تو.........

اگر می تمہیں اسکی سزا کے طور پر کمرے میں ہی بند کر دو تو وہ بھی دو مہینوں تک.........اپنی مسکراہٹ ضبط کرنے کے چکر میں جلال کا پورا چہرہ سرخ ہو گیا تھا.....

لیکن بیا کو ڈرانا بھی تو تھا.....اور اب بیا نے بات مان بھی لینی تھی..... کیوں کہ اسے پتا تھا جلال نے ایک بار کہہ دی تو پتھر کی لکیر ہو گئی......

اور وہ ابھی تو دو دن ہوئے برداشت نہی کر پائی تو دو مہینہ کیسے.........یا سوچ اتے ہی اسنے رونی صورت بنا کر پھر سوری کیا اور اپنے کان بھی پکڑ لئے..........

جس پر جلال سے اور ضبط نا نہ ہو ابیا کا اتنا کیوٹ فیس دیکھ کر تو بے ساختہ قہقہ لگا اٹھا.....اور اسکے ساتھ ہی بیٹھ کر اسے اپنے گلے سی لگائے پیروں کی مدد سے جھولا جھولانے لگا.....

ایسا بھلا ہو سکت ہے جلال اپنی جانم کو قید کرے...... میں میں نے تمہیں دل میں قید کرنا تھا......جہاں تم خود خوشی خوشی رہ رہی ہو....... تو کمرے کی کیا ضرورت....

غلط اپنے میرے چھوٹے سے دل پر قبضہ جمایا ہوا ہے..... کسی اور کا خیال بھی نہیں نے دیتے...... جلال نے بہت عقیدت سے اپنے لب اسکے ماتھے پر رکھے تھے اور دونوں نے اپنی آنکھیں موندھ لی.

جاری ہے....

Ly g ab sbr ka damin thamy rakhy next epi mi hoga dhamaka........ is mai likha is liye nhi buhat time lag jana tha or epi ny ziada long ho jana tha or phir kuch ki epi open nahi hoti phir........ response acha hona chahye😍🙈 is sy taqat ati hai 😍🙈

Mega Blaaast💣 💣

Don't copy paste without permission 💣💣💣💣

#ناول_مریض_ء_عشق

#رائیٹر_سندس_پری

#قسط_نمبر_34

مرحا ناشتہ کر کے گھر کی بیک سائیڈ پر آئی تو کوئی اور بھی تھا جو بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا.

لیکن اسکا رخ دوسری طرف ہونے کی وجہ سے وہ دلہ نہیں پائی تھی......

جب اچانک وہ نائیفہ کو گود میں اٹھائے گھماتے ہوئے پیچھے کی طرف پلٹا تھا.............

لیکن اسی وقت میگی رزم کے سامنے آگئی تھی....... جسکی وجہ سے مرحا رزم کو نا دیکھ سکی........ابھی وہ اگے بڑھتی کے نیلوفر نے اسے پکارا.........

مرحا بیٹے تمہارے لئے کال آئی ہے این جی او سے.......

وہ وہی سے اندر کی طرف بڑھی تھی....... جب کال پر مینیجر نے بتایا تھا کہ کوئی اے سی پی آیا تھا اور اب بھی کال آئی ہے لڑکیوں کا معاملہ ہے اپ آجائے.........

مرحا نے نیلوفر کو اللہ حافظ کہا اور بچوں کا خیال رکھنے کا کہہ کر باہر کی طرف بڑھی تھی.......

پیچھے رزم کو بھی لیلیٰ نے فون کر کے بتایا کی جیسا کہا تھا. مینیجر کو بتا دیا ہے..... اور اسنے میرے سامنے کال کی ہی وہ آتی ہی ہو گی تم بھی آجاؤ........

رزم نے نائیفہ کے گال پر بوسہ دیا اور می گی کو دے کر باہر کی طرف بھاگا تھا...... فائنلی وہ اب جس کام سے آیا ہے وہ پورا ہو گا........

رزم تیزی سے ڈرائیو کر کے وہاں پہنچا..... جہاں آج اسکی زندگی ہی بدلنے والی تھی......

ابھی وہ این جی او کے اندر جاتا کہ اسکے باہر ہی اسنے جو دیکھا اسے یقین نا آیا........

وہاں ایک لڑکی کچھ لوگوں کو ڈانٹ رہی تھی شاید وہ انکی باس تھی.......

لیکن رزم کو جس چیز نے حیران کیا تھا وہ اسکا چہرہ تھا..... کیا دنیا ہے ایسا بھی ہوتا ہے..... کوئی کسی سے اتنی مشابہت کیسے رکھ سکتا ہے.......

یا ایک بار پھر سے رزم خیال دیکھ رہا تھا..... اچانک اسک سے کسی کی ٹکر ہوئی تھی....... اور اسے یقین آیا تھ کی یا خواب نہیں بلکہ حقیقت ہے.......

وہ مشی ہی تھی اسکی مشی....... رزم کی مشی....... مسکان رزم جعفری....... وہ خود کو سمبھالتا خوشی اور پچھتاوے کی کیفیت می اسکی طرف بڑھا تو ب وہاں کوئی نہیں تھا.......

وہ 6 فٹ لمبا چوڑا مرد رو رہا تھا ہاں وہ رو رہا تھا...... رزم نے روتے ہوئے پاگلوں کی طرح مشی کو آوازیں دینے لگا..... لیکن کوئی نہ آیا.......

بلکہ لوگ اسے کوئی دیوانہ ہی سمجھ رہے تھے حیران تھے اتنا وجیہہ شکل وصورت والا وہ مرد بچوں کی طرح روتے ہوئے...... کسی کو یہاں سے وہاں تلاش کر رہا تھا.

جب وہ نہ ملی تو وہی گھوٹنوں کے بل بیٹھ کر وہ پھوٹ پھوٹ کر رویا تھا......اور وہی سجدہ ریزہ ہو کر اپنے پروردگار کا شکرادا کرنے لگا کی اسنے اس پر رحم کیا اور اسے اسکی مشی لوٹا دی تھی.....

رزم اٹھا اپنے آنسو اپنی استین سے صاف کر کے این جی او کے اندر داخل ہوا اسے یقین تھا اسکی مشی یہی ہیں..... تبھی تو وہ جب بھی یہاں آیا تھا اسے ایک اپنا سا احساس ہو تا تھا......

جب رزم نے جا کر مینیجر کو پکڑا تھا.....یہاں ابھی میری مشی آئی تھی...... مطلب مسکان وہ.......وہ کہاں ہے......

سر اپ مجھے چھوڑے یہاں کوئی مشی نہیں آئی......

آئی ہے......ہے ڈیمٹ.....رزم دھاڑا تھا.....کے مینیجر ڈر کر پیچھے ہٹا......

اچھا دیکھو دیکھو وہ ابھی آمد آئی تھی اس نے بلیک کلر کی شرٹ اور اسے ساتھ میچنگ کی پینٹ ...... اور سکن کلر کا حجاب کی ہوا تھا...... بلیک ہائی ہیلز پہنی تھی ہاں.....ہاں یہی پہنا ہوا تھا.......

رزم بھلا کیسے اپنی مشی کو نا پہچانتا.......وہ تو پہلی نظر میں جان گیا تھا وہ اسکی مشی ہے.......

سر یہاں سب نے ہی ایسی ہی ڈریسنگ کی ہوئی ہے اور رہی بات حجاب کی تو یہاں حجاب صرف مرحا میڈم ہی کرتی ہیں......

رزم مرحا کا نام سن کر ٹھٹھکا تھا....... اسنے کیبن کا پیچ کر پنا رخ اس طرف کیا تھا...... اسے بس ابھی ایک بار بس ایک بار مشی کو دیکھنا تھا..... تھا اس سے معافی مانگنی تھی......

لیکن کیا یہ سب اتنا آسان تھا؟؟؟؟؟؟؟

مرحا آفس کے اندر جن ہی ولا تھی کہ اسکی ٹکر ہو گئی تھی........ کسی سے وہ انکو ابھی سنا ہی رہی تھی کہ اسکی نظر انکے پیچھے کھڑے شخص پر گئی اور اسکی دنیا تو جیسے گھوم گئی تھی.........

اسے یہاں دیکھ کر.....اسکے پیر اگی بڑھنے سے انکاری تھے.......جب اس نے ہمت کی اندر گئی.......اور اپنی خاص سیکیٹری کو بولا کر ساری ہدایات دی.......اور خود پیچھے والی راستے سی گھر لے لئے نکلی تھی.......

اسکا مطلب تھا کہ وہ اے سی پی رزم تھا جو یہاں آیا ہوا تھا...اسکی مدد کیسے کرنی ہے کی کہنا ہے سب وہ جولی کو بتا چکی تھی اب اسے جلدی گھر جانا تھا......

کیوں کہ اگر رزم یہاں آ گیا تو...... تو وہ اگی کچھ سوچنا نہیں چاہتی تھی.....اسے اپنے بچوں کو لیکر یہاں سی جانا تھا......

گاڑی دروے کرتے ہی اسنے ہدایت کی تھی جولی اپنے نام پر ٹکٹ بک کروادے نیویارک کی.......تا کہ رزم اس کم نا پہنچ سکے......

گھر جاتے ہی اسنے میگی کو اپنا سامان پیک کرنے کا کہا تھا......

جب نیلو فر اسکے پاس آئی تھی مرحا بچے کیا ہو ہے....... تم کہاں جا رہی ہو ماما وہ اگیا ہے.....وہ اب مجھ سے میرے بچوں کو بھی چھین لے گا.....ہاں چھین لے گا......

وہ بہت ظالم ہے مام بہت ظالم وا اپنی مما کے گلے لگ کر خوب روئی تھی اور جلا سے اپنا سامان پیک کرنے لگی
.....

بیٹا یہ کوئی حل نہیں ہے...... ایک راستہ ہے کل ہی میرا بیٹا یہاں آیا ہے.وہ پولیس میں ہے.....ہم اس سے مدد لے سکتے ہیں......

کون کسکی بات کر رہی ہیں اپ ماما........کون.......

بیٹا میں مے تمہیں مرحا کی پہچان دی تھی تمہاری زندگی کو بچانے کے لئے کس نے تمہارے ساتھ یہ سب کیا مجھے نہیں پتا اور مجھے یقین ہے تم اسے معاف بھی نہی کرو گی.....

تم میری ہی بیٹی ہو میری مرحا اسی طرحا میرا بیٹا ہے.....رزم.....وہ میرا سگا بیٹا تو ماہی لے اس سے بھی بڑھ کر ہے.....وہی تو ہے جسکے بارے میں میں تمہیں بتاتی تھی.....

وہ پاکستان سے آیا ہے کسی کیس کے سلسلے میں..... میں اسے بھی فون کر کے بتاتی ہوں تمہارے مسلے کا....وہ تمہاری مدد ضرور کرے گا......

جب کہ مشی نے رزم کے نام کے علاوہ کچھ سنا ہی نہیں تھا..... تو اس نے اگر 2 سال پہلے پناہ بھی لی تو اسی ستمگر کے گھر میں......

نہیں ایسا نہیں ہو سکتا ایسا کیسے ہو سکتا ہے.....وہ اپنی سوچوں کو غلط ثابت کرم کی کوشش می لگی ہوئی تھی ..... جب اچانک اس نے نیلوفر کو پکارا تھا......

مام..........ماما آپکے پاس اسکی کوئی تصویر ہے......

ہاں بیٹا ہے نا..... کیوں کی ہوا..... تم ٹھیک ہو......

ہاں میں........... میں ٹھیک ہوں اپ مجھے پک دکھا سکتی ہیں.....

ہاں کیوں نہیں بیٹا..... لیکن بیٹھو تو سہی کب سے کھڑی ہو..... اور اب اچانک تمہیں اسکی پک بھی دیکھنی ہے جب کہ کبھی تم نے اسکے ذکر پر کوئی توجہ دی ہی نہیں تھی.......

اچھا تم بیٹھو میں لاتی ہوں.... لیکن یہاں آرام سے بیٹھو اور یہ پانی پیو..... سب سہی ہو گا میری بچی........

جب کہ مشی تو اپنے ماضی می کھو گئی تھی جب ایک مہربان شخص نے اسے رزم سے رہائی دلائی تھی..... اور یہاں لایا تھا..... نیلوفر کے پاس....... اور تب سے مشی مرحا بن کر جی رہی تھی.....

اپنی پہچان کے ساتھ اسنے اپنے ماضی کو بھی بھولنے کا فیصلہ کیا تھا........

لیکن قسمت نے اسکا ساتھ پہلے کہا دی تھا جو تب دیتی..... تب جب اسکی طبیعت زیادہ خراب ہوئی تو نیلوفر اسے ڈاکٹر کے واس لے گئی جہاں اسے پتا لگا.... کہ وہ پریگنینٹ ہے اور ایک نہیں بلکہ تین بچوں کی ماں بننے والی تھی......

اسکے ٹرپیلیٹس تھے لیکن اسے کوئی خوشی نہیں تھی...... وہ تو زندہ لاش بن گئی تھی...... اس نے ابارشن کروانے کی کوشش کی تو اسکی جان بھی جا سکتی ہے ڈاکٹر نے صاف کہہ دی تھ کہ نہیں کر سکتے....

ایک تو وہ اتنی چھوٹی تھی ابھی 17 سال کی ہی تو تھی.....اور اتنی جلدی حمل ہو گیا وہ بھی تین بچے....جب کہ نیلوفر تو پہلے ہی ابارشن لے حق میں نہیں تھی.....

یہ مرحلہ مشکل تھا لیکن نیلوفر نے بیٹی سے بڑھ کر اسکا خیال رکھا تھا.....اور انکی ہی محنت تھی کہ لاسٹ ٹائم تک مشی سہی تھی....

حالانکہ کمپلیکیشنس بہت تھی لیکن نیلوفر نے ساتھ نہیں چھوڑا تھا.....وہ لوگ سویڈن سے یہاں ترکی شفٹ ہوئے تھے تو صرف مشی کی وجہ سے.....

کیوں کہ انکی بیٹی مرحا ایک دن گھر سے باہر نکلی تھی حلانکہ نیلوفر نے منا بھی کیا تھا لیکن جب وہ گئی تو واپس نہ آئی کار ایکسیڈنٹ میں وہ اپنی جان گنوا بیٹھی تھی.....

اور یہ بات ۸ سال پہلے کی ہے....... تب رزم بھی آیا تھا......

اسی لئے تو کل جب نیلوفر نے مرحا کاذکر کیا تو وہ حیران ہوا تھا...... lekin پھر اسے یاد آیا تھا کہ ایک بار نیلوفر نے ذکر کیا تھا کہ وہ کسی بے سہارا کو اپنی بیٹی کی پہچان دے کر اسکی زندگی بچا رہی ہیں......

لیکن رزم کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہیں تھی کہ وہ اسکی ہی مشی ہو گی جسے بے سہارا کہا گیا ہے......

سب کے ہوتے ہوئے بھی وہ بے سہارا تھی....اس سے بڑی تکلیف اور کیا ہو گی......

مشی کو اپنے گھر والوں کا نہیں پتا تھا وہ کہاں ہے.....کس حال میں ہیں.....اور وہ اب سامنے کبھی جانا بھی نہیں چاہتی تھی....مہربان تو وہ شخص تھا جو اسے سب کچھ بتا بھی رہا تھا اسکے گھر والوں کے بارے میں......

لیکن پھر بھی مشی تو اپنی زندگی سے مایوس ہو چکی تھی.....بچوں کی پیدائش پر بھی اس میں اپنے بچوں کے لئے کوئی جذبہ نا پیدا ہوا تھا......

اس نے انہیں دیکھنے سے بھی منا کر دی تھا.....بچے کمزور تھے تو 1 مہینہ تک تو وہ انکیوبیٹر میں رہے تھے اور جب گھر آئے تو بھی مشی عرف مرحا ان پر کوئی توجہ نہیں دیتی تھی....

اسی لئے نیلوفر نے انکے لئے نینی رکھنا سٹارٹ کر دی..... جن کو مشی خود ہی نکال دیتی تھی......

وہ جتنی بھی سنگدل بننے کی کوشش کرتی.... لیکن جب دیکھتی کہ بچوں کی کیئر سہی سے نہی ہو رہی تو بغیر وجہ بتائے نکال باہر کرتی تھی.......

اسنے تو کبھی یہ نہیں سوچا تھا کہ اسکی زندگی میں پھر سے خوشیاں آئے گی.....اور اب جب آئی تھی....اسے احساس ہوا تھا اپنی ممتا کا......

تو اب پھر سے ایک نیا امتحان اسکے سر پر اکر کھڑا ہو گیا تھا.....

ابھی وہ پنی انہی سوچوں میں گم تھی جب نیلوفر نے تصویر اسکے اگے کی......

اور جس حقیقت سے وہ نظریں چرا رہی تھی...... kjisko بو ماننا نہیں چاہتی تھی وہی ہوا تھا......

وہ رزم ہی تھا...... رزم جعفری...... اسکی محبت کی تذلیل کرنے والا اسکے کردار پر انگلیاں اٹھوانے والا .... لہو بھی تو تو بد کردار کہہ چکا تھا مان بھی چکا تھا.....اور دنیا کے سامنے بھی یہی تو کی تھا اسنے....

حلانکہ سچ تو وہ بھی جانتا تھا کہ وہ بد کردار نہی ہے.... لیکن اسے تکلیف دینے کے لئے وہ یہ سب کہتا تھا....

اور یہی چیزیں توب اسکی اپنی بربادی کا بھی سبب بنی تھیں........

مشی نے جب تصویر دیکھی تو نامی گردن ہلاتی تصویر کو دور پھینک کر وہ شدت غم سے چلا آئی تھی......

اور نیچے بیٹھ کر دیوانوں کی طرح اپنے بال پکڑ کر رونے لگی کہ نیلوفر کا اسے سمبھالنا مشکل ہو گیا.....

وہ حیران تھی کہ تصویر دیک آخر اسے ہو کی گیا ہے.....

انکے ذھن خطرے کی گھنٹیاں بجنا سٹارٹ ہوئی تھی...... مشی کو چپ کراتے وہ اس سے پوچھ بھی رہی تھی اس تارہ ری ایکٹ کرنے کی وجہ.......

انہوں نے اسے پانی پلایا اور جب مشی کچھ بولنے کے قابل ہوئی تو اس نے رزم کی تصویر کی طرف اشارہ کی تھا

.....

مم........ میرا........ گنا.......... گناہگار.... کو کو......... کوئی اور........ نن....... نہیں ....بل........ بلکہ........ ی....... یہ رزم ہے........ رزم جعفری.....

مما اس...... اس نے وہ سب کیا تھا......... میرے ساتھ جسکی میں حقدار نہیں تھی........

مم........ میں نے اس سنگ دل سے محبت کی تھی ماما....... ماما.......... وہ چلا چلا کر رو رہی تھی اسکی ہیچکیاں بندھ گئی تھی......

لیکن اس نے چلآنا بند نہیں کیا تھا...... مجھے برباد کرنے والا...... ماما یہ ہے اپکا بیٹا.......... اسنے بنایا ہے مجھے ہنستی کھیلتی مشی سے...... ایک دل اور جذبات سے عاری انسان.......

اپ........ اپ اپ کہتی تھی ناکون وہ بد نصیب ہے...... جس نے میری یہ حالت کی آپکی بیٹی کی یہ حالت کی توووووہ یہ انسان ہے......

مشی رو رو کر ہلکان ہو رہی تھی.....

جب کہ نیلو فر پر تو ایک پہاڑ ٹوٹا تھا...... تو کیا انکا وہ بیٹا جو ذرا سی کسی معصوم کو چوٹ لگتے نہیں دیکھ سکتا تھا ......

اپنے بدلے کی آڑ میں اتنا گر گیا کہ ایک لڑکی کی زندگی برباد کر دی اور مڑ کر اسکی طرف دیکھا بھی نہیں........

اتنا کیسے گ سکتا ہی کوئی انسان کے اپنی ہی محبت کو بدلے کی بھینٹ چڑھا دیا بلکہ اپنی اسی محبت کو سرعام نیلام بھی کر دیا......

وہ کبھی بھی رزم کو معاف نہیں کرنے والی تھی..... مشی کی حالت دلہ کر کب انکی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے انہیں پتا نہیں چلا تھا.....

کہ اتنے میں نائیفہ کی رونے کی آواز سن کر وہ بھاگی تھی بھر کی طرف.....اور اسے اپنے سینے سے لگائے ایک ہی بات کئے جا رہی تھی.......

ماما تمہیں بچا لے گی کوئی تمہاری زندگی برباد نہیں کرے گا.... مما ایسا ہونے ہی نہیں دے گی......

جب کہ نیلو فر روتے ہوئے مشی کی حالت کو دیکھ رہی تھی..... جو پچھلے دو سال کی محنت سے سنبھلی تھی....اب پھر خراب ہو رہی تھی.....

دو سال لگے تھے اسکے زخم بھرنے میں جو ایک دن میں پھر سے پہلے دن کی طرح تازہ ہو گئے تھے......

میگی سامان لاؤ میرا...... میں بھی جاؤ گی یہاں سے میں یہاں نہیں رہ سکتی اب..........

لیکن بیٹھا تم کہا جاؤ گی....... تم روکو می رزم کو منا کر دیتی ہوں وہ نہیں آئے گا......

اپ نہیں جانتی اسے وہ بہت ظالم اور سفاک انسان ہے اسے پتا لگا میں یہاں ہوں وہ مجھے لے جائے گا.......

اپ.......اپ وعدہ کرے اپ اسے کو نہیں بتائے گی میرا ذکر بھی نہیں کریں گی...... میں پکو بعد میں سب بتاؤ گی ابھی نہیں ابھی مجھے جانا ہے.....

مشی کی ضد دلہ کر انھوں نے حامی بھری تھی لیکن ایک شرط پر کہ میگی بھی اسکے ساتھ جائے گی.....

مشی کو کوئی مسئلہ نہیں تھا اسے تو بس یہاں سے جانا تھا.....

آخری بار نیلو فر کے گلے لگ کر وہ خوب روئی تھی...... اور پھر اپنے بچوں کو لئے ہمیشہ کے لئے ترکی کو چھوڑ کر چلی گئی..... وہ کہاں جا رہی ہے یہ اسنے نیلو فر کو بھی نہیں بتایا تھا.....

لیکن نیلو فر نے ایک کال کی تھی اسکے جانے کے بعد اور اسے سب بتایا تھا مشی کے بارے میں........ جب اگے سے کسی نے کیا کہا کے وہ فون کاٹ کر پانی بچی کے لئے دعا کرنے لگی........

بے شک وہ اسکا خون نہیں تھی لیکن ان دو سالوں میں بلکل مرحا کی تارہ عزیز ہو گئی تھی...... وہ خوش تھی اللہ نے انہیں مرحا کی شکل میں انکی بیٹی انکو لوٹا دی تھی......

لیکن آج صرف وہ ہی نہیں بلکہ انکا بیٹا بھی ہمیشہ کی لئے ان سے دور ہو گیا تھا...........

مطی غازی کے ساتھ ابھی گاڑی میں ہی تھی..... کہ اچانک سے گاڑی ایک جھٹکے سے رکی تھی....

مطی جو کہ آنکھیں بند کئے ہوئے فوراآنکھیں کھول کر غازی کو دیکھنے لگی......

کیا ہوا ہے تمہاری کھٹارہ کو....... یہ رک کیوں گئی ہے.....

مجھے کیا پتا کیا ہو ہے.... تمہارے سامنے ہی ہوں...... رو کو چیک کرتا ہوں.......

دیکھو یار..... جلدی گھر ٹائم پر نا پہنچی تو بی جان نے مجھے نہیں بخشنا.....

دیکھ تو رہا ہوں اب.... تم دو منٹ چپ کروگی......

غازی نے گاڑی چیک کی تو اس میں کوئی خرابی تھی......

جب وہ پیچھے مڑا تو تو مطی لڑاکا عورتوں کی کمر پر ہاتھ رکھے اسے گھورنے میں مصروف تھی.....

یار اب ایسے گھورو تو کیا جان لوگی کیا...... تمہاری آنکھیں تو پہلی نظر میں ہی مجھے گھائیل کر چکی ہیں....

تم مجھے ایک بت بتاؤ تمہیں اس ڈآئیلوگ بازی کے علاوہ بھی کچھ اتا ہے ....

دیکھو رات ہو گئی ہے .....اب ہم گھر کیسے جائے گے ....

ہائے کتنا مزہ آئیگا نا.......یہ تو فلمی سین ہو گیا.....اب بارش بھی ہو جائے تو سین کمپلیٹ.......غازی نے مطی کو ٹاپ کے لئے مذاق میں کہا تھا.......

لیکن موسم تو آج صبح سے ہی اچھا تھا.....شام تک بادل تو چھائے تھے ..... لیکن بارش کا کوئی امکان نہیں تھا کیوں کہ پچھلے کچھ دنوں سے یہی تو چل رہا تھا......

لیکن ابھی غازی نے کہا اور وہاں بارش سٹارٹ ہو گئی ......بارش ہوتے دلہ کر مطی فورا گاڑی میں بیٹھی جب کہ غازی بھی بو کھلا کر بھاگا تھا.....

لیکن مطی تب تک گاڑی کا دروازہ بند کر چکی تھی ....

بہت شوق ہے نا بارش کی دعا کرنے کا..... سین بنانے کا اب بناؤ سین........اور کرو مورنی کی طرح ڈانس

......

جاری ہے....

Ly g to kesa laga blast ap logon ko🙈😍kis ky tukky sahi lagy or kis kis ky ghalt ab iska long review bnta hi to jaye group mia or acha sa review dy ki ab epi mi kia hone laga hi..🙈❤️

Mega Episode🙈😍

Don't copy paste without permission 💣💣💣💣

#ناول_مریض_ِء_عشق

#رائیٹر_سندس_پری

#قسط_نمبر_35

مشی وہاں سے آتو گئی تھی..... لیکن پریشان اب بھی تھی..... کہیں وہ یہاں بھی نا آجائے.......

پھر خود ہی خود کو دلاسہ دے دیتی اسے کی پتا...... لیکن اسنے مجھے دیکھ تھا...... اسے اتا چل گیا کہ میں زندہ ہوں......

یہاں آئے اسے دو دن ہو گئے تھے اور وہ گھر میں ہی تھی اپنے بچوں کے پاس کہیں بھی باہر نہیں جارہی تھی...

ابھی وہ انھیں سوچوں می تھی کہ نائیفہ بڑی مشکل سے اپنے قدم زمین پر جمانے کی کوشش کرتی اسکے پاس آرہی تھی......

جب کہ اسکے دونوں چوزے اسکے دائیں بائیں اپنی ہاتھوں اور پیروں کے بل چل رہے تھے..... جیسے وہ کوئی مہارانی ہو.......

اس سے پہلے کے وہ لڑکھڑا کر گرتی مشی نے اسے تھام لیا تھا..... جب کانائیفہ اپنے پھولے پھولے گالوں سمیت مسکراتے ہوئے مشی کہ چہرے پر ہاتھ پھیر رہی تھی اور پھر خود ہی کھلکھلا کر ہنس پڑتی.

جب محیص اور محسن بھی اسکے قریب آئے اور اسکی شرٹ سے پکڑ کر اسے نیچے گرانے لگے........نائیفہ نے پیچھے مڑ کر دونوں کو گھورا تھا......

مطلب صاف تھا مجھے تنگ نا کیا جائے.....جب دونوں نے مل کر اسے کھینچا اور وہ بھی انکے مقابل آ گری تھی

....

اس نے پیچھے مڑ کر اپنے ایک ہاتھ سے محیص کے گال کو پکڑا اور پینچ کرنے لگی.....اور دوسرے ہاتھ سے محسن کے گال کو.......

جب کہ مشی شاک کی کیفیت میں اپنی چھوٹی پٹاخہ کو دیکھ رہی تھی....... جو پنے دونوں بھائیوں کو اسے ڈسٹرب کرنے کی سزا دے رہی تھی مشی ک موڈ ایک دم ہی اچھا ہوا تھا......

اس نے ان تینوں کو الگ کیا اور اپنے سینے میں بھینچ لیا.......چٹاچٹ تینوں کے گال چومتے وہ انہیں باہر لان میں لے آئی.....

یہاں کی کھولی فضا میں اکروہ خود ترو تازہ محسوس کر رہی تھی.......

این جی او کے کام کے سلسلے میں اسے اکثر کہی نا کہی جانا پڑتا تھا........اس لئے یہ گھر اس نے یہاں بنوایا تھا
......

اور یہاں انے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ اسے پتا تھا اسکی اپی بھی یہی ہے...... لیکن کتنی بد نصیب تھی وہ.....
کہ ایک ہی شہر می ہوتے ہوئے ملنے نہیں جا سکتی تھی اس سے.......

وہ اپنی سوچوں میں اس قدر کھوئی ہوئی تھی کہ پتا ہی نا چلا کب نائیفہ سویمینگ پول کی طرف گئی......ابھی وہ
کارنر پر ہی پہنچی تھی کہ مشی نے اسے جا لیا......

نائیفہ تم اس قدر شیطان کیوں ہو.......جب دلھو کوئی الٹا کام.......اور کہاں ہیں وہ تمہارے سپاہی
....

جب اس نے پیچھے کی طرف اشارہ کیا تھا جہاں وہ دونوں گھاس کی گیلی مٹی سے بھرے ہوئے تھے اور ابھی بھی
اپنے ہاتھ اس پر مارے جا رہے تھے.... جیسے کوئی کھیل ہو اور انکے چہرے سے خوشی نمایا بھی تھی.

افففففففف تم تینوں مجھے پاگل کر دو گے.......بیا میگی کی مدد سے تینوں کو اندر لائی اور نہلانے کے بعد سلا دیا

......

پتا نہیں کیوں اسکے دل میں ایک انجانا سا خوف تھا......رزم کے آجانے کا خوف........ لیکن وہ تو نہی جانتا کی میں کہاں ہوں.....

میں نے ٹکٹ بھی اپنے نام کی نہیں بک کروائی تھی.......اور یہ گھر بھی نائیفہ کے نام پر ہے. تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کی وہ مجھے ڈھونڈ سکے.........

لیکن پھر مجھے کیوں اتنی بے چینی ہو رہی ہے..... میرا دل کیوں اتنا گھبرا رہا ہے.......

اتنے میں دروازے پر بیل بجی تھی............ مشی بھاگی تھی کہ میگی کو دروازہ کھولنے سے روک سکے.......

لیکن تب تک وہ دروازہ کھول چکی تھی.........اور انے والی ہستی کو دیکھ کر وہ دنگ رہ گئی تھی.........

بہت شوق ہے نا بارش کی دعا کرنے کا..... سین بنانے کا اب بناؤ سین.........اور کرو مورنی کی طرح ڈانس ......

مطی نے گاڑی میں بیٹھ کر گھور کر غازی کو دیکھا تھا...... آخر میں ہنس کر آنکھ دبانا نہیں بھولی تھی......

مطی یہ کیا بچپنا ہے.........چلو گاڑی کو انلاک کرو.........غازی نے دانت پیس کر مطی کو گھور کر کہا تھا ......

نہیں کھولوں گی پہلے تم ڈانس تو کر کے دکھاؤ...... میں بھی تو دیکھوں صرف مسلسز ہی بنائے ہیں یا کوئی اور بھی ٹیلنٹ ہے......

چلو میں گانا بھی لگا دیتی ہوں....... مطی نے میوزک پلیئر آن کر دیا تھا.........

کلیوں جیسا حُسن جو پایا

ہر ادا میں نُور ہے آیا

نہیں تجھ کو کوئی ہوش ہوش

اس پر جوبن کا جوش جوش

نہیں تیرا، نہیں تیرا کوئی دوش دوش

مدھوش ہے تو ہر وَقت وَقت

تو چیز بڑی ہے مست مست

تو چیز بڑی ہے مست

کتنا کوئی خود کو بچائے

آگ دلوں میں لگ جاتی ہے

جادو ایسا کر ڈالا

نا ہوش کسی نے سنبھالا

تیرا...

نہیں تیرا کوئی دوش دوش

تیرا حُسن ہی زبردست دست

تو چیز بڑی ہے مست مست

تو چیز بڑی ہے مست

گانے کے بول کے ساتھ خود کار میں بیٹھ کر ہی ڈانس کرنے لگ گئی تھی......

کتنے بورنگ ہو تم یار.....اتنا اچھا موسم ہے.....میں ہوں تم ہو اور یہ بارش......

مطی نے تھوڑا سا شیشہ کھول کر بارش کا پانی اسکے اوپر گرایا تھا.....

غازی بڑھا تھا اسکی طرف لیکن وہ شیشہ نیچے کر چکی تھی.....غازی پوری طرح بھیگ چکا تھا..... لیکن وہ مطی ہی کیا جو ایک بار میں بات مان لے.........

مطی میں لاسٹ ٹائم کہہ رہا ہوں کھول دو.......وارنہ تم بہت پچھتاوگی.......

اہم اہم اہم اہم اہم........... لیکن فلحال تو تم بھگتو......... میں تو چلی سونے تم رہو ایسے ہی کھڑے........

مطی دیکھو پلیز مان جاؤ بہت زیادہ تیز بارش ہے سارے کپڑے بھی بھیگ گئے ہیں........ اچھو

اچھو........

اور پھر سٹارٹ ہوا تھا غازی کی چھینکوں کا نا رکنے والا سلسلا...........

یار تم تھوڑا سا ڈانس کر لیتے تو میں بات ماننے والی تھی لیکن تم اکڑ دکھا رہے ہو تو میں کیا کروں.........

کندھے اچکا کر مطی نے آنکھیں موندھ لی تھی...... غازی جو کے ناٹک کر رہا تھا کی اسکے پاس چابی نہیں ہے .... فوراً اگے بڑھا اور اسی وقت اسنے کی کا بٹن پریس کیا تھا اور کار آٹو میٹک آن لاک ہو گئی تھی

غازی پھرتی سے اگے بڑھا اور مطی کے دونوں ہاتھوں کو اپنے قابو کر کے اب اسکے بوکھلا آئے سے چہرے کو دیکھ کر حظ اٹھاتا اسکی طرف جھکا.......

مطی جو کہ آنکھیں موندھے سونے کا ناٹک کر رہی تھی اس افتادہ پر گھبراتی.....غازی کو دیکھنے لگی..... جو کہ اب اپنا بدلہ لینے کے لئے اسکی طرف جھک رہ تھا........

مطی نے ہاتھ چھڑوانے کی کوشش کی جو کہ اس دیو قامت کے سامنے کچھ بھی نہیں تھی........

مطی پیچھے ہوتی گاڑی کے شیشے سے جا لگی....... جب غازی پورا اسکی طرف جھکا تھا....... مطی نے ڈر کر اپنی آنکھیں بند کر لی.......

اتنی سی تو ہو دیکھو میرے اگے چھپ سی گئی ہو اور بھرم اتنا جھاڑتی ہو........اب ذرا یہ بھی برداشت کرو .....

غازی کی گرم سانسیں مطی کا چہرہ جھلسائے دے رہی تھی..... سرگوشی کرتے ہوئے جب اسکے لبوں نے مطی کے کان کی لو چھوا تو وہ کانپ کر رہ گئی........وہ بولڈ لڑکی اس وقت حد درجا گھبرا گئی تھی غازی کی اتنی سی قربت سے.......

اسکا چہرہ لال ٹماٹر ہو گیا تھا.....اور زبان تو جیسے گنگ ہو گئی تھی اسکی.......

ابھی غازی اس پر جھکا ہی تھا کی کسی نے گاڑی کا دروازہ کھٹکھٹ آیا تھا.......غازی فوراسے مطی سے دور ہوا تھا.

وہ اسکے دور ہونے پر خدا کا شکر کرتی اپنی منتشر سانسوں کو بحال کرنے لگی..........

جب کہ غازی کا موڈ سخت خراب ہوا تھا.....اپنا اتنا اسپیشل مومنٹ خراب ہونے پر وہ غصّے سے شیشہ نیچے کئے انے والے کو گھورنے لگا......

بولو کیا کام ہے.....کوئی شرم نہیں ہے........جب کہ وہ آدمی جو ابھی انکی مدد کرنے کے لئے آیا تھا......اسکا ایسا جواب سن کر حیرانگی سے اسے دیکھنے لگا.....

لیکن اسکی گھوری دیکھ کر ڈر کر دو قدم پیچھے ہٹا تھا.....

جب کہ مطی تو موقع دیکھتے ہی گاڑی سے نیچے اتری تھی.....

یس یس ہنڈ سم کین یو ہیلپ اس پلیز.............

مطی تم خاموش رہو...... کیا مسلہ ہے تمہاراہاں بہت بھوت سوار ہے نا مدد کا چلو چابی دو گاڑی کی.........

کیا مطلب ہے.......

مطلب میں سمجھاتا ہوں چلو یہ پکڑو میری گاڑی کی چابی اور تمہاری یہ گاڑی ہم لیکر جا رہے ہیں......

اس ایڈریس پر گاڑی دے جانا اور اپنی لے جانا.......

کہتے ہی غازی نے مطی کو بازو سے پکڑ کر گاڑی میں بیٹھآیا اور خود بھی بیٹھتے ہی گاڑی سٹارٹ کر دی.......

تم تم........ کتنے بتمیز ہو اس بچارے کو ایسے ہی چھوڑ آئے ہو وہ تو ہماری مدد کر رہا تھا.....

وہ ہماری مدد نہیں میرا موڈ خراب کر چکا تھا..... اور اب اگر تم بولی تو مجھے واپس سے اس موڈ میں انے میں در نہیں لگے گی.....

.....بڑی آئی یس یس ہنڈ سم کین یو ہیلپ اس پلیز............ شرم نہیں اتی شوہر سامنے ہے اور تم دوسرے لوگوں کو ایسا کہ رہی ہو.........غازی نے اسکی نکل اتار کہا تھا.......

ویسے تم بہت اچھی لگ رہی تھی شرمائی اور گھبر آئی سی....... کیوں نا پھر سے کر کے دیکھو.....

تم کمینے انسان چپ رہو...... تمہیں شرم نہیں اتی ایسے کہتے ہوئے......غازی کی بات سن کر مطی نے اسے شرم دلانے کے لئے غصّے سے کہا تھا.........

کمینہ پن ابھی تو تم نے دیکھا ہی کہاں ہے....... فرصت میں دکھاؤں گا..... گا ابھی چلو ماما سے مل لو ....

کہتے ہی غازی نے گاڑی ایک عالیشان گھر کے سامنے روکی تھی.....

دونوں اندر گئے تھے...... لیکن سب سے پہلے دونوں نے کپڑے چینج کئے اور غازی مطی کو لیکر آمنہ بیگم کی طرف آیا.....

اسکی کیئر اور پراپر چیک اپ کی وجہ سے اب آمنہ بیگم پہلے سے بہت بہتر تھی.....وہ بول سکتی تھی لیکن چل پھر نہیں سکتی تھی.......ڈاکٹر نے کہا تھا کے واک کروانے سے وہ جلد ہی چل بھی سکے گی لیکن کچھ ٹائم لگے گا

....

مطی کو دیکھ کر وہ بہت زیادہ خوش ہوئی تھی.....وہ کافی دیر انکے پاس بیٹھی رہی تھی......باتوں باتوں میں وقت کا پتا ہی نا چلا اور اب رات کے ۱۱ بج گئے تھے......

جب مطی نے جانے کی اجازت چاہی تو انہوں نے کہا.......

بیٹا باہر بارش بہت تیز ہو رہی ہے.....سارے راستے بھی بند ہونگے اور اتنا لیٹ ہو گیا ہے......بیٹا تم کل چلی جانا آج یہیں رک جاؤ......

لیکن انٹی بی جان پریشان ہو رہی ہونگی......

یہ لے ممابی جان سے بات کر لے.......غازی نے فورا بی جان کا نمبر ملا کر دیا تھا آمنہ بیگم کو.......

غازی کی مطی کے لئے پسندیدگی آمنہ بیگم سے چھپی نہیں تھی...... انہوں نے فون لیا اور بی جان سے بات کرنے لگی........

السلام و علیکم !منہ بیگم نے فون اٹھاتے ہی سلام کیا تھا...... جسکا بی جان نے بہت ہی خوش اصلوبی سے جواب دیا تھا.....

وا علیکم السلام !بی جان نے جب سلام سنا تو انکو اچ لگا کے کچھ لوگوں نے ابھی بھی سلام کو فوقیت دی ہوئی ہے .....وارنہ تو سب ہیلو ہائے ہی کرتے ہیں......

جی کیسی ہیں اپ میں غازی کی ماما بول رہی ہوں آمنہ.....

جی کہیے بہن کچھ کام تھا آپکو........

جی آپکو یہ کہنے کے لئے فون کیا تھا کی رات بہت ہو گئی ہے اور بارش بھی رکنے کا نام نہیں لے رہی تو اپ اگر اجازت دے تو آج مطربہ یہی رک جائے ہمارے گھر........

رات تو واقعی بہت ہو گئی ہے.....اس لڑکی کو سمجھاتی تو بہت ہوں لیکن مانے تو نا...... کہا بھی ہے اتنی رات کو لڑکیاں بھر نہیں جاتی لیکن نہیں سنتا کون ہے.....

بی جان اپنی عادت کے مطابق شروع ہو گئی تھی..... آمنہ بیگم سے بات کر کے انکو اپنا سا احساس ہو تھا.......

ٹھیک ہے.....اب ظاہر ہی راستے بھی خراب ہیں اور یہ لڑکی تو گاڑی کو جہاز کی طرح اڑاتی ہے....... لیکن بچے اسے صبح جلدی بھیجوا دیجیے گا.......

ٹھیک ہے بہت شکریہ اپکا اللہ حافظ...

جی مان گئی وہ تم جو بیٹا اب آرام کر لو.......رات بہت ہو گئی ہے......غازی بچے تم بھی آرام کر لو....... آمنہ بیگم نے شفقت بھرا ہتھ اسکے بالو پر پھیرتے ہوئے کہا تھا......

جب مطی نے بھی اپنا سر اگے کیا تھا.....مجھے بھی کرے گی اپ پلیز.......

آمنہ بیگم نے مطی کے سر پر ہاتھ پھیر کر اسکا ماتھا چوما تھا.....

جب کہ غازی مسکرا دیا تھا مطی کی اس حرکت پر...... دونوں اپنے کمر کی طرف بڑھ گئے تھے.....

ابھی مطی کو سوئے ہوئے تھوڑی ڈھی دیر ہوئی تھی کہ اسے کچھ محسوس ہوا تھا..... مطی نے پٹ سے اپنی آنکھیں کھولی تھی....

جلال نے تو بیا کی پریگننسی کو بلکل ہی سر پر سوار کر لیا تھا..... ہر ہفتے وہ بیا کو لیکر ہسپتال پہنچا ہوتا تھا.....

ابھی تو صرف 2 مہینہ سٹارٹ ہوا تھا...... جب کہ بیا سوچ رہی تھی کہ کیا وہ پوری پریگننسی ہسپتالوں کے چکر ہی لگاتی رہے گی....... جب کہ جلال کو دیکھ کر تو یہی لگ رہا تھا کی ایسا ہی ہونے والا ہے......

آج بھی بیا کی گائینی کی ڈاکٹر سے آپائیمنٹ تھی اب جلال اسے وہی لے کر جا رہا تھا... لیکن بیا کے نخرے ختم نہیں ہو رہے.......

جب کہ جلال خاموشی سے اسکی سری باتیں سنتے ہاں میں سر ہلا رہا تھا.....اور ساتھ ساتھ ہی مسکرا آئے بھی جا رہا تھا
......

جلال اپ سن رہے ہیں.........بیا کب سے جلال سے باتیں کر رہی تھی جب جلال کو کسی گہری سوچ میں پایا تو
اسے ہلا کر پوچھا..........

جلال اپ سن رہے ہیں......... کہا کھوئے ہوئے ہیں اپ کب سے بولا رہی ہوں آپکو.....

کچھ نہیں جانم میں تو بس یہ سوچ رہا تھا. کہ جب ہماری بیٹی ہو گی تو اسے بھی مٹی کی طرح بہادر بناؤ گا......

نہیں ہماری لڑکی نہیں لڑکا ہو گا اور اسے میں آپکی طرح بلکل نہیں بناؤ گی.........اپ تو توبہ ہے رومانس میں
سبکو پیچھے چھوڑ چکے ہیں.........اسے میں اپنی طرح بناؤ گی.....

ہاں اپنی طرح ڈرپوک....... کہتے ہی جلال نے قہقہ لگایا.......

جلال اپ بہت برے ہیں...... مجھے اپ سے کوئی بات نہی کرنی...... میں اگر آپکو ڈرپوک لگتی ہوں تو کرتے کسی بہادر سے شادی......

آئے بڑے مجھے ڈرپوک کہنے والے....... منہ بنا کر کہتے بیا نے گویا ناراضگی کا اعلان کیا تھا.......

اور یہاں گم ہوئی تھی جلال کی مسکراہٹ...... جانم میں تو مذاق کر رہا تھا....... جلال نے گاڑی کو اوٹو موڈ پر لگایا اور بم کے دونوں ہاتھوں کو انی گرفت میں لیکر شدت جذبات سے بولا.....

مجھے تمہاری اسی معصومیت نے ہی تو گھائل کیا ہے مجھے بچپن سے اپنا دیوانہ بنایا ہوا ہے

جب کہ جلال کا یوں گاڑی کو اوٹو موڈ پر کرتے دیکھ بیا کی تو جان پر بن آئی تھی....... ٹھیک........ ٹھیک ہے میں ناراض نہیں ہوں اپ پلیز گاڑی کو تو دیکھیں........ بیا بچپن والی بات پر غور نا کرتے ہوئے گاڑی کو دیکھ کر بولی تھی........

نہیں یار تم ناراض ہو مجھے تمہیں اچھے سے منانا ہے...... کہتے ہی جلال جھکا تھا......... جب بیا نے اسے دور کیا اور کہا کی ابھی اسی وقت گاڑی روکیں........

جلال نے گاڑی روکی اور دوبارہ سے بیا کو خود کی طرف کھینچ کہ وہ اسکے کشادہ سینے سے جا ٹکرا آئی.....

بیا جو گاڑی روکتے دیکھ کر اسے سنانے والی تھی لیکن جب جلال نے اچانک سے کھینچا تو اسکے سینے سے جا لگی اپنی پلکوں کی جھالر کو اٹھا کر جلال کو دیکھنے لگی........

جب تک اسے سمجھ آتی وہ اسپر جھک کر اسکے لبوں کو قید کر چکا تھا........ گاڑی میں ایک فسو خیز خاموشی چھا گئی تھی........ ایسے میں جلال بیا کی دھڑکنوں کو اپنے دل میں دھڑکتا محسوس کر رہا تھا.........

جب تھوڑی دیر بعد جلال نے بیا کو آزاد کیا تو بیا جلال کو بازؤوں سے پکڑے اپنی سانسوں کی رفتار کو نارمل کرنے لگی..........
جب کہ جلال مسکراتی نظروں سے بیا کے ایکسپریشن نوٹ کر رہا تھا.......

جب بیا اس سے دور ہونے لگی تو جلال نے اسے پھر سے اپنے قریب کیا اور اسکے کانوں میں اپنی جذبات سے بوجھل آواز میں سرگوشی کرنے لگا.......

ایسا ہو ہی نہیں سکتا کہ میری جان ناراض ہو اور جلال منائے نا......ہاں بس طریقہ میرا اپنا ہو گا منانے کا
....

جلال کی جذبات سے بوجھل مخمور سرگھوشی سے بیا کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسنی سی دوڑی تھی.....

جب بیا نے ایکدم اسے خود سے دور کیا تھا اور اپنے لہجے کو نارمل کر کے وہ جلال سے بولی تھی.....جلال اپ کبھی بھی مت شروع ہو جایا کریں.......جب جلال نے قہقہ لگایا تھا.....
جانم جب تم سامنے ہوتی ہو تو کنٹرول ہوتا ہی نہیں..........

تو ٹھیک ہے پھر کیا ضرورت ہے جانے کی ہم واپس چلتے ہیں.........بیا نے اپنے فائدے کی بات کی تھی.....اسے نہیں جانا تھا آج.....پہلے ہی اسکی موڈ خراب رہتا تھا آجکل اوپر سے جلال بار بار چیک اپ کے لئے لے جاتا.....

جلال نے بیا کی بات سنی تو خوشی سے جھوم اٹھا.......اسکی خوشی ک کوئی ٹھکانا ہی نہیں تھا بیا نے ج پہل کی تھی......

واہ جانم آج تو تم خود مجھے کہہ رہی ہو کہ میں تمہارے حسن کو خراج تحسین پیش کروں..... آج تو واقعی عید ہو گئی ہے میری........

بیا تو جلال کی بات سن کر اپنے کہے لفظوں کا مطلب جب سمجھ آیا تو سٹپٹا کر ادھر ادھر دیکھنے لگی.......... جب مسلسل جلال کی نظریں خود پر محسوس کی تو بول اٹھی......

جلال اگر جانا ہے تو چلے وار نہ میں جا رہی ہوں گھر واپس.....بیا گاڑی سے اترنے ولی ہی تھی کہ جلال نے اسے پکڑ کر واپس بٹھایا آرام سے سیٹ بیلٹ باندھ کر گاڑی سٹارٹ کی......

جو حکم میری آقا......... جلال نے کہتے ہی سر کو خم دیا تھا.....با جب بیا نے شرما کر جلال کو دیکھا تھا.....

وہ ایسا ہی تھا عزت دینے والا......... اور محبت کرنے والا.......بیا کو لگتا تھا کی دنیا میں سب سے زیادہ محبت ماں باپ ہی کرتے ہیں.... لیکن جب سے جلال اسکی زندگی میں آیا تھا....اسکی یہ سوچ بدل گئی تھی

....

"مرد چاہے بھائی ہو, باپ ہو, شوہر ہو اگر وہ عزت دینا جانتا ہے تو اس سے خوبصورت مرد اس دیا میں اور کوئی نہیں" ....

محبت کا دعوا تو آجکل سب ہی کرتے ہیں لیکن عزت کوئی نہیں دے سکتا .... یہی کھا جاتا ہے می بہت محبت کرتا ہوں ...... اگر کوئی کچھ کہہ رہا ہے تو برداشت کر لو عزت دینے والی تو ایک ہی پاک ذات ہے ......

لیکن جب یہ وقت اپنی ماں, بہن, بیٹی پر اتا ہے تو روح کانپ کر رہ جاتی ہے ...... تب یاد اتا ہے تو بس اتن کی مکافات عمل اٹل ہے ....

اس دنیا میں اگر دھوکے باز ہیں تو وہ لوگ بھی ہیں جو اپنے کردار کو خوبصورت بناتے ہیں عورت کو عزت دے کر .... اور جو عورت کو عزت دینا جانتا ہو تو بے شک وہ اسکی ماں ہو یا کوئی اور لڑکی ....

وہ کبھی بھی اسکی ظاہری شکل کے پیچھے اتنی اچھی سیرت کے مرد ٹھکرانا پسند نہیں کرے گی .... ہاں اگر وہ خود بھو سمجھدار ہو تو ...... اگر ظاہری خوبصورتی کے پیچھے بھاگنے والی ہو گی تو .... اگے جو اسکے نصیب میں ہو گا اسکی ذمہ دار بھی وہ خود ہو گی ....

بیا خود کو بہت خوشنصیب تصور کرتی تھی کہ اسے جلال جیسا ہمسفر ملا تھا........ جو اسے محبت کے ساتھ بڑھ عزت دیتا تھا....... اور ایسے مرد ظاہر بھی یہی کرتے ہیں کہ اسکی پرورش بھی کسی ملکہ نے کی ہے.....

کیا ہو جانم میرے خیالوں میں کھو گئی ہو کیا....... ہسپتال انے پر جلال نے بیا کے اگر چٹکی بجا کر کہا تھا ....

اپنے اپنا سحر ہی ایسا پھونکا ہے کہ آپکے علاوہ کچھ اور دیکھتا یا سوجھتا ہی نہی......... م مسکرا کر کہتے وہ جلال کے ہمراہ ہسپتال میں داخل ہوئی تھی......

اور جس بات کا ڈر تھا وہی ہوا تھا.............

رزم کو جو انفارمیشن چاہیے تھی وہ اسی دن مل گئی تھی...... وہ حیران تھا اتنی جلدی کیا ہوا کی سب کچھ فوراً ہو گیا......

لیکن اتنا ضرور پتا تھا کی یہاں مشی یہاں ہی آئی تھی اور اسی کی وجہ سے اسے جلدی سے یہ مدد مل گئی تھی.....
تاکہ وہ جلد از جلد یہاں سے جا سکے......

رزم نے اپنی ٹیم کو ساری انفارمیشن دی اور لیلیٰ کو انکے ساتھ رہنے کا خاص آرڈر دے کر خود وہاں سے مشی کی تلاش میں نکلا.......

وہ جلد بازی میں یہ موقعہ گنوانا نہی چاہتا تھا اس لئے اپنا پولیس والا دماغ دوڑانے لگا.........

اسکا یہاں آنا مشی دیکھنا پھر اسکا غائب ہو جانا اور سیکریٹری کا اسے ساری انفارمیشن دینا.......ہاں انفارمیشن.........یسک مطلب اس سیکریٹری کو سب پتا ہو گا......

رزم نے اسے میٹنگ کے سلسلے میں ایک ہوٹل میں بولایا تھا..... جب وہ وہاں آئی تھی........ تو رزم نے اسے وہی باندھ کر اس سے مشی کے مطلق پوچھا تھا......

بتاؤ ورنہ تمہارا جینا حرام کردوں گا میں...... ور چھوڑ جاؤ گا یہی....... پھر دیتی رہن لوگوں کو صفائیاں کیوں کی اس کمرے میں ڈر گز موجود ہیں.......

اور تم تو جانتی ہو یہاں کی پولیس کو...... تو بتاؤ مجھے ایک سمپل سا سوال ہے مشی کہاں ہے.......

سر مجھے نہیں پتا مجھے چھوڑ دے........

اگر تمہیں نہی پتا تو اچانک سے تم مجھے وہ سری انفارمیشن کیوں دے رہی تھی....... تمہیں کیسے پتا.......

سر وہ تو مرحا میڈم نے کہا تھا.......کی آپکو دیدو........

کون مرحا..........یہاں کی ہیڈ......

رزم کے دماغ میں ایک دم سے کلک ہوا تھا اس نے اپنے فون میں سے مشی کی یل مسکراتی ہوئی تصویر کانپتے ہاتھوں سے اسکے سامنے کی تھی........

کیا اسے جانتی ہو تم.......

جی یہی تو ہیں ہماری ہیڈ میم مرحا........

اسکی بات سن کر غازی کے ہاتھ کانپے تھے......

سویڈن کا ٹکراو, یہاں پر مشی کو دیکھنا...... گھر میں وہ جائے نماز پر وجود اسکا مطلب مشی اسکے اتنے پاس تھی
.....اور وہ پہچان نہیں پایا تھا اسے......

رزم نے اس سیکریٹری جسکا نام اینا تھا.....اسے آزاد کیا اور خود وہی پر بیٹھ کر خوشی کی کیفیت میں اپنا رب کے
آگے سجدہ ریزہ ہو کر اسکا شکریہ ادا کرنے لگا.......

اللہ نے اسے ایک موقع دیا تھا.....ج وہ موقع جسے وہ پچھلے دو سالوں سے مانگ رہا تھا..... آج اسکی یہ خواہش
پوری ہو گئی تھی..........اسے اسکی مشی مل گی تھی......

اسکا بس نہیں چل رہا تھا اڑ کر اس تک پہنچ جائے.......... اپنی خوشی میں اس نے یہ بھی نہی سوچا تھا کہ اگر وہ
نیلوفر کے پاس تھی تو انکو سن معلوم ہو گا.......... کہ انکے بیٹے نے انکا سر شرم سے جھکا دیا ہے....

اور وہ پاکستان سے یہاں پہنچی کیسے.......... کس نے اسکی مدد کی.......اور سب سے اہم بات اسکا دھیان بچو پر بھی نہیں گیا.....

مشی کے زندہ ہونے کی خوشی میں وہ یہ سب باتیں فراموش کر گیا تھا.......

انجان تھا وہ کہ زندگی اسے ایک خوشی دے کر اس سے کیا چھیننے والی تھی........اور اسکی سزا ابھی ختم نہیں بلکہ ابھی شروع ہوئی تھی.....

جاری ہے.......

Yeh le g epi hazir hai ab koi na kehna short hi 😏.....long hai vo b achi khasi😒 😒 ab phir kehna na pary acha response hoga to roz deny ki koshish hogi warna ek din ky gape sy aigi epi 😍 😎 Or han #Group mai reviews dena na bholy .....aj to jalal, mishi ,razm, bia,matraba, ghazi sb mojod hain 😍 🙈

Don't copy paste without permission 💣💣💣

#ناول_مریض_ء_عشق

#رائیٹر_سندس_پری

#قسط_نمبر_36_پارٹ_1

اور جس بات کا ڈر تھا وہی ہوا تھا..........ڈاکٹر نے جب سارے ٹیسٹ وغیرہ کئیے اور بیا کی حالت کو دیکھتے ہوئے جلال سے بولی.....

کیا یہ اپکا پہلا بچہ ہے.......جلال جو کہ سنجیدگی سے ڈاکٹر کی طرف متوجہ تھا........ایک نظر بیا کو دیکھتے ہوئے دوبارہ ڈاکٹر کی اگلی بات سننے لگا......

جب کہ بیا دعا کر رہی تھی سب سہی ہو ورنہ اسکے ساتھ بہت برا ہونا ہے......

جی ڈاکٹر ہمارا پہلا بے بی ہے......

تو پھر اپ اتنے کیئر لیس کیسے ہو سکتے ہیں......

ڈاکٹر کی اگلی بات اسکے منہ میں ہی رہ گئی جب جلال نے اسے اپنی وحشت سے بھرپور سرخ آنکھوں سے دیکھا تھا
....

ایک پل کے لئے وہ ڈاکٹر بھی کانپ کر رہ گئی..... مم....... میرا مطلب ہے کہ آپکی وائف کو بہت زیادہ ویکنیس ہو گئی ہے اور انکا ایچ بی لیول بھی کم ہے......

انکی خوراک اور صحت کا اچھے سے خیال رکھا جائے گا تو ٹھیک وارنہ اپ جانتے ہیں کی اسکا کیا نتیجہ نکل سکتا ہے
......

جلال کی گھوری سے ڈر کر ڈاکٹر نے جلدی سے اسے سمجھایا تھا..... تاکہ وہ اس پر ہی نا برس پڑے........

جب کہ ڈاکٹر کی سری باتیں جلال نے غور سے سننے کے بعد اپنا رخ بیا کی طرف کیا تھا......

اور اسکی اس ایک نظر میں کی کچھ نہیں تھا غصّہ, افسوس....... جب کہ بیا نے جب اسکی ایک گھوری دیکھی تو اندر تک کانپ گئی.......

وہ کیسے بھول سکتی ہے کہ جب جلال اس سے جنونی حد تک محبت کر سکتا ہے تو یہ تو پھر ان دونوں کے وجود کا حصّہ ہے..... اسے کیوں نا فکر ہو...... اور غصّہ بھی جائز ہی ہے......

ڈاکٹر نے کچھ ملٹی وائیٹامنز دی تھی اور بہت ساری ہدایات, ساتھ ڈائٹ چارٹ بھی دیا تھا......

جلال ایک نظر ڈاکٹر پر ڈالتا........ ایک ناراض نظر بیا پر ڈالکر اسکی میڈیسن لینے چلا گیا...... لیکن جانے سے پہلے بیا کو آرام سے اپنے ساتھ لگائے گدی بیٹھانا نہی بھولا تھا........

اب بیا سوچ رہی تھی کہ وہ جلال کو کیسے منائے...... کچھ دنوں سے وہ کچھ زیادہ ہی چڑ چڑی ہو گئی تھی...... جسکی وجہ سے جلال زیادہ فورس نہیں کرتا تھا........

کیوں کہ فورس کرتا تو اسکا جی متلانے لگتا تھا...... کیسے مناؤں انکو اب......... ابھی وہ سوچ ہی رہی تھی جب جلال میڈیسن لیکر آیا...... اور گاڑی سٹارٹ کر دی.......

بیا ایک چور نظر جلال پر ڈال کر میڈیسن دیکھنے لگی........ جب کہ جلال نے سوچ لیا تھا بیا کی ایسی حالت میں کسی بڑے کا ہونا ضروری ہے......

اسنے فیصلہ کیا تھا کہ آج ہی فون کر کے بوجان کو یہاں بولا لے گا... اور اب جتنی نرمی برتنی تھی بس.......... اب بیا کی ہر چیز وہ خود دیکھے گا.......

پورے راستے جلال نے بیا سے کوئی بات نہیں کی تھی...... بس خاموشی سے ڈرائیو کر رہا تھا.....

بیا نے اپنے ہاتھ مسلتے ہوئے ایک چور نظر جلال پر ڈالی تھی...... اور جب جلال نے اسکی نظروں کو خود پر پایا تو صرف ایک لمحے کے لئے اسکی آنکھوں میں دیکھا تھا.......

جب کہ اس ایک لمحے میں بیا کانپ کر رہ گئی تھی...... وہ ڈر کی وجہ سے اپنے ناخن اپنے دانتوں سے کاٹنے لگی...... گھر پہنچتے ہی جلال نے بیا کو سوچنے کا کوئی موقع دیے بغیر اسے اپنے بازووں میں بھرا اور کمرے کی طرف اپنا رخ کیا.......

کمرے میں آکر جلال نے بیا کو آرام سے بیڈ پر لٹایا اور خود بغیر کچھ کہے کمرے سے باہر چلا گیا تاکہ اسکے لئے کھانے کے لئے کچھ لے آئے......

تھوڑی دیر بعد وہ کھانے کی ٹرے ہاتھ میں لئے کمرے میں داخل ہوا.....

بیا کو خود اپنے ہاتھوں سے کھانا کھلایا.....اسکے بعد دوائی دے کر لٹا دیا.......اور خود ٹرے باہر کھڑی ملازمہ کو دیکر واپس کمرے میں آیا.....

اپنے کپڑے لیکر الماری کا پٹ بند کرنے کیساتھ سائیڈ ٹیبل کی لائٹ اوف کی.......اور خود چینج کرنے چلا گیا واپس اتے ہی بیڈ پر جا کر لیٹا اور کتاب لیکر اسکا معائنہ کرنے لگا.......

اس دوران اس نے ایک غلط نگاہ بھی بیا پر نہیں ڈالی تھی......ات یہی بات بیا کو پریشان گئی تھی......اسے احساس تھ کی اس سے غلطی ہوئی ہے.........اور اس غلطی کا انجام خطرناک بھی ہو سکتا تھا اگر ج جلال اسے ہسپتال نا لیکر جاتا تو.........

بیا نے جلال کی طرف کروٹ لی.....اور اسکے سینے پر سر رکھ گئی.......

جانم کی جان پلیز مجھے معاف کر دے.....میں آج کے بعد آپکی کوئی بات نہیں ٹالوں گی..........اپ نے پچھلے ایک گھنٹے سے مجھ سے بت نہی کی مجھے ایسا لگ رہا ہے کہ میں پاگل ہو جاؤ گی........

کیا اپ اپنی بیا کو پاگل ہوتے ہوئے دیکھ سکے گے کیا........پکّا میں اپنا بہت سارا خیال رکھوں گی.......

بیا کی باتیں سن کر جہاں اسکے چہرے پر مسکراہٹ آئی تھی...وہی جانم کی جان لفظ سن کر وہ سرشاری کی کیفیت میں اسکے بالوں میں ہاتھ چلانے لگا اور جھک کر اس کے ماتھے پر اپنا لمس چھوڑا........جسے محسوس کرتے ہوئے بیا نے اپنی انکھیں موندھ لی تھی.......

اب جا کر اسکی بے چینی کم ہوئی تھی.......اسے سکون آیا تھا....

جانم تم نے صرف اپنا ہی نہیں بلکہ انے والے مہمان کا بھی بہت خیال رکھنا ہے...... سرگوشی کرتے ہوئے جلال کے ہونٹ بیا کے کان سے مس ہوئے تھے......وچہرے پر ایک خوبصورت سی مسکراہٹ آئی تھی .....

اور اسی لئے کل بی جان آرہی ہیں...... مطربہ کچھ دنوں بعد آئیگی...... جانم بہت مشکل سے میری زندگی میں خوشیاں آئی ہیں اور وہ سب تم سے وابستہ ہیں...... جلال اپنی بیا کے بغیر ادھورا ہے.......

کہتے ساتھ ہی جلال نے بیا کے گالوں پر لب رکھے تو وہ جلال کی بڑھی ہوئی شیو کو محسوس کرتی کھلکھلا کر ہنس پڑی ....

جبکہ جلال اس پر اپنی گرفت مضبوط کرتا اس پر اپنی محبت نیچھاور کرتا چلا گیا.........

اسکے اسی انداز کی تو وہ دیوانی ہو گئی تھی کہ جب بھی وہ ناراض ہوتا...... بیا کی تھوڑی سی فکر مندی پر جلال اسکے اگے اپنی پلکیں تک بچھا دیتا...... بے شک وہ ایک بہترین ہمسفر ثابت ہوا تھا.......

جب کہ جلال اسے ہر سوچ سے بہت دور کسی اور ہی جہان میں لے گیا تھا.......

مطی کی آنکھ کھٹکے پر کھلی تھی اس سے پہلے کے وہ اٹھ کر جاتی........ کوئی تھا جو دروازہ بند کرتے فوراً اسکے قریب آیا تھا........ اور اسکے اٹھنے سے پہلے ہی اسے دوبارہ لٹا کر اسکے منہ پر اپنا ہاتھ رکھ کر اسکی چیخ کو اندر ہی دبا گیا........

کھڑکی سے چاندا تی چاند کی روشنی میں جب مطی نے مقابل کو دیکھنے کی کوشش کی تو پتا چلا کی وہ کوئی اور نہی بلکہ غازی ہی ہے........ اسے دیکھ کر وہ خود کو اسکی گرفت سے چھوڑوانے کی کوشش کرنے لگی........ جو کہ اب اتنی آسان بھی نہیں تھی.... جتنا وہ سمجھ رہی تھی........

غازی جو کہ چاند کی روشنی میں مطی کا چمکتا ہوا چہرہ دیکھ رہا تھا...... اور اس پر ظلم کہ نیند سے بوجھل اسکی مخمور آنکھیں دیکھ کر سینے میں دبا دل شور زور پکڑنے لگا اور ابھی وہ کچھ کرتا کہ مطی کی مزاحمت اسے ہوش کی دنیا میں لائی.......

غازی نے اسکے لبوں کو اپنی گرافت سے آزاد کیا لیکن مطی ابھی بھی غازی کی گرافت میں بن پانی کی مچھلی کی طرح تڑپ رہی تھی....... اسکا بس چلتا تو غازی کا منہ نوچ لیتی.......

تم کمینے انسان یہاں کیا کر رہے ہو.........

دیدار یار کرنے آیا تھا....... فوراً سے پہلے جواب حاضر تھا........

تم کوئی بہت ہی بے شرم اور ٹھرکی قسم کے انسان ثابت ہوئے ہو....... ابھی کے ابھی مجھے چھوڑو ورنہ تمہارا حشر برا کر دوں گی..........

ابھی تو تم نے میری بے شرمی اور ٹھرک پن دیکھا کہاں ہے.......... لیکن سوچ رہا ہوں تمہیں ٹریلر دکھا ہی دوں...... آنکھ دبا کر کہتے وہ مطی کے اور قریب ہوا تھا.... کہ اب دونوں میں انچ بھر کا بھی فاصلہ نہیں تھا ....

تمہیں تو میں.......... غازی کو اپنے اتنا قریب دیکھ کر مطی کے دل نے ایک بیٹ مس کی تھی...... وہ خود کی بدلتی کیفیت پر قابو پاتی ابھی غازی کو کچھ کہہ ہی رہی تھی کہ غازی نے اسے بغیر کچھ کہنے کی مہلت دیے اسکے لبوں کو اپنی مضبوط گرفت قید کر دیا تھا.......

کہ مطی بس پھڑ پھڑا کر رہ گئی.......وہ بھرپور مزاحمت کرتی خود کو آزاد کروانے کی کوشش کر رہی تھی ....جب مطی کو لگا کہ وہ اگلا سانس نہیں لے پائے گی تو اس نے غازی کے سینے پر مکے مارنا سٹارٹ کر دیے تھے.......

جب غازی کو بھی مطی کی حالت پر رحم آیا اور اس نے اسکے لبوں کو آزادی بخشی تھی....... جب کہ آزادی ملتے ہی مطی غازی کے کندھے سے سر ٹکا کر اپنا سانس بحال کرنے لگی........

کہ غازی اسکی حالت سے محفوظ ہوتا اسے تنگ کرنے کی غرض سے ایک بار پھر جھکا تھا اسکی گردن پر ....وہ دیوانہ وار اس پر اپنی محبت کی بارش کئے جا رہا تھا.........

جب مطی ہوش میں اتی غازی کی ڈھیلی گرفت محسوس کرتی اسے زور سے دھکا دیا کہ غازی اگر بیڈ کو نا تھامتا تو یقینا زمین بوس ہوتا........

اس سے پہلے مطی اٹھتی غازی نے اسے بازوؤں سے پکڑ کر جھنجھوڑا تھا........ کیا مسلہ ہے تمہارے ساتھ ہاں ....یہ کیا حرکت تھی.......

تم مجھے بتاؤ تمہارے ساتھ کیا مسلہ ہے اور یہ کیا بتمیزی تھی........ تم اتنا کیسے گر سکتے ہو.......... اٹس ڈیزگسٹنگ.......

اپنی بکواس بند کرو تم غازی نے اسکے بازو پر گرفت مزید سخت کرتے پوچھا تھا.... اور کیا کہہ رہی ہو...... میں اتن کیسے گر سکتا ہوں..... اٹس ڈیزگسٹنگ...... تو میڈم سنو تم کوئی غیر نہی ہو....... شرعی بیوی ہو میری اور ہمارا نکاح ہو چکا ہے شاید تم بھول گئی ہو.......... لیکن میں نہیں........

وہ سب ہماری مرضی کے بغیر ہوا تھا...... سمجھے تم..... اس لئے تمہیں کوئی حق نہی پہنچتا کہ تم اسطرح مجھ سے بیہیو کرو.......

کر تو میں بہت کچھ سکتا ہوں سویٹ ہارٹ...... پہلے تو صرف تنگ کر رہا تھا........ لیکن اب میں تمہیں بتاتا ہوں کہ می تم پر کیا کیا حق رکھتا ہوں...... کہتے ہی وہ اسکی طرف بڑھا تھا....... پہلے تو وہ اسے صرف تنگ کر رہا تھا...... لیکن جذبات کی رو میں شاید وہ تھوڑا اگے نکل گیا تھا......

اس لئے مطی کا یہ ری ایکشن تھا...... اور جب مطی کے منہ سے اپنے سچے جذباتوں کی اسطرح سے تزلیل سنی تو وہ ایک بار پھر اسکی طرف بڑھا تھا لیکن مقصد صرف اسے احساس دلانا تھا......

جب مطی نے اسے خود کی طرف بڑھتے دیکھا تو نادانستہ طور پر پاس پڑا واس اٹھا کر اسے دے مارا.........

غازی کو مطی کی طرف سے اس شدید عمل کی تواقع نہی تھی اس لئے اپنے زخم کی پرواہ کے بغیر وہ بڑھا اور ایک ہی جست میں مطی تو قابو کر گیا........

تمہاری ہمت کیسے ہوئی یہ سب کرنے کی.........

بلکل ویسے ہی جیسے تمہاری ہوئی....... مطی کو افسوس تو ہوا تھا لیکن وہ غازی کی حرکت کا سوچ کر ایک بار پھر اپنی ٹون میں واپس آئی تھی........

تم کیا سمجھتے ہو تم مجھے یہاں روک کر اپنی ہوس پوری کر لو گے اور میں کچھ کر بھی نہیں سکوں گی........ تم نے کیا مجھے کمزور سمجھا ہو ہے......... میں ابھی جا کر انٹی کو تمہارا اصلی چہرہ دکھاتی ہوں.......

جب کہ غازی تو اسکے منہ سے اپنے لئے ہوس کا لفظ سن کر دنگ رہ گیا تھا....... تو کیا وہ اسے اتنا گرا ہوا سمجھتی تھی........

غازی نے ایک جھٹکے سے اسے اپنے قریب کیا اور اسکے جبڑے کو پر اپنی پکڑ سخت کرتے گویا ہوا.........اب تک تو سب مذاق چل رہا تھا.......لیکن آج جو تم نے میری تذلیل کی ہے.......اور مرد سب برداشت کر سکتا ہی لیکن اپنے سچے جذبات کی توہین نہیں.....

کہتے ساتھ ہی غازی نے اسے خود سے دور دھکیلا تھا......اور اپنے اشتعال کو کم کرنے کے لئے اپنے ہاتھ کا مکا بنا کر شیشہ پر مارا.......ڈریسنگ ٹیبل سے ساری چیزیں اپنا ہاتھ مار کر گرادی تھی..........

جب پھر بھی اسکا غصّہ کم نا ہوا تو کھینچ کر اس نے اسی ٹیبل کو لات دے ماری........اور اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے اس نے اپنی لہو رنگ آنکھیں مطی کی آنکھوں میں گاڑھی تھی......اور ایک افسوس اور نفرت بھری نظر اسکے وجود پر ڈالتا وہاں سے نکلتا چلا گیا.....

جب کہ اسکے جانے کے بعد مطی کو بھی احساس ہو تھا وہ جلد بازی میں بہت برا بھلا بول چکی ہی غازی کو......لیکن اب کوئی فائدہ نہیں تھ ان سب باتوں کا........

جاری ہے...

Ye ly g part 1 ……part 2 b abi hi likh rahi hun……jesy hi complete hoga post kr do gi……❤️🙈kuch hi iqsaat baki hai….novel ki …..saber rakhy thora …..routine thori busy hai to….mai ziafa likh nahi pa rahi…..ab ghussa na krna ap log…..abhi hi mi likh hi rahi hun…..koshish hi jaldi completw kr ky sent kro😍🙈itna sabr krne ky liye thnks😍🙈

Don't copy paste without permission 💣💣💣

#ناول_مریض_ء_عشق

#رائیٹر_سندس_پری

#قسط_نمبر_36_پارٹ_2

رزم کو نہیں پتا تھا کیسے اس نے یہ سفر طے کیا.....اسے بس اتن پتا تھا کہ کیسے بھی کر کے اسے اپنی مشی کے پاس جانا ہے اسے جی بھر کر دیکھنا ہے.......اسے محسوس کرنا ہے.......

کوئی نہیں جانتا کی کتنی تکلیف ہوئی تھی اسے مشی کی موت کی خبر سن کر وہ ٹوٹ گیا تھا........

لیکن مشی زندہ ہے اس ایک خبر نے اسے دوبارہ سے زندہ کر دیا تھا........ وہ پورے راستے یہی سوچ رہا تھا کی اللہ نے اسے یہ سنہرا موقع دیا ہے تو وہ اسے خالی نہیں جانے دے گا....

وہ منالے گا اپنی مشی کو پھر چاہے وہ اس سے نفرت ہی کیوں نا کرے....... لیکن اسے تو یک گونہ سکون ہو گا نا کہ اسکی مشی زندہ تو ہے.......

اگر وہ اسے ساری زندگی نفرت بھی کرتی رہے گی تو وہ ہنس کر بغیر اف کئے یہ سزا کاٹ لے گا.....

لیکن کیا یہ سب اتنا آسان تھا؟

گھر کے پورچ میں گاڑی روکتے ہی رزم اندھا دھند اندر کی طرف بھاگا تھا...... جلدی ہوتی بھی کیوں نا پورے 2 سال بعد وہ اپنی مشی کا دیدار کرنے والا تھا....... ایک الگ ہی خوشی اسکے ہر انداز سے پھوٹ رہی تھی جو کہ کچھ ہی دیر کی تھی........

رزم جیسے ہی گھر میں داخل ہوا...... اندھیرے نے اسکا استقبال کیا تھا....... ماما کہاں ہے اپ......

اسنے مس نیلوفر کو آواز دی تھی جب اچانک سے پورا گھر روشن ہوا تھا..... لیکن رزم کو اس خاموشی سے وحشت ہوئی تھی.......

ایک ڈر اور کچھ کھو جانے کا خوف ایک بر پھر سے اسکے چہرے پر لہرایا تھا...... وہ پنی بدلتی کیفیت پر قابو پا کر نیلوفر سے گویا ہوا تھا......

"ماما مرحا کہاں ہے...."

کیا تمہیں نہیں پتا مرحا کہاں ہے.....وہ تو مر چکی ہے..... تم تو جانتے ہو نا اس بارے میں سب کچھ..... پھر کیوں پوچھ رہے ہو...... نیلوفر نے سپاٹ لہجے میں رزم سے سوال کی تھا......

انہوں نے سوچ لیا تھا اب وہ پورا سچ اسکے منہ سے جان کر رہے گی......

ماما میرا کہنے کا مطلب ہے وہ لڑکی جسے اپ نے مرحا کی پہچان دی تھی وہ کہا ہے ...... رزم نے بڑی مشکل سے یہ سوال کیا تھا.... کہی نیلوفر کو کچھ پتا نا چل جائے .... وہ پچھلے دو سال سے رزم کے ساتھ سہی سے بات کر رہی تھی یہ اس بات کا ثبوت تھ کہ مشی نے انہیں کچھ نہیں بتایا.......

لیکن وہ انہیں سچ بتا کر پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا..... اور نا ہی انکی نظروں میں اپنے لئے نفرت دیکھ سکتا تھا ...... اس لئے ایسے ہی دریافت کرنے لگا.....

اسکا بس چلتا تو اڑ کر اسکے کمرے میں پوھنچ جاتا اور اسی اپنے سینے سے لگا کر....... اپنے سینے میں لگی جلتی آگ کو بجھاتا......

کیا واقعی تمہیں اسب لڑکی کے بارے میں جاننا ہے جسے تم جانتے تک نہیں......... اور اتنے سالوں میں ت نے اسک پوچھا تک نہیں تو آج اچانک یہ خیال کیسے آیا......

مس نیلوفر نے بھی سوچ لی تھ اتنی آسانی سے تو وہ بھی اسے کچھ نہی بتانے والی اس لئے بات کو گول گول گھمانے لگی.........

وہ........وہ ماما میں نے این جی او کے بارے می کچھ پوچھنا تھا.........رزم کا لہجہ بہت ہی کھو کھلا لگا تھا نیلو فر کو........وہ ایسا تو نہیں تھا...... لیکن بدلے کی آگ میں اندھا ہو کر بن گیا تھا ایسا..... تبھی تو اسے وٹ نا چلا کہ بدلے کے چکر میں وہ اونی ہی زندگی کو خد سے دور کر رہا ہے......اور جب تک عقل اتی سب کچھ ختم ہو چکا تھا......اور اب پچھتا رہا ہے.....

کہی تم مشی سے تو نہیں ملنا چاہتے.....جب نیلو فر کو لگا کہ رزم نہی بتانے والا تو خود ہی بول پڑی.......

جب کہ نیلو فر کی زبان سے مشی کا نام سن کر رزم نے کرنٹ کھا کر انکی طرف دیکھا تھا........

تو کیا وہ سب کچھ جان گئی تھی.......انہیں پتا لگ گیا تھا کی انک بیٹا اتنی گری ہوئی حرکت کر چکا ہے....... جسکی وہ دنیا بھر کے لوگوں کو کڑی سزا دیتا آیا ہے.......اور اپنے بدلے کے اگے وہ سب کچھ بھول گیا تھا .... کیا سہی ہے کیا غلط ہے سب کچھ فراموش کر چکا تھا......اس پر تو اس بیچاری کی آہ و پکار بھی اثر نا کر سکی..........

رزم ایکدم سے مس نیلو فر کے قدموں میں بیٹھ گیا تھا اور انکے دونو گھوٹنوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولا.......ماما مجھے معاف کر دے.....اپکا بیٹا ایک ایسا گناہ کر بیٹھا ہے جسکی کوئی مافی نہیں........

لیکن ماما میں بدلے کی اگ میں اندھا ہو گیا تھا نہیں پتا چلا کب اپنی ہی سانسوں کو خود سے دور کر دیا...... اپنی ہی محبت پر بد کرداری کا الزام لگا بیٹھا...... مم...... مجھے پتا ہے ماما وہ پاک دامن تھی....... لیکن صرف اسے تکلیف دینے کے لئے اتنے سخت الفاظوں کا استعمال کرتا تھا میں......

ماما ایک بار صرف ایک بار اسے کہیں کہ وہ مجھے معاف کر دے....... میں اس یہ احسن کبھی نہیں بھولو گا...... اسے اتنی خوشیاں دوں گا کہ وہ ہر غم بھول جائے گی........

رزم کی یہ حالت دیکھ کر انکے سینے میں بھی ٹھیس سی اٹھی تھی لیکن اگلے ہی پل وہ انے دل کو سخت کر گئی.....وہ کیسے بھول سکتی تھی مشی کی حالت..... کس ذہنی دباؤ میں رہی تھی وہ معصوم........ کیسے وہ انکے ہی بیٹے کی وجہ سے پچھلے ڈیڑھ سال سے اپنے ہی بچوں کو نظر انداز کر رہی تھی.......

کیسے وہ سب بھول جاتی...... کہ ایک پاک دامن لڑکی جسکی گواہی خود اسکا شوہر دے رہ ہے.....اسی نے اسے بد کردار کہا تھا...... ایک عورت ہونے کی وجہ سے وہ بہت اچھی طرح سمجھ سکتی تھی مشی کے دکھ کو........

رزم نے اسے بد کردار کہہ کر سخت لفظ استعمال نہیں کی تھا..... بلکہ گالی دی تھی........ اپنی ہی بیوی کے کردار پر کیچڑ اچھالا تھا........ اور اتنے مظالم کرنے کے بعد وہ مافی مانگنے کا کوئی حق نہیں رکھتا تھا.......

مشی نے یہاں سے جا کر جو فیصلہ کیا تھا وہ سہی لگا تھ نیلو فر کو..........

تم کیا ہو رزم....... تم...... کیسے ایک معصوم لڑکی کے ساتھ یہ سب کر سکتے ہو...... بد کردار لفظ کا مطلب بھی جانتے ہو تم.......

کیا تم نے اپنی بہن کی حالت نہیں دیکھی نہیں تھی....... جب وہ غائب ہوئی تھی تو لوگوں نے اسے کیا کہا تھا...... تم سب بھول گئے.......

تم پر تو یہ سب گزر چکا ہے نا تو تم اتن کیسے گر گئے...... کیسے کر گئے اس معصوم کے ساتھ اتنی بڑی ناانصافی...... کیا یہ اسک قصور ہی کہ وہ شجاعت کی بیٹی ہے........

اور بیٹی ہی کیوں......... اسک تو بیٹا بھی تھا نا تمہیں اگر بدلہ لیں تھا تو تم اسکے ذریعہ دھمکا کر اسے بلاتے..... اور لیتے اپنا بدلہ...... کم از کم ایک معصوم کی زندگی تو بچ جاتی........

لیکن تم یہ کیوں کرتے...... آخر وہ اتنی معصوم اور خوبصورت جو تھی...... تمہارے اندر کا شیطان جاگ گیا ہو گا...... اور تم ان سب می ایک بے قصور کو بغیر کسی وجہ کے جسمانی اور روحانی طور پر ٹارچر کرتے رہے

....

پتا بھی ہے اسکی کی حالت تھی جب وہ ہمیں ملی تھی....... اس میں جینے کی کوئی رمک باقی نہیں تھی...... کتنی بار وہ خود کشی کی کوشش کر چکی تھی..... نروس بریک داؤن ہوا تھا اسکا........

لیکن تمہیں ان سب سے کیا....... مرد پہلے غلطی کرے...... غلطی نہیں گناہ کیا ہے تم نے.....اور پھر آجائے مافی مانگنے کیا یہ سب اتنا آسان ہے........

کیا تم شجاعت کو معاف کر سکتے ہو جو کچھ بھی اس نے تمہاری بہن کے ساتھ کیا اسکے لئے.......

نہی نا.......

تو پھر کیوں امید کر رہے ہو کہ وہ بھی تمہیں معاف کر دے.......

جب کہ رزم سے جب تکلیف برداشت نہ ہوئی تو وہ چیخ اٹھا تھا........اور زارو قطار رو رہا تھا.......اسکی یہ حالت دیکھ کر مس نیلوفر کو اس پر رحم نہیں بلکہ ترس آیا تھا........

وہ اپنا دل مظبوط کئے اپنے جوان بیٹے کو یوں روتے اور تڑپتے ہوئے دیکھ رہی تھی..... لیکن وہ کچھ کر نہیں سکتی تھی...... سیوائے دعا کرنے کے........

جب ان سے برداشت نا ہوا تو روتے ہوئے وہ بھی اٹھ کر جانے لگی جب رزم انکے پیروں میں گر گیا اور انکے پر پکڑ کر انسے التجا کرنے لگا.......

ماما اپ پلیز مت جائے...... پلیز اسے کہے ایک بر مجھ سے مل لے بس ایک بار........ میں اسے بتاؤ گا سمجھاؤ گا... سب کچھ...... لیکن بس ایک بار وہ میری بات سن لے.........بس ایک آخری بار......

رزم روتے اور التجا کرتے ہوئے کوئی دیوانہ ہی لگا تھا مس نیلوفر کو........ لیکن وہ کی کر سکتی تھی.......انکو بھی تو نہی معلوم تھا کہ مشی کہاں گئی ہے.......اور اگر ہوتا بھی تو وہ رزم کو نہیں بتا سکتی تھی.......

مجھے نہیں پتا کہاں گئی ہے وہ........ب اتن پتا ہے کہ وہ اب تمہاری شکل کبھی نہی دیکھنا چاہتی اسی لئے چلی گئی مجھے بھی چھوڑ کر......... تم بھی چلے جاؤ جب جب تمہیں دیکھتی ہوں تو اس بچی کا تکلیف میں گزرا ہوا ہر درد بھرا لمحہ میری آنکھوں کے سامنے گھوم جاتا ہے.......

جب کہ مشی کا جانے کا سن کر رزم پتھر کا ہو گیا تھا...... نیلو فر اسے وہی کھڑا چھوڑ کر کمرے میں چلی گئی تھی ..... اور وہ وہی پر اپنے ساتھ ہوئے مذاق پر ماتم کنا تھا........

سوچ بھی کیسے لیا اس نے کہ زندگی میں وہ بھی خوش رہ سکتا ہے..... اسے تو خوش رہنے ک کوئی حق ہی نہیں تھا...... پہلے ماں باپ کی موت..... پھر بہن کے ساتھ ہوا حادثہ.......اور اسکے بعد مشی کے ساتھ ہوئی نا انصافی جسکا ذمہ دار وہ خود تھا...... اور اب ایک بار پھر.......

جب اسے لگا اب سب س ہو گا تو وہ پگر ٹوٹ گیا تھا...اسکی امید بھی ٹوٹ گئی تھی..........

وہ پر بیٹھتا چیخ چیخ کر رونے لگا........ آنسوں ختم ہو گئے تھے لیکن دل میں اٹھتی تکلیف تھی کہ ختم ہو ہی نہی رہی تھی......

وہ اپنی سرخ انگارہ آنکھیں لئے خود سے عہد کرتا اٹھا تھا...... اب جب اسے پتہ چل ہی گیا تھ کہ مشی زندہ ہی تو وہ اسے ڈھونڈ ہی لے گا......

وہ نہیں جانتا تھا کہ بہت جلد اسکی زندگی میں بھی خوشیاں انے والی تھی لیکن وہ انجان تھا ان سب باتوں سے .... اگر جان لیتا تو قدر کیسے جانتا وہ کہ جب سب سے قیمتی چیز جب کھو جائے تو بار بار موقعہ نہیں ملتا اسے پانے میں....... یہ بات اب رزم بہت اچھے سے سمجھ چکا تھا......

مشی جب نیچے آئی تو نئی میڈ تھی جسے میگی کی مدد کے لے ہی رکھا گیا تھا تاکہ انکو کوئی مسلہ نا ہو..... کیوں کہ نائیفہ تو اپنی حرکتوں سے باز انے والی نہیں تھی...... اور محسن اور محیص بھی پورا پورا ساتھ دیتے تھے اپنی نٹھکھٹ سی بہن کا.......

مشی نے سکھ کا سانس لیا اور کمرے کی طرف بڑھی..... لیکن اپنے تینوں جنوں کو وہاں نا دلہ کر اپنا سر تھام کر بیٹھ گئی.....

ضرور وہ تینوں اپنے نئے محاذ پر گئے ہوئے ہونگے...... جو تھا اپنی ماں کی ناک میں دم کرنا........

وہ تینوں ایسی ایسی شرارتیں کرتے کہ مشی سب کچھ بھول کر انکے ساتھ ہی ہنسنے لگتی تو کبھی غصہ ہو جاتی.......

اب بھی وہ انکو دیکھنے کے لئے کچن میں جا رہی تھی....... کیوں کہ انکا ایک ہی مقصد تھا فریج میں سے چاکلیٹ نکلنا اور کھانا کم لیکن خود کو اس سے بھرنا زیادہ........

وہ تینوں ڈیڑھ سال کے ہو گئے تھے...... لیکن سب سے پہلے مما بولنا نائیفہ نے سٹارٹ کیا تھا..... اور اسے دیکھتے اسکے چیلوں نے بھی.......

ان تینوں نے جب سے چلنا شروع کیا تھا تب سے تو یل آفت آئی رہتی تھی گھر میں...... وہاں تو نیلو فر سنبھال لیتی تھی لیکن یہاں اسے خود ہی دیکھنا پڑتا تھا.....

ابھی وہ کچن میں آئی ہی تھی کہ اگے کا منظر دیکھ کر اسکی چیخ نکل گئی.......

جاری ہے......

Ye ly g part 2 😍🙈...... ab agr ap log acha response nahi dy gy to next post ko parhna na bholiye ga ....us mai hoga surprise ap logon ke liye😤😤

Don't copy paste without permission 💣💣💣💣

#ناول_مریض_ء_عشق

#رائیٹر_سندس_پری

#قسط_نمبر_37_پارٹ_1

مشی کچن میں آئی تو آگے کا منظر دیکھ کر اسکی چیخ نکل گئی...... کچن کا جو حشر ان نمونوں نے کیا تھا اس پر ایسا ری ایکشن بنتا بھی تھا.........

فریج کھلی ہوئی تھی اس میں سے ساری چیزیں باہر پڑی اپنے اپ پر گزری ہوئی قیامت بیان کر رہی تھی...... جب کہ محیص فریج کے پاس ہی بیٹھا ایک ہاتھ سے چاکلیٹ کھا رہا تھا جب کہ دوسرے ہاتھ میں پالک لے کر اس کا معائینہ کر رہا تھا....... جیسے اس سے ضروری کام تو کوئی ہے ہی نہیں........

مشی گئی اسکی طرف اور اسے اٹھا اسکا چہرہ صاف کرنے لگی...... کہاں ہے وہ دو تمہارے ساتھی...... محیص نے مسکراتے ہوئے پیچھے کی طرف اشارہ کیا تھا.......

جب مشی کی نظر پیچھے گئی تو وہاں نیچے کیبنیٹ کا ایل دروازہ کھلا ہوا تھا.....جہاں سے محسن کی ٹانگے نظر آرہی تھی ......

مشی نے جب نیچے جھک کر دوسرا دروازہ کھولا تو سامنے ہی وہ اپنے دانتوں کی نمائش کرتے ہوئے کبھی ٹماٹر کا بائیٹ لیتا تو کبھی چاکلیٹ کا.......اور اسکے ایکسپریشن سے تو یہی لگ رہا تھا کہ اسے یہ عمل بہت اچھا لگ رہا ہو ....

مشی نے ہاتھ پکڑ کر اسے بھی باہر نکالا اور دونوں کو گھورتے میگی کے حوالے کیا........

خبردار اگر اب تم دونو نے کوئی مستی کی تو...... انگلی اٹھا کر وارن کرتے اس نے میگی کو اشارہ کیا کہ جاؤ جا کر انکو نہلا کر انکی حالت درست کرو........

اور اب وہ اپنی سب سے شرارتی بیٹی نہیں بلکہ آفت کی پڑیا کو ڈھونڈنے کے لئے گارڈن کی طرف گئی........ کیوں اسکا فیوریٹ جھولا تو وہی پایا جاتا تھا......جہاں وہ اپنا زیادہ تر وقت گزارتی تھی........

مشی کے اندازہ کے مطابق نائیفہ نے وہی پر ملنا تھا........

نائیفہ ان دونوں کو وہی کچن میں چھوڑ کر خود اپنی چاکلیٹ لیکر اپنی پسندیدہ جگہ پر آ گئی تھی...... جھولے کے پاس اتے ہی فٹ سٹیپ کی مدد سے وہ جھولے میں سوار ہوئی اور اپنے مخملی سے بستر پر لیٹتے ہی اس نے پاس ہی ایک بٹن دبایا تو جھولا اپنی مخصوص رفتار سے جھولنے لگا........

اور وہ خود جھولتے ہوئے ساتھ ساتھ چاکلیٹ کھا رہی تھی..... بلیو آنکھوں میں ایک الگ ہی چمک تھی...... اپنے ننھے ہاتھوں سے کبھی اسے منہ کی طرف لے جاتی تو کبھی جھولے سے ہی صاف کرنے لگتی......

اگر مشی اسے اتنے گندے طریقہ سے کھاتے دیکھ لیتی تو شامت آجانی تھی....... لیکن اسے کیا پرواہ تھی ....بے پرواہ سی اپنی خوشی میں خوش ہوتی وہ اپنا چاکلیٹ ختم کرنے کی کوشش کر رہی تھی...... جو کہ ختم ہونے سے رہا.......

مشی آئی تو سامنے ہی وہ جھولے میں جھولا جھول رہی تھی....... مشی اسکی طرف بڑھی لیکن اگے کا منظر دیکھ لر تو وہ چکرا کر رہ گئی تھی......

اسنے اپنا تو برا حال کیا ہی تھا........ جھولے کو بھی پورا بھر دیا تھا چاکلیٹ سے.......اس سے پہلے مشی اسے نکال کر دو لگاتی میگی اگے آئی اور اسے اٹھا کر لے گئی...... جاتے ہوئے بتانا نا بھولی میڈم وہ دونوں بابا تنگ کر رہے ہیں اپ آجاؤ نا......

چلو میں اتی ہوں...... ابھی کہہ کر وہ اگی بڑھنے ہی لگی تھی کہ ایک بار پھر ڈور بیل بجی تھی....... مشی کا دل دھک سے رہ گیا تھا... لیکن وہ خود کو ڈپٹتی دروازے کی طرف بڑھی....... چوکیدار تو وہاں موجود تھا پھر بیل کیوں بار بار بج رہی تھی.....

مطی صبح جب ناشتے کی ٹیبل پر آئی تو وہاں غازی موجود نہیں تھا.....شاید وہ وہ مطی سے اپنی ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے پہلے ہی چلا گیا تھا.......

مطی کا دل اداس ہوا تھا اسے ناشتے کی ٹیبل پر نا پا کر....... بے دلی سے اسنے ناشتہ کیا تھا.......

جب کہ مطی کی ایک ایک حرکت پر آمنہ بیگم کی نظر تھی.....اس لئے اسکی بے چینی کو نوٹ کرتی وہ بول پڑی
....

مطر بہ بیٹے غازی کو آج بہت ضروری کام تھا اور اپ سو رہی تھی آئی لئے وہ جلدی چلا گیا...... پریشان نا ہو میں دوپہر میں اسے کہوں گی کہ وہ تمہیں گھر چھوڑ آئے.......

نہیں انٹی کوئی بات نہیں...... اسے ہو گا کوئی کام اس لئے چلا گے ہو گا...... مجھے کیوں برا لگے گا.......

اور بی جان پریشان ہو رہی ہونگی میں خود چلی جاؤ گی...... اور میرا تو بریک فاسٹ بھی ہو گیا میں چلتی ہوں ...... اپ نسے مل کر بہت اچھا لگا......... اگر میری ماں زندہ ہوتی تو وہ ضرور آپکی طرح ہی ہوتی
....

مطی نے اگے بڑھ کر انکا ماتھا چوما تھا اور پیچھے ہوئی تھی........ جب کہ آمنہ بیگم مطی کی اس حرکت پر خوشی سے نہال ہوتی اسکی بلائے لے رہی تھی........

اوکے انٹی اللہ حافظ....زندگی رہی تو پھر ملاقات ہوگی.......

اللہ حافظ میری بچی......اللہ تمہیں خوش رکھے اور عمر دراز کرے...... مسکراتے ہوئے انہوں نے مطی کو گیٹ تک چھوڑا تھا........

جب کہ جاتے ہوئے ایک آخری بار مطی نے مڑ کر پیچھے دیکھا تھا........شاید اسکی آنکھیں کسی کو تلاش کر رہی تھی...... لیکن وہ ہوتا تو نظر اتا نا.........

اداس سی مطی نے گھر کی راہ لی تھی........

گھر اکر بھی مطی نے زیادہ بات نہیں کی تھی.......بس اتے ہی سو گئی تھی کہ سر میں درد ہے کہہ کر البتہ آمنہ بیگم کی بہت تعریفیں کر رہی تھی...

شام کو بھی مطی کا موڈ اوف تھا.....اب وہ سوچ رہی تھی کہ کیسے منائے غازی کو جسکو وہ جلد بازی میں اتن غلط بول گئی تھی.....

وہ نہیں واقف تھی اپنی دلی کیفیت سے ...... وہ بھی تو اسکو چاہنے لگی تھی اور ابھی سے نہی شاید جب انکا نکاح ہوا تھا اسکے بعد سے ......

نکاح سے پہلے تو اسے اپنی دلی کیفیت بس ایک اٹرایکشن لگتی تھی .... لیکن جب نکاح ہوا .....اسکے بعد جب وہ یہاں آئی تو اسکے احساسات بدل گئے تھے غازی کو لیکر .....

لیکن جب بھی جلال کا خیال آیا تو اپنے باغی دل کو خاموش کروادیتی ..... لیکن سچ تو یہی تھا کہ ان دونوں کا نکاح ہوچکا ہے .....دیر سویر تو جلال کو پتا لگنا ہی ہے ....اور اسکے ری ایکشن کا سوچ کر ہی مٹی جھر جھری لی تھی

....

لیکن اب اسے منانا تو پڑے گانا ......بیڈ پر ٹیک لگا کر سوچتے سوچتے کب اسکی آنکھ لگی اسے پتا ہی نا چلا

....

کھڑکی سے کوئی آیا تھا اندر ....اور اب بڑے آرام سے مطی کو اٹھا کر پلو اسکے سر کی نیچے رکھا .....اور خود کہنی کے بل بیٹھ کر اسکے حسین چہرے کا طواف کرنے لگا ......

مطی کے اٹھنے سے پہلے اسے جانا بھی تھا.... آخر کو وہ ناراض تھا مطی سے........

وہ جانتا تھا کہ یہ سب اسکے لئے نیا ہے.... لیکن اسے اس طرح نہیں کہنا چاہے تھا... پھر جب وہ گھر سے چلی آئی تو اسے دیکھنے یہاں چلا آیا.....اپنے بے قرار دل کو قرار بھی تو دینا تھا.......

اب جا کر کہی اسے قرار آیا تھا.........غازی نے مطی کے چہرے پر اتی بالوں کی شریر لٹوں کو کان کے پیچھے کیا اور اسکے ماتھے پر جھکا...... تھوڑی دیر بعد اس سے دور ہوا اور جانے کیلئے مڑا....... لیکن جاتے ہوئے بھی ایک نظر بھر کر اسے دیکھنا نہیں بھولا تھا.....

تمہاری ساری نادانیوں کا تو سود سمیت بدلہ لوں گا میں بس ایک بار میرے دل کی ملکہ اپنی اصل جگہ پر تو آجاؤ شریر مسکراہٹ لئے وہ خود کلام ہوا تھا.......اور کمرے سے نکلتا چلا گیا.......

جاری ہے.....

Is ka prt 2 likh rahi hun ….ap log ziada tang kr rahy thy is liye prt 1 de dia ……abhi 2 likh rahi hun ….. thira sbr rakhy…… mi busy

hun lekin ap logon ky pyar ki waja sy buhat mushkil sy ye time nikal kr likha hi .... Reviews dena na bholy

Surprise surprise 😍🙈

Don't copy paste without permission 💣💣💣💣

#ناول_مریض_ء_عشق

#رائیٹر_سندس_پری

#قسط_نمبر_37_پارٹ_2

اگلے دن مطی وقت سے پہلے ہی جم پہنچ گئی.......جلدی جانے کا مقصد کیا تھا یہ تو وہ خود کو بھی نہیں بتا پائی تھی ....شاید سوچنے سے بھی ڈر رہی تھی........

ساری سوچوں کو جھٹک کر وہ بچوں مارشل آرٹس سکھانے لگی.......لیکن دھیان اسکا پورا گیٹ کی طرف تھا ....

شاید اسکی نگاہیں کسی کے دیدار کی منتظر تھی... لیکن کسی کو بھی آتا نا دیکھ کر مایوسی سے واپس لوٹ اتی ....

مطی نے پورا دن انہیں سوچوں میں گزار دیا...... گھر جا کر چائے کا کہہ کر خود کمرے میں بند ہو گئی اور سوچنے لگی کہ کیا کرنا چاہے.......

چائے کے سپ لیتے ہوئے بھی غازی ہی اسکی سوچوں کا مرکز تھا............

ویسے میں نے اتنا بھی کچھ غلط نہیں کیا........

کیسے غلط نہیں کیا....... تم نے اسکی محبت کو اسکے سچے جذبوں کو ہوس کا نام دیا.........

ہاں یہ تو غلطی ہوئی ہے....... لیکن وہ خود بھی تو وطن فری ہو رہا تھا....... تو کچھ تو کرنا تھا نا........

تو تم اسے کسی اور طریقہ سے سمجھا لیتی یا سزا دیتی........ لیکن جو تمہارا انداز تھا اور جو تمہارا مطلب تھا........ اس مے غازی کو کی کچھ سوچنے پر مجبور نہیں کر دیا ہو گا........ اور اسنے خود کو چوٹ بھی لگوائی تھی........ کتنا خون بہہ رہا تھا تمہیں احساس بھی ہے.......

احساس ہے تبھی تو سوچ رہی ہوں نا........ مطی جو کہ کب سے اپنی ہی پر چھائی کو بھونڈے سے جواز پیش کر رہی تھی دروازے پر ہوتی دستک سے اسکی طرف متوجہ ہوئی........

جی کون.........

بی بی جی اکر کھانا کھالے بی جان آپکو یاد کر رہی ہیں......

اچھا تم جاؤ میں آرہی ہوں.........

اور تم کہاں گئی....... اپنی پر چھائی کو ڈھونڈتے وہ زچ ہوئی.......

اور فیصلہ کیا کہ غازی کو منانا ہے...... انھیں سوچوں میں وہ نیچے گئی اور کھانا کھاتے ہوئے بھی منصوبے کے بارے میں سوچ رہی تھی........

کیوں کہ غازی نے تو قسم کھا رکھی تھی کہ اسکی کوئی کال نہیں اٹھائے گا........ وہ چاہتا تھا کہ مطی کو اسکے سخت الفاظ کا احساس ہو تا کہ وہ پھر کبھی اس طرح کے الفاظ استعمال نا کرے..........

اگلے دن مطی نے اپنے مطابق غازی کے لئے تحفہ لیا اور اسے منانے کی غرض سے اسکے گھر چلی گئی........ آمنہ بیگم سے بات چیت کر کے اس نے سرسری سا بتایا کہ غازی ناراض ہی تو اسے منانے کے لئے گفٹ لائی ہے.......

آمنہ بیگم نے شفقت سے ہتھ اسکے سر پر رکھا اور اسے غازی کے کمر کا بت کر خود بھی اپنے کمر میں چلی گئی .... تھوڑی تھوڑی کوشش وہ کرتی تھی کہ اپنے پیروں پر چل سکے...... اسی لئے آرام آرام سے چلتے اپنے کمرے میں چلی گئی........

کمرے میں اکر اس نے گفٹ کو سائیڈ ٹیبل پر رکھا اور خود کمرے کا جائزہ لینے لگی.......

بے شک وہ لوگ یہاں رہتے نہیں تھے لیکن پھر بھی یہ گھر اپنی مثال اپ تھا......

کمرے کے وسط میں جہازی سائز بیڈ موجود تھا...... دیواروں کا کلر وہائیٹ تھا جبکہ پردے بلیک اور سکن کلر کے کمبینیشن سے بہت ہی خوبصورت منظر پیش کر رہے تھے......

وہ آرام سے چلتی ہوئی کھڑکی کی طرف آئی تھی جہاں سے چاند اپنی روشنی ہر طرف بکھیر رہا تھا......

مطی چاند کو دیکھنے میں اتنی محو تھی کہ اسے پتا ہی نا چلا کب غازی آیا اور اسکے پیچھے کھڑا ہو گیا........

غازی جو کہ ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی گھر آیا تھا جب ماما سے اسے مطی کے انے کا پتا لگا تو اپنے کمرے کی طرف بڑھا...... مطی کی موجودگی کا سن اسے خوشگوار حیرت ہوئی تھی.......

اور اسے یہاں اپنے کمرے میں دیکھ کر تو اسکی لہو اور دوبالی ہو گئی تھی....... لیکن اپنے اپ پر سنجیدگی کا خول چڑھا کر ابھی وہ اسے اپنی طرف متوجہ کرتا کہ........

مطی اپنے پیچھے کسی کی موجودگی کو محسوس کر کے پلٹی تھی.....اس سے پہلے وہ اس سے ٹکراتی...غازی فوراً پیچھے ہوا تھا.......صاف ناراضگی کا اظہار تھا......

جب کہ غازی کی اس حرکت پر ناچاہتے ہوئے بھی مطی کو تکلیف ہوئی تھی کہ وہ اتنا ناراض ہے کہ اسکا چھونا بھی برداشت نہیں کرسکتا اسی لئے فوراً پیچھے ہٹ گیا....

لیکن غلطی بھی تو مطی کی تھی اس لئے اب معافی بھی تو مانگنی تھی........

وہ......وہ میں تم.........اتنے قریب سے غازی کو دیکھ کر مطی کی دھڑکنیں منتشر ہوئی تھی......

جب کہ غازی نے مطی کی حالت کو سمجھتے ہوئے اسے اور تنگ کرنے کی غرض سے اپنا ایک ہاتھ اسکی کمر میں ڈال کر اسے اپنے اور قریب کرلیا.......

اب دونوں میں انچ بھر کا بھی فاصلہ نہیں تھا......دونوں یل دوسرے کی دھڑکنوں کو باآسانی سے محسوس کر سکتے تھے.......

جب غازی نے مطی کو خاموش پایا تو اسکے کان میں سرگوشی کی.......جب پتا ہو کہ بعد میں مداوا کرنا آسان نہیں تو ایسے الفاظوں کا چناؤ کرنا ہی نہیں چاہیے..........

سرد آواز میں سرگوشی کرتے غازی نے اسے آزاد کیا اور خود وہاں سے چینج کرنے کی غرض سے باتھروم جانے کے لئے مڑا..........

مطی نے اسکی سرگوشی سنی تو اسکی طرف دیکھنے لگی جب کہ وہ خاموشی سے وہاں سے جارہا تھا...... مطی کو لگا اب اگر وہ گیا تو کبھی نہیں منا پائے گی اسے..........اس لئے آگے بڑھتے ہوئے اس نے غازی کا ہاتھ تھام کر اسے روکا تھا جانے سے........

جب مطی کی اس حرکت پر غازی نے پلٹ کر اسے دیکھا تو وہ غازی کے ہاتھ کو آزاد کرتی گھوٹنوں کے بل اپنے کان پکڑ کر بیٹھ گئی.......

آئی ایم ریئلی سوری.......... میرے کہنے کا وہ مطلب نہیں تھا........پتا نہیں کیسے یہ سب میرے منہ سے نکل گیا پکا پرامس........اور دیکھو میں تمہارے لئے تمہارا سب سے پسندیدہ تحفہ بھی لائی ہوں.......اب تو معاف کردو..........

مطی نے بیڈ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر سے اپنے کان پکڑ لئے............ جب غازی نے مطی کی نظروں کا تعاقب کیا تو وہاں واقعی ایک گفٹ رکھا ہوا تھا.........

جب دوبارہ سے مطی کی طرف دیکھا تو وہ پھر سے کان پکڑ کر بیٹھ گئی تھی........غازی نے بہت مشکل سے اپنی ہنسی کو روکا تھا.......... کیوں کہ دی گریٹ مٹی اس وقت یوں نیچے بیٹھی اسے بہت ہی کیوٹ لگی تھی ....

اور جو اسنے سوچا تھا بلکل ویسا ہی ہوا تھا....... مطی نے اپنی نادانی میں وہ سب کہا تھا.......اگر وہ پست سوچ کا مالک ہٹا تو اس بات کو آنا کا مسلہ بناتا..........

نا کہ یوں اتنی جلدی معاف کر دیتا........واقعی اس نے اپنا بیگم کی پرورش پر حرف نہیں انے دیا تھا...... ہاں ناراضگی کا اظہار ضروری تھا...... تا کہ مطی کو اسکی غلطی کا احساس ہو جو کہ اب ہو گیا تھا......

اور اگر میں معاف نا کروں تو.......غازی کو پھر سے شرارت سوجی تھی.......

ایسا تو مت کہو....... دیکھو میں کتنے پیار سے تمہارے لئے یہ سب کر رہی ہوں اور منا بھی تو رہی ہوں نا ....

ہاں تو ناراض بھی تو تم نے ہی کیا ہے نا........

اوکے چلو بولو کیا کرنا ہے.........

غازی نے اسے اٹھنے کا اشارہ کیا اور خود بد پر جا کر اپنا تحفہ کھولا اور اسے پتا تھا کہ مطی اسے کیسے منائے گی......

اور سوچ کے عین مطابق اس کے اندر ڈھیر ساری چاکلیٹس تھی...... کیوں کہ پیگ غازی کو وہ بہت پسند ہوا کرتی تھی..... لیکن جم سے جب جوائن کیا تھا اس نے ان سب چیزوں کو چھوڑ دیا تھا........ ایک وجہ چھوڑنے کی یہ بھی تھی کہ اسے مشی کی یاد اتی تھی ان سب چیزوں سے..........

اور اس وقت جو مشی کی حالت تھی اسکے پیش نظر نا وہ آمنہ بیگم کو کچھ بتا سکتا تھا اور نا ہی خود جا سکتا تھا اسکے پاس کیوں کہ اسے اس وقت.... کچھ وقت درکار تھا...... اپنے ساتھ ہوئے سانحہ کو بھولنے کے لئے.......

جو کہ غازی تو تیار نہیں تھا لیکن جب جلال نے اسے سمجھایا تو وہ مان گیا تھا........... لیکن اب بہت جلد وہ پنی مشی سے ملنے والا تھا....... اور اسکے گناہگار کو وہ سخت سزا دینے کا ارادہ رکھتا تھا........

مطی نے غازی کے اگے چٹکی بجائی تھی اور وہ اپنی سوچوں سے باہر اتا مطی کی طرف متوجہ ہوا تھا.......

یہں میرے قریب بیٹھو اور یہ مجھے کھلاؤ تب ہی معافی ملے گی.........

مطی کو تو یہ سب بہت آسان لگا تھا وہ فورا اگے آئی اور غازی کو چاکلیٹ کھلانے کے لئے ابھی اسنے اسکی طرف کیا ہی تھا جب غازی نے اسکی انگلی پر بائیٹ کیا تھا....... ایک تو اسکے ہونٹوں کا لمس اسکے اوپر بائیٹ..... مطی تو کانپ گئی تھی........ اس نے اپن ہاتھ پیچھے کھینچا اور خود اٹھ کھڑی ہوئی......

کہاں جانے کی تیاری...... لگتا ہے تم نہیں چاہتی میں.... مان جاؤں تو ٹھیک ہے.... جاؤ.......

جب کہ مٹی ایک بار پھر سے ناراضگی کا سن کر بیٹھ گئی تھی اور اپنی انگلیوں کو اپس میں چٹخنے لگی تھی.......

غازی نے دیکھا تو بولا......... اچ ٹھیک ہی ایک آخری بائیٹ میں کھلاؤ گا اوکے.......

مطی نے صرف ہاں میں سر ہلایا تھا اسے اپنے ارد گرد خطرے کی گھنٹیاں بجتی ہوئی سنائی دی تھی........

رزم نے وہاں ہر ممکن کوشش کی لیکن اسے مشی کا پتا نہیں چلا.....چلتا بھی کیسے یہ کام جلال نے جو کروایا تھا لیکن کم رزم بھی نہیں تھا اسنے جب پتا کروایا..... تو علینا کے نام کی نیویارک کے نام کی ٹکٹ تھی........

....

علینا مشی کی سیکٹری تھی...... لیکن وہ تو یہیں تھی اسکا مطلب تھا کہ مشی پچھلے ایک ہفتہ سے نیویارک میں رہا آئیش پزیر تھی.........

رزم نے یہاں کا سارا کام لیلیٰ کے حوالے کیا اور خود مشی کے پاس جانے کا فیصلہ کیا........

لیکن قسمت کہ انہیں آج ہی پتا لگا تھا ان لڑکیوں کے ٹھکانے کا....... تو رزم نے پہلے فرض کو رکھا اور لڑکیوں کو بازیاب کروانے انکے خفیہ اڈے پر پہنچ گیا.........

جب کہ لیلیٰ پیچھے کے راستے سے اندر جا کر سب لڑکیوں کو آزاد کروانے لگی....... جیسے ہی اس نے آخری لڑکی کو باہر نکلوایا کسی نے پیچھے سے اسکے سر پر وار کیا تھا..........

جب کہ ان سب باتوں سے بے خبر رزم نے لڑکیوں کو سیف جگہ پر پہنچایا اور خود بھی ان غداروں کا نام و نشان مٹانے کے عزم کے ساتھ اس نے وہاں بم فٹ کیا......

تھوڑی ہی دیر میں وہ وہ بے حیائی کا اڈا اب راکھ بن چکا تھا......

اور وہاں سے اپنی کامیابی اور جیت کے جھنڈے گاڑھے وہ اپنی ٹیم کے پاس آیا سبکا شکریہ ادا کرتے اسنے لیلیٰ کا جب پوچھا تو اسے جو جواب ملا وہ سن کر اسے شدید اشتعال آیا تھا.......

غصّہ سے اسکی راگیں تن گئی تھی....... وہ جانتا تھا وہ لوگ کتنے خطرناک ہیں اگر کوئی بچ گیا ہے تو مطلب صاف ہے کہ لیلیٰ خطرے میں ہے......

رزم پچھلے ایک ہفتے سے جی توڑ کوشش کر رہا تھا لیلیٰ کو ڈھونڈنے کی....... لیکن ناکامی کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا........

وہ حیران تھا اتنی جلدی وہ کیسے اسے لے کر جا سکتے ہے.......

وہ انجان نہیں تھا اسے سب پتا تھا کہ لیلیٰ بدل چکی ہے.....اسکارزم کی پسند کے کپڑے پہننا اسکی آنکھوں سے چھپا نہیں تھا...... لیکن وہ اسے کوئی جھوٹی امید نہیں دلانا چاہتا تھا......

لیلیٰ بھی باقی لڑکیوں کی طرح ایک معصوم لڑکی تھی جب 13سال کی ہوئی تو اپنے کھ بیٹی کو دیکھ کر اس کے باپ کی نیت خراب ہوئی...........

وخود تو کچھ نا کر سکا لیکن اپنے کالے دھندے میں اس نے لیلیٰ کو انولو کر لیا تھا........ شروع شروع میں کھانے میں ڈرگز دیا جاتا اسکے بعد جب اسے عادت ہوئی...... اسے بھی اپنے ساتھ ان غلط راستوں میں لے آیا ......

جب کالج می داخلہ دلوایا تو مقصد اتنا ہی تھا کہ لڑکیوں کو ڈرگز کی عادت ڈال کر........ ہر روز ایک نئے درندے کے اگے پھینکا جاتا اور صرف انکو ہی نہی........یہ سب لیلیٰ کے ستہ بھی ہو چکا تھا.......

لیکن اسکی قسمت اچھی تھی جو اسے رزم مل گیا....... اور اس نے اسے اس دلدل سے نجات دلائی.........

ان سب میں اسکی تو کوئی غلطی نہیں تھی.........ماں کے مرنے کے بعد باپ نے بھی اسے استعمال ہی کیا تھا .....دولت حاصل کرنے کے لئے..........

اس نے کبھی پیار کو پہچانا ہی کہا تھا......شاید اسی لئے جب زندگی میں رزم آیا تو اسے پیار کے معائینے پتا لگے تھے......... لیکن وہ بھی مشی کے پیچھے پاگل تھا......... لیلیٰ نے قسمت سمجھ کر چھوڑ دیا تھا....... کیوں کہ وہ بھی سمجھ گئی تھی کہ رزم اسکے بارے میں سب جانتا ہے اور ایسی لڑکی سے شادی کوئی بھی کرنا نہیں چاہے گا

....

لیکن جب مشی کی موت کا سنا تو اسے افسوس تو بہت ہوا تھا.....رزم بھی اکیلا ہو گیا تھا.....اسی لئے وہ انکی مدد کرنے کے لئے انکی ٹیم کا حصّہ بن گئی........... تاکہ وہ بھی سکون کی زندگی جی سکے..........

رزم کو اس سے محبت نہیں تھی....... لیکن وہ ایک اچھی لڑکی تھی اور دوست چکی تھی اس لئے اب وہ زیادہ پریشان ہو رہا تھا........

جب اگلے دن اسے سراغ ملا تھا...... وہ گئے بھی تھے وہاں........ اور وہاں جا کر جب ان لڑکوں کو پکڑ کر تفتیش کی گئی تو پتا لگا کہ.......

کوئی لیلیٰ کو 4 دن پہلے انہیں بیچ کر گیا تھا....... تب اسکی حالت بہت خراب تھی........ کیوں کہ ۳ دن مسلسل اسکے جسم کو نوچا گیا تھا......

اور جب انکے حوالے کیا تو اسکی حالت کو دیکھ کر اس دن تو اسے بخش دیا لیکن اسکے بعد 3 دن تک مسلسل وہ 2 لڑکے اور انکے ۳ عیاش دوستوں نے بھی اسے نا بخشا.........

اور اب جب اسکی سانسیں اسکا ساتھ چھوڑنے کو تھی تو وہ لوگ اسے کسی بیچ پر پھینکنے جا رہے تھے........

یہ ساری باتیں سن کر رزم کے آگے کچھ دنوں پہلے کھانا کھاتے ہوئے لیلیٰ کا معصوم چہرہ لہرایا تھا....... وہ ان سب باتوں کو سوچتا ایک کمرے کی طرف بڑھا تھا جہاں داخل ہوتے ہی اسے اپنی نظریں جھکانی پڑی تھی.....

اس لڑکی نے کبھی کوئی خوشی دیکھی ہیں تھی اور آج وہ اپنی آخری سانسیں گن رہی تھی وہ بھی اتنی اذیت بھری .... رزم نے اسکے اوپر چادر ڈالی لیکن اسکی نظریں جھکی ہوئی تھی........

رزم کی آنکھوں سے بے اختیار آنسوں جاری ہوئے تھے.........

جب لیلیٰ نے اسے کچھ کہنا چاہا تھا...... اسے بہت مشکل ہو رہی تھی لیکن اسے بولنا تھا....... آج تو رزم بھی اسے بولنے سے نہیں روک سکتا تھا........

مم........ میں.........!!!!!اسے تکلیف ہو رہی تھی لیکن وہ رکی نہیں تھی مسلسل بولنے کی کوشش کر رہی تھی............

مم...... میں نے..... تت........ تم... سے مح...... محبت سچی کک.........کی ہے.........
اس......اسے فریب.......نا..... سمجھنا.........

بولتے ہوئے اسکی سانسیں اکھڑنے لگی تھی لیکن وہ پھر بھی بول رہی تھی......اسکی آنکھوں سے آنسوں بہہ رہے تھے.......اسکی حالت اس پر بیتی ہوئی اپ بیتی بتا رہی تھی........

جب رزم نے اسے بولنے سے منا کیا تھا.......رونے کی وجہ سے اسکی اپنی آنکھیں سرخ ہی چکی تھی

....

تم کچھ مت بولو بلکل چپ رہو..... تمہیں کچھ نہیں ہو گا.......میں تمہیں ابھی ڈاکٹر کے پاس لے چلتا ہوں

....

رزم اسکے پاس سے اٹھا تھا.......جب لیلیٰ نے اسکا ہاتھ پکڑا تھا.........

مم........ میری دعا ہے.... کک...... مش...... مشی تمہیں... مل....... مل جائے

....

یہ کہنا تھا کہ لیلیٰ کا ہلتا وجود پل میں ساخت ہوا تھا.........وہ معصوم لڑکی دنیا کی تکلیفیں برداشت کرتے کرتے آج دم توڑ گئی تھی.......

جسے کبھی کسی نے دعا نادی بس نفرت ہی کی تھی آج وہ جاتے ہوئے بھی اپنے محبوب کے لئے دعا کر گئی تھی .... جس سے یسے اذیت تو ہوئی تھی....... لیکن یہ کرنا بھی تھا........

رزم کے دل میں آج پھر سے ایک نیا درد اٹھا تھا........وہ رویا تھا اس معصوم کے لئے جسکے لئے شاید اس دنیا میں رونے والا کوئی نہیں تھا............

کچھ دنوں تک تو وہ بلکل خاموش ہو گیا تھا........ لیکن زندگی کبھی بھی کسی ایک انسان کے جانے کی وجہ سے نہیں رو کتی........ انکی پوری ٹیم کو لیلیٰ کا بہت افسوس ہوا تھا..........

رزم آج پورے پانچ دن بعد اس نے نیویارک کا رخ کیا تھا...... وہ اپنی زندگی میں جسکے بھی قریب رہتا وہ لوگ اس سے دور چلے جاتے تھے..........

مس نیلوفر نے بھی رزم سے بات چیت بند کی ہوئی تھی انہوں نے صاف صاف لفظوں میں کہہ دیا تھا کہ اگر مشی مان جائے تو اسے اپنے ساتھ لے آنا.......... میں اپنی ناراضگی ختم کر دوں گی........

صبح تک اس نے نیویارک پہنچ جانا تھا...... اور اگر اسے مشی کے پاؤں بھی پڑنے پڑے تو وہ پڑے گا......... لیکن منا کر ہی رہے گا.....

جلال کی کیئر اور توجہ نے بیا کو اس ایک ہی مہینہ میں بلکل فٹ کر دیا تھا.........وہ اسکی ڈآئیٹ کا خود خیال رکھتا........جسکی وجہ سے وہ تھوڑی ہیلدی بھی ہو گئی تھی.......

لیکن جلال کو وہ بم بھرے بھرے وجود میں اور بھی اپنے دل کے قریب محسوس ہوتی.......

ابھی بھی وہ بے فکر سی جلال کے سینے پر سر رکھے سو رہی تھی.......اسکے بال اسکے چہرے کو کور کئے ہوئے تھے......

جب کہ جلال ایک کہنی کے بل اسے دیکھنے میں محو تھا......

جلال نے ہٹے بڑھا کر بیا کے چہرے سے بل ہٹائے تھے......اسکے ماتھے پر لب رکھتا وہ ابھی پیچھے ہوا ہی تھا جب بیا نے کروٹ لی تھی.......

یہ کیا جانم اب میں تمہیں دکھوں گا کیسے.........جلال کو اسکا کروٹ لینا پسند نہیں آیا تھا اس لئے بول پڑا
....

تو اپ ایسے مجھے گھور کر دیکھیں گے تو میں کیسے سوؤں گی ....بیا نے نیند سے بوجھل سر گوشی کی تھی

...........اگر جلال اسکے قریب نہ سویا ہوتا تو کبھی نا سنائی دیتی ....

حدیبیہ تم آ رہی ہو قریب یا میں اوں............

بیا کا پورا نام لینا مطلب وہ اس سے اپنی ناراضگی کا اظہار کر رہا تھا........

جب کہ بیا کی بھی آنکھ کھلی تھی نیند بھگ سے اڑی تھی ....وہ آرام سے کروٹ لیکر دوبارہ جلال کے سینے پر سر رکھ گئی........

اپ یوں بار بار ناراض نا ہوا کریں ......بیا نے اپنا چہرہ اوپر اٹھا کر بڑے لاڈ بھرے انداز میں اس سے استفسار کرنے لگی.......

جلال نے مسکرا کر اسکا سر دوبارہ سے اپنے سینے پر رکھا اور بالوں میں انگلیاں چلانے لگا........جانم اٹس کالڈ ایموشنل بلیک میلینگ.........

جب کہ بیا نے سنتے ہی مسکرا کر اس کے سینے پر مکا جڑا تھا.......اور کب دوبارہ سے نیند کی وادیوں میں اتر گئی اسے پتا ہی نا چلا جب کا جلال ایک بار پھر سر اسے نہارنے لگا..........

بیا کو دیکھ کر اسے احساس ہوت تھا کہ دنیا بہت ہی خوبصورت ہے.......اپنا نرم گرم لمس اسکے ماتھے پر چھوڑتا وہ خود بھی آنکھیں بند کر گیا.........اور بیا کی موجودگی کو محسوس کرنے لگا......

جاری ہے.......

Ye ly g waqt sy pehly hi epi hazir hi...... is epi mai shaiyed ap logon ko laila pr rehm ajye....... 🙈😍 mai group mai ap logon ky reviews ka wait kro gi .... Next epi mai sham mi likhna start kron gi😁😍😎......subha subha ap logon ki waja sy uth kr epi likhi hi.........ab to thora rehm krlo😢....... Warna likes barha kr 2k kr do gi........😈😈😈

Don't copy paste without permission 💣💣💣💣

#ناول_مریض_ء_عشق

#رائیٹر_سندس_پری

#قسط_نمبر_38

مطربہ نے حامی تو بھر لی تھی لیکن اب وہ کرنے کیا والا تھا یہ اسے نہیں پتا تھا.

غازی نے چاکلیٹ کا ایک پیس الگ کیا اور اسے مطی کے منہ کر قریب کیا کہ کھاؤ اسے..........

مطی نے جب وہ چاکلیٹ کا پورا پیس اپنے منہ میں لینا چاہا تو غازی نے ہاف اسکے منہ میں ڈالا اور اسے بغیر سمجھنے کا کوئی بھی موقع دیے جلدی سے خود بھی جھکا اور بچا ہوا آدھا پیس کھانے لگا.......

یہ سب اتنی جلدی ہوا کہ مطی کو کچھ سمجھنے کا موقع ہی نا ملا......

وہ تو حیرانگی سے غازی کو دیکھ رہی تھی جو اب جھک کر اسکے لبوں کو ٹچ کرتے ہوئے خود بھی چاکلیٹ کھانے کے بہانے اسکی جان کو مشکل می ڈال چکا تھا..........

مطی نے غازی کے سینے پر ہاتھ رکھتے ہوئے اسے خود سے دور کرنا چاہا..........

لیکن غازی نے اسکے دونوں ہاتھوں کو اپنی مضبوط گرفت میں لیکر اسکی یہ کوشش ناکام بنادی.........

مطی مسلسل خود کو اسکی مضبوط گرفت سے آزاد کروانے کی کوشش کر رہی تھی........ جب غازی کو بھی اس پر رحم آیا اور اسنے اسے آرام سے آزادی بخشی.........

اس سے پہلے مطی باہر کی طرف بھاگتی غازی نے اسے کمر سے پکڑ کر دروازے کے ساتھ لگادیا.......... جب کہ مطی لمبے لمبے سانس لیکر خد کو نارمل رکھنے کی بھرپور کوشش کر رہی تھی.......

چھوڑو مجھے تم کمینے انسان....... تم......... تم ایک نمبر کے چھچھورے انسان ہو...... دور ہٹو مجھ سے.

تم کیوں اتنا گھبرا رہی ہو میری قربت سے........

کہی تمہیں مجھ سے پیار شیار تو نہیں ہو گیا........غازی نے اسکے نے اسکے دونوں ہاتھ دیوار سے لگاتے ہوئے شریر انداز اپنایا تھا........

تم.......... تم پہلے مجھ سے دور ہٹو ہاتھی کہیں کے مجھ سے سانس نہی لی جا رہی......... موٹے ہو گئے ہو تم کافی.........

مطی مٹی اغازی کا دھیان بٹانے کے لئے بات کو نیا رخ دیا تھا........

میں تمہارا مطلب صاف سمجھ رہا ہوں......... یہ جو تمہارے چہرے کی لالی ہے نا اور یہ جو تمہارا دل ہے .... یہ مجھے سب کچھ صاف صاف بتا رہا ہے....... اب تم منہ سے بھی بول دو تبھی تمہیں آزادی ملے گی ....

کیوں کہ یہ تو میں جان گیا ہوں کے آگ دونوں طرف برابر لگی ہوئی ہے.........

غازی نے کہتے ہوئے پہلے تو اسکے رخسار کو اپنے ہاتھوں سے چھوا اسکے بعد اسکے دل کے مقام پر اپنی انگلی رکھ کر اسکی سانسیں روک گیا تھا.........

مطی دم سادھے بس اسکی اپنی دھڑکن کو نارمل رکھنے کی کوشش کر رہی تھی......

اب بتا بھی دو......غازی نے اسے ٹھوڑی سے پکڑ کر اسکا چہرہ اوپر کیا تھا اور اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا

....

بتاؤ......... تمہارے دل کی بات تو میں جانتا ہوں.....اب تم بھی اظہار کر ہی دو........

جب کہ مطی خاموشی سے بس اسکی شرٹ کے بٹن کو دیکھ رہی تھی........اور سوچ رہی تھی کہ وہ کیا کہے ....وہ کیسے اپنے جذبات اسکے سامنے رکھ سکتی تھی........جب اسکے بھی کو کچھ پتا ہی نہی تھا.........

وہ لاکھ بولڈ سہی لیکن وہ کیسے یہ سب کرتی اور جب جلال کو پتا چلے گا تو کیا ہو گا.......اسکے اگے وہ سوچنا بھی نہیں چاہتی تھی.........

غازی نے مطی کو سوچوں میں ڈوبا پایا تو اپنی گرفت اس پر مظبوط کرتے اسے اپنی طرف متوجہ کیا........

🍁 "خبر رکھتا ہے میرے پل پل کی

گمان ہے، محبت وہ بھی کرتا ہے" ❤️

مطی نے غازی کی طرف دیکھنے سے مکمل گریز کرتے ہوئے یہ شعر کہا تھا........

غازی مطی کی چالاکی پر جی بھر کر ہنسا تھا...... اب تمہارے جیسا محبوب ہو گا تو خبر تو رکھنی پڑے گی نا...... لیکن تم بات کو بدل نہیں سکتی اوکے....... اب بتاؤ وارنہ جانے تو آج میں بھی نہیں دو نگا.........

مطی خاموش رہی تو غازی نے اس پر اپنی گرفت اور سخت کی تھی مطلب صاف تھا کہ جواب دو میں انتظار میں ہوں ......

مطی نے بھی سوچ لیا تھا کہ اگر وہ اسے دل کی بات نا بتائے اور اشارہ دے دے..... تو باف نی جلال کا بھی بتا دے گی.....

مطی نے مسکراتے ہوئے اسکی آنکھوں می دیکھا تھا...... لیکن جلد ہی اسے احساس ہوا کے وہ غازی کی لو دیتی نظروں کا مقابلہ نہیں کر سکتی....... اس لئے نظریں جھکاتے وہ اسکے سینے پر اپنا سر ٹکا گئی تھی..........

مطی کا انوکھا اظہار دیکھ کر غازی نے اسے اپنے سینے میں بھینچ لیا تھا......... جب مطی نے پر سکون سی اپنی آنکھیں بند کر لی تھی.......

غازی نے اسکے بالوں پر بوسہ دیا تھا....... اور خوشی سے جھومتے اسے اپنی باہوں می اٹھایا تھا.........

جب مطی نے اسکی کمر نی مکا جڑا اور خود کمرے سے باہر کی طرف بھاگی......

یہ اتنا آسان نہیں ہی جتنا تمہیں لگ رہا ہے........ ابھی تمہیں میرے بھی سے ملنا بھی ہے........ اور انکو دیکھتے تمہارا کیا حال ہونے والا ہے یہ دیکھ کر میں تو بہت انجوے کرنے والی ہوں......

اس سے پہلے غازی مطی تک پہنچتا..... مطی کمرے کا دروازہ باہر سے لاک کر کے بھاگ گئ...... پیچھے غازی مطی کی چالاکی پر کڑھتا رہ گیا..........

لیکن وہ خوش تھا کہ مطی بھی اس سے محبت کرتی ہے.......... اب بھائی کو بھی دیکھ لے گے........ اتنے ڈولے میں نے ایسے ہی نہیں بنائے.......... سالے صاحب کو بھی منالے گے...... اور اب تو جلد ہی ملنا پڑے گا ان سے........

اس بات سے انجان کے اسکا سالا کوئی اور نہیں بلکہ جلال ہے.....وہ خیالی پلاؤ بنا رہا تھا.......اب دیکھنا تھا کے اس ملاقات میں کس کے چھکے چھوٹنے والے ہیں......

رزم سارے کاموں سے فارغ ہو کر اب اپنی متاع جاں کے پاس جا رہ تھا جو کہ اسے دیکھنا بھی گوارا نہیں کرنے والی لیکن پھر بھی وہ جانا چاہتا تھا اس سے معافی مانگنا چاہتا تھا.

تھوڑی ہی دیر میں وہ اسکے روبرو ہونے والا تھا جسکا وہ گناہگار تھا۔۔۔۔۔۔۔

رزم نے اپنے آپ کو ہر چیز کے لئے تیار کر لیا تھا اسے پتا تھا اتنی آسانی سے اسے اسکے گناہوں کی معافی نہیں ملنے والی۔۔۔۔۔۔اس لئے اسنے سوچ لیا تھا وہ مشی کی ہر بات چپ چاپ سنے گا۔۔۔۔۔

رزم نائیفہ مینشن کے باہر کھڑا تھا اس میں اتنی ہمت نہیں ہو رہی تھی کہ وہ دروازہ کھٹکا سکے۔۔۔۔۔۔۔ کانپتے ہاتھوں سے اس نے ڈور بیل بجائی تھی۔۔۔۔۔

مشی جو کہ واپس جانے والی تھی بیل کی آواز پر مڑی تھی اور جا کر دروازہ کھولنے لگی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ دروازہ کھولتے ہوئے اسکا دل اچانک ہی گھبرایا تھا جیسے کچھ برا ہونے والا ہو۔۔

لیکن اپنے دل کہ وہم سوچ کر اسنے دھڑکتے دل کے ساتھ دروازہ کھولا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

اور اسکی سانس وہی کہیں سینے میں اٹک گئی تھی اپنے سامنے اس ستمگر کو دیکھ کر۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مشی کی آنکھوں سے شفاف موتی گرتے ہوئے بے مول ہو رہے تھے جب کہ وہ اپنے منہ پر ہاتھ رکھے نا میں سر ہلا رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

اس سے پہلے وہ بے ہوش ہو کر گرتی۔۔۔۔۔۔۔۔ رزم جو رو رہا تھا اسکی ایک جھلک پر ہی تڑپ کر اسکی طرف بڑھا اور اسے اپنے بازوں کے گیرے میں بھرتا اندر ہی طرف بڑھا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

جہاں جا کر اسکی دنیا ہی بدلنے والی تھی۔۔۔۔۔۔ اپنے جگر کے گوشوں کو دیکھ کر۔۔۔۔۔۔۔۔ اگر مشی ہوش میں ہوتی تو کبھی اسے اتا بھی نا لگنے دیتی۔۔۔۔۔۔۔۔

لیکن جو ہم سوچتے ہیں وہ کبھی ہوا ہے۔۔۔۔۔۔۔ جو آج ہو گا۔۔۔۔۔۔۔۔ ہونا تو وہی ہے۔۔۔۔۔۔ جو لکھا جا چکا ہے قسمت میں۔۔۔۔۔۔۔۔

اور رزم کی قسمت اسکے ساتھ تھی کہ آج مشی کی ساتھ ساتھ اسے اپنی اولاد بھی ملنے والی تھی۔۔۔۔۔۔۔اسکی زندگی میں بھی خوشیاں انے والی تھی۔۔۔۔۔۔۔

لیکن کیا یہ سب اتنا اسان تھا۔۔۔۔۔۔ مشی معاف کرے گی اسے۔۔۔۔۔۔

ان سوچوں سے انجان وہ اسے لئے ڈرائینگ روم میں گیا۔۔۔۔۔

اور ڈاکٹر کو بلوانے کے لئے میگی کو کہا جو کہ رزم کو دیکھتے وہاں آگئی تھی۔۔۔۔۔۔۔اور سوچ رہی تھی کہ اٹھنے کے بعد پتا نہیں کونسا طوفان انے والا تھا۔۔۔۔۔۔

لیکن اس نے رزم کو بچوں کے بارے میں کچھ بھی نہیں بتایا تھا۔۔۔۔۔۔ وہ فون کرتے ہی خاموشی سے بچوں کے پاس چلی گئی تا کہ وہ شیطان یہاں نا آجائے۔۔۔۔۔۔۔

پچھلے ایک مہینہ سے جیک اسکے ساتھ تھا....... پہلے تو ہسپتال میں 20 دن رہے کیوں کہ اسکی حالت ہی اتنی خراب تھی...... سبکو جہاں لگا تھا کہ وہ زندگی سے ہار گئی ہے.......

لیکن نہیں وہ ہاری نہیں تھی......... جب رزم نے اسے گلے سے لگایا تھا تب اسے محسوس ہوا تھا کہ اسکی دل کی دھڑکن بہت ہی سست رفتار سے چل رہی ہے......

اس نے بغیر کسی کو بھی بتائے اسے ہسپتال میں داخل کروایا تھا لیکن اسکی شناخت بدل کر اب وہ لیلیٰ نہیں بلکہ میرب تھی.......

جسکی ذمہ داری رزم نے جیک یعنی جسیم قنوان کو دی تھی وہ مطی کا دوست تھا...... لیکن رزم کی ملاقات بھی اس سے پچھلے سال ہوئی تھی وہ ایک واحد دوست تھا مطی کا......... رزم نے جیک کو میرب کی ذمہ داری دی تھی

......

جو کہ وہ بخوبی نبھا بھی رہا تھا........ وہ تو حیران تھا کہ اتنا بھی کوئی پیارا ہو سکتا ہے...... معصومیت تو اسکے چہرے سے ہی جھلک رہی تھی...... اسے غصہ تھا........ کہ لوگ اتنے ظالم کیسے ہو سکتے ہیں........ کہ اپنی ہی بیٹی کے ساتھ اتنا برا کرے اور پھر اسے اس ظالم دنیا میں بھیڑیوں کے اگے ڈال دے........

اور وہ بھی کتنی معصوم تھی اور جتنی معصوم تھی اتنی ہی بہادر جو اس دنیا کی اتنی تلخی جھیلنے کے بعد بھی نہیں ہاری تھی......

اور آج جیک نے بھی وعدہ کیا تھ خود سے کہ اب وہ کبھی بھی اسے جوئی تکلیف نہیں پہنچنے دے گا.........

جسیم قنوان اسکا پورا نام تھا لیکن یہاں پر سب اسے اسکے نک نیم جیک سے جانتے تھے..... وہ چوڑی جسامت والا 25 سالہ مرد جسکی بلیو آنکھیں کوئی بھی دیکھتا تو مانتا ہی نا کے وہ کوئی گورا نہیں بلکہ پاکستان میں رہنے والا ایک وجاہت کا شاہکار تھا...... یونی کی ساری لڑکیاں تو اسکی ان نیلی آنکھیں پر ہی فدہ تھی......

وہ کوئی سخت مزاج نہیں تھا ہنس مکھ سا تھا خود بھی خوش رہتا اور اپنے سے جڑے لوگوں کو بھی خوش رکھنا اسکا کام تھا....... اسکے ماں باپ..... مسٹر قنوان علی اور عینی دونوں نے اسکی تربیت میں کوئی کمی نہیں چھوڑی تھی.......

وہ بھی انکے ساتھ یہی سویڈن میں رہائش پزیر تھے....... جب انکو جسیم نے میرب کے بارے میں بتایا تو انہوں نے خوشدلی سے اسے ویلکم کیا تھا...... لیکن وہ بھی اس حالت میں نہیں تھی کہ سمجھتی کہ وہ کہا ہے....... یہ سب آسان بھی نہیں تھا اسکے لئے......... اب شاید ہی وہ کسی پر یقین کرتی یا محبت کرتی.......

فلحال اسکے بیرونی زخم تو بھر چکے تھے لیکن اندرونی کا کچھ پتا نہیں تھا....... وہ بس سارا سارا دن خاموش رہتی تھی ...... جسیم اس سے اتنی باتیں کرتا اسے ہنسانے کے جتن کرتا لیکن اس نے تو جیسے اپنے اوپر کفل لگا دیے تھے کے کسی بات کا کوئی اثر ہی نہی ہوتا تھا.......

رزم نے جسیم سے کچھ بھی نہیں چھپایا تھا اس نے میرب کا سارا پاسٹ کھول کر رکھ دیا تھا....... اسکے سامنے ...... اسکے باوجود بھی جسیم نے یہی کھا تھا کہ وہ آپنائے گا میرب کو........ لیکن وہ نکاح ابھی کرے گا اس سے.......

جب اسکی طبیعت تھوڑی سمبھلی تو اپنے ماں باپ کے ہمراہ سادگی سے ان دونوں کا نکاح کر دیا گیا........ میرب کو نہی پتا تھا کہ کیا ہوا ہے......... بس اسے یہ احساس تھا کہ اب اسکی بھی ایک فیمیلی ہے....... اسکے ماں باپ...... جب بھی وہ لوگ اسکے ساتھ ہوتے اسے اپنے پن کا احساس ہوتا تھا.......

جسیم نے کسی کو بھی کچھ نہیں بتایا تھا میرب کے بارے میں بس سرسری سا بتایا تھا....... کہ وہ اکیلی ہے ....اور ماں باپ کی دوری نے اسکی یہ حالت کر دی ہے..........

رزم ان سب سے خوش تھا اسے معلوم تھا کہ جسیم اسے ایک خوشگوار اور خوشحال زندگی دے سکتا ہے اور وہ سب خوشیاں بھی جسکی وہ حقدار ہے........

جاری ہے....

Dua kary ky mai jald theek ho jao........ Ab to ankhon mai b pain hai.....😥😥koi b heran na ho .... Q ky mai pehly keh chuki hun kisi b kirdar ke sath na insaafi nahi hogi...... agr dukh mily hain to us sy barh kr khushian b mily gi .... bs sbr rakhy or muj pr yakeen b .... like comment krna na bholy ....

Don't copy paste without permission 💣💣💣💣

#ناول_مریض_ء_عشق

#رائیٹر_سندس_پری

#قسط_نمبر_39

مشی بے ہوش بستر پر پڑی ہوئی تھی جب کہ رزم پریشان سا اسکے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لئے بار بار اپنے لبوں سے لگا رہا تھا۔۔۔۔۔اور ڈاکٹر مشی کا چیک آپ کر رہی تھی۔۔۔۔چیک اپ کرتے وہ رزم کی طرف متوجہ ہوئی تھی

۔۔۔۔۔۔

کیا لگتی ہیں یہ آپ کی؟۔۔۔۔

یہ میری۔۔۔۔۔۔۔۔۔میری وائف ہے۔۔۔۔۔آج پتا نہیں مشی کو اپنی وائف کہتے ہوئے کیوں اسکی زبان لڑکھڑ آئی تھی۔۔۔۔۔لیکن وہ خود کی کیفیت پر قابو پاتے ہوئے گویا ہوا۔۔۔۔۔۔

ڈاکٹر کیا ہوا ہے انھیں؟؟؟؟۔۔۔۔یہ ٹھیک تو ہے نا۔۔۔۔۔۔

پریشانی والی بات تو ہے۔۔۔۔۔ کیا انکو کوئی صدمہ ہوا ہے۔۔۔۔۔۔ پہلے کبھی انکا نروس بریک ڈاؤن ہوا ہے ؟؟؟؟؟؟۔۔۔۔۔

جب کہ رزم تو بلکل خاموش تھا اور حیرانگی سے ڈاکٹر کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔۔

وہ کیسے یہ بھول گیا کہ وہ ہی تو تھا جس نے اسے اتنے دکھ دیئے کہ وہاں سے جانے کے بعد بھی مشی کی حالت ایسی رہی۔۔۔۔۔یہ سب سنتے اسکے سینے میں ایک نئی تکلیف اٹھی تھی۔۔۔۔۔

لیکن اسے برداشت کرنا تھا سب کچھ برداشت کرنا تھا آخر کو سب کچھ اسکا اپنا ہی تو کیا دھرا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

انکی حالت کو دیکھ کر لگ رہا ہے کہ ابھی تو یہ شاک کی وجہ سے بے حوش ہوئی ہیں۔۔۔۔۔۔ لیکن انکی کنڈیشن بتا رہی ہے کہ انکا پہلے نروس بریک ڈاؤن ہو چکا ہے۔۔۔۔۔ڈاکٹر رزم کو خاموش دیکھ کر دوبارہ گویا ہوئی تھی ۔۔۔۔۔۔

اور میڈیسن کی ایک پرچی رزم کو تھماتے پروفیشنل انداز میں گویا ہوئی تھی۔۔۔۔۔ میں نے اینجکشن لگا دیا ہے تھوڑی دیر میں انکو ہوش آجائے گا۔۔۔۔۔۔ لیکن دھیان رہے انکو سٹریس بلکل بھی نہیں لینے دینا ہے۔۔۔۔۔۔ اور یہ دوائی انکو ٹائم پر کھلانی ہے۔۔۔۔۔۔ کہتے ساتھ ہی باہر کی طرف روانہ ہوئی تھی۔۔۔۔۔۔

رزم انکو باہر چھوڑ کر خود دوبارہ سے مشی کے سرہانے بیٹھ گیا۔۔۔ اسکے ماتھے سے بالوں کو ہٹاتے ہوئے بوسہ دیا تھا۔۔۔۔ اور اسکی پیشانی سے اپنی پیشانی ٹکا کر وہ بے آواز آنسوں بہا رہا تھا۔۔۔۔۔ اسکے آنسوں مشی کے چہرے پر گر کر اسے بھی بھگو رہے تھے۔۔۔۔۔۔

مجھے معاف کر دو میری جان بس ایک بار مجھے معاف کر دو۔۔۔ میں وعدہ کرتا ہوں کبھی تمہاری آنکھوں میں ایک آنسوں نہیں انے دوں گا۔۔۔۔۔ مجھے معاف کر دو بس ایک بار۔۔۔۔ وہ روتے ہوئے اس سے التجا کر رہا تھا جو کہ دوائیوں کے زیر اثر سو رہی تھی۔۔۔۔

میں بہت برا ہوں بہت زیادہ۔۔۔۔۔۔ تم۔۔۔۔۔۔ تم بس ایک بار اٹھ جاؤ مجھے جو سزا دو گی میں میں اففف تک نہیں کرو گا۔۔۔۔۔ بس تم اٹھ جاؤ۔۔۔۔۔ وہ روتے ہوئے مشی کہ کندھا بھی بھگو چکا تھا۔۔۔۔۔

کہ اسے باہر سے بہت ہی سریلی آواز آئی تھی کوئی تھا جو اپنی ماں کو پکار رہا تھا۔۔۔ لیکن وہ ایک نہیں بلکہ دو تھے یہ شاید تین۔۔۔۔۔۔

رزم تجسس کے تحت باہر کی طرف متوجہ ہو چکا تھا۔۔۔۔۔
وہ باہر آیا تو باہر کوئی بھی نہیں تھا۔۔۔۔۔

لیکن ابھی تو یہاں سے آواز آئی تھی میں نے خود سنی تھی لیکن یہاں تو کوئی بھی نہیں ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کہتے ہی رزم نے دوبارہ کمرے کہ رخ کیا تھا۔۔۔۔اس سے پہلے وہ اندر داخل ہوتا مشی کے چیخنے کی آواز آئی تھی۔۔۔۔۔وہ بھاگ کر اسکے پاس گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔

اور میگی جو کے بچوں کو لیکر دیوار کے ساتھ کھڑی تھی فوراً نہیں لیکر اوپر کمرے میں گئی کیوں کہ اگر مشی اٹھ گئی اور اسے پتا لگا تو اسکی جان خلاصی کے لئے نیلو فر بھی موجود نہیں ہیں۔۔۔۔۔

رزم نے نائیفہ کے بھرے بھرے گالوں پر بوسہ دیا تھا۔۔۔۔۔

اور اسے اپنے کندھے پر بٹھا کر اس نے ایک ہاتھ سے حمیص اور دوسرے سے محسن کے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں کو تھاما ہوا تھا۔۔۔۔

اور ہنستے ہوئے وہ گول گول چکر لگا رہ تھا۔۔۔۔۔انکے کھلکھلانے کی آواز سن کر مشی بھی باہر آئی تھی۔۔۔

لیکن جب اسکی نظر رزم کے ساتھ کھلکھلاتے اپنے بچوں پر پڑی تو وہ دم بخود رہ گئی اسکا مطلب اسے بچوں کے بارے میں پتا چل گیا۔۔۔۔۔

اور اب وہ بچوں کو مشی سے دور لے جانے والا ہے۔۔۔۔

یہ سوچ آتے ہی وہ خیالوں سے باہر نکلی اور رزم کی طرف بڑھی تھی جو مشی کو دیکھتے ہی بچوں کو لیکر باہر کی جانب بڑھا تھا۔۔۔۔

مشی کے ذہن میں ایک ہی سوچ تھی اگر بچے اس سے دور ہوئے تو وہ بھی مر جائیگی اور اسی سوچ کے ساتھ اچانک سے اٹھ بیٹھی تھی۔۔۔۔۔اسنے اپنے آس پاس دیکھا اسکا مطلب تھا یہ خواب تھا اسکے ماتھے پر پسینے کے ننھے ننھے قطرے نمایاں ہوئے تھے۔۔۔۔۔

اسنے اپنے ماتھے سے پسینہ صاف ہی کیا تھا جب رزم بھاگتے ہوئے اسکے پاس آیا تھا۔۔۔۔۔اور اسے چھو کر پوچھنے لگا کے کیا ہوا۔۔۔۔۔۔

جب کہ مشی پہلے تو اسے حیرانگی سے دیکھے گئی۔۔۔۔لیکن اگلے ہی لمحے نفرت سے اس نے اسکا ہاتھ جھٹکا تھا اور اسے دھکا دیتے خود سے دور کیا تھا۔۔۔۔۔۔

جب رزم نے بے یقینی سے مشی کی طرف دیکھا تھا۔۔۔۔کیا کچھ نہیں تھا اسکی آنکھوں میں غصّہ، نفرت، بھروسہ ٹوٹنے کہ غم اسکے تاثرات سے لگ رہا تھا کہ وہ رزم کی بات تک سننا گوارا نہیں کرے گی۔۔۔۔۔

دیکھو مشی میری جان میری بات تو سنو۔۔۔۔ابھی اسنے کچھ کہا ہی تھا جب اسے مشی کی حرکت پر رکنا پڑا ۔۔۔۔۔۔

رزم ابھی اگے بڑھا ہی تھا۔۔۔۔جب مشی نے پاس پڑی فروٹ کی باسکٹ سے چھری اٹھائی تھی۔۔۔۔۔۔

اگے بھی مت بڑھنا۔۔۔۔ ورنہ ورنہ میں اپنی جان لیلوگی۔۔۔ مشی نے بولنے کے ساتھ کی چھری اپنی گردن پر رخ دی تھی۔۔۔۔۔

جب رزم نے اپنے قدم روکے تھے۔۔۔۔ اور آنکھیں پھاڑے مشی کو دیکھ رہا تھا۔۔۔ کیوں کہ اسکا ایک غلط قدم اسکی مشی کو ہمیشہ کے لئے خود سے دور کر دیتا۔۔۔۔۔۔۔

جلال بیا کا خود سے بھی زیادہ خیال رخ رہا تھا۔۔۔ اسکی دوائی،اسکا کھانا،پورا ڈائٹ چارٹ وہ فولو کروا رہا تھا بیا سے ۔۔۔۔

جب بھی وہ بیا کے پیٹ پر ہاتھ رکھتا تھا اسے ایک الگ ہی احساس ہوتا تھا وہ بہت خوش تھا کہ جلد ہی باپ کے عہدے پر فائز ہونے والا ہے۔۔۔۔

اس دن جب بیا سیڑھیوں سے نیچے اتر رہی تھی بے اختیار اسکا پاؤں پھسلا تھا اگر جلال اسے وقت پر نا تھامتا تو اگے کی سوچ اسے ڈرا رہی تھی۔۔۔۔

بیا بھی بہت ڈر گئی تھی لیکن جلال خوب جانتا تھا کے کیسے اپنی جانم کا موڈ چینج کرنا ہے۔۔۔۔۔

اسے اسکے پسندیدہ گول گپے کھلانے لے گیا تھا۔۔۔۔اور شام تک بیا کو بیچ پر ھی گھما کر گھر لے آیا تھا۔۔۔بیا کو سلانے کے بعد وہ آج اس کمرے میں آیا تھا۔۔۔

جہاں اسے خوشی تھی اپنے باپ بننے کی وہی ماضی کی یادیں اسے ستا رہی تھی جب ماما بھی پریگننٹ تھی جلال اور سیکندر مل کر انکے اگے پیچھے رہتے تھے۔۔۔

کب وہ اپنے ماضی میں چلا گیا اسکی خبر اسے بھی نہیں ہوئی تھی۔۔۔۔اور وہی آنکھیں موندھے وہ اپنی ہنستی کھیلتی فیمیلی کو کو یاد کرتے مسکرانے لگا۔۔۔۔۔

"ماضی"

علی دورانی نے اپنے ماں باپ کی پسند سے شادی کی تھی وہ خود بھی ایکلوتا تھا انکی اور اسما بیگم کی بھی ایک ہی اولاد تھی اللہ نے انہیں بیٹے سے نوازا تھا۔۔۔سکندر دورانی۔۔۔

سکندر کی پرسنالیٹی کافی روعب دار تھی 6 فٹ لمبا چوڑا قد اوپر سے کسرتی جسم وہ فولادی جسامت کا مالک کالی روشن آنکھیں جو کہ پورے کالج کی لڑکیوں کو دیوانہ بنا چکی تھی۔۔۔۔۔

لیکن وہ تھا کہ نظر بھر کر کسی کی طرف دیکھنا نا پسند کرتا تھا۔۔۔۔۔اسکی پنی ہی ایک سوچ تھی جسکے مطابق اگر کوئی لڑکی اس سے امپرس ہو اسکی طرف دوڑی چلی آرہی ہے تو وہ کل کسی اور کے پیچھے بھی جا سکتی ہے۔۔۔۔

یہی سوچ اسے مجبور کرتی تھی جو وہ سبکو ایگنور کرتا تھا۔۔۔۔اور اسکے باوجود بھی لڑکیاں اسکا پیچھا نا چھوڑتی

۔۔۔۔۔

مسکراتے ہوئے اسکے رخسار میں ڈمپل پڑتے تھے جسکے لڑکیاں تو لڑکیاں اسکا دوست عدنان جعفری بھی فین تھا وہ تو دعا کرتا تھا کہ اسکے دوست کی مسکراہٹ کبھی اسکے لبوں سے جدا نا ہو۔۔۔۔

زندگی پرسکون گزر رہی تھی سب اپنی لائف میں بزی تھے پھر وہ آئی تھی جس نے اتے ہی سکندر کے دل پر قبضہ جما لیا تھا اور بڑی شان سے وہاں براجمان ہو گئی تھی۔۔۔۔

وہ تھی عُمیزہ ارتضیٰ جسے سب پیار سے میزہ بولاتے تھے۔۔۔۔۔۔اپنے بابا کے کہنے پر اس نے کراچی یونیورسٹی میں ایڈمیشن لیا تھا۔۔۔۔آج اسکا پہلا دن تھا۔۔۔۔اسکی دوست ناظمہ بھی اسکے ساتھ تھی جو کہ کافی شیطان تھی

۔۔۔۔۔۔

جب کہ عُمیزہ تو معصوم سی تھی گھر میں تو اسکی یہ لمبی زبان تھی لیکن باہر کی دنیا سے پتا نہیں کیوں اسے خوف اتا تھا اسی خوف کی وجہ سے اسنے یونی جانے سے بھی منا کر دیا تھا۔ جب ارتضیٰ صاحب نے بہت پیار سے اپنی بیٹی کو منایا تھا۔۔۔۔

کیوں کہ بابا کی کوئی بھی بات وہ کبھی ٹالتی نہیں تھی۔۔۔۔ابھی بھی وہ ناظمہ کے ساتھ ہی نظریں نیچی کیئے جا رہی تھی جب سامنے سے اتے وجود کے ساتھ زوردار تسادم ہوا۔۔۔۔۔

سیکندر ایک کال آئی تھی اور وہ بہت ضروری کام کی وجہ سے آفس جا رہا تھا سٹڈی کے ساتھ ساتھ وہ اور عدنان مل کر اپنا اپنا بزنس بھی کر رہے تھے۔۔۔۔

لیکن شاید آج کی میٹینگ اٹینڈ کرنا سیکندر کی قسمت میں نہیں تھا۔۔۔۔وہ جلدی جلدی میں باہر آرہا تھا۔۔۔۔جب جلدی میں وہ کسی نازک وجود سے ٹکرایا تھا۔۔۔۔۔یس سے پہلے سیکندر اسے بغیر دیکھے کچھ بھی غلط کہتا وہ خود بول اٹھی۔۔۔۔۔۔

عُمیزہ نے اپنی نیچے گری ہوئی کتابیں اٹھائی اور نظریں نیچے کئے ہی فورا سے بولی۔۔۔۔۔۔۔۔

معاف کریے گا وہ ہمارا دھیان نہیں گیا اس لئے غلطی سے ہو گیا سوری۔۔۔۔۔۔۔

اسکی میٹھی سی آواز جب سیکندر کے کانوں میں پڑی تو بے اختیار اسکی نظریں اٹھی تھی۔۔۔۔اور وقت وہی تھم سا گیا تھا۔۔۔اور اسی وقت سے محبت کی ایک نئی داستان شروع ہو چکی تھی جس سے عُمیزہ تو انجان تھی۔۔۔۔

لیکن یہ بات سیکندر کو سمجھ آ گئی تھی۔۔۔۔ عُمیزہ ہنوز نظریں جھکائے کھڑی تھی جب ناظمہ نے ببل گم چباتے ہوئے اسے پکارا تھا۔۔۔۔۔۔

کیا ہوا ہے میزہ چلو چلنا نہیں ہے کیا اور غلطی ان صاحب کی بھی تھی انکو بھی سوری کرنا چاہیے۔۔۔۔تم تو ایسے ہی ڈر جاتی ہو سب سے۔۔۔اب چلو بھی۔۔۔وہ اسے ساتھ لئے وہاں سے نکلتی چلی گئی۔۔۔۔۔۔

جب کے سیکندر تپ ابھی تک اس ماجبیں کے حسن سے گائل وہی پر کھڑا تھا اسکی ایک جھلک نے سیکندر کے دل کی دنیا ہی ہلا دی تھی۔۔۔۔۔

حجاب کے حالے میں موجود معصوم سی صورت بھرے بھرے گلابی گال،نیلی آنکھیں اوپر گھنی پلکوں کی اٹھتی گرتی جھالر ایک الگ ہی منظر پیش کر رہی تھی، پنکھڑیوں کی مانند بھرے بھرے لب۔جنکو پریشانی کی وجہ سے وہ مسلسل اپنے دانتوں سے کاٹ رہی تھی۔۔۔۔۔یہ منظر اسے دنیا کے تمام حسین مناظر کے سامنے سب سے اوپر لگا تھا۔۔۔۔۔

اسکا دل کیا تھا کے اگے بڑھ کر وہ اسکے لبوں کو اسکے بے رحم دانتوں سے آزادی دلوا دے۔۔۔۔لیکن یہ ناممکن تھا۔۔۔۔وہ تو دیکھنے میں ہی اتنی معصوم اور نازک لگ رہی تھی سیکندر کو ڈر تھا کہی ذرا سی سختی سے اسے تکلیف نا پہنچے۔۔۔۔۔

شاید سیکندر کی نظریں ہی تھی جنکا مطلب سمجھتے ہوئے اسکی دوست اسے وہاں سے لے گئی تھی۔۔۔۔۔

تب سیکندر کے لبوں نے بے آواز جنبش دی تھی "میزہ "سیکندر کی میزہ۔۔۔ ایک بھرپور مسکراہٹ نے اسکے لبوں کہ آحاطہ کیا تھا کبھی نا جدا ہونے کے لئے۔۔۔۔ کیوں جو چیز اسے پسند آجاتی تھی اسکی طرف وہ کسی کی نظریں بھی برداشت نہیں کرسکتا تھا اور یہاں تو بات ہی اسکی زندگی کی ہو رہی تھی۔۔۔۔

جلد ملاقات ہوگی میزہ سویٹ ہارٹ۔۔۔۔ مسکراتے ہوئے اسنے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرا تھا۔۔۔ سیکندر کا لاسٹ آئیر چل رہا تھا۔۔۔ ایگزامز کے بعد اسنے چلے جانا تھا لیکن اس سے پہلے وہ اپنی میزہ کو بھی اپنا بنا کر ساتھ ہی لے جائیگا۔۔۔ یہ اسنے خود سے عہد کیا تھا۔۔۔۔۔

جسیم آج میرب کو لیکر پارک آیا ہوا تھا وہ اپنا زیادہ سے زیادہ وقت میرب کو دے رہا تھا۔۔۔ تاکہ وہ یس فیز سے باہر اسکے۔۔۔۔۔۔

میرب یہاں اکر بھی خاموشی سے یہاں وہاں دیکھ رہی تھی۔۔۔ جب اسکی نظر دور بیٹھے دو بچوں پر پڑی وہ دونوں لگ بھگ 3 سال کے تھے دونوں اور شاید بال کے لئے ایک دوسرے سے لڑ رہے تھے۔۔۔۔۔

جب ایک گرتا تو دوسرا ہنس پڑتا اور جب دوسرا گرتا تو پہلا ہنس پڑتا۔۔۔۔اسی کھیل میں وہ دونوں خود ھی کھیلنے لگے اور اب دونوں ہنس رہے تھے۔۔۔۔۔

میرب سوچ رہی تھی کیا ہم بڑے بھی انکی طرح نہیں بن سکتے ہم کیوں صرف ایک دوسرے کو بس گرانے کا ھی سوچتے ہیں۔۔۔۔

ابھی وہ سوچوں میں ھی تھی جب اسکی نظر ایک بار پھر سے اوپر اٹھی تھی انھیں بچوں کی طرف جو کھیلتے ہوئے ایک گڑھے کی طرف جا رہے تھے اور یقینا اگر اب دوسرا ذرا سا بھی اگے ہوتا تو پہلے والا اس میں گر جاتا۔۔۔۔۔

میرب اٹھ کر بڑھی تھی اسکی طرف اور یس سے پہلے وہ گرتا میرب نے اسے اپنی باہوں میں بھر لیا تھا۔۔۔۔جسیم اسے دیکھتے ھی اسی وقت اسکی طرف بڑھا تھا اور اکا منظر دیکھ کر پہلے حیران ہوا۔۔۔

پھر خوش بھی ہو گیا تھا مطلب میرب اب سب کچھ محسوس کرنے لگی تھی اور اسے اب آئیڈیا بھی مل گیا تھا کہ کیسے وہ میرب کو سب کچھ بھولنے پر مجبور کر دے گا۔۔۔۔

پھر صرف اور صرف جسیم کے بارے میں سوچے گی اور اسکے بنا گزارا اسکا بھی ممکن نہیں ہو گا۔۔۔ جیسے جسیم کو اسکی عادت ہو گئی تھی۔۔۔۔۔

تھوڑی اور دیر وہاں رک کر وہ اسے لیکر واپس گھر آ گیا تھا۔۔۔ اس دوران اسکی نظریں مسلسل میرب کے چہرے کہ طواف کر رہی تھی اور میرب کو اب ان نظروں سے الجھن ہونے لگی تھی۔۔۔ اسکا دل اچانک سے گھبرایا تھا اسکی بولتی آنکھوں سے۔۔۔۔۔۔

جب کے جسیم اسکے تاثرات نوٹ کرتے ہوئے مسکرا رہا تھا۔۔۔

جاری ہے۔۔

Chaly g ab pareshan na hua kary epi enjoye kry …. Mai ab kl next likhna start kron gi … q ke meri eyes mai pain ho raha hi abhi b….. Intazar krny ka shukriya …. Or jo nahi kr skte … vo wait kry jb complete hoga tb parh lijye ga…… Apne negative comments symera moodmat khrab kry ok😒 😒

.. Ab jalal ka past kholne ja rah hi ....or ab novel b ending ki trf ja raha hai mushkil sy 8 ya 10 episodes baki hin ....😍🙈to pareshan na hua kary.....mere liye b dua kary mai jald theek ho jao...... Abi b dant suni hi lekin epi conplete kr ky di hi.....

Don't copy paste without permission 💣💣💣💣

#ناول_مریض_ء_عشق

#رائیٹر_سندس_پری

#قسط_نمبر_40

رزم کی تو جان پر بن آئی تھی مشی کو یوں چاکو اپنی گردن پر رکھے دیکھ کر اس نے سرینڈر کے طور پر اپنے ہاتھ فورا اوپر کر لئے تھے۔۔۔۔

دیکھو مشی تم کچھ بھی مت کرنا پلیز۔۔۔۔۔۔میں نہیں آرہا پاس۔۔۔۔۔۔بس ایک بار یہ اپنی گردن سے ہٹا دو مجھے یوں تکلیف مت دو۔۔۔۔۔۔میں مانتا ہوں مجھ سے بہت غلطیاں ہوئی ہیں بلکے گناہ ہوا ہے۔۔۔۔۔۔

میں نے تمہارا یقین نہیں کیا تم پر تہمت لگائی۔۔۔۔۔۔وہ انتقام تم سے لیا جس میں تم تو کہیں بھی نہیں تھی مجھے لگا تمہیں تکلیف دوں گا تو تمہارے باپ کو تکلیف ہو گی۔۔۔۔۔۔لیکن ایسا کچھ بھی نہیں ہوا میں نے تمہیں تکلیف دی تو وہی میری بھی تکلیف کہ باعث بنی کیوں کے میں تم سے پیار نہیں بلکہ عشق کرنے لگا ہوں۔

پلیز مجھے معاف کر دو نہیں معافی کے قابل تو میں ہوں نہیں تم جو چاہے مجھے سزا دے دو۔۔۔۔۔میں اف تک نہیں کروں گا۔۔۔۔

پلیز مشی میری جان پلیز۔۔۔۔۔۔رزم روتے ہوئے وہی بیٹھتا چلا گیا تھا۔۔۔۔۔۔مجھے سزا دیدو لیکن یوں خود کو تو سزا مت دو۔۔۔۔۔تم سزا کی حقدار نہیں ہو۔۔۔میں ہوں۔۔۔۔۔تم مجھے مار دو میں جو سب کو انصاف دلواتا ہوں خود اپنی ہی محبت اپنی بیوی کے ساتھ اتنی ناانصافی کر بیٹھا ہوں کہ اب تو لگتا ہے کہ اگر میں مر بھی جاؤں تو کم سزا ہے یہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ گڑ گڑا رہا تھا۔۔۔۔معافی مانگ رہا تھا لیکن کیا اتنا آسان تھا یہ سب مشی کے لئے۔۔۔۔وہ جسکی شکل تک دیکھنا پسند نہیں کرتی وہ کیسے اسے معاف کر سکتی تھی وہ نہیں بھول سکتی تھی کہ یہی وہ شخص ہے جس نے اسے بد کردار کہا تھا حالنکہ وہ خود گواہ تھا اسکی پاک دامنی کا۔۔۔۔۔۔۔

مشی کے چہرے کے تاثرات ہنوز تنے ہوئے تھے۔۔۔۔۔اسکی نظروں میں نا تو محبت کے دیے تھے نا ھی محبت کے جگنو۔۔۔۔۔سب کچھ تو چھین لیا تھا اس نے مشی سے۔۔۔۔۔اب صرف اسکی نظروں میں ایک ھی تاثر تھا اور وہ تھا نفرت کا حقارت کا۔۔۔۔۔۔

تمہیں کیا لگتا ہے میں تمہیں معاف کر دوں گی۔۔۔۔۔۔کس حق سے میں کچھ بھی نہیں ہوں تمہاری سمجھے تم ۔۔۔۔۔کیا۔۔۔۔۔۔کیا دیکھنے آئے ہو کہ اتنی تکلیف اتنی ذلت برداشت کرنے کے بد میں زندہ کیسے ہوں ۔۔۔۔۔۔

تم نے جو میرے ساتھ کیا وہ کوئی بھی اپنی محبت کے ساتھ نہیں کرتا۔۔۔۔۔تم نے بدلہ لینا تھا صرف بدلہ اسی لئے تو تم نے مجھے استعمال کیا۔۔۔۔۔۔۔نکاح کر لینے سے کیا وہ سب بدل جائیگا جو تم نے کیا۔۔۔۔۔۔تم نے اس لئے نکاح کیا تاکہ کوئی تم پر انگلی نا اٹھا سکے۔۔۔۔۔۔

اگر کوئی آئے تو تم کہہ سکو کے میری بیوی ہے لیکن بیوی کہ درجہ تو دور تم نے مجھے ملازم بھی نہیں سمجھا تھا ۔۔۔۔۔۔ہاں یہ کہہ سکتے ہیں کہ تمہیں فری کی رکھیل مل گئی تھی جس پر تمہاری مہر لگ چکی تھی جس پر تم اپنی درندگی دیکھاتے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔

کمرے میں بند کرتے تھے مجھے کیوں کہ مجھے اندھیرے سے ڈر لگتا تھا اور۔۔۔۔۔۔۔اور وہاں نا جانے کون کون سی قسم کے حشرات چھوڑتے تھے کے میں چلا چلا کر پکارتی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کوئی غلطی نا ہونے پر بھی ہر وقت معافی مانگتی تھی۔۔۔۔۔ لیکن تم نہیں رکتے تھے۔۔۔۔۔۔ تم مجھے کبھی بیلٹ سے تو کبھی میرے ھی دوپٹے سے میرا گلہ گھونٹتے تھے۔۔۔۔۔۔۔

بھول گئے تم۔۔۔۔ نہیں تم کیسے بھول سکتے ہو وہ تو تمہاری زندگی کے خوشگوار دن تھے اور میری زندگی کے بد ترین دن۔۔۔۔۔۔۔ میں سوچتی تھی کہ میری غلطی کیا ہے تم سے پیار کرنا یہ اظہار کرنا۔۔۔.۔۔۔۔ تم اظہار کرو تو وہ محبت اور اگر ایک لڑکی نے کر دیا تو بد کردار۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ واہ اے ابن ادم واہ

می جو تمہیں سب سے الگ سمجھتی تھی تم بھی آہی پستی سوچ کے مالک نکلے۔۔۔۔۔۔۔۔ مسلسل روتے ہوئے اسکی آواز رندھ گئی تھی لیکن وہ رکی نہیں تھی۔۔۔۔۔۔

اسکی گرفت ہلکی ہوئی تھی چاکو پر جو اسنے اپنی گردن پر رکھا ہوا تھا۔۔۔۔۔۔ جب ایک دم سے رزم نے چاکو اسکے ہاتھ سے لیکر دور پھینکہ تھا اور خود اسکے گلے لگ گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔

سختی سے اسے اپنے اندر بھینچے وہ یہ یقین کر رہا تھا کہ اسکی مشی اسکے پاس ہے۔۔۔۔۔۔وہ کبھی اس سے الگ نہیں ہو گا چاہے وہ جو بھی سزا دے دے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ لیکن رزم اس سے دور نہیں ہو گا۔۔۔۔۔۔۔۔۔اسکے گلے لگے وہ مسلسل روئے جا رہا تھا اور اسکے ایک ایک نقش کو اپنے ہاتھوں سے چھو کر اسکے زندہ ہونے کہ یقین کر رہا تھا ۔۔۔۔۔۔

اسکا بس چلتا تو اپنی زندگی کے وہ سیاہ دن مٹا دیتا وہ بار بری یاد کو ختم کر دیتا لیکن یہ ممکن نہیں تھا۔۔۔۔۔۔۔

جب مشی نے ایک دم سے اسکے سینے پر اپنے ہاتھ جما کر۔ اسے اپنی پوری طاقت لگا کر خود سے دور کیا تھا۔۔۔۔۔۔

چلے جاؤ یہاں سے ورنہ میں خود کو ختم کر لوں گی۔۔۔۔۔ کیوں میری زندگی کو دوبارہ سے عذاب بنا رہے ہو ۔۔۔۔۔۔چلے جاؤ۔۔۔۔۔۔۔ مجھے نفرت ہے تم سے تمہارے لمس سے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مشی مسلسل اپنے ہاتھ کبھی اپنے چہرے پر تو کبھی اپنے بازوؤں میں پھیرتی جیسے وہ لمس مٹانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔ جب کہ اسے ایسا کرتے دیکھ رزم ایک الگ اذیت میں گھرا کھڑا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اس میں مشی سے نظر ملانے تک کی ہمت نہیں تھی۔۔۔۔۔۔۔ تم خود کو کیا سمجھتے ہو اتنا سب کرنے کے بعد تم آؤ گے اور میں تمہیں معاف کردوں گنارزم جعفری میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گی۔۔۔۔۔۔۔ تم سخت سزا کے حقدار ہو اور بہت جلد تمہیں وہ سزا بھی ملے گی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تم جیت گئے ہو تمہاراانتقام پورا ہو چکا ہے۔۔۔۔۔ تم چاہتے تھیں میں ٹوٹ جاؤ بکھر جاؤ اور موت کی بھیک مانگو اور مجھے نا ملے۔۔۔۔۔ یہی چاہتے تھے نا دیکھو۔۔۔۔۔۔ میں وہی کررہی ہوں لیکن جب کسی کو مجھ پر رحم نہیں آیا تو میں کیا امید کررہی ہوں کہ اللہ بھی میری سنے گا۔۔۔۔۔۔۔۔

لیکن وہ رحیم ہے دیر یا سویر وہ ضرور میری سنے گا۔۔۔۔۔۔ لیکن جب تک میں زندہ ہوں میں کبھی بھی تمہاری شکل دیکھنا چاہتی چلے جاؤ اس سے پہلے کے می خود کو کھ لوں چلے جاؤ یہاں سے جاؤ۔۔۔۔۔۔۔۔

مشی روتے ہوئے وہی نیچے زمین پر بیٹھ گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔ جب کہ اسکی یہ حالت دیکھ کر رہ کہ دل کیا کہ اس معصوم کی زندگی سے ہر غم مٹا دے لیکن افسوس اسکے سارے غموں کی وجہ وہ خود ھی تو تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اسکی مزید وہاں موجودگی مشی کے لئے اور زیادہ تکلیف کا باعث بن رہی تھی اس لئے رزم روتے ہوئے ڈرائنگ روم سے نکلا تھا اپنے آنسوؤں کو اپنی استین سے صاف کرتے وہ جا رہا تھا لیکن منظر ہر بار دھندلا رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔ اس سے پہلے وہ گھر سے نکلتا اسکے کانوں میں پھر سے بچوں کی کلکاریاں گونجی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

ایک لمحے کے لئے دل زور سے دھڑکا تھا لیکن پیچھے مڑ کر دیکھا تو کوئی بھی نہیں تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ رزم نے اپنے دل پر ہاتھ رکھا تھا جو کہ بہت تیزی سے دھڑک رہا تھا۔۔۔۔۔۔

وہ بغیر پیچھے دیکھے اس بار گھر سے باہر چلا گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔ ٹھیک اسی وقت نائیفہ بھی اپنے چیلوں کے ساتھ وہاں نمودار ہوئی تھی۔۔۔۔ تھوڑی سی دیر میگی کو تو پاگل کر دیا تھا ان تین شیطانوں نے۔۔۔۔۔۔۔۔

مشی جو کہ رو رہی تھی تڑپ رہی تھی۔۔۔۔۔۔ ایک بڑ پھر اسکے زخم ہرے کر دیے تھے رزم نے آخر کیوں وہ اسے سکون سے جینے نہیں دیتا۔۔۔۔۔ پہلے تو جینے کی چاہ نہیں تھی لیکن اب وہ جینا چاہتی تھی اپنے بچوں کے لئے ۔۔۔۔۔۔۔

وو کیسے انہیں اکیلا چھوڑ سکتی تھی ان میں تو جان بستی تھی اسکی۔۔۔۔۔۔۔ بچوں کا خیال اتے ہی وہ باہر کی طرف بھاگی تھی جہاں سے انکی آوازیں آ رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔

مشی نے جاتے ہی ان تینوں کو اپنے گلے لگایا تھا اور چھو کر دیکھ رہی تھی کہ وہ ٹھیک ہیں یا نہیں........ میگی نے جب یا دیکھا تو وہ اسکی طرف بڑھی تھی........

میڈم میں نے انکو چھپا دیا تھا صاحب نے انکو دلہا اپ پریشان نا ہوں بچے بھی بلکل ٹھیک ہیں........

مشی نے تشکر بھری نظروں سے میگی کو دیکھا تھا اور ایک بار پھر سے بچوں کو گلے لگا کر رو پڑی تھی..........

دن پر لگا کر اڑ رہے تھے رزم روز مشی کے گیٹ پر اسکا انتظار کرتا لیکن جب وہ باہر اتی تو ایک غلط نگاہ بھی اس پر ڈالے بغیر وہ اپنی گاڑی میں سوار ہوتی اور چلی جاتی.........

لیکن میگی کو صاف ھدایت دیتی کہ وہ بچوں کا رزم کو پتا نا لگنے دے کہیں وہ اس سے اسکے جینے کی وجہ بھی نا چھین لے.......

لیکن قسمت شاید کچھ ورہ منظور تھا.....

پچھلے دو دن رزم غائب تھا اور خوش تھی کہ وہ اپنے کے ساتھ آج کا پورا دن بغیر کسی ڈر کے سپینڈ کرے گی
۔۔۔۔۔۔۔۔۔ آج اتوار تھا وہ بچوں کو لیکر پارک چلی آئی تھی ۔۔۔۔۔۔۔

یہاں اکر اسنے بچوں کے ساتھ خوب انجوآئے کیا تھا ۔۔۔۔۔۔ وہ انکے ساتھ بال کھیل رہیتھی جب نائیفہ پنجوں کے بل بھاگتی اور بال پکڑلیتی وہ محیص اور محسن کو پکڑنے ہی نہیں دے رہی تھی اگر وہ بیچ میں اتے تو ہاتھ اگے کر کے انہیں گرادیتی ۔۔۔۔۔۔

مشی بھی کھلکھلاتے ہوئے اسکی چالاکی دیکھ رہی تھی اس بار اس نے بال محیص کو دی تھی وہ بھی اپنے ننھے ہاتھوں سے بال مشی کی جانب دھکیل رہا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

رزم جو کہ پچھلے دو دنوں سے اس پارک میں آرہا تھا ۔۔۔۔۔۔ ابھی بھی اکر سامنے بیٹھا تھا لیکن اگے کا منظر اسکے لئے حیران کن تھا مشی تین بچوں کیساتھ کھیلنے میں مصروف تھی ۔۔۔۔۔۔

اور وہ بچے بھی وہی تھے جن کے ساتھ اس دن رزم کھیل رہا تھا اسے ایک اپنے پن کا احساس ہوا تھا ان بچوں وقت گزار کر ۔۔۔۔۔۔۔

رزم کی نظروں کی جانب دیکھتے ہوئے وہ بوڑھی عورت جو ابھی آئی تھی بول پڑی۔۔۔۔۔۔۔۔ کیا دیکھ رہے ہو اس ینگ لڑکی کو نبوت پیاری بچی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ اور اس سبھا شیطان اسکی وہ بیٹی ہے۔۔۔۔۔۔۔

بہت تنگ کرتی ہے اسے جب کہ دونوں بیٹے تو معصوم سے ہیں۔۔۔۔۔hh
یہ ہمیشہ یہی آتی ہے۔۔۔۔۔۔ پٹن کیوں ایسا لگتا ہے زندگی نے بہت بری طرح توڑا ہے اسے میں نے دیکھ ہی اسکی آنکھوں میں۔۔۔۔۔۔

وہ اور بھی بہت کچھ کہہ رہی تھی لیکن رزم تو جیسے لفظ بیٹے اور بیٹی پر اٹک ہی گیا تھا تو کیا وہ بچے اسکے تھے ۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ باپ بھی بن چکا تھا اور اسے خبر تک نہیں تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

جاری ہے۔۔۔۔۔۔

Don't copy paste without permission 💣💣💣💣

#ناول_مریض_ء_عشق

#رائیٹر_سندس_پری

#قسط_نمبر_41

رزم شاک کی کیفیت میں اگے بڑھا تھا۔۔۔۔۔۔ مشی جو کہ بچوں کے ساتھ کھیل رہی تھی کسی کی موجودگی کو محسوس کر کے اس نے نظریں اٹھائی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جیسے ہی نظریں اوپر اٹھی تھی مشی کا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے ہی اٹک گیا۔۔۔۔۔۔ اسے سمجھ نا آئی کے وہ کیا کرے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ سن سی وہی بیٹھی رہی۔۔۔۔۔۔۔۔

جب رزم نے اگے بڑھ کر نائیفہ کو اپنی گود میں لیا تھا اور وہی گھوٹنوں کے بل بیٹھ کر اس نے اپنے شہزادوں کو بھی اپنے ساتھ لگایا تھا۔۔۔۔۔۔۔ آنسو متواتر اسکی آنکھوں سے بہہ رہے تھے۔۔۔۔۔۔۔

منظر بہت ہی دلفریب تھا۔۔۔۔۔۔ لیکن مشی جلد ہی اسکی سوچوں کرے حصار سے نکلی اور جھٹ سے اپنے بچوں کو رزم کی پہنچ سے دور کیا جو کا دیوانہ وار انہیں چومے جا رہا تھا۔۔۔۔۔

اسکی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔۔۔۔۔۔ لیکن خوشی پل میں ڈھیر ہوئی تھی جب مشی نے اسکے جگر کے گوشوں کو اس سے دور کیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اور میگی کو بلا کر بچے اسے دیے تھے۔۔۔۔۔۔انھیں گاڑی میں جا کر بٹھاو اور خیال رہے کوئی بھی ایرا گیرا انکے پاس بھٹک بھی نا پائے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کیوں آئے ہو تم یہاں۔۔۔۔۔۔ مشی نے سپاٹ چہرے کے ساتھ دریافت کیا تھا۔۔۔۔۔۔اندر کہی ڈر بھی تھا کہ کہی وہ بچوں کو اس سے دور نا کر دے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تم نے یہ بات کیوں مجھ سے چھپا آئی کے میرے بچے بھی ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔رزم نے اپنی لہو رنگ آنکھیں اسکی آنکھوں میں گاڑھی تھی اور دریافت کیا تھا۔۔۔۔۔۔

تم ہوتے کون ہو یہ سوال پوچھنے والے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

یہ میرے بچے ہیں سمجھے تم۔۔۔۔۔ین سے تمہارا کوئی تعلق نہیں ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔انگلی اٹھا کر وارن کیا گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اور اتنے غصّے اور تکلیف میں بھی بہت عرصے بعد رزم کے چہرے پر مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

یہ تو تم نہیں کہہ سکتی کہ یہ بچے صرف تمہارے ہیں۔۔۔۔۔۔ کیوں کی ان میں محنت تو ہم دونوں نے برابر کی ہی کی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

رزم نے شوخی سے جواب دیا تھا۔۔۔۔۔ اسے مشی کہ یہ غصّے والا روپ بہت بھا رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔

تم بکواس بند کرو۔۔۔۔۔۔ اتنے غصّے میں بھی مشی کے چہرے پر گلال بکھر گیا تھا۔۔۔۔۔

رزم اسکے رنگوں میں کھو گیا تھا۔۔۔ جب مشی کی از اسے خیالوں سے باہر

تم سمجھتے کیا ہو خود کو ہاں۔۔۔۔۔ تمہیں پتا بھی کتنا کچھ سہا ہے میں نے۔۔۔۔۔۔۔

تم تمہاری نفرت۔۔۔۔۔۔۔ اور وہاں سے انے کے بد دو بار خود کشی کی کوشش بھی کر چکی ہوں۔۔۔۔۔۔ لیکن بچ گئی۔۔۔۔۔۔ ہر بار بچا لیتا کوئی کرنے ہی نہیں دیتا تھا۔۔۔۔۔۔۔

شاید سزا مل رہی تھی تم سے محبت کرنے کی ایک نا محرم سے محبت کرنے کی سزا۔۔۔۔۔۔۔

کیسے میں نے یہ نو مہینے کاٹے بچوں کو پیدا کرتے ایک غلط نگاہ تک نہیں ڈالی تھی ان پر ایک سال تک وہ ترستے رہے میرے پیار کے لئے اور میں بھی بے حس بنی رہی لیکن وہ جو اللہ ہے نا۔۔۔۔۔اس نے پھر ڈالی تھی میرے دل میں میرے بچوں کے لئے محبت۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اور تم کہتے ہو تمہیں معاف کردو۔۔۔۔۔۔۔ تب خان تھا یہ پیار جب تم مجھے ہونے جوتے کی نوک پر رکھتے تھے ۔۔۔۔۔۔۔مجھے بد کردار کہہ کہہ کر ہر روز مجھے قت قت مارتے تھے کہاں تھے تب تم کہا تھی تمہاری یہ سو کالڈ محبت۔۔۔۔۔۔۔۔

دور رہو مجھ سے اور میرے بچوں سے انکا تم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کہتے ہی وہ جانے لگی جب رزم نے اسے کھینچ کر اپنے سینے سے لگایا تھا اور اور اسکی گردن پر لب رکھتے اسے اپنے روبرو کیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

میں کہیں نہیں جاؤ نگا۔۔۔۔۔۔۔ میں ساری زندگی۔ تم سے معافی مانگنے کے لئے تیار ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔ تمہارے پیر بھی پکڑ لوں گا۔۔۔۔۔۔۔ لیکن نا می یہاں سے جاؤ نگا اور نا ہی کسی اور کو جانے دوں گا۔۔۔۔۔۔۔

کہتے ہی وہ اپنے کمرے می گیا تھا جو کہ مشی کہ ہی کمرہ تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

میں ذرا بچوں کو بھی دیکھ لوں۔۔۔۔۔۔۔ کہتے ایک آنکھ دبا آئی تھی اسنے اور چلا گیا تھا۔۔۔۔۔۔

اگر تھیں لگتا ہی کی میں تمہیں معاف کروں گی تو یہ تمہاری غلط فہمی ہے میں نہیں کروں گی تمہیں معاف مر جاؤ نگی لیکن معاف نہیں کروں گی۔۔۔۔۔۔۔ نفرت سے سوچتے وہ خود بھی اندر چلی گئی تھی۔۔۔۔۔۔

رزم نے بچوں کو گارڈن میں موجود پول کے سائیڈ پر بٹھایا تھا اور لہو بھی بیٹھ کروں سکھانے لگا کہ میں تم لوگوں کہ باپ ہوں۔۔۔۔۔۔۔. نائیفہ تو فورا پری تھی جبکے محیص اور محسن پاپا کی جگہ پا یو پا یو کہہ رہے تھے۔۔۔۔۔۔۔

جب کہ نائیفہ تو پا پا پا پا کہتے یہاں وہاں پنجوں کے بل گھوم رہی تھی۔۔۔۔۔۔

محیص اور محسن کا پاپا یو پا یوسن کر اسنے ان دونوں کو اپنے سینے سے لگایا تھا۔۔۔۔۔۔ جب کہ نائیفہ بھی اپنے ہتھ اٹھا آئے وہاں آئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

رزم نے مسکراتے اسے بھی اپنے ساتھ لگایا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔ اسے نائیفہ کے نام کے ساتھ ساتھ اپنی نٹھکھٹ سی پری بڑی پسند آئی تھی جو کہ اپنی ماں کو سانس لینے تک نہیں دیتی تھی۔۔۔۔۔

جب مشی وہاں آئی تھی اور سامنے کہ منظر اسکی میں مرچی کی طرح لگا تھا اسے۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ جتنا بچوں کو رزم سے دور رکھنے کی کوشش کرتی وہ اسکے اتنے ہی قریب ہوتے جا رہے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ خاص کر اسکی جان کی دشمن نائیفہ۔۔۔۔۔۔۔ وہ جتنا چاہتی تھی کہ وہ اس سے دور رہے وہ اتنا ہی اپنے باپ کے نزدیک ہوتی جا رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ ڈرتی تھی اسکے نصیب سے۔۔۔۔۔ اگر اسکی بیٹی کہ نصیب بھی اسکی طرح ہوا تو۔۔۔۔۔۔ یہ سوچ ہی اسے پریشان کئے ہوئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ اپنی بیٹی کے نصیب سے ڈر رہی تھی اتنا سب برداشت کر چکی تھی لیکن اب اپنے بچوں کہ دکھ برداشت کرنے کی اس میں ہمت نہیں تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

لیکن ان پانچ مہینوں میں بچے بلکل رزم کے قریب ہو چکے تھے۔۔۔۔۔۔وہ پریشان رہنے لگی تھی یہی سوچ سوچ کر۔۔۔۔۔۔۔۔۔

رزم نے اس سے پوچھا بھی تھا لیکن وہ اس سے بات تو دو دیکھنا بھی گوارہ نہیں کرتی تھی بات تو بہت دور کی بات ہے۔۔۔۔۔۔۔

رزم نے سوچ لیا تھا بہت جلد وہ اپنی مشی کو منالے گا۔۔۔۔۔۔ لیکن وہ یہ بھول رہا تھا کہ وہ مشی نہیں اب مسکان تھی۔۔۔۔۔۔۔۔ جسکے چہرے کی مسکان اسکی محبت نہی نوچ لی تھی اور اس برے طریقہ سے نوچی تھی کہ اب شاید ہی واپس وہ کبھی دل سے خوش ہوتی۔۔۔۔۔۔۔۔

رزم نے ان پانچ مہینوں میں بہت کوششش کی تھی لیکن وہ ہار نہیں مان رہا تھا اسے پتا تھا وہ منالے گا مشی کو ۔۔۔۔۔۔۔ اور مشی کو بھی معاف کرنا ہی پڑے گا۔۔۔۔۔۔۔۔

میرب گھر اتے ہی جسیم کی ماما کے روم میں چلی گئی تھی اور باتوں باتوں میں آج انکے کمرے میں سونے کی بت بھی کر لی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

بھلا انکو کیا اعتراض ہونا تھا وہ تو خوش تھی کے میرب خوش ہے۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ گہری نیند میں تھی جب اسے خود پر گرم سانسوں کہ احساس ہوا تھا لیکن اس سے پہلے وہ بیدار ہوتی۔۔۔۔۔ اسنے میرب کو اپنے بازوؤں میں بھر لیا تھا۔۔۔۔۔۔۔

اور خاموشی سے مام کے کمرے سے باہر آ گیا۔۔۔۔۔ جب کہ اس دوران میرب خود کو اسکی گرفت سے چھڑوانے کی کوشش میں لگی ہوئی تھی جو کے ناکام تھی اکتے اسکا خود کھا سانس پھول گیا تھا لیکن وہ رکی نہیں تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اسکے تو اوسان ہی خطہ ہو رہے تھے۔۔۔۔۔۔۔ میرب اسکی مظبوط گرفت سے خود کو آزاد کروانے کے لئے بن پانی کی مچھلی کی طرح تڑپ رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

رات کے 12 بج رہے تھے ہر طرف اندھیرا تھا۔۔۔۔۔۔ جسیم نے مچلتی ہوئی میرب کو ایک نظر دیکھا جو کہ روکنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔۔۔۔۔ مسلسل اپنے ہاتھ پاؤں چلا رہی تھی۔۔۔۔۔۔

کہ کیسے بھی اسکی گرفت سے آزادی حاصل کر سکے۔۔۔۔۔۔۔۔ جسیم نے اسے سمجھنے کہ موقع دیے بغیر اسکے لبوں کو اپنی قید میں لیا تھا لمس میں کوئی شدت نہیں تھی۔۔۔۔۔۔۔

مقصد بس میرب کی بولتی بند کرنا تھا اور واقعی وہ حرکت بند کئے اسکی شرٹ کو سکتی سے اپنی مٹھیوں میں جکڑے ۔۔۔۔۔۔ وہ اپنی آنکھیں بند کر چکی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

جب جسیم نے اسکے لبوں کو آزادی بخشی اور کمرے میں اتے ہی دروازہ بند کرتے۔۔۔۔۔۔ میرب کے دونوں ہاتھ اپنے ایک ہاتھ میں لیکر دروازے کے ساتھ لگا دیے اور خود اسکے چہرے پر پھیلے قوزو قزاع کے حسین رنگ دیکھنے لگا۔۔

اسکا چہرہ لال ٹماٹر ہو رہا تھا۔۔۔۔۔ اسکے دل نے ایک بیٹ مس کی تھی۔۔۔۔۔۔ جب کہ اسکے برعکس میرب لمبے لمبے سانس لیکر خود کو نارمل رکھنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔

جب جسیم اسکے کان میں سرگوشی کرتے اپنے لبوں سے چھیڑ خانی کرنے لگا۔۔۔۔۔۔۔۔

جب مہینے کہا تھا کہ آج میں ہمارے درمیاں سارے فاصلے ختم کر دوں گا تو کیا ضرورت تھی مام کے روم میں سونے کی دیکھو ہوا تو وہی جو میں چاہتا تھا۔۔۔۔۔۔۔

تم میرے پاس ہو اتنے پاس کہ۔۔۔۔۔۔۔ کہتے ہی اس نے اسکے کان کی لو کو لبوں سے چھوتے ہوئے اسنے انکو اپنے دانتوں سے ہلکا سا کاٹا تھا کے میرب اپنی جگہ کانپ کر رہ گئی تھی۔۔۔۔۔۔

بہت سوچا لیکن آخر کار ایک فیصلہ کیا ہے۔۔۔۔۔۔

میرب کو شاید اندازہ تھا وہ کیا کہنے والا ہے تبھی اسکے دھکا دیتی وہ بھاگی تھی باتھروم کی طرف لیکن ہائے رے قسمت جسیم نے اسے راستے میں ہی جا لیا تھا اور اپنی باہوں میں بھرے بغیر کچھ بھی سوچنے کہ موقع دیے ۔۔۔۔۔۔۔ اسے لیکر بیڈ پر آیا تھا۔۔۔۔۔۔۔

اسے بیڈ پر لیٹا کر خود بھی اسکے اوپر جھکا تھا۔۔۔۔۔ہاں تو کہاں کی تیاری تھی بیوی؟۔۔۔۔۔

وہ اسپر جھکا اسے سوال کر رہا تھا جب کہ میرب تو اسکی سانسیں خود پر محسوس کرتی سن ہوتے دماغ کے ساتھ اسے سن رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔

جب کے اسے یوں آنکھیں پٹپٹاتے دیکھ جسیم تو اسکی اس ادا پر بھی پھٹا ہو گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

اسے دیکھتے ہی اسکے ماتھے پر جھکا اور باری باری اپنے لب اسکی آنکھوں پر رکھتے وہ پیچھے ہوا تھا۔۔۔۔ جب کہ میرب آنکھیں بند کئے اسکے لمس کو ابھی تک اپنی پیشانی اور آنکھوں پر محسوس کر رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

میرب اسے دور ہٹنا اور کہنا میں صوفے پر ج کر سو جاتی ہوں۔۔۔۔۔۔

اس سے پہلے وہ اٹھتی۔۔۔۔۔۔ جسیم نے اسے کلا آئی سے پکڑ کر بیڈ پر بٹھایا تھا اور خود اسکے قدموں میں بیٹھ گیا

۔۔۔۔۔۔۔۔

اسکے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیکر گویا ہوا۔۔۔۔۔۔ کیا تم مجھ پر یقین نہیں کر سکتی میں وعدہ کرتا ہوں ہمیشہ تمہاری حفاظت کروں گا۔۔۔۔۔۔ تمہیں کوئی تکلیف چھو کر بھی نہیں گزرے گی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تم رشک کروگی اپنی قسمت پر تمہیں اتنی خوشیاں دوں گا۔۔۔۔۔۔ فرط جذبات سے کہتے وہ اسکے ہاتھوں پر بوسہ دیکر اٹھا تھا۔۔۔۔۔۔۔

اسکے دوپٹے کو بیڈ کی سائیڈ پر رکھتے اسنے اسکے بالوں کو کیچر کی قید سے آزاد کیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔اور اپر جھکتا چلا گے تھا۔۔۔۔۔۔۔

میرب نے بھی کوئی مزاحمت نہیں کی تھی وہ خاموشی سے اسکی شدتیں برداشت کر رہی تھی۔۔۔۔۔۔ جسیم نے اسے کسی کانچ کی گڑیہ کی مانند خود میں سمیٹ لیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اسکے ہر عمل سے ظاہر ہو رہ تھا کے وہ جنون کی حد تک چاہتا ہے میرب کو۔۔۔۔۔۔۔۔ آج میرب کو یج ہو رہا تھا کے چاہنے سے زیادہ چاہے جانے احساس خوشگوار ہوتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ جب کوئی بغیر کسی وجہ کے بس آپ کو چاہے اور بدلے میں آپ کی چاہت تک کی تمنا نا کرے بس اپنی طرف سے وہ جذبات میں کوئی کمی نا رکھے

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آج واقعی اسے بھی کوئی چاہنے والا مل گیا تھا جو بغیر کسی مفاد کے اسے چاہتا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔ آج پتا چلا تھا کے اس دنیا میں بھی کوئی ہے اسکا اپنا۔۔۔۔۔۔اسکی فکر کرنے والا اسے ہر خوشی دینے والا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جب اللہ نے اتنی خوشیاں اسکی جھولی میں ڈال دی تھی تو وہ کیوں کفر کرتی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ بھی اپنے رب کی رضا میں راضی ہو گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

اور اب یقیناً اسکی زندگی بھی خوشیوں سے بھرنے والی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جاری ہے۔۔۔۔۔۔

Chaly g ye ly epi…….. Ab next 2k ky bad……mainy khatha ki don gi aj epi…..epi deleteho gai thijo ky kafilong thi lekin ab jitni hi guzara krna pary ga😊

2k prnext epi

Don't copy paste without permission 💣💣💣💣

#ناول_مریض_ء_عشق

#رائیٹر_سندس_پری

#قسط_نمبر_42_پارٹ_1

"ماضی"

میزہ کینٹین کی لائن میں کھڑی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔اسے جگہ ہی نہیں مل رہی تھی۔۔۔۔۔اور بھوک بھی بہت سخت لگی ہوئی تھی۔۔۔۔۔وہ اتنا معصوم سا فیس بنائے کھڑی تھی کہ دور کھڑا اسکندر بھی مسکرا پڑا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ابھی جھنجھلا کر مڑتی کے سکندر آیا تھا اور اسکا ہاتھ پکڑتے اسے ایک ٹیبل پر بٹھاتا خود اسکے لئے برگر فرائیز اور جوس لیکر واپس آیا۔۔۔۔۔۔۔

چلو اب مجھے دیکھ کیا رہی ہو کھاؤنا۔۔۔۔۔۔۔بھوک نہیں لگی کیا۔۔۔۔۔۔۔۔

نن۔۔۔۔۔۔۔نہیں وہ نازی کا انتظار کر رہی تھی وہ۔۔۔۔۔۔اوہ پلیز یار اب کھاؤ۔۔۔۔۔تم یوں کسی کے لئے بھوکی رہو یہ مجھے گوارہ نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔

یہ حق تم صرف مجھ پر جتانا او کے جب میری دسترس میں اؤگی تب۔۔۔۔۔۔ لیکن تب بھی میں تمہیں اجازت نہیں دوں گا کے تم یوں بھوکی رہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کہتے ہی اسنے بر گر اٹھا کر اسکے لبوں سے لگایا تھا۔۔۔۔۔ میزہ جو کے اسکی باتوں کے سحر میں ابھی تک خود کو جکڑا محسوس کر رہی تھی۔۔۔۔۔۔ اسکی اس حرکت پر فورا چونکی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

لیکن اسکی آنکھوں میں تنبہی دیکھتی فورا کھانے لگی۔۔۔۔۔۔۔ اسکی جلد بازی دیکھ کر سکندر نے بڑی مشکل سے اپنے قہقہ روکا تھا البتہ اسکے ڈمپلز اپنی نمائیش کرتے میزا کا دل دھڑکا گئے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔

اور اسی جلد بازی میں اسکے حلق میں پھندا لگا تھا۔۔۔۔ اور بہت بری طرح کھانسنے لگی۔۔۔۔۔۔۔۔ سکندر نے جوس کا گلاس اٹھا کر اسکے لبوں سے لگایا تھا۔۔۔۔۔۔۔ جسکے دو گھونٹ بھر کر اسنے دور کیا۔۔۔۔۔

سکندر اسے گلے سے لگائے اسکی کمر سہلانے لگا۔۔۔۔۔۔۔ جب کے آس پاس کے سب ہی لوگ آج پہلی بار سکندر کا یہ روپ دیکھ رہے تھے۔۔۔۔۔۔ وہ مغرور واجاہت شخصیت کا حامل شخص آج ایک معمولی سی لڑکی کے لئے یوں بے تاب ہوا تھا جیسے اگر اسے ایک ہلکی سی خراش بھی آئی تو برداشت کر پائے گا۔۔۔۔۔۔۔

جب ان سب کی نظروں کو نظر انداز کرتا وہ اسے نارمل کر رہا تھا جو کہ اب کچھ سمبھلی تھی تو چور نظروں سے اپنے ارد گرد لوگوں کو دیکھنے لگی۔۔۔۔۔۔ جو کے سب اپنی ہی خوش گپوں میں مصروف تھے۔۔۔۔۔۔ انکو مصروف دیکھ کر اسکے دل کو تھوڑا قرار آیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جب دوبارہ سے نظریں سکندر پر گئی تو وہ اپنا سانس روک گئی تھی۔۔۔۔۔۔ کیوں کے وہ وہ اپنی پر تپش نگاہیں اسی پر ٹکا آئے ہوئے تھا۔۔۔۔۔۔۔۔ اسنے اپنی نظروں کا زاویعہ بدلہ تھا۔۔۔۔۔۔۔ اور اپنی مخروتی انگلیاں چٹکھاتی وہ کچھ کہنے کی سعی کر رہی تھی جبکہ اس شخص کے سامنے اسکی زبان تالو سے چپک جاتی تھی۔۔۔۔۔

کیا کہنا چاہتی ہو۔۔۔۔۔۔۔۔ یہی کے یہاں سے جانا ہے اپنی فرینڈ کے پاس جانا ہے۔۔۔۔۔۔ ہے نا ۔۔۔۔۔۔ جب کہ وہ حیران تھی کے وہ کیسے جان گیا اسکے دل کی بات اسنے فوراً ہاں میں گردن ہلا آئی تھی ۔۔۔۔۔۔ تو چلو جلدی سے فنش کرو سب پھر چلتے ہیں۔۔۔

صدا کی معصوم فوراً سے ہاں می سر ہلاتی جلدی جلدی اپنی پلیٹ پر جھکی اور انصاف کرنے لگی۔۔۔۔ جب کے اسکے نا کھانے کے ڈر سے سکندر ادھر ادھر دیکھنا سٹارٹ کر دیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

کھانے کے بعد وہ اسے لیکر نازی کے پاس گیا اور خود وہاں سے نکلتا چلا گیا دو آنکھوں نے بڑے حسد سے یہ منظر دیکھا تھا۔۔۔۔۔۔

عدنان اور سکندر کی دوستی تو سکول ٹائم کی تھی جب کہ شجاعت سے انکی دوستی یہاں پر ہوئی تھی۔۔۔۔۔۔وہ غریب نہیں تھا تو امیر بھی نہیں تھا۔۔۔۔۔۔ لیکن جب سکندر کو دیکھا تو اسکے دل میں بھی چاہت ہوئی تھی اسکی طرح کھانے اٹھنے بیٹھنے کی۔۔۔۔۔

غرض جو چیز اسے پسند آتی وہ سکندر کے پاس پہنچ جاتی تھی۔۔۔۔ایک وجہ یہی تھی کے باہر سے دیکھنے والا وہ دوست اندر سے کالے دل کا مالک تھا۔۔۔۔۔۔۔۔اور اب اسکی نظر میزہ پر پڑ چکی تھی۔۔۔۔اسنے سوچ لیا تھا وہ اسے اسکا نہیں ہونے دے گا لیکن ہوتا وہی ہی جو قسمت میں ہو۔۔۔۔۔۔

لیکن سکندر کو جو چیز پسند آتی وہ حاصل کر کے رہتا تھا اور یہاں تو اسکی محبت تھی تو کیسے نا وہ اسے حاصل کرتا ۔۔۔۔وہ زبردستی کرنے کا عائد نہیں تھا اس لئے وہ چاہتا تھا کے میزہ اسے دل سے قبول کرے۔۔۔۔۔۔۔

سکندر کو پتا تھا میزہ کی جان بستی ہے اپنی دوست میں تبھی اسنے بھی نازی سے دوستی کی تھی اور وہ اسے پسند بھی آئی تھی اور ساتھ ہی اسنے عدنان کی نظروں میں اسکے لئے محبت دیکھ لی تھی لیکن وہ جانتا تھا اسکا دوست کبھی اظہار نہیں کرنے والا۔۔۔۔۔۔اب اپنے ساتھ اسکی نئیا بھی اسے ہی پار لگانی تھی۔۔۔۔۔۔

اگلے دن میہ بریک کے وقت گراؤنڈ میں جارہی تھی پورا گراؤنڈ لوگوں سے بھرا ہوا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔جب اچانک اسے کسی نے پیچھے سے دھکا دیا تھا اتنے رش میں پتا نہیں چلا تھا کے کس نے دھکا دیا ہے۔۔۔۔۔۔۔

شجاعت نے خوب نوٹ کیا تھا سکندر کا اسکے اگے پیچھے گھومنا اس لئے اسنے میزہ کو ہرٹ کر کے سکندر کو چوٹ پہنچانے کا پلین بنایا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

لیکن اسکا پلین اسی پڑ الٹ ہو گیا جب اچانک سے سکندر پتا نہیں کہاسے کسی بوتل کے جن کی طرح اگے اگیا تھا۔۔۔۔۔۔

دھکا لگنے کی وجہ سے میزہ کا سکارف پھٹ گیا تھا اور اسکے سر سے کھسکا تھا لیکن۔۔۔۔۔اس سے پہلے کوئی اسے دیکھتا سکندر نے اسے تھاما تھا اسکے اگے دیوار بن کے کھڑا ہو گیا تھا کی کوئی بھی اسے دیکھ نہیں پایا تھا

۔۔۔۔۔۔۔۔

جب کے میزہ روتے ہوئے اسکے حصار میں قید خود کو چھپانے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔۔۔۔۔وہ کبھی کسی کے سامنے نہیں آئی تھی وہ تو گھر میں بھی حجاب کا استعمال کرتی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔اور آج یوں سب کے سامنے

۔۔۔۔۔۔۔۔

سکندر نے اسے اپنے حصار میں لیکر ہی عدنان کی طرف دیکھا جو کسی لڑکی کا حجاب اسکی طرف لئے بڑھا تھا۔۔۔۔۔۔ سکندر نے وہ اسکے گرد اوڑآیا اور اسے اپنے حصار می لئے ہی وہاں سے نکلا ایسے کے کسی کو بھی میزہ کا چہرہ نظر نہیں آیا تھا۔۔۔۔۔۔۔

وہاں سے انے کے بعد بھی اسکا سوں سوں کرنا چالو تھا۔۔۔۔سکندر کو اسکے آنسوؤں سے تکلیف ہو رہی تھی ۔۔۔۔۔۔بس کرو بے بی ڈول کوئی نہیں ہے یہاں کسی نے نہیں دیکھا تمہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

دیکھو میں تمہیں ایسے لایا ہوں اسنے جب دوبارہ سے اسے کر کے دکھایا تو وہ تھوڑی ریلیکس ہوئی اور جب اسکی اور اپنی اس قدر نزدیکی کا احساس ہوا تو اس سے دور ہوئی۔۔۔۔۔۔۔۔

سکندر نے اسے واشروم بھیجا اور کہا جاؤ اپنا حجاب سہی کر کے اؤ شاباش۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ خاموشی سے واشروم گئی اور ٹھیک پانچ منٹ بعد واپس آئی۔۔۔۔۔۔۔

زیادہ رونے کی وجہ سے اسکی آنکھیں سرخ ہو چکی تھی آنکھوں کے لال ڈورے اسے اپنے سحر میں جکڑ رہے تھے ۔۔۔۔۔۔۔۔لال چھوٹی سی ناک سکندر کا بے ساختہ دل کیا کے چھو کر اسے دیکھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

چلو اب جلدی سے اپنے آنسو صاف کرو ورنہ میں تمہیں یہی چھوڑ جاؤ گا۔۔۔۔۔۔سکندر نے وارننگ دی تھی جو کے کارگر بھی ثابت ہوئی تھی۔۔۔۔۔۔میزہ نے جلدی سے آنسو صاف کئے مبادا وہ سچ میں اسے چھوڑ ہی نا جائے ۔۔۔۔۔۔

سکندر اسے لئے باہر آیا تھا جہاں اسکی گاڑی پہلے سے ہی کھڑی تھی اور ڈرائیور بھاگتا ہوا آیا تھا۔۔۔۔۔بی بی آج آپ لیٹ ہو گئی میں کب سے انتظار کر رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔سکندر نے اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور گاڑی کا دروازہ کھول کر اسے بٹھاتے دروازہ بند کرتے ڈرائیور کی طرف آیا بی بی تمہاری ڈر گئی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

لیکن سامنے موجود لڑکی جتنی حساس تھی وہ جانتا تھا اپنے جذبات پر قابو پاتے اسنے فیصلہ کیا تھا میزہ کو اپنی زندگی میں شامل کرنے کا اور یہ سب وہ جلد از جلد کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

گھر اتے ہی اسنے اپنے ماں باپ کو ارتضیٰ صاحب کے گھر بھیجا تھا۔۔۔۔۔ اپنا رشتہ لیکر۔۔۔۔۔۔۔ انہوں نے پہلے تو یہی کہا کے بیٹی ابھی پڑھ رہی ہے۔۔۔۔۔۔۔

لیکن جب پتا لگا کے سکندر کو اسکی پڑھائی سے کوئی مسلہ نہیں اور وہ خود بھی سیٹل ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ یہی سوچتے انہوں نے حامی بھر دی تھی لیکن سکندر نے منگنی کی جگہ نکاح کی بات کی تھی۔۔۔۔۔

ارتضیٰ صاحب نے بھی یہی کہا تھا کی وو میزہ کی مرضی جان کر ہی ڈیٹ دے گے۔۔۔۔۔۔ اور انکی عین سوچ کے مطابق اس نے سارا اختیار آپن باب کو دے دیا تھا۔۔۔۔۔۔

لیکن سکندر کے کی توجہ اور کیئر کی وجہ سے جو پیاری کنپل اسنے خود پر بھی آشکار ہونے نہیں تھی اب اعتراف کر رہی تھی کہ وہ اسے پسند کرتی ہے۔۔۔۔۔۔

ایک مہینہ بعد نکاح کی تاریخ رکھی گئی تھی ور سکے ہی رخصتی۔۔۔۔۔۔ سکندر کو تو دنیا جہاں کی خوشیاں مل گئی تھی۔۔۔۔۔ لیکن اس دوران بھی وہ اپنے جگری یار کو نہیں بھولا تھا۔۔۔۔۔۔۔ عدنان کے ماں باپ نہیں تھے۔۔۔۔۔۔

اور نازی بھی اپنی خالہ کے ساتھ رہتی تھی اسنے ارتضیٰ صاحب کے پاس ایک بار پھر سے اپنے بابا علی دورانی صاحب کو بھیجا تھا انہوں نے سکندر اور عُمیز کے ساتھ ہی نازی اور عدنان کی بھی ڈیٹ دے دی تھی۔۔۔۔۔

یہ مہینہ کیسے گزرا کسی کو پتا نا لگا جہاں سکندر کا دل خوشی سے جھوم رہا تھا وہی میزہ بھی چھوئی موئی بنی گھوم رہی تھی جب کہ نازی اسے تنگ کرنے کہ کوئی بھی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دے رہی تھی۔۔۔۔۔۔ حالنکہ وہ خود بھی دلہن تھی۔۔۔۔۔۔۔

سکندر کے پرزور پر مہندی کا فنکشن دورانی ہاؤس میں رکھا گیا تھا چونکہ فتح پور میں ہی انکی خاندانی ہویلی تھی۔۔۔۔۔ جو کے اپنے ذوق کا منہ بولتا ثبوت تھی۔۔۔۔۔۔

مہندی کا فنکشن ہویلی کے وصیع و عریز لان میں رکھا گیا۔۔۔۔۔۔ سارا انتظام سکندر نے خود اپنی نگرانی میں کروایا تھا کیونکہ اسکا نا کوئی بھائی تھا اور نا ہی کوئی بہن ہاں عدنان ہر کام میں اسکے ساتھ موجود تھا۔۔۔۔۔۔

جو جو مہمان اتے جا رہے تھے سجاوٹ دیکھ کر سراہے بنا نہیں رہ پا رہے تھے۔۔۔۔۔۔ کتنے ہی ملازم یہاں سے وہاں لوگوں کو سرو کر رہے تھے۔۔۔۔۔۔ سکندر اور عدنان بھی ساری تیاری کا ایک جائزہ لیتے تیار ہونے چلے گئے تھے۔۔۔۔۔۔

رات کے 8 بج چکے تھے وہ دونوں اسٹیج پر بیٹھے اپنی متاع جاں کا انتظار کر رہے تھے۔۔۔۔۔ جب ٹھیک 8 بج کر 30 منٹ پر وہ دونوں اسٹیج کی طرف آتی ہوئی نظر آئی تھی۔۔۔۔۔۔

عمیزہ نے پیلے اور لال رنگ کے امتزاج کی کرتی اور ساتھ ہی پیلے رنگ کا میچ ٹراؤزر پہنا تھا جسکے چاروں طرف ڈیپ کام ہوا تھا۔۔۔۔۔۔ ہاتھوں اور گلے میں سفید موتیہ کی جولری پہنی ہوئی تھی۔۔۔۔ اور ہمیشہ کی طرح آج بھی وہ حجاب میں موجود تھی۔۔۔۔۔

ناظمہ کے اور اسکے کپڑے ایک جیسے ہی تھے۔۔۔۔۔۔۔ بس رنگ کا ہی فرق تھا ناظمہ کی ڈریس گرین اور پیلے رنگ کی تھی۔۔۔۔ وہ دونوں سہج سہج کر قدم اٹھاتے انکے پاس آئی تھی اور جالی کا بریک سا دوپٹہ تھا جسکی ایک طرف وہ دونو بیٹھی تھی اور دوسری طرف سکندر اور عدنان۔۔۔۔۔۔

وہ دونوں ہی بہت ہی محویت سے انہیں دیکھ رہے تھے جب لڑکیوں اور لڑکوں نے ہوٹنگ کی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

ان دونوں کو تو پھرک نہیں پڑاتا لیکن میزہ نے گھبرا کر نازی کا ہاتھ پکڑ لیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

فنکشن بہت ہی اچھے طریقہ سے اختتام پایا تھا۔۔۔۔۔۔ کل نکاح اور رخصتی تھی اس لئے ارتضی صاحب نے سب سے اجازت لی اور گھر راہ لی جب کے سکندر ملنا چاہتا تھا میزہ سے۔۔۔۔۔ لیکن اپنے دل پر جبر کرتا وہ سارے حساب کل بے باک کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جاری ہے۔۔۔۔۔۔

Next part mai past end ho jaiga .... To tension na ly ap.......mai der sy hi sahi epi dy deti hun lekin ap log to toba hai ....jo log kbhi comment to door like b nahi krty thy vo b akr suna rahy hain......don't worry mujy koi fark nhi prta ap haters ki baton sy mai seedha block krti hun........ Jinko meri qadr nahi unki mujy b ni ....

Surprise surprise🙈😍

Don't copy paste without permission 💣💣💣💣

#ناول_مریض_ء_عشق

#رائیٹر_سندس_پری

#قسط_نمبر_42_پارٹ_2

"ماضی"

رات اتے اتے انکو 2 بج گئے تھے اور اب صبح کے 10 بج رہے تھے لیکن وہ دونوں مزے سے گھوڑے گدھے بیچ کر سو رہی تھی جب ارتضیٰ صاحب کمرے میں آئے تھے اور ان دونوں کو اٹھانے کی کوشش کرنے لگے

میزہ تو فوراً اٹھ گئی تھی جب کہ نازی ابھی بھی سو رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔سوری بابا وہ پتا نہیں آج کیسے آنکھ نہیں کھولی آپ پریشان نا ہوں میں نازی کو بھی اٹھا دیتی ہوں ہم پانچ منٹ میں ڈائننگ ٹیبل پر آرہے ہے۔۔۔۔۔

اوکے میرا بچا لیکن ذرا جلدی آج آپ لوگوں کا نکاح ہے پارلر بھی جانا ہے باقی سب تو میں دیکھ لوں گا۔۔۔۔۔۔ بابا مجھے آپ کو چھوڑ کر کہی نہیں جانا۔۔۔۔۔۔ بیٹا ایک نا ایک دن تو سب کو جانا ہوتا ہے نا اور پریشان کیوں ہو رہی ہو میں اوٗ گا نا ملنے ہر دوسرے دن آجاوٗ گا تم سے ملنے۔۔۔۔۔۔۔ ہنستے ہوئے شفقت بھرا ہاتھ اسکے سر پر رکھ کر چلے گئے تھے۔۔۔۔۔۔۔

میزہ نے جلدی سے نازی کو بھی جگایا اور دونوں بریک فاسٹ کر کے فریش ہوئی اور 2 بجے تک پارلر پہنچ گئی۔۔۔۔۔۔۔ جہاں پارلر والی نے انکے حسن کو دو آتشہ بنا دیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

واہ میزہ کتنی پیاری لگ رہی ہے ججو تو گئے کام سے آنکھ مارتے ہوئے نازی نے میزہ کو چھیڑہ تھا۔۔۔۔۔۔۔ جب کہ میزہ سرخ ہوتی نظریں جھکا گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔ وقت کا پتا بھی نہیں چلا تھا 8 بجے سے دونوں دولہے بے تابی سے اپنی دلہنوں کا انتظار کر رہے تھے اور انتظار تھا کی طویل ہوتا جا رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔ حلانکے انکے انے میں 5 منٹ ہی باقی تھی لیکن پانچ منٹ بھی سکندر کو 5 گھنٹوں سے کم نہیں لگے تھے۔۔۔۔۔۔۔

اور وقت آ گیا تھا جب سامنے سے وہ حسینائیں چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی انکی ہی طرف بڑھ رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔ میزہ نے لال رنگ کا لہنگا پہنا ہوا تھا جو کے سکندر نے ہی پسند کیا تھا اسکے چاروں طرف سونے کی تار سے کام کیا ہوا تھا۔۔۔۔۔۔۔ لمبی ہیلز کی وجہ سے وہ سکندر کے کندھے تک آ رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔ میزہ نے اجھی

حجاب ہی کیا ہوا تھا بیوٹیشن کے میک آپ نے اسکے اسکے حسن کو مزید نکھار دیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہاتھوں میں بھری بھری لال رنگ کی چوڑیاں پہنے وہ ایک ایک قدم لیتی سکندر کی زندگی میں بہار لا رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔ وہ سب کی موجودگی کو فراموش کئے بس اپنی شریک حیات کو ہی دیکھے جا رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

جب کہ حال تو عدنان کہ بھی مختلف نہیں تھا۔۔۔۔۔نازی نے پنک کلر کا لہنگا اسکے ساتھ ہی میچنگ چوڑیاں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ عدنان سے اپنی نظر ہٹانا مشکل ہو رہا تھا۔۔۔۔۔۔ تھوڑی دیر میں وہ دونوں اسٹیج کے قریب ارکی تھی۔۔۔۔۔۔ سکندر نے اگے بڑھ کر میزہ کا ہاتھ تھاما تھا اور عدنان نے نازی کا اور دونوں کو لئے اپنے پہلو میں بٹھا دیا تھا۔۔۔۔۔۔

میزہ کی گھبراہٹ کے پیش نظر سکندر نے اسے تنگ کرنے سے گریز ہی کیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔ تھوڑی دیر بعد ایجاب و قبول نکاح کے بعد بھی دیر رات تک فوٹو سیشن ہوا تھا رات کے 12 بج رہے تھے سکندر نے میزہ کی طرف دیکھ جو کہ اب تھک بھی گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اسکے بعد رخصتی کا وقت آیا تو میزہ لڑ نازی خوب روئی تھی میز کی مام تو بچپن می ہی وفات پا گئی تھی باپ کا ہی سہارا تھا ان سے بھی آج دور جا رہی تھی تو رونا تو بنتا تھا نازی جتنی بھی الٹی حرکتیں کر لے مستی کر لے لیکن یہ

وقت تو ہر لڑکی کے لئے ہی تکلیف دا ہوتا ہے جب وہ اپنے ماں باپ کو چھوڑ کر انکا گھر سونا کر کے جا رہی ہوتی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

رخصتی کے بعد عدنان اور نازی عدنان کے اپنے گھر آئے تھے جو کے اسنے بنوایا تھا لیکن رہتا وہ زیادہ تر سکندر کے ساتھ ہی تھا۔۔۔۔۔۔۔

نازی کو کمرے میں چھوڑ کر وہ خود باہر آیا تھا اور دودھ کا گلاس لئے واپس کمرے میں گیا تھا۔۔۔۔۔۔ تمہیں کیسے پتا مجھے دودھ پینا پسند ہے رات کے وقت سونے سے پہلے۔۔۔۔۔۔ نازی نے جھٹ سے گلاس لیا تھا اور سارا پی گئی۔۔۔۔۔۔۔ پھر گلاس رکھ کر دوبارہ بیٹھ گئی۔۔۔۔۔۔ عدنان نے ہنستے ہوئے ایک ڈائیمنڈ رنگ نکالی تھی اور اسکی مخروتی انگلی میں پہنا دی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

بہت خوبصورت ہے یہ۔۔۔۔۔ نازی نے دل سے تعریف کی تھی۔۔۔۔۔۔۔ لیکن تم سے کم۔۔۔۔۔۔ میں اپنے جذبات کبھی بھی نا رکھ سکتا سامنے اگر سکندر نے بات نا کی ہوتی تو۔۔۔۔۔۔ پہلے دن سے ہی یہ دل تم پر ہر بیٹھا تھا کب محبت ہوئی پتا ہی نا چلا۔۔۔۔۔۔ عدنان نے اسکا ہاتھ اپنے دل کے مقام پر رکھا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

کیا تم زندگی بھر اس ناچیز کو یہ حق دینے کے لئے تیار ہو کی وہ تمہیں پلکوں پر بٹھائے۔۔۔۔۔۔ میں کوشش کروں گا میری وجہ سے کبھی تمہیں کوئی تکلیف نا ہو۔۔۔۔۔۔۔ کہنے کی دیر تھی نازی نے خاموشی سے اپنا سر اسکے سینے پر رکھ دیا تھا۔۔۔۔۔۔۔

---

1 بجے کا وقت تھا سکندر کمرے میں آیا تو میزہ گھونگھٹ کیئے اسکی راہ دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔۔ سکندر کے لبوں پر زندگی سے بھرپور مسکراہٹ آئی تھی وہ قدم اٹھاتا میزہ کے پاس گیا اور اسکے پاس ہی بیٹھ گیا۔۔۔۔۔۔

وہ خود بھی اس وقت بلیک رنگ کی شیروانی میں غضب ڈھا رہا تھا۔۔۔۔۔۔ کوئی بھی لڑکی اگر اسے دیکھتی تو اپنی نظریں ہی نہیں ہٹا پاتی تھی۔۔۔۔۔۔ لیکن ایک وہ مغرور شہزادہ تھا جسکا دل بس اسکی میزہ کے لئے ہی دھڑکتا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

اسنے میزہ کے نازک سے ہاتھ کو اپنی گرفت میں لیا اور لبوں سے لگاتے اپنا پر حدت لمس چھوڑا تھا۔۔۔۔۔۔۔ جس سے میزہ دل و جاں سے کانپ کر رہ گئی تھی وہ تو اسکی نظروں کی تپش برداشت نہیں کر سکتی تھی کجا کہ اسکی قربت تو بڑی جان لیوا تھی اس نازک جان کے لئے۔۔۔۔۔۔۔۔

میری زندگی۔۔۔۔۔۔ہاں تم ہی تو میری زندگی ہو تم سے پہلے تو گزار رہا تھا یہ زندگی اور جب سے تم آئی ہو میں اسے جینے لگ ہوں۔۔۔۔۔۔اور اب ہم دونوں جئے گے یہ زندگی ایک ساتھ اور انجوے بھی کرے گے

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سکندر نے اسکا گھونگھٹ اٹھایا تھا وہ تو اسے مبہوت سا دیکھے جا رہا تھا اسے دیکھتے ہی گمان ہوتا تھا کے آسمان سے اتری کوئی پری ہو جو کے اسکے پہلے می بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اسکی تھکاوٹ کو نوٹ کرتے سکندر نے آرام سے اسے حجاب سے آزاد کیا اسے بعد اسکی نتھ کو دیکھا تھا اور بے ساختہ جھک کر اسپر اپنے لب رکھ گیا جو کے کب سے اسے اونی طرف کھینچ رہی تھی۔۔۔۔۔۔اسکی ناک نتھ سے آزاد کیا باری باری اسکی ساری جیولری اتار کر سائیڈ پر رکھتے وہ اپنی پاکٹ سے ایک بہت ہی پیاری چین نکلتا میزا کے بالوں کو سائیڈ کرتا اسے پہنانے لگا۔۔۔۔۔۔۔

جب کے اس سے تو شرم سے نظریں تک اٹھائی نہیں جا رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔جب سکندر نے اسکا چہرہ ٹھوڑی سے پکڑ کر انچا کیا اور اسکے پنکھڑی مانند لبوں پر جھکا خود کو سرا سیراب کرنے لگا اسکے لمس میں شدت تھی میزہ نے اسکی شرٹ کو مضبوطی سے اپنی مٹھی میں جکڑ لیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سکندر نے تھوڑی دیر بعد اسے آزاد کیا اور اسکے چہرے کی سرخی دیکھنے لگا جو کے اسے مزید اکسا رہی تھی

۔۔۔۔۔۔ سکندر نے آرام سے میزہ کو لٹایا اور ایک ہاتھ سے لائٹ بند کر دی۔۔۔۔۔۔۔

اب کمرے میں بس معنی خیز خاموشی تھی جسے سکندر کی سرگوشیوں نے ہی توڑا تھا۔۔۔۔۔۔ جب کہ میزہ تو آنکھیں بند کئے اسکی سرگوشیوں پر پاگل سی ہو رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

رات قطرہ قطرہ گزر رہی تھی اور دور چاندنی بھی انکے ملن پر مسکراتے بادلوں کی اوٹ سے جھانک رہی تھی

۔۔۔۔۔۔

اگلے دن ولیمہ کے بعد وہ لوگ اپنے ہنی مون کے لئے نیویارک چلے گئے تھے وہاں سے انہیں نے اور بھی بہت جگہوں پر سیر کی تھی۔۔۔۔۔۔

وہاں سکندر کے بابا علی دورانی اور ماما عاصمہ دورانی کی فرینڈ رہتی تھی جن سے اکثر انکی ملاقات ہوتی رہتی تھی ۔۔۔۔۔۔ انکے بیٹے سکندر کی بھی دوستی ہو گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔

بہت اچھے دن گزار کر وہ پورے ایک مہینہ بعد واپس فتح پور آئے تھے جہاں اتے سکندر نے اپنا بزنس سمبھالا تھا تو میزہ نے گھر کی ذمہ داری۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

شجاعت تو اندر اندر سے کڑھ رہا تھا کے اس بار بھی سکندر بازی لے گیا۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکے گھر والو نے بھی اسکی شادی اپنی پسند کی لڑکی سے کی تھی آمنہ بہت ہی اچھے اخلاق کی مالک تھی لیکن شجی تو جیسے پاگل ہو گیا تھا سکندر سے ہار کے بعد۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور اس سب کا غصّہ وہ اس معصوم پر اتارتا تھا۔۔۔۔۔۔۔ شجی نے سکندر سے ملنا نہیں چھوڑا تھا۔۔۔ بلکے اسکے ساتھ بزنس میں پارٹنر شپ سٹارٹ کر دی تھی۔۔۔۔۔۔۔

وہ غلط راستوں پر چل پڑا تھا سمگلنگ اور لڑکیوں کی خرید فروخت اب یہی اسکا بزنس تھا۔۔۔۔۔۔ جو کے اسنے چھپا رکھا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

ایک سال بعد سکندر کی زندگی میں جلال آیا تھا اسکی جان بستی تھی اس میں اسکی بلیو آنکھوں میں اسے ایک انوکھی چمک نظر آتی تھی۔۔۔۔۔۔ انکی زندگی مکمل ہو گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔ سکندر میزہ کو تکلیف میں نہیں دیکھ سکتا تھا اس لئے اسنے سوچا تھا کی بس یہی ایک انکا اکیلا وارث ہو گا لیکن جب جلال 8 سال کا ہوا تو میزہ نے ضد کی تھی کے انکو ایک بیٹی چاہیے۔۔۔۔۔۔۔

جلال نے محض آٹھ سال کی عمر میں ہی سبکو حیران کر دیا تھا اپنی پرسنالٹی سے وہ سب سے شارپ بچہ تھا کہ اپنی کلاس میں فرسٹ انے کے ساتھ ساتھ وہ ہر گیم ہر ایکٹیوٹی میں سب سے اگے تھا۔۔۔۔۔۔۔۔وہ زیادہ باتیں کرنے کہ عادی نہیں تھا۔۔۔۔۔۔۔۔بس بیا سے باتیں کرتا تھا دل کھول کر اور اپنے ماما بابا سے ۔۔۔۔۔۔۔۔اسکی عادت نہیں تھی کسی سے بھی فری ہونے کی بس جو اسے پسند آجاتے انسے بت کرتا ورنہ تو روڈ ہی رہتا سب سے ایک رعب چھلکتا تھا اسکی شخصیت سے جو اگلے بندے کو مرعوب کر دیتا تھا۔۔۔۔۔۔۔

حالنکہ آمنہ اور شجی کی بیٹی حدیبیہ میں تو ان سب کی جان بستی تھی۔۔۔۔۔۔وہ پانچ سالہ پیاری سی گڑیا جلال کو بہت پسند تھی۔۔۔۔۔اسکی جنونیت کو دیکھتے سکندر نے اسکا اور بیا کا نکاح کروادیا تھا۔۔۔۔۔۔

نازی اور عدنان کی بھی ایک بیٹی کومل 1 سال کی تھی جیسے انہوں نے اڈوپٹ کیا تھا جب چار سال بعد انکو رزم کی نوید ملی تھی وہ بہت خوش تھے انہوں نے کبھی بھی یہ ظاہر نہیں ہونے دیا تھا کے وہ انکی سگی اولاد نہیں ہے ۔۔۔۔۔۔جب وہ انکو ملی تھی تو اسکی عمر 1 سال تھی اور جب رزم پیدا ہوا تو اسکی عمر 12 سال تھی۔۔۔۔۔۔

وو اپنے بھی پر جان چھڑ کتی تھی۔۔۔۔۔۔دن گزر رہے تھے۔۔۔۔۔۔۔جب رزم بھی 8 سال کا ہو گیا تھا اور کومل 17 سال کی تب وہ بھیانک رات آئے تھی انکی زندگی میں وہ سکندر کو بتانا چاہتے تھے دوست کی شکل می اس درندے کا اصلی چہرہ دکھانا چاہتے تھے لیکن ناکام رہے۔۔۔۔۔۔۔۔

میزہ کی ضد تھی کہ اب وہ پھر سے حاملہ تھی اسکا ساتواں مہینہ چلا رہا تھا سکندر اور جلال دونوں اسے پلکوں پر بٹھاتے تھے جلال خوش تھا اسکے پس بھی ڈول آرہی تھی جو اسے بھائی کہہ کر بولائے گی۔۔۔۔۔۔۔۔۔دن نزدیک آرہے تھے لیکن ایک بے چینی سی تھی جو میزہ کو چین لینے نہیں دیتی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

اور وہ دن بھی آگیا جب اسنے ایک صحت مند بیٹی کو جنم دیا تھا۔۔۔۔۔۔۔سب خوش تھے اس بات سے انجان کے انکے اس آشیانہ کو نظر لگ چکی ہے۔۔۔۔۔۔۔آج مطربہ ایک مہینے کی ہو چکی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔میزہ کی مدد کے لئے سکندر نے اپنی حویلی کی پرانی ملازمہ بی جان کی بیٹی سدرہ جسکی عمر 35 سال تھی اسکے شوہر نے اسے بانجھ کہہ کر چھوڑ دیا تھا اسے بلوالیا تھا۔۔۔۔۔۔۔وہ جب جلال ہوا تھا تب سے یہاں تھی۔۔۔۔۔۔۔۔وہ ان دونوں بچوں کو بہت پیار کرتی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

آج مطربہ بہت رو رہی تھی اس لئے سدرہ جو کی جلال اور مطی کی بی جان تھی اسے لئے اپنے کوارٹر میں چلی آئی تھی ۔۔۔۔۔۔میزہ کی طبیعت سہی نہیں تھی اور سکندر ابھی آیا نہیں تھا۔۔۔۔۔۔۔انکے پیچھے جلال بھی مطی کے پاس آگیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

جب اچانک گھر کی لائٹ چلی گئی تھی میزہ ڈر کر نیچے آ رہی تھی جب کسی نے اسے بالوں سے پکڑ کر اپنی گرفت میں لیا تھا اور ایک انجیکشن اسکی گردن میں پیوست کیا تھا یہ سب اتنی جلدی ہوا کی اسے پتا بھی نا چلا۔۔۔۔۔۔۔

کوارٹر تھوڑا دور تھا تو آواز وہاں تک نہیں گئی۔۔۔۔۔ لیکن سکندر جو کی ابھی گھر میں داخل ہوا تھا اسنے یہ آواز بخوبی سنی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ بھاگا تھا میزہ کا نام پکار کر۔۔۔۔۔۔۔۔

لیکن تھوڑا دور جا رہی جب وہ سیڑیوں پر پہنچا تو اسے رکنا پڑا کیوں کے اسکے سر پر راڈ سے وار کیا گیا تھا وہ سیڑیوں سے ہوتا نیچے گرا تھا جب دوبارہ اٹھنے کی کوشش کی تو شجی سامنے آیا تھا اور اسکے بازوں میں انجیکٹ کیا تھا۔۔۔۔۔۔۔ اب وہ دیکھ سکتا تھا لیکن بول نہیں پا رہا تھا اور نا ہی حرکت کر پا رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔

جب شجی سامنے آیا تو اسنے حقارت سے اسے دیکھا تھا۔۔۔۔۔۔ آج ہی تو سب پتا چلا تھا شجی کے بارے میں ساری سچائی پتا چلی تھی وہ یہ ثبوت پولیس کو دینا چاہتا تھا اور صبح دینے بھی والا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔ لیکن پہلے ہی شجی یہاں آگیا۔۔۔۔۔۔۔۔

نانا حیران ہونے کی ضرورت نہیں۔۔۔۔۔۔ یہ میں ہی ہوں شجاعت آفندی۔۔۔۔۔۔۔ تیرا دوست اں اں۔۔۔۔۔ تیرا دشمن۔۔۔۔۔۔ جس چیز کو میں چاہتا وہ تیری ہو جاتی اور تو اور اس کمینی میزہ کو پہلی نظر میں دل

دے دیا تھا لیکن وہ تجھے پسند کر بیٹھی اور شادی کر لی تم دونوں نے کتنی بار کتنی بار اسکو اغوا کرنے کا پلین بنایا لیکن تو ہار بار بیچ میں آجاتا تھا۔۔۔۔۔۔۔

چل شادی نہیں تو کیا ہوا ہم اسکی جوانی سے تھوڑا تو لطف اٹھا ہی سکتے ہیں نا ظالم آج بھی بجلیاں گر آتی ہے ۔۔،۔۔۔۔۔ سکندر نے پوری کوشش کی لیکن وہ اٹھ نہیں پا رہا تھا۔۔۔۔۔۔ اسکا دل کر رہا تھا وہ شجی کو زندہ زمین میں گاڑھ دے جو اسکی محبت کے بارے میں ایسا کہہ رہا تھا۔۔۔۔۔۔

کہتے ہی وہ میزہ کو اسکے سامنے لایا تھا اسنے اسے ڈرگز کی ہیوی ڈوز دی تھی جسکی وجہ سے وہ بلکل بھی ہوش میں نہیں تھی۔۔۔۔۔۔ اگر وہ اسے تھامے نا کھڑا ہوتا تو یقیناوہ زمین پر پڑی ہوتی۔۔۔۔۔۔۔۔ لیکن اس حالت می بھی وہ اسے خود سے پرے دھکیل رہی تھی لیکن یہ تو ناممکن تھا۔۔۔۔۔۔۔

اسنے سکندر کے سامنے ہی اسکی میزہ کو نوچنا سٹارٹ کیا تھا لیکن پھر خباثت سے ہنستا بولا۔۔۔۔۔۔۔

میں تجھے اسکا دیدار بھی میسر نہیں کروں گا۔۔۔۔۔۔۔ لیکن مزہ تب آئیگا جب تیری بیوی تیرا بستر اور ساتھ میں ۔۔۔۔۔۔ کہتے ہی اسنے اپنے لوگوں کو اشارہ کیا تھا جو سکندر کو اٹھا کر کمرے میں لے گئے تھے جہاں وہ اسکی میزہ

پر جھکا اپنی درندگی دکھا رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔ سکندر نے تکلیف سے اپنی آنکھیں وند کرلی تھی وہ بے بسی کی انتہا پر تھا۔۔۔۔۔۔۔ اسنے دعا کی تھی کہ وہ مرجائے۔۔۔۔۔۔

جب کے اب میزہ کی چیخیں پوری حویلی میں گونج رہی تھی۔۔۔۔۔ جلال جو کے ابھی بیا کے ساتھ تھا اسکے لئے پانی لینے کچن میں جارہا تھا اپنو ماں کی آواز سن کر بھاگا تھا۔۔۔۔۔ لیکن اتنے لوگوں کو دیکھتے وہ چھپ کر کھڑکی سے اندر کہ منظر دیکھنے لگا۔۔۔۔۔۔۔۔

جب شجی اٹھا اور دیر نا کرتے اسنے سکندر پر گولی چلائی تھی لیکن پستول میزہ کے ہاتھ میں رکھ کر۔۔۔۔۔۔۔۔ میزہ اٹھی تھی اور شجی کو دھکا دے کر وہ کھڑکی سے کود گئی تھی اسے اپنا وجود گند لگ رہا تھا وہ بھی اپنے شوہر کے پاس جانا چاہتی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔ اور چلی بھی گئی تھی وہ جب کو دی تو نیچے شیشے کہ ٹیبل پڑا تھا وہ سیدھا اسپر گری تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔

جلال چلا کر باہر کی طرف بھاگا تھا۔۔۔۔۔۔۔ جب اسکی نظر بیا پر پڑی تھی وہ اسے بھی اپنے ساتھ لے گیا تھا ۔۔۔۔۔ وہ اپنی ماں کے واس گے تھا جنہوں نے آخری بات کہتے ہی دم توڑ دیا تھا۔۔۔۔۔۔

بی۔۔۔۔۔۔۔۔بیا کو لے جاؤ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔مط۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔مطی کک۔۔۔۔۔۔۔۔۔خ

۔۔۔۔۔۔خیال۔۔۔۔۔رکھ۔۔۔۔۔۔۔رکھنا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور آپ۔۔۔۔۔۔۔۔اپنے دو شمن

۔۔۔۔۔۔۔۔۔کو۔۔۔۔۔۔۔۔۔مت۔۔۔۔۔۔۔۔۔چھوڑ۔۔۔۔۔۔۔۔۔چھوڑنا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔یہ

آخر بات تھی اسے بعد وہ اپنی آنکھیں بند کر گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

جب اسے آواز آئی تھی وہ تو اسکے انکل تھے تو کیوں کیا ایسا۔۔۔۔۔۔۔۔وو بیا کو لیکر بھاگا تھا جب کے شجی کے آدمی مسلسل اسکے پیچھے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور وہ لڑکھڑ آیا تھا اور سیدھا کھائی میں گرا تھا۔۔۔۔۔۔۔سب اسے مرا ہوا سمجھ کر بچی کو لے گئے..... جونا میں گردن ہلا کر رو رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ گرا نہیں تھا بس اٹکا ہوا تھا مشکل سے اوپر آیا تو وہاں کوئی بھی نہیں تھا۔۔۔۔۔۔۔زخم اتنے تھے کے چلنا مشکل تھا لیکن وہ سڑک پر اتے ہی بے ہوش ہو گیا تھا تب دو ہاتھوں نے اسے اٹھایا تھا گاڑی میں ڈالا تھا ۔۔۔۔۔۔۔وہ سکندر کا وہی دوست تھا جو نیو یارک میں ملا تھا اسے۔۔۔۔۔۔۔۔انہوں نے اسے ہسپتال داخل کروایا تھا اور اگلے دن اٹھتے ہی اسنے ماما بابا کو پکار پکار کر ہسپتال سر پر اٹھا لیا تھا۔۔۔۔۔۔۔

جب اسے بیا اور مٹی بھی یاد آئی اسنے یہں وہاں دیکھا تھا تب بی جان مٹی کو لیکر اندر آئی تھی مٹی کو دیکھتے وہ اسکی طرف بڑھا تھا اور اسے چھو کر اسکے سہی ہونے کا خود کو یقین دلانے لگا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تب بی جان اور جلال نے انکو ساری سچائی بتائی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جلال کو وہ اپنے ساتھ لے گئے تھے۔۔۔۔۔ جلال نے مٹی کو مظبوط بنانے کا فیصلہ کیا تھا۔۔۔۔ اور خود سے وعدہ کیا تھ کی وہ بہت جلد اپنی امانت جو کے آمنہ بیگم کے پس ہے اسے لے جائے گا اور لے بھی آیا تھا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

رزم بھی اس حادصے کے بعد ٹوٹ سا گیا تھا اسے نیلوفر نے سمبھالا تھا اور ان دونو کی ملاقات بھی ہوئی تھی ۔۔۔۔۔۔۔ اور تب سے دونوں دوست کم بھی زیادہ تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بس فرک اتنا تھا کہ اسنے رزم کی طرح جذباتی پن نہیں دکھایا تھا اسے پتا تھا اسکی بیا کہ کوئی قصور نہیں۔۔۔۔۔

لیکن جو حرکت رزم نے مشی کے ساتھ غلط کر کے کی تھی اسکی چھوٹی سی سزا جلال نے اسے اس صورت دی تھی کے وہ سب جھوٹ بولا تھا اس سے کے مشی اغوا ہو گئی ہے۔۔۔۔۔ تاکہ اسے احساس ہو کی وہ کوئی کھلونا نہیں بلکہ اسکی اپنی محبت ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اور احساس تو اسے ہوا تھا لیکن بہت دیر سے جب مشی نے اس سے طلاق کہ مطالبہ کیا تھا لیکن جلال نے اسے ٹال دیا تھا۔۔۔۔وہ یہ نہیں چاہتا تھا کہ مشی اس سے الگ ہو بس وہ اسے سزا دے۔۔۔۔۔۔ لیکن خود کو اس سے الگ نا کرے۔۔۔۔۔۔۔ کیوں کہ اگر برا اسکے ساتھ ہوا تھا تو رزم کے ساتھ بھی وہی ہوا تھا۔۔۔۔۔۔ لیکن اسنے بیا کو اپنی محبت اور پیار دے کر اپنی زندگی جنت بنا دی تھی وہ خوش تھا جب کہ رزم نے اس کے بلکل برعکس کیا تھا۔۔۔۔۔۔

جاری ہے۔۔۔۔۔

Past ka ho chka hai end ab next epi mai jalal bia ,razm mishi, or matraba ghazi b hongy 😊 😍

Like krna na bholy warna 😒 😒 😒

Don't copy paste without permission 💣 💣 💣 💣

#ناول_مریض_ء_عشق

#رائیٹر_سندس_پری

#قسط_نمبر_43

رزم مشی کے کمرے میں گیا تو مشی وہاں کہیں بھی موجود نہیں تو اسی وہاں نا پا کر وہ ڈر گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اس سے پہلے وہ حواس باختہ ہو کر باہر بھاگتا اسے بچوں کے کھلانے کی آوازیں آرہی تھیں وہ آوازوں کے تعاقب میں کمرے سے مہلک بالکنی میں گیا تھا وہاں سے نیچے کا منظر بہت ہی خوبصورت منظر تھا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ مبہوت سا وہ منظر دیکھے گیا۔۔۔۔۔۔۔ مشک کالے رنگ کے کپڑے پہنے گھاس پر لیٹی ہوئی تھی جب تک اس کا کالا دوپٹہ اس کے ساتھ ہی رکھا ہوا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ اپنا ایک ہاتھ اپنے سر کے نیچے دیئے اپنے بچوں کو دیکھنے میں مصروف تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

نائفہ محیص اور محسن تینوں اپنے اپنے فیڈر لیے وہی پاس بیٹھے جوس پی رہے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ نایفہ اپنا پیتے ہوئے کبھی محسن کا فیڈر چھنتی تو رونے لگتا۔۔۔۔۔۔۔۔ اور کبھی محیص سے چھینتی۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور خود ان کے فیڈر سے پینے لگتی وہ دونوں بھی کم نہیں تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

نائفہ سے اس کا فیڈر لے کر پینے لگ جاتے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مشی مسکراتے ہوئے اپنے پھولوں کو دیکھ رہی تھی اس کی زندگی میں یہی تو تھے اس کے جینے کی وجہ۔۔۔۔۔۔۔۔ جن کے لیے اس نے خود کو سنبھالا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

دیکھتے ہی دیکھتے نافع نے دونوں بھائیوں کو ایک ایک کر کے تھپڑ لگا دیا تھا جس سے وہ دونوں فیڈر چھوڑ کر رونا شروع ہو گئے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

منشی جس کو اپنا وجود کسی کی گہری نظروں کے زد میں محسوس ہو رہا تھا نظروں کی تپش محسوس کرتے ہوئے اس نے اپنی نظریں اوپر اٹھائی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور وہاں رزم کو خود کو گھورتا پا کر اس کے جسم میں غصے کی اور نفرت کی شدید لہر دوڑ گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اور بچوں کے رونے کی آواز سن کر جب ان کی طرف متوجہ ہوئی تو بغیر آؤ تاؤ دیکھے اس نے نائفہ کو کھینچ کے تھپڑ لگا دیا۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ دونوں تو خاموش ہو گئے لیکن اب نائفہ کا جو رونا اسٹارٹ ہوا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔ تو روکنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی جب مشی نے رزم کو کھڑکی سے ہٹتے دیکھا تو نائیفہ کو اپنے گلے سے لگایا تھا۔۔۔۔۔۔

اب اسے بٹھا کر چپ کروانے کی کوشش کرنے لگی لیکن وہ اپنی ماں پر ہی گئی تھی ضدی کہی کی۔۔۔۔۔۔۔

چپ ایک دم چپ اگر اب آواز آئی تو ایک اور لگاؤ گی۔۔۔۔۔۔۔ مشی نے اسے ڈانٹ کر ہاتھ آنچا کیا تھا صرف ڈرانے کے لئے کہ اسی وقت رزم آیا اور اسے اپنی باہوں میں بھر کر ایک افسوس بھری نظر مشی پر ڈالی جسے نظر انداز کرتی وہ جانے لگی تھی کہ وہ اسکی راہ میں حائل ہو گیا۔۔۔۔۔۔

کیوں مارا ہے تم نے اسے۔۔۔۔۔۔۔

ریئلی تمہیں اسکی فکر ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ اور رہی بات اسے مارنے کی تو اسکی ماں ہوں اسے ابھی سے سمجھانا میرا فرض ہے تاکہ اگے جا کر وہ میری طرح کوئی غلطی نا کرے جسکا خمیازہ اسے پوری زندگی بھرنا پڑے

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اگر اسے بھی تم جیسا کوئی مل گیا تو۔۔۔۔۔۔۔۔ تمہیں کیا فرق پڑے گا مردوں کو فرق تو نہیں پڑتا تمہاری بلا سے تو یہ کل کی مرتی آج مر جائے۔۔۔۔۔۔۔ لیکن میں اسی اپنے جیسا نہیں بننے دوں گی۔۔۔۔۔۔

تنفر بھری نظر اسپر ڈال کر وہ خود اندر چلی گئی تھی جب کہ رزم وہی کھڑا رہ گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

یہ کیوں نہیں سوچا تھا اس نے کے باپ کا کیا اسکی اولاد کے اگے ہی اتا ہے۔۔۔۔۔۔۔ جیسے شجاعت کا کیا اسکی بیٹی کے اگے آیا تھا تو کیا رزم کا کیا بھی اسکی نائیفہ کے اگے آنا تھا۔۔۔۔۔۔۔

رزم نے اپنے دل پر ہتھر رکھا تھا ایک نئی تکلیف کا فیصلہ احساس ہوا تھا اسے۔۔۔۔۔۔۔ اسنے بچوں کو میگی کے حوالے کیا اور خود مسجد کا رخ کیا تھا۔۔۔۔۔ آج وہ پھر سے اپنے رب کے حضور موجود تھا نا صرف اپنے لئے بلکہ اپنی معصوم سی بیٹی کے لئے بھی اس نے گڑ گڑا کر اپنے رب سے معافی مانگی تھی اور اپنی بیٹی کے اچھے نصیب کی دعا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مسجد سے واپس اتے اسنے سوچ لیا تھا وہ اپنی بچی کو اتنا مظبوط بنائے گا کے باہر کی سخت ہوا اسے چھو کر بھی نا گزرے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

گھر آیا تو ایک نیا امتحان کھڑا تھا اسکے انتظار میں۔۔۔۔۔۔۔

غازی نے جلال سے بات کی تھی اور فیصلہ کیا تھا کی اب ماما کو مشی کے پاس لیکر جانا چاہیے۔۔۔۔۔۔۔ مشی کو سہارے کی ضرورت ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ اکیلی ہے۔۔۔۔۔۔۔ لیکن یہاں انکے لئے بھی ایک سرپرائز موجود تھا جو انکی دنیا دہلا دینے والا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

غازی اور آمنہ بیگم جب سے آئے ہوئے تھے مشی انکے گلے لگ کر روئی جارہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔اپنے اوپر گزری ایک ایک بات اسنے آمنہ بیگم کو بتاڈی تھی غازی جو بچوں کو لیکر کمرے میں آرہا تھا جب یہ سب سنا تو غصہ سے اسکی رگیں تن گئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ابھی وہ باہر جاتا کی اسے سامنے سے اتارزم دکھائی دیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔غازی نے ناؤ دیکھا ناتاؤ وہ یہ تک بھول گیا کہ وہ اسکا دوست ہے۔۔۔۔۔۔۔غازی نے ایک زور کا پنچ مارا تھا اسکے منہ پر۔۔۔۔۔۔۔۔۔رزم کے ناک سے خون نکلناسٹارٹ ہو گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔ جب غازی نے پے در پے اس پر مکوں اور لاتوں کی برسات کردی تھی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کمینے میرا ہی دوست ہو کر میری ہی بہن کے ساتھ یہ سب کرتے تجھے ذرا شرم نا آئی۔۔۔۔۔۔۔اسے پہلے کے وہ اسے ادھ موا کرتا آمنہ بیگم اور مشی جو کے شور سن کر باہر آئی تھی اسکی طرف بڑھی۔۔۔۔۔۔۔۔

چھوڑو اسے غازی۔۔۔۔۔۔ غلطی اس نے کی ہے لیکن اسے سزا دینے کی حقدار صرف مشی ہے۔۔۔۔۔۔۔ تم جانتے ہو کے اسکے ساتھ کی ہوا تھا پھر بھی یہ سب کر رہے ہو۔۔۔۔۔۔۔اگر جلال میرا بیٹا ہے تو رزم بھی ہے ۔۔۔۔۔۔۔اور جو کچھ مشی کے ساتھ ہوا وہ اسکے باپ کے کرموں کی سزا تھی۔۔۔۔۔۔۔

ہاں غلطی کی ہے رزم نے۔۔۔۔۔۔۔اسی لئے تو چپ چاپ تم سے مار کھا رہا ہے۔۔۔۔۔اسے احساس ہے اپنی غلطی کا۔۔۔۔۔۔۔اگر نا ہوتا تو اسکے لئے کوئی مشکل نہیں تھا تمہارا وار روکنا۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور مشی ابھی تک انجان ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تم لوگ اپنے اپنے کمروں میں جاؤ۔۔۔۔۔یہ معملہ اب آرام سے سلجھایا جائے گا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔رزم کو کمرے میں چھوڑتے وہ مشی کے پاس آئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اسکے کمرے میں جا کر بیڈ پے اسے لٹا کر اسکے بلوں ای انگلیاں چلانے لگی۔۔۔۔۔۔۔۔

ماما آپ تو سب جانتی ہیں پھر بھی ایسا کہہ رہی ہیں۔۔۔۔۔۔میری بچی میں تو سب جانتی ہوں لیکن تو نہیں جانتی ۔۔۔۔۔۔۔۔جاننا نہیں چاہو گی کے تمہارے باپ نے کیا کیا تھا کے رزم جیسا ہیر ایہ اقدام اٹھانے پر مجبور ہو گیا۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ تو بہت معصوم ہے بچپن سے ہی جلال اور اسکی تو ایک دوسرے میں جان بستی ہے دونوں بھائیوں سے کم نہیں ایک دوسرے کے لئے پھر بھی جلال نے تمہارا ساتھ دیا کیوں کہ اثر پتا ہے جذباتی پن میں غلط کر گیا تمہارے ساتھ ۔۔۔۔۔۔ میں اسکا ساتھ نہیں دے رہی تمہیں حقیقت بتا رہی ہوں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اسکے بعد انہوں نے جلال کے پاسٹ سے لیکر رزم کے ماما بابا کے بڑے میں سب کچھ بتا دیا کے کیسے شجاعت نے انکے ساتھ دھوکہ کیا اور انکی زندگی چھین لی ۔۔۔۔۔۔ اور اتنا ہی اپنے ساتھ ہوئی ہر زیادتی اور مشی کو شیخ کے ہاتھوں بیچنے کا بھی بتا دیا جسکا جلال نے پہلے ہی آمنہ بیگم کو اگاہ کر دیا تھا ۔۔۔۔ لیکن تب تک رزم تمہیں دور لے گیا تھا ۔۔۔۔۔۔۔

اگر وہ نا لیکر جاتا تو آج تم کہاں ہوتی اگر یہ جان جاؤ تو باپ کے نام سے بھی بھروسہ اٹھ جائے ۔۔۔۔۔۔۔ جب کہ مشی روتے ہوئے سب سن رہی تھی ۔۔۔۔۔۔ آج اسے خود سے بھی نفرت محسوس ہوئی تھی کے وہ ایسے انسان کو اپنا آئیڈیل مانتی تھی ۔۔۔۔۔۔۔ جو کے باپ تو کیا انسان کہنے کے بھی لائق نہیں تھا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آج اسے رزم کے ان طعنوں کا مطلب سمجھ آیا تھا جو ہمیشہ وہ اسکے باپ کے حوالے سے دیتا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔

لیکن ماما ان سب میں میرا تو کوئی قصور نہیں تھا۔۔۔۔۔۔۔۔ میری بچی قصور تو عمیزا سکندر اور ناظمہ، عدنان، اور انکی بیٹی کومل کا بھی نہیں تھا لیکن تمہارے باپ نے کیا کیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

میں تمہیں یہ نہیں کہہ رہی معاف کردو۔۔۔۔۔۔۔ سزا دو جو تمہارا دل کروہ تمہارا گناہگار ہے لیکن ایک بار سوچ لینا کے اب تم اکیلی نہیں ہو تمہارے بچوں کے فیوچر کا بھی سوال ہے جو کے اب اسکے بنا رہ بھی نہیں سکتے

۔۔۔۔۔۔۔۔

مشی نے اپنے بالوں میں آمنہ بیگم کی انگلیاں محسوس کرتے اپنی آنکھیں موندھ لی تھی۔۔۔۔۔۔ اور تھوڑی دیر میں نیند کی وادیوں میں چلی گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔

جلال اپنی آنکھیں بند کئے اپنے پاسٹ میں کھویا ہوا تھا کب اسکی آنکھ سے ایک شفاف موتی ٹوٹ کر اسکے داڑھی میں جذب ہوا اسے خبر ہی نا ہوئی۔۔۔۔۔۔۔

اہٹ سن کر جلال نے آنکھیں کھولی اور جلدی سے باہر نکلا تھا جہاں بیا اپنا پھولا ہوا منہ لیکر اسے گھور رہی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔وہ واپس جانے کے لئے پلٹنے ہی لگی تھی جب جلال نے اسے اپنی آہنی بازوں میں بھر اتھا ۔۔۔۔۔۔۔۔

اور اسے لیتے ہوئے کمرے میں آیا تھا بیڈ پر لٹا کر اسکے چہرے سے اسکے بالوں کو پیچھے کیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کیا ہوا ہے میری جان کو ناراض کیوں ہو رہی ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وقت دیکھا ہے آپ نے۔۔۔۔۔۔۔۔ایک تو رومی نہیں آئے اور اب جب میں خود جا رہی تھی پانی پینے تو واپس سے مجھے لیکر آگئے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔

اہ جانم پیاس لگی ہے۔۔۔۔۔۔میں ابھی پانی لایا۔۔۔۔۔۔۔۔۔جلال اس سے دور ہوا اور فوراً اسے اپنی سٹڈی میں موجود فریج سے پانی لیکر آیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جانم جب پانی یہاں موجود ہے تو باہر کیوں گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔یہ لو پیو۔۔۔۔بیا کو بٹھا کر پانی پلایا اور اس پر کمفرٹر درست کیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

خود اپنی سائیڈ پر اتا بیا کو اپنے حصار میں قید کر گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آپ نہیں تھے تو مجھے نیند نہیں آ رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔بیا نے اسے سینے پر سر رکھتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جب کہ بیا کپ روتے دیکھ کر جلال پریشان ہوا تھا۔۔۔۔۔۔ کیا ہوا جانم رو کیوں رہی ہو

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آپ کو اس سے کیا ہے۔۔۔۔۔۔۔پتا ہے آپ کو آج کل کسی بھی بات پر غصّہ آجاتا ہے اور اب بغیر کسی وجہ کے رونا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مجھے ڈر لگ رہا ہے۔۔۔۔۔۔۔ سب ٹھیک ہے نا۔۔۔۔۔اہ جانم ڈرا ہی دیا۔۔۔۔۔۔۔۔ میری ہارٹ اسپیشلسٹ۔۔۔۔۔۔یہ سب نارمل ہے ہوتا ہے۔۔۔۔۔۔

آپ کو کیسے پتا ان سب چیزوں کا۔۔۔۔۔۔۔۔۔بیا نے اپنا سر اپر کرتے تیکھے چتو۔ چتونوسے گھورا تھا جلال کو ۔۔۔۔۔۔۔اب میری بیوی مجھے اتن اچھا تحفہ دینے جارہی ہے تو میں نے بھی بس ماما کیئر بک پڑھنی سٹارٹ کی ہوئی تھی وہاں سے پتا لگا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جلال کی بات پر بیا نے مسکراتے ہوئے اپنی آنکھیں موندھ لی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔یاد ہے نا کل ڈاکٹر کے پاس بھی جانا ہے۔۔۔۔۔ مائنڈ سیٹ کر لینا اوکے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کہتے ساتھ جلال نے لائٹس اوف کی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

اگلی صبح وہ دونوں الٹرا ساؤنڈ ڈیپارٹمنٹ میں موجود تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جیسے ہی الٹرا ساؤنڈ کرنے کے لئے ڈاکٹر نے پروب رکھا بیا نے جلال کا ہاتھ تھام لیا تھا۔۔۔۔۔۔ جب الٹرا ساؤنڈ مشین میں 2 مہینہ کا حمل دیکھا تھا ڈاکٹر نے اور زوم کر کے انکو بے بی کی ہارٹ بیٹ دکھائی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بے بی تو کلیئر نہیں تھا لیکن دل کی دھڑکن سہی سے چل رہی تھی جسکا مطلب تھا کہ ایکٹیو پریگنینسی ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اپکا بے بی بلکل ٹھیک ہے۔۔۔۔۔۔۔5 منٹ تک رپورٹ آپ کو مل جائیگی۔۔۔۔۔۔۔۔۔جلال بیا کو لیکر باہر آیا تھا۔۔۔۔۔۔وہ دونوں سرشار سے ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔۔۔۔۔۔۔جلال نے اسکے ماتھے پر بوسہ دیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بیا کو لیکر اب ڈاکٹر کے پاس موجود تھا۔۔۔۔۔۔جسنے انکو یہی بتایا تھا کے اب بیا بلکل ٹھیک ہے۔۔۔۔۔۔۔اور بے بی بھی۔۔۔۔۔۔۔

بہت ساری ھدایت کے ساتھ جلال بیا کو لیکر گھر آیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔اور کمرے میں آتے ہی بیا کی رپورٹ لیکر اسی بھی پاس بٹھا کر رپورٹ می سے بے بی پر انگلی رکھ کر بتا رہا تھا دیکھو جانم یہ۔۔۔۔۔۔۔۔یہ ہمارا بے بی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔اور پتا نہیں کتنی بار اس رپورٹ کو چوم بیٹھا تھا۔۔۔۔۔۔۔

بیا نے مسکراتے ہوئے وہ رپورٹ پکڑی تھی اور ایک ڈاٹ پر انگلی رکھی تھی یہ بے بی ہے وہ تو شیڈو تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔بیا کہتے ہی باتھروم گئی اور چینیج کر کے باہر آئی تھی اور جلال ابھی تک اسی رپورٹ کو خوشی سے دکھے جا رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جلال اٹھ جائے چلے چینیج کرے اور مجھے دوائی بھی کھلانی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔بے بی ابھی تک آیا نہیں اور آپ مجھے اگنور کرنے لگ پڑے ہیں۔۔۔۔۔۔۔منہ بنا کر کہتی وہ جلال کے دل کے تار چھیڑ گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

اس نے بیا کا ہاتھ پکڑ اسے اپنی گود میں بٹھایا تھا اور اسکا ایک ہتھ اپنے دل کے مقام پر رکھا تھا۔۔۔۔۔۔یہ دل صرف تمہارے لئے ہی دھڑ کتا ہے۔۔۔۔۔۔۔اور جو خوشی تم مجھے دے رہی ہو نا وہ بھی تمہارے بعد ہی ہے ۔۔۔۔۔۔۔

کیوں کے اگر تم سے جلال ہی تو جلال سے اسکی جانم ہے اور اب جو ایک اور فرد آرہا ہے وہ ہمارے رشتے کو اور مظبوط کرے گا۔۔۔۔۔۔۔۔

ویسے می اپنا رشتہ بہت مظبوط بنا دوں گا تم پریشان نا ہو اس لئے ہمارے 20 بچے ہونگے یہ تو ایک ہے ابھی انیس باقی ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔آنکھ دبا کر کہتے اسنے بیا کے حیران پریشان چہرے کو دیکھتے اسکے لبوں پر جھکا تھا ۔۔۔۔اور ایک بھرپور گستاخی کرنے کے بعد اسے آزاد کیا تھا۔۔۔۔۔۔۔

کھانا کھانے کے بعد بیا کو دوائی کھلا کر دونوں اپنے مستقبل سے بے خبر اپنے آج کی خوشیاں مناتے سوئے تھے

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

پانچ مہینے کیسے گزرے پتا ہی نہیں چلا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جلال ہر روز گھر اتے لڑکے اور لڑکی کے کپڑے لیکر اتا تھا نا جانے کتنے ہی کپڑے اس نے اکھٹے کر رکھے تھے اور اتنا ہی نہیں ہر چیز جو بچوں کی ضرورت کی ہوتی ۔۔۔۔۔۔ اسکا کہنا تھا وہ یہ پل یاد گار بنانا چاہتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ اور اپنے 20 بچوں کی شاپنگ ایسے ہی کرے گا

۔۔۔۔۔۔۔۔

جب اسکی اس بت پر بیا کبھی سرخ گال لئے ادھر ادھر گھومتی تو کبھی اسے گھوری سے نواز کر بھاگ جاتی

۔۔۔۔۔۔۔۔

اسکا سا تو ا مہینہ چل رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔ جب اسے آمنہ بیگم کا فون آیا تھا کی وہ اس سے ملنے آرہے ہیں
۔۔۔۔۔۔۔۔ اور مطربہ بھی انے والی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اسکا کہنا تھا وہ بھابی کے سامنے رہے گی تو اسکے جسے ہی بے بی بھی ہو گا۔۔۔۔۔۔۔ اسی لئے وہ بھی انے والی تھی

۔۔۔۔۔۔۔۔

جاری ہے۔۔۔۔۔

Late deny ky liye mazrat……… Next kl post krny ki pori koshish hai……. End chal raha hai …..

Don't copy paste without permission 💣💣💣💣

#ناول_مریض_ء_عشق

#رائیٹر_سندس_پری

#قسط_نمبر_44

جلال بیا کا ہر طرح سے خیال رکھ رہا تھا۔۔۔۔۔لیکن بیا آج کل کھوئی کھوئی سی رہتی تھی اسکو ایسا لگ رہا تھا جلال کچھ چھپا رہا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔

لیکن کیا۔۔۔۔۔وہ رات کو کمرے سے باہر جاتا تھا اور دیر رات واپس اتا تھا۔۔۔۔۔۔فون پر بھی مسکرا کر باتیں کرتا تھا۔۔۔۔۔۔

ایک تو پہلے ہی وہ چڑ چڑی ہو رہی تھی اوپر سے یہ سب سوچیں۔۔۔۔۔۔نہیں میں بھی ناپاگل ہوں پتا نہیں کیا کیا سوچ رہی ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ابھی وہ یہ سوچ ہی رہی تھی کے اسے بالکنی سے جلال کی آواز آئی تھی وہ کسی سے فون پر بات کر رہا تھا ۔۔۔۔۔۔۔ لیکن کس سے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جلال کو لگا تھا بیا نیچے بی جان کے پاس ہی اس لئے وہ مشی سے بت کرنے بالکنی میں آیا تھا ۔۔۔۔۔۔

کیا ہو گیا ہے تمہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔ تم اتنی کم ہمت تو نہیں تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔ ہمیں ابھی کچھ وقت تک بیا سے سب کچھ چھپا کر رکھنا ہو گا ۔۔۔۔۔۔۔۔

اسکا ساتواں مہینہ چل رہا ہے ۔۔۔۔۔۔۔ ایسے میں اسے میری ضرورت ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہاں ۔۔۔۔۔۔ ہاں میں سمجھ رہا ہوں ۔۔۔۔۔۔ میں اوٴں گا تمہارے پاس ۔۔۔۔۔۔ تم بس بچوں کا خیال رکھو اور خود کا تو سب سے زیادہ ۔۔۔۔۔۔۔ میں اوٴں تو مجھے تم پہلے جیسی ہی چاہیے ہو ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

یہ وقت تھوڑا مشکل ہے لیکن ۔۔۔۔۔۔۔ تم صبر رکھو ۔۔۔۔۔ تمہیں یقین ہے نا مجھ پر ۔۔۔۔۔۔۔۔ میں سب کچھ ٹھیک کر دوں گا ۔۔۔۔۔۔۔۔

اچھا بابا جو تم کہو گی وہی ہو گا تمہاری ہی مرضی چلے گی۔۔۔۔۔۔۔

جلال کو اپنے پیچھے قدموں کی آہٹ سنائی دی تھی۔۔۔۔۔۔اس نے فوراً سے بات بدلی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہاں کل کی میٹینگ فیکس ہے میں آجاؤ گا وقت پر تم سارے انتظامات دیکھ لینا ٹھیک ہے۔۔۔۔۔۔۔۔

جلال پیچھے مڑا تو بیا اسکے سامنے ہی کھڑی تھی۔۔۔۔۔۔۔اسکا چہرہ ہر تاثر سے خالی تھا۔۔۔۔۔۔جلال کے لئے مشکل تھا جاننا کے کہیں بیا نے اسکی کوئی بات سن تو نہیں لی۔۔۔۔۔۔۔۔وہ اس حالت میں اسے مشی کے بارے می نہیں بتانا چاہتا تھا۔۔۔۔۔۔۔

اسکا خیال تھا کے بعد میں بیا کو بتا دے گا۔۔۔۔۔۔۔ کیا ہوا جانم کیا ہوا۔۔۔۔۔۔۔ تم ٹھیک ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جی میں ٹھیک ہوں بس پاؤں می تھوڑا سا درد ہے سوجن آگئی ہے شاید۔۔۔۔۔۔۔۔ آپ کل کہی جا رہے ہیں ۔۔۔۔۔۔

ہاں کل میٹینگ ہی تم اسے دفع کرو یہاں اؤ۔۔۔۔۔۔۔چلو جلال نے اسے بہن میں بھرا تھا اور اسے بیڈ پر لٹا کر تیل کی شیشی لیکر اسکے پاؤں کی مساج کرنے لگا تھا۔۔۔۔۔۔۔

بیا نے منا بھی کیا تھا لیکن وہ بھی جلال تھا کہاں۔۔۔۔۔۔اسکی ایک بھی سننے والا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔اسکے پیروں کی مساج کرتے ہوئے اس سے باتیں بھی کیئے جا رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔

جسکا بیا صرف ہوں ہاں می جواب دے رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔کیوں کے اسکی سوچ تو بچوں پر اٹکی ہوئی تھی اور جلال کا اسے دلاسے دینا اور کہنا تمہاری ہی چلے گی۔۔۔۔۔۔۔

تو کیا جلال نے ایک اور شادی کر رکھی تھی اور اسکے بچے بھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔یہ سوچ ہی وستکلیف دے رہی تھی ۔۔۔۔۔۔جلال تیل کی شیشی لیکر باتھروم چلا گیا تھا فریش ہونے۔۔۔۔۔۔۔۔

جب بیا نے کروٹ لی تھی اور دو آنسوں پلکوں کی باڑ توڑ کر اسکے چہرے پر پھیلے تھے۔۔۔۔۔۔باتھروم کا دروازہ کھولنے کی آواز سن کر بیا نے جلدی سے اپنا رخ موڑا تھا اور اپنے آنسوں صاف کرتی سوتا بن گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔

جلال اپنی سائیڈ پر آیا لائٹ بند کی اور بیا کو اپنے حصار میں قید کرتا اسکے ماتھے پر لب رکھ گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔

پھر دھیرے سے اپنے ہاتھ اسکے پیٹ پر جما کر بے بی کو محسوس کرنے لگا۔۔۔۔۔۔۔اور بیا کے بالوں میں اپنا چہرہ چھپاتے انکی نرمی اور خوشبو کو اپنے اندر اتارنے لگا۔۔۔۔۔۔ کب نیند کی دیوی اس پر مہربان ہوئی اسے پتا نا چلا۔۔۔۔۔۔۔۔

جب کے آج کی رات تو بیا کو نیند ہی نہیں آرہی تھی یہ سوچ سوچ کر کے جلال کل اپنی دوسری بیوی یا شاید پہلی بیوی سے ملنے جانے والا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اس نے سوچ لیا تھا وہ جلال کو خود سے دور نہیں جانے دے گی وہ صرف اسکا ہے۔۔۔۔۔اور اس پر حق بھی صرف بیا کا ہی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اور اگر بیوی والی بات سچ ہوئی تو وہ خود اس سے دور چلی جائے گی۔۔۔۔۔۔اسکے لئے جلال کی خوشی سے بڑھ کر کچھ بھی نہیں ہے۔۔۔۔۔۔۔۔وہ خود بھی نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔

پاگل لڑکی پتا نہی کیا کیا سوچے جا رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔شاید وہ اس نازک فیز سے گزر رہی تھی۔۔۔۔۔۔اور ایسے میں اس طرح کے خیالات آجاتے ہیں۔۔۔۔۔۔ بس اب وہ۔یں سب می ہونا نقصان کر بیٹھے۔۔۔۔۔۔۔۔

اگلی صبح بہت ہی روشن تھی کھڑکی سے پرندوں چہچہانے کی آوازیں آرہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کھڑکی سے پردے سائیڈ پر ہونے کی وجہ سے سورج کی روشنی سیدھا میرب کے چہرے پر پڑ رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔ میرب نے کسمسا کر جسیم کی طرف کروٹ لی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اور خود کو چھپانے کی کوشش کی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جسیم جو کے میرب کی طرف چہرہ کئے بڑی محویت سے اسکی کمر پڑ پھیلے بال دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔۔ جب اس نے اسکی طرف کروٹ لی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جسیم کو سورج سے بچنے کی اسکی یہ ادا پسند آئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔ اس نے اگے بڑھ کر میرب کو اپنی گرفت میں لیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ میرب ہنوز نیند میں تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جب جسیم نے اسکے چہرے سے بال ہٹا کر اسکی گردن پڑ لب رکھے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ لیکن میرب کی نیند ہنوز قائم تھی۔۔۔۔۔۔۔۔ جسیم آنکھوں میں شیطانی چمک لئے اسکے دونوں ہاتھوں کو قید کرتے اسکے پنکھڑی مانند لبوں پر جھکا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

نیند میں میرب کو یوں لگا کے اسکا سانس بند ہو رہا ہے اگر اب وہ نا اٹھی تو کبھی اٹھ نہیں پائے گی یہ سوچ اتے ہی اسنے پٹ سے آنکھیں کھولی تھی لیکن خود پر جسیم کو جھکا دیکھ کر وہ ابھی کند ذہن سے سوچ ہی رہی تھی ۔۔۔۔۔۔۔ جب سانس بلکل اٹکنے لگا تو اسے خود سے دور کرنے لگی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جسیم نے بھی اس پر ترس کھا کر اسے آزاد کیا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

میرب وہی اسکے سینے پر سر رکھے گہرے گہرے سانس لیکر خود کو نارمل کرنے کی کوشش کر رہی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔

جسیم نے اسے اپنے آہنی بازو کے گھیرے میں لیا ۔۔۔۔۔۔۔ اور اس کی پیٹھ کو سہلانے لگا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تھوڑی دیر بعد جب میرب کا سانس بحال ہوا تو وہ فورا جسیم سے الگ ہوئی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جبکہ جسیم اس کے چہرے کو دیکھتے ہوئے مسکرائے جا رہا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

دیکھ لو ایک ہی رات میں میرے پیار نے تمہیں نکھار دیا ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ خوبصورت تو پہلے بھی بہت ہو ۔۔۔۔۔۔ لیکن ان کپڑوں میں تو ہاٹ لگ رہی ہو ۔۔۔۔۔۔۔۔ آنکھ دبا کر کہتے وہ میرب کو اچھلنے پر مجبور کر گیا تھا ۔۔۔۔۔۔۔

میرے پیر نظر جب کتب پر گئے تو احساس ہوا کہ وہ اپنے کپڑوں میں نہیں بلکہ جسیم کی شرٹ میں موجود ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کیونکہ اس کی ہائٹ لمبی تھی اس لئے جسیم کی شرٹ اسے گھٹنوں سے اوپر تک آ رہی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔

میرب فوراسے بیڈ سے اٹھی اور واش روم کی طرف بھاگی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جسیم نے اس کی کلائی پکڑ کرنا کام بنا دیا تھا ۔۔۔۔۔۔۔ اس کے دونوں ہاتھ پکڑ کر اسے دیوار سے لگاتے ہوئے اس نے اس کے چہرے پر بکھرے بالوں کی لٹ کو کان کے پیچھے اڑسا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کہاں جا رہی ہو سویٹ ہارٹ ۔۔۔۔۔۔۔۔ یہ تو ناٹ فیئر ۔۔۔۔۔۔۔ تمہیں اٹھنا چاہیے تھا مجھے جگانا چاہیے تھا اور یہ تو پتہ ہی ہو گا نا کہ صبح اپنے شوہر کو کیسے جگاتے ہیں ۔۔۔۔۔۔۔ چلو میں بتا دیتا ہوں تولیے میں اپنے گیلے بال لے کر آتے ہیں اور ان بالوں میں موجود پانی کے قطرے شوہر کے چہرے پر ڈالتے ہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔

اور اگر شوہر میری طرح کا ہو تو پھر تو وہ انعام بھی دیتا ہے پتا ہے نہ تمہیں انعام کیا ہوتا ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔ چلو میں تمہیں آج کچھ کئے بغیر ہی انعام دے دیتا ہوں ۔۔۔۔۔۔۔ لیکن اگے سے خیال رکھنا اوکے ۔۔۔۔۔

کہتے ساتھ ہی وہ اس کی گردن پر جھکا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔اور جا بجا اپنا لمس چھوڑتا جا رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جب میرب نے کانپتے لبوں سے اسے پکارا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جج۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جسیم یہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔یہ کیا کر رہے ہیں چھوڑے ہمیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔دیر ہو رہی ہے۔۔۔۔۔۔۔مم۔۔۔۔۔۔ماما انتظار کر رہی ہونگی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

لیکن مجال ہے کہ جسیم پر کوئی اثر ہوا ہو وہ بغیر اس کی باتوں کا اثر لئے اس پر جھکا رہا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جب میرب جھنجھلائی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔جیک آپ پیچھے ہو رہے ہیں یا نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔لیکن اگلے ہی لمحے جسیم نے اسکے لبوں کو اپنی سخت گرفت میں لیا تھا اسکا انداز شدت بھرا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کہ میرب کانپ اٹھی تھی۔۔۔۔۔۔جب جسیم نے اسے آزاد کیا تھا یہ تمہارا انعام تھا میرے نام کو اپنے لبوں سے ادا کرنے کا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جب میرب نے شرماتے ہوئے اپنا چہرہ جسیم کے سینے میں چھپا لیا۔۔۔۔۔۔۔جسیم نے بھی مسکراتے ہوئے اس کے گرد اپنا گھیرا تنگ کیا تھا اور اسے کان میں سرگوشی کی۔۔۔۔۔۔۔۔ہمیشہ ایسے ہی میرے ساتھ ہنستے

اور مسکراتے رہنا میں زندگی کا کوئی بھی غم تمہارے پاس بھٹکنے نہیں دوں گا تمہارا دامن خوشیوں سے بھر دوں گا

۔۔۔۔۔۔۔۔یہ وعدہ ہے جسیم کا مسز جسیم سے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہنستے ہوئے دونوں ناشتے کی ٹیبل پر موجود تھے دونوں کی زندگی بہت خوشگوار ہو رہی تھی لیلی عرف میرب اپنے پاسٹ کے سارے غم بھولائے آپنے آج میں اپنے پریزنٹ میں خوش تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ان کی خوشی کو چار چاند تب لگے تھے جب دو مہینے بعد ھی اسے پریگنینسی کا پتہ چلا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔یہ پانچ مہینے اس کی زندگی کی حسین ترین مہینے تھے ان لمحوں میں ہر پل جسیم نے اس کا خاص بنا دیا تھا۔۔۔۔۔۔۔ جسیم نے اسے اتنی محبت دی تھی کہ کبھی کبھی وہ حیران ہوتی تھی کہ کیا وہ اتنی محبت کے قابل بھی ہے

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

لیکن اب وہ اپنی زندگی میں خوش تھی اب وہ خوش تھی کہ اللہ نے اسے اتنا چاہنے والا شوہر دیا ہے جو اس کا اتنا خیال رکھتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ جتنا آپنے خدا کا شکر کرتی وہ کم تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مطی کب سے غازی کے خیالوں میں کھوئی ہوئی تھی تو پتہ ہی نہیں چلا کہ کتنا وقت اسے ہوں بیٹھے بیٹھے گزر گیا ہے اس کی تو کافی بھی ٹھنڈی ہو گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ کل کے بارے میں سوچ رہی تھی کہ کل جب غازی سے بتایا تھا کہ وہ آج اپنی ماما کو لے کر بیا اور مشی کے پاس جانے والا ہے کیوں کہ آمنہ بیگم ان دونوں کو بہت زیادہ یاد کر رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

غازی نے مطی کو مشی کے بارے میں سب کچھ بتا دیا تھا لیکن ایک بات جو وہ خود بھی نہیں جانتا تھا کہ مصری کے ساتھ غلط کرنے والا کوئی اور نہیں بلکہ رزم ہی تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آج اس نے آمنہ بیگم کو لے کر چلے جانا تھا اس لئے کل کا پورا دن اس نے مطربہ کے ساتھ گزارا تھا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ اسے اپنے ساتھ لے کر مارکیٹ گیا تھا بہت ساری شاپنگ کروانے کے بعد وہ لوگ کیفے گئے وہاں سے کھانا کھایا آئس کریم کھلانے کے بعد مطی نے گول گپے کھانے کی خواہش کا اظہار کیا تھا جس کو سر آنکھوں پر بٹھاتے ہوئے غازی اسے گول گپے کھلانے اپنے ساتھ لے گیا تھا مجھے اتنی زیادہ مرچی ڈلوائی دیکھے غازی کے تو آنسو ہی نکل پڑے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جبکہ مطتی ہنستے ہوئے غازی کی حالت کا مزا لے رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔بہت تو وہ غازی سے بھی زیادہ مرچی گول گپے میں ڈلوا کے کھائے جا رہی تھی پچپل پندرہ سے بیس گول گپے کھانے کے بعد ہم تینوں نے اس سے یہ کہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔بس اب میں اور زیادہ نہیں کھا سکتی گھر جا کر مجھے ڈنر بھی تو کرنا ہے نہ تو اس کے لئے تو تھوڑی جگہ چھوڑنی پڑے گی نہ تو اس لیے جو میرے پیٹ میں تھوڑی سی جگہ بچی ہے گھر کے کھانے کے لئے کافی ہے۔۔۔۔۔۔۔

غازی تم جا رہے ہو نا نیویارک۔۔۔۔۔۔۔۔ مطی نے اس سے پوچھ تھا۔۔۔۔۔۔۔

ہاں کل نکلنا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ صبح۔۔۔۔۔۔۔۔ کیوں کیا ہوا۔۔۔۔۔

نہیں وہ وہاں تمہارے لئے سرپرائز ہے۔۔۔۔۔۔۔ میرے بھائی بھی وہی پر ہیں۔۔۔۔۔۔۔اور دو دن بعد میں بھی آ رہی ہوں بھائی کے پاس۔۔۔۔۔۔اب یہ تم پر ہے کے تم کیسے بھائی کو مناتے ہو۔۔۔۔۔۔۔

مطی مسکرا رہی تھی غازی کے فیس کا سوچ کر جو اسکا جلال کو دیکھتے ہی بن جانا تھا۔۔۔۔۔ تو مسٹر ہسبنڈ دیکھتے ہیں کتنی ہمت ہے آپ میں۔۔۔۔۔۔۔ سوچتے مطی نے کمفرٹر لیا اور سونے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔۔۔۔

مشی اپنے کمرے میں آئی تھی اور بالکنی میں کھڑے ہو کر اوپر آسمان میں چاند کو دیکھ رہی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔اسے دیکھتے ہی اسکی سوچ کے پردے پر وہ لمحہ لہرایا جب رزم نے اس سے بھی وہی وعدے کئے تھے جو سب کرتے ہیں۔۔۔۔۔۔

وہ دونوں پورے چاند کے نیچے کھڑے تھے۔۔۔۔۔ آج اسے آئیسکریم کھیلانے کے بعد رزم وہی پاس موجود پارک میں لے آیا تھا۔۔۔۔۔۔

تمہیں پتا ہے سب کہتے ہیں یہ چاند سب سے خوبصورت ہے اور اسکا وہ داغ اسے بھی بھول جاتے ہیں ۔۔۔۔۔۔بلکے اسکے بھی اسکی خوبصورتی کا ہی حصّہ مانتے ہیں۔۔۔۔۔

لیکن میری نظر میں وہ چاند ادھورا ہے۔۔۔۔۔۔پتا ہے کیوں۔۔۔۔۔۔

مشی نے چمکتی آنکھوں سے اسکی آنکھوں میں دیکھ کر سوال کیا تھا۔۔۔۔۔۔ کیوں کے اس چاند سے بھی خوبصورت کوئی چاند ہے جو کے بے داغ ہے۔۔۔۔۔۔

ہیں۔۔۔۔۔۔ ایسا کیا ہے جو چاند سے بھی زیادہ خوبصورت ہے۔۔۔۔۔۔۔

یہ۔۔۔۔۔۔۔ رزم نے مشی کا چہرہ اپنی طرف کرتے ہوئے اسکی طرف اشارہ کیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

تم ہو میرا چاند جو پاک ہے بلکل صاف۔۔۔۔۔۔ جس پر کوئی داغ نہیں ہے اور نا ہی کبھی میں کوئی داغ انے دوں گا۔۔۔۔۔۔۔۔ رزم کی بات سن کر مشی نے شرما کر اپنا چہرہ اپنے ہاتھوں میں چھپا لیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اب ایسا کر کے تو تم میری شرافت کا امتحان لے رہی ہو۔۔۔۔۔۔۔۔ ہنستے ہوئے اسے کہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

ہوا کے جھونکے کے۔ ساتھ مشی بھی اپنے خیالوں سے باہر آئی تھی۔۔۔۔۔۔۔ جب اپنے گالوں پر ہاتھ رکھا تو وہاں اسے نمی محسوس ہوئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ رو رہی تھی ہاں وہ رو رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔ اس انسان کے لئے جس نے اسے چاند کہا تھا۔۔۔۔۔۔۔ اور اسے داغ سے بچانے کے ہمیشہ حفاظت کرنے کے وعدے کئے تھے۔۔۔۔۔۔۔

وہ خود ہی اسے داغ دے گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔ محبت کا کالا داغ جو مٹانے سے نہیں مٹ رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔ ہر گزرتے لمحے میں اسے توڑ رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

تمہارے ساتھ بھی تو یہ سب ہوا تھا نا تم نے کیوں نہیں میری تکلیف کو محسوس کیا کیوں۔۔۔۔۔۔۔۔ اپنی آنکھیں سلھتی سے بند کئے وہ گویا ہوئی تھی۔۔۔۔۔۔۔

عجب ہے یہ رشتے عجب ہے یہ ناطے

ریشم جیسے الجھے ہوں دھاگے

کیا سوچ کر ان لبوں کو سیا ہے

زہر قطرہ قطرہ نظر نے پیا ہے

دامن چھڑانا بچانا ہے مشکل

ورنہ ہٹانے سے کیا ہو گا حاصل

اسے میں تو ہی بتا دے نا مولا

تو ہی بتا دے کہاں جائے دِل

کہا جائے یہ دِل، کہا جائے یہ دِل

مشی نے جب اپنی آنکھیں کھولی تو اسکی نظر سیدھا لان میں گئی تھی جہاں وہ ستمگر کھڑا اسے ہی دیکھ رہا تھا اپنی بھیگی آنکھوں سے۔۔۔۔۔۔۔ دونوں کی نظریں ملی تھی۔۔۔۔۔۔۔ لیکن نظریں ہٹانے سے دونوں ہی انکاری تھے

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

رلا کر کہیں وہ ذرا مسکراؤ

جو غم تم کو بخشے اُنہیں بھول جاؤ

جو گزرے ہیں دِل پے وہ چُپ چاپ سہہ لو

ضَرُوری نہیں ہے کے سب کو بتاؤ

دامن چھڑانا بچانا ہے مشکل

ورنہ ہٹانے سے کیا ہو گا حاصل

اسے میں تو ہی بتا دے نا مولا

تو ہی بتادے کہاں جائے دِل

کہاجائے یہ دِل، کہاجائے یہ دِل

رزم مشی کو دیکھتے اپنے حسین دن یاد کر رہا تھا کتنے خوش تھے وہ لیکن اسکے بدلے کی آگ نے سب جلا کر راکھ کر دیا تھا اب اسکے ہاتھ میں کچھ نہیں تھا پچھتاوے کے علاوہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پھر اسے اپنے ظلم بھی یاد آئے تھے جو اس نے اس نازک سی جان پر کئے تھے۔۔۔۔۔۔

ہے تو ہمسفر تو حسین راہ گزر

تیرے ساتھ بیتی یہ ساری عمر

ملا ساتھ تیرا سویرا سا ہوا

نا اب دور جانا مجھے چھوڑ کر

ہے دھڑکنوں میں تیرا پیار شامل

ہے مل گئی یوں محبت کو منزل

ایسے میں تو ہی بتا دینا مولا

تو ہی بتادے کہاں جائے دِل

کب بارش شروع ہوئی دونوں کو کچھ بھی پتا نہیں تھا۔۔۔۔۔۔۔وہ تو بس اپنے ہی غم مٹانے کی کوشش کر رہے تھے۔۔۔۔۔۔۔ مشی نے نفرت سے منہ پھیر لیا تھا اپنا۔۔۔۔۔۔۔ لیکن اندر نہیں گئی تھی وہی باہر کھڑی رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

رزم وہی پر اپنے قدموں میں گر گیا تھا اور بارش کے ساتھ وہ بھی رو رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔وہ بس ایک آخری موقع مانگ رہا تھا۔۔۔۔۔بس آخری موقع وہ سب ٹھیک کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

لیکن کیا یہ سب اتنا آسان ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کیا مشی کے زخم بھرنے والے تھے ؟؟؟؟؟؟؟

ایک عورت سب برداشت کر سکتی اور معاف بھی کر دیتی ہے لیکن اگر بات اسکی عزت پر آجائے تو وہ کسی کی بھی نہیں سنتی۔۔۔۔۔۔۔

اور یہی تو کیا تھا رزم نے یہ جانتے ہوئے بھی کے وہ بے قصور ہے اس پر ظلم کرتا رہا اور اسے بد کردار کا لقب بھی دے دیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جاری ہے۔۔۔۔۔۔

Target 2k likes yad rahy………ab mai thora busy rehny wali hun lekin koshish kron gi jjald epi do……..agr target jald mukmal ho gaya to usi dn epi warna …….jb likh lo gi kr do gi post……..mazeed 2 episodes baki hin…….ab to kanjosi chor dy😒😒😒😒😒😒😒

Surprise surprise 😍🙈

Don't copy paste without permission 💣💣💣💣

#ناول_مریض_ء_عشق

#رائیٹر_سندس_پری

#قسط_سیکنڈ_لاسٹ_پارٹ1

کل ان تینوں کی مہندی کی رسم ہونی تھی۔۔۔۔۔جلال کی بیا کے ساتھ۔۔۔۔۔بیا کا آٹھواں مہینہ چل راہ تھا ۔۔۔اس نے ایڑی چوٹی کا زور لگ لیا تھا کی وہ نہیں کرے گی دوبار۔۔۔۔۔۔ بھلا وہ اپنی اس حالت میں اچھی لگے گی مہندی لگواتے ہوئے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

لیکن جلال کے اگے اسکی کہا چلنی تھی۔۔۔۔۔۔۔اور جلال کو ناراض بھی نہیں کر سکتی تھی تو اسکی رضامندی سے ہی سب ہو رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔

اب بھلا بیا جلال کی خواہش کا کیوں احترام نا کرتی جب کو اسکے بارے میں سب جانتی تھی۔۔۔۔۔۔۔بے شک جلال ایک اچھا اور محبت کرنے والا ہمسفر ثابت ہوا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

اپنے باپ کی سچائی جاننے کے بعد تو اسکی حالت ہی نہیں سنبھل رہی تھی یہ تو جلال ہی تھا جس نے اپنی محبت اور پیار سے اسے سمبھالا تھا۔۔۔۔۔۔۔رزم اور مشی کے بارے میں جب بیا کو پتا لگا تھا تو وہ تو ٹوٹ تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔اپنی پھولوں جیسی بہن پر بیتی سن کر۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اور اسی وجہ سے وہ رزم سے بھی نفرت کرنے لگی تھی لیکن جب جلال نے اسے کہانی کا دوسرا رخ دکھایا تو اسے افسوس ہوا تھا کی وہ ایک ایسے انتہائی گرے ہوئے اور گھٹیا انسان کی اولاد ہے۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ رزم کو کچھ کہہ نہیں رہی تھی اور یہی بات رزم کو تکلیف دے رہی تھی کہ اب اسکی ایک اور بہن اس سے چھین گئی تھی ورووہ بھی اسکی اپنی وجہ سے۔۔۔۔۔۔۔

اسے رزم سے ہمدردی تھی لیکن اسنے رزم کا موازنہ اپنے جلال سے کیا تھا اور اسنے جلال کو سب سے بڑھ کر ہی پایا تھا جتنا وہ بیا کی کیئر کرتا تھا شاید ہی زندگی میں کوئی کرتا۔۔۔۔۔۔۔۔اور اسکی زندگی کی سب سے بڑی غلطی تھی جو جو کر چکی تھی جلال پر شک کر کے۔۔۔۔۔۔

بیا کی اس کنڈیشن کی وجہ سے وہ بچ گئی تھی اور جب جلال سے معافی مانگی تھی سچائی پتا لگنے کے بعد جو کے بی جان اور آمنہ بیگم نے اسے بتائی تھی تو وہ بہت شرمندہ ہوئی تھی۔۔۔۔۔

اور جب جلال اسے ایگنور کرنے لگا تو روتے ہوئے اسکے گلے لگے اپنے جرم کا اعتراف کرنے لگی۔۔۔۔۔۔۔۔
اور جلال کہا بیا کو پریشان دیکھ سکتا تھا اسے تکلیف ہوئی تھی۔۔۔۔۔ لیکن اس حالت مہیب کو روتے اور نڈھال ہوتے دیکھ وہ پریشان ہو گیا تھا اسکی تو جان پر بن گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

بیا کو گلے لگاتے چپ کراتے اسے یقین دلایا کی وہ ناراض نہیں تھا بس تھوڑا سا سیڈ تھا۔۔۔۔۔۔ لیکن اب وہ بھی نہیں ہے۔۔۔۔۔۔ کیوں کی اسکی جانم کی ہگ نے اسکی سیڈ نس کو دور بھا گا دیا ہے۔۔۔۔۔۔ اور بیا ہنستے ہوئے اسکے ماتھے پر بوسہ دیتی ایک بار پھر اسکے سینے میں چھپ گئی تھی۔۔۔۔۔۔

بیا ڈریسنگ مرر کے سامنے کھڑی اپنے بھرے بھرے وجود کو دیکھ رہی تھی اور سوچ رہی تھی وہ دنیا کی کوئی انوکھی ہی دلہن ہوگی جو جو پریگننسی کے آٹھویں مہینے میں اپنی مہندی کی رسم کرنے والی ہے۔۔۔۔۔۔

ابھی وہ انھیں سوچوں میں گم تھی کہ جلال نے پیچھے سے اکر اسے ہگ کیا تھا۔۔۔۔۔۔۔

جانم تمہیں اتنا سوچنے کی ضرورت نہیں تم دنیا کی حسین ترین دلہن لگنے والی ہو۔۔۔۔۔۔۔۔ کہتے اسکے کندھے پر اپنے لب رکھے تھے۔۔۔۔۔۔۔

اسکی حرکت سے بیا خود میں ہی سمٹی تھی۔۔۔۔۔۔ وہ آج بھی جلال سے ویسے ہی شرماتی تھی شرم تو فطری تھی ۔۔۔۔ جلال کی قربت اس نازک جان کے بس سے باہر تھی۔۔۔۔۔۔۔

اب بھی بھی جلال کا دھیان خود سے ہٹانے کے لئے گویا ہوئی۔۔۔۔۔۔

اچھا اور جو یہ میرے موٹا سا پیٹ ہے جسکی وجہ سے میرے سارے کپڑے مجھے نہیں اتے اور آپ بھی اتنے کنجوس ہیں اتنے امیر ہونے کے بعد بھی مجھے اپنے کرتے دیتے ہیں پہننے کو۔۔۔۔۔۔۔۔. منہ بنا کر کہتی وہ جلال کا حصار توڑتی بیڈ پر جا بیٹھی تھی۔۔۔۔۔

جب کہ اسکی بات سن کر جلال اپنی مسکراہٹ چھپاتا اسکے برابر میں بیٹھتا اسکے دونوں ہاتھ تھام گیا۔۔۔۔۔۔

جانم دیکھو اب تم مجھے تمہارے کپڑوں سے زیادہ میرے کپڑوں میں کیوٹ لگتی ہو تو اسمے میرا کیا قصور ۔۔۔۔۔۔۔۔اور وہ تو تم صرف میرے سامنے پہنتی ہو نا ملازموں کے سامنے تو اپنے ہی پہنتی ہو نا ۔۔۔۔۔۔۔یہ تو غلط بیانی ہوئی ویسے۔۔۔۔۔۔۔۔

جلال نے اپنی ٹھوڑی اسکے کندھے پر ٹکاتے شکوہ کیا تھا۔۔۔۔۔۔۔

مجھے نہیں پتا بس مجھے نہیں کرنا یہ رسم وسم۔۔۔۔۔۔

اچھا چلو وسم نا کرنا۔۔۔۔۔۔۔۔رسم تو کرلو اور شاپنگ کی ٹینشن مت لو وہ میں کر چکا ہوں یہ دیکھو

۔۔۔۔۔۔۔۔

اب تمہاری نظریں مجھ سے ہٹے تو تمہیں کچھ دکھے نا۔۔۔۔۔۔۔۔جلال نے بیا کو تنگ ہوئے کہا اور ابھی جو اسکے مہندی کی ڈریس لایا تھا اسے دکھانے لگا۔۔۔۔۔۔۔۔

ییلو اور گرین کمبینیشن کی وہ مہندی کی رسم کے لئے جلال کی ڈریس بیا کو پہلی نظر میں ہی پسند آ گئی تھی ۔۔۔۔۔۔۔وہ تو مبہوت سی اسے دیکھے جا رہی تھی۔۔۔۔۔اسکی آنکھوں کی چمک بتا رہی تھی اس پسند آ گئی ہے۔۔۔۔۔۔۔

جلال یہ تو بہت خوبصورت ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور سائز بھی میرا ہی ہے۔۔۔۔۔

لیکن تم سے کم جانم۔۔۔۔۔۔

باتوں کے دوران وقت کا پتا ہی نا چلا جب کے بیا اپنی ڈریس کے ساتھ موجود میچنگ موجری دیکھ کر خوشی سے نہال ہوتی جلال کو ہگ کر گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔

اسے ہیل پسند تھی لیکن کبھی پہنتی تھی جب بھی کوئی فنکشن ہوتا تو لیکن اب تو وہ چلتی ہی بہت مشکل سے تھی تو ہیل تو کیا ہی پہنتی۔۔۔۔۔۔۔

جب جلال نے اسپر اپنی گرفت مضبوط کی تھی۔۔۔۔۔۔۔جانم اب خبردار اگر رات کو دروازہ بند رکھا تو ۔۔۔۔۔ایک تو خالہ کو پتا نہیں کیا تک سوچی ہے کے ہم الگ رہے گے شادی کی رسموں تک۔۔۔۔۔۔.

اور تم خبردار جو رات میں اپنا روم لوک کر کے سوئی تو۔۔۔۔۔اندر تو میں آجاؤ گا پھر انجام کی ذمہ دار تم ہی ہو گی ۔۔۔۔۔۔۔۔ معنی خیزی سے کہتے آخر میں جلال تنبھی کرنا نہیں بھولا تھا۔۔۔۔۔۔

ابھی ابھی وہ ڈھیلی سی شرٹ پہنے باتھروم سے باہر آئی تھی۔۔۔۔۔۔۔پانی کی ننھی ننھی بوندھے اسکے چہرے موجود اس بات کی گواہی دے رہی تھی کے ابھی اس نے باتھ لیا ہے۔۔۔۔۔۔

گھر میں انکی شادی کے فنکشن سٹارٹ ہو گئے تھے۔۔۔۔۔۔بچے آمنہ بیگم نے اپنے پاس رکھے ہوئے تھے مسکان انکے پاس چلی جاتی اور بچوں کو سلا کر واپس اپنے کمرے میں آجاتی۔۔۔۔۔۔۔انکا ماننا تھا کی کل مشی کی مہندی ہے تو بچے تنگ کرے گے اسے۔۔۔۔۔۔۔

وہ شیشے میں ابھرتے اپنے عکس کو دیکھ رہی تھی لیکن اسکا دھیان اپنے ماضی کے جھروکوں میں گم ہو گیا تھا ۔۔۔۔۔۔۔اس بات سے انجان کر کوئی کمرے میں اسکے علاوہ بھی موجود ہے۔۔۔۔۔۔۔۔

ماضی۔۔۔۔

اکثر مشی بچوں کے پاس اور ساتھ ساتھ ہی رہتی تھی اسے یہ وہم لاحق ہو گیا تھا کی رزم اس سے اسکے بچوں کو چھین لے گا۔۔۔۔۔۔۔

آج بھی وہ بچوں کے ساتھ کھیلنے میں مصروف تھی جب رزم اندھی طوفان کی طرح گھر میں داخل ہوا اور مشی بازو سے پکڑ کر اپنے اور اسکے مشترکہ کمرے میں لے گیا وہ آج آر یا پار کرنے کے درپے تھا۔۔۔۔۔۔۔

وہ تھک چکا تھا اپنی زندگی سے اسکا گلٹ تھا کی کم نہیں ہو رہا تھا اور اوپر سے مشی کی طنز بھری باتیں۔۔۔۔۔۔

مشی کو کمرے میں لاتے ہی اسنے دروازہ بند کیا اور اس سے پہلے مشی باہر جاتی اپنی پاکٹ سے گن نکالی تھی اور مشی کے ہاتھ میں تھما کر اپنے سینے پر رکھی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

شوٹ می۔۔۔۔۔۔۔۔ مم۔۔۔۔۔۔ میں یہ سب برداشت نہیں کر سکتا۔۔۔۔۔ نہیں میرا ظرف اتنا ۔۔۔۔۔۔۔ نہیں برداشت ہو رہی تمہاری یہ بے رخی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تم مجھے مار کر میرا قصّہ ہی ختم کر دو۔۔۔۔۔۔۔۔ چلاؤ گولی۔۔۔۔۔۔۔۔ کہتے ہی رزم نے ٹریگر پر دباؤ بڑھایا تھا ۔۔۔۔۔۔ لیکن حوش میں اتے ہی بر وقت مشی نے گن کا رخ اوپر کی طرف کر دیا تھا۔۔۔۔ اور خود رزم سے دور ہو گئی تھی۔۔۔۔۔۔ ابھی وہ اگے بڑھ کر اپنی بھڑاس نکالتی اسکی نظر رزم پر پڑی جو کہ فرش پر گرا ہوا تھا اور اسے آس پاس کانچ کے ٹکرے بھکرے ہوئے تھے۔۔۔۔۔

مشی نے جو گولی رزم کو لگنے والی تھی اس سے بچانے کے لئے جب گن کا رخ اوپر کیا تھا تو کمرے میں موجود چھت لگے شیشے کے شو پیس جو کے جلال نے بچوں کی وجہ سے لگوائے تھے کے وہ جب دیکھے تو خوش ہوں

وہی شیشے کے شو پیس ٹکڑوں میں تقسیم ہو کر فرش پر بکھرے تھے مشی خود دور ہو گئی تو وہ بچ گئی تھی لیکن کانچ کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے تو رزم کے چہرے میں پیوست ہو گئے تھے جب کے بڑے بڑے ٹکڑے اسکے جسم کے مختلف حصوں میں اندر تک جا چکے تھے اور اب دیکھتے ہی دیکھتے پورا سفید رنگ کا قالین لال خون سے رنگ چکا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

جب کہ رزم اپنی اکھڑتی سانسوں میں بھی مشی سے معافی مانگ رہا تھا۔۔۔۔۔ مشی ہوش میں اتے ہی زور زور سے چلا چلا کر رزم کا نام پکارتے ہوے رزم کی طرف بڑھی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

اور روتے ہوئے اسکے خون بھرے وجود کو خود میں سما رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔ جب رزم نے اسکا ہاتھ پکڑا تھا تکلیف کی شدت سے اسکی آنکھیں سرخ ہو رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔ مج۔۔۔۔۔۔ مجھے۔۔۔۔۔۔ ما ۔۔۔۔۔۔۔ معاف۔۔۔۔۔۔۔ ککک۔۔۔۔۔ کر۔۔۔۔ دو۔۔۔۔۔۔۔ مم۔۔۔۔۔۔ میں سک۔۔۔۔۔ سکون۔۔۔۔۔۔۔ سے۔۔۔۔۔ مرنا۔۔۔۔۔۔ چاہتا ہوں۔۔۔۔۔ بت۔۔۔۔۔۔ بتاو ۔۔۔۔۔۔۔ مجھے معاف۔۔۔۔۔۔ کک۔۔۔۔۔۔ کرو۔۔۔۔۔ گی۔۔۔ نا۔۔۔ ؟؟؟؟

رزم خاموش ہو جائے پلیز۔۔۔۔۔۔ آپ کو اپکو کچھ نہیں ہو گا۔۔۔۔۔۔۔۔

میں۔۔۔۔۔۔ میں ابھی اپکو ہاسپٹل لیکر چلتی ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔

نہیں۔۔۔۔۔۔ تم صرف مجھے اتنا بتاؤ تمنے مجھے معاف کیا۔۔۔۔۔۔۔ کی نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ور۔۔۔۔ ورنہ میں ۔۔۔۔ کہی۔۔۔۔۔۔ نہیں۔۔۔۔۔ جاؤ گا۔۔۔۔۔۔۔

بولتے ہوئے رزم کا سانس پھول رہا تھا جیسے پتا نہیں کتنی مسافت طے کر کے آیا ہو۔۔۔۔۔۔۔۔

میں نے اپکو معاف کیا۔۔۔۔۔۔ معاف کر دیا تھا میں نے اپکو بہت پہلے ہی جب اپکو یہاں رہنے کی اجازت دی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

بس اپ نے جو میری تذلیل کی تھی ایک عورت کے لئے اسکی عزت سے بڑھ کر کچھ نہیں ہوتا اور اپ نے ہی مجھے بد کردار کہا تھا۔۔۔۔۔ جو میں نہیں بھول سکتی۔۔۔۔۔۔۔۔ بس یہی وجہ تھی آپ سے دور رہنے کی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اب آپ بس چپ کرے اپکو کچھ نہیں ہو گا۔۔۔۔ میری تو اپکو پہلے بھی فکر نہیں تھی لیکن میرے بچوں کو اپکی ضرورت ہے۔۔۔۔۔۔ اپنی عادت ڈال کرا نہیں اب آپ یوں منہ نہیں موڑ سکتے ان سے۔۔۔۔۔۔ میں نہیں سمبھال پاؤں گی اب انہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آپ سن رہے ہیں نا۔۔۔۔۔۔۔ مشی نے جب رزم کو جھٹکا دیا تھا تو اسے لگا تھا کہ اسکا وجود تو ایک دم ساکت ہو چکا تھا۔۔۔۔۔۔۔ مشی کی دھڑکن تھمی تھی۔۔۔۔۔۔ تب نائیفہ ولہ میں ایک چیخ بلند ہوئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

رزم کو بروقت ہاسپٹل پہنچایا گیا تھا زیادہ خون بہہ جانے کی وجہ سے اس پر بے ہوشی طاری ہو گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔ جسم ک مختلف حصّوں میں سٹیچز لگائے گئے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جب ک مشی ایک کونے میں خاموش بیٹھی رہی تھی۔۔۔۔۔۔ جلال بیا اور مطی،غازی بھی وہی موجود تھے۔۔۔۔۔۔۔۔ مشی کسی گہری سوچ میں تھی۔۔۔۔۔

وہ ایک فیصلے پر پہنچی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔ اب بس اسے عمل کرنا تھا۔۔۔۔۔۔۔ جب بیا اسکے پاس آئی تو مشی اپنے اپنوں کو اپنے پاس دیکھ کر ایک بار پھر بکھر گئی تھی۔۔۔۔۔۔ لیکن آس بار اسے سمبھالنے والے سب موجود تھے اسکے اپنے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بیا کو بھی سب سچ پتا چل گیا تھا۔۔۔۔۔۔وہ ناراض ہوئی تھی جلال سے جس نے اس سسس کچھ چھپایا تھا لیکن یہ ناراضگی بھی کچھ ہی گھنٹوں کی تھی جب آمنہ بیگم نے اسے سب سچ بتایا تھا تو اس کے دل میں جلال کے لئے اور عزت بڑھ گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

رزم کو چار دن بعد ہاسپٹل سے چھٹی دے دی گئی تھی۔۔۔۔۔۔اسکی نظریں بے چین تھی مشی کو دیکھنے کے لئے جو کے اس سے منہ موڑ کر بیٹھی ہوئی تھی اسکا سامنا ہی نہیں کر رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔ مشی نے اسے معاف کر دیا ۔۔۔۔۔۔۔اب وہ اسے منالے گا۔۔۔۔۔۔۔۔۔یہی سوچتے وہ نیند کی وادیوں میں اتر گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

جب وہ آرام سے کمرے کا دروازہ کھولتی اندر داخل ہوئی تھی پورے چار دن۔۔۔۔۔۔۔چار دن بعد وہ اسکے بغیر شرٹ کے نیند کی وادیوں میں گم۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مشی اسکے قریب آئی اور گھوٹنوں کے بل اسکے پاس بیٹھ گئی۔۔۔۔۔۔۔۔ میری نیندیں اڑا کر تم اپنی نیندیں پوری کر رہے ہو۔۔۔۔۔۔ آج بھی خود غرض ہو تم صرف اپنا سوچتے ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ زیادہ خوش مت ہونا ۔۔۔۔۔۔۔یہ سب میں نے اپنے بچوں کے لئے کیا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔

میں تمہارے ساتھ رہوگی ہر پل لیکن مشی نہیں مرحا بن کر۔۔۔۔۔۔۔۔ جو کی صرف اپنے بچوں کی ماں ہے ۔۔۔۔۔۔۔ میں نے تمہیں معاف کیا۔۔۔۔۔، لیکن دوبارہ سے اپنی زندگی میں وہ مقام شاید نا دے پاؤں ۔۔۔۔۔۔اپکی سزا ہی یہی ہوگی۔۔۔۔۔کی میں آپ کے پاس ہو کر بھی آپ کے پاس نہیں ہونگی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کہتے ہی وہ اٹھ کر جانے لگی جب رزم نے اسے اسکی کلائی سے تھام کر اسے اپنے سینے سے لگایا تھا۔۔۔۔۔۔

اسکی تکلیف کا سوچ کر مشی خاموشی سے لیٹی رہی۔۔۔۔۔۔ تم نہیں پاسکتے اس مشی کو جو کے مر چکی ہے ۔۔۔۔۔اب صرف مرحا ہے۔۔۔۔۔

جو صرف اپنے بچوں کی خاطر راضی ہوئی ہے۔۔۔۔۔ میں نہیں چھین سکتی ان سے باپ کا پیار۔۔۔۔۔۔۔ میں خود غرض نہیں ہوں۔۔۔۔۔۔کے کسی کی غلطی کی سزا اپنے لخت جگر کو دوں۔۔۔۔۔۔۔۔

تمہارے اگے ایک ماں ہے نا کی تمہاری بیوی۔۔۔۔۔۔ پریشان نا ہو میں تمہیں کوئی بھی طنز وغیرہ نہیں کروں گی زندگی بھر۔۔۔۔۔۔ ورنہ کیا فرق رہے گا تم میں اور مجھ میں۔۔۔۔۔۔۔

اس رات جتنی بھی باتیں جتنے بھی عہد آس نے خود سے کئے تھے۔وہ محض باتیں ہی رہ گئ تھی۔۔۔۔۔۔۔رزم نے جتنی محبت اور توجہ اپنے بچوں اور مشی کو دی تھی اس محبت کے اگے مشی کو اپنی نفرت بے مول ہی لگی تھی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ دل سے راضی تھی اب۔۔۔۔۔۔جب مطی کی شادی کے فنکشنز سٹارٹ ہونے لگے تھے تو جلال نے ہی یہ آئیڈیا دیا تھا کے سب کے فنکشنز ایک بار پھر سے ہونگے۔۔۔۔۔۔۔۔کیوں کے اسکی خالہ (آمنہ بیگم) نے تو اپنے بچوں کی کوئ خوشی نہیں دیکھی۔۔۔۔۔۔اور اب صرف دیکھنا ہی نہیں بلکہ سب کے ساتھ ہر فنکشن اینجوئے بھی کرے گی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

حال۔۔۔۔

کیا ہو گیا جان رزم۔۔۔ابھی سے ہمارے خیالوں میں گم ہو۔۔۔۔۔۔۔یا پھر ہمارے ہونے والے بچوں کے خیالوں میں۔۔۔۔۔۔۔

رزم جو کہ کب سے مشی کو ہی دیکھنے میں مصروف تھا۔۔۔۔۔۔اگے بڑھا اور اسکی کمر پر اپنا گھیرا اتنگ کرتے اپنا چہرہ مشی کے بالوں میں چھپاتا اسکے بالوں کی مہک کو اپنے اندر اتارتا گویا ہوا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جب کے مشی کی تو حالت ہی غیر ہو رہی تھی۔۔۔۔۔۔یہی تو کرتا تھا وہ۔۔۔۔۔۔۔اتنی توجہ اتنی کیئر پیار کرنے کا انوکھا طریقہ جو کے مشی کو سب کچھ بھولانے پے مجبور کر دیتا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اب بھی وہ اسکی سانسیں اپنی گردن پر محسوس کر کے اپنی سانسیں روک گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔اگر رزم اسے تھاما نا ہوتا تو کب کی زمین بوس ہو چکی ہوتی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

رزم مشی کے بالوں سے اپنا چہرہ نکالتے ہوئے اسکے چہرے کے دلکش تاثرات ملاحظہ فرما رہا تھا۔۔۔۔۔۔جو کے اسکی ذرا سی قربت سے لال ٹماٹر ہو جاتی تھی کے لرزتی پلکیں تو اٹھتی ہی نہیں تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

رزم اس سے دور ہو کر ابھی بھی اس میں ہی گم تھا۔۔۔۔۔۔جب مشی ہوش میں اتے ہی اس پر جھپٹی تھی ۔۔۔۔۔۔۔اور اسے دھکا دیا تھا۔۔۔۔

آج کے دن ہم نہیں مل سکتے۔شادی کے بعد ملے گے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کیا جان رزم اب اتنا بھی کیا۔۔۔۔شادی تو ہم دونوں کی ہو چکی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ کیوں نا ویڈنگ نائٹ ہی سیلیبریٹ کرلے۔۔۔۔۔۔۔ آنکھ دبا کر کہتے وہ اسکے قریب ہونے لگا جب جلد بازی میں مشی بولی تھی

۔۔۔۔۔۔۔

شادی کے ساتھ ویڈنگ نائٹ بھی ہی چکی تھی اب آپ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ آدھا جملہ کہتے ہی اس نے اپنے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ لیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جب کے کمرے کی خاموش فضا میں رزم کا خوشی سے بھرپور قہقہ گونجا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مشی کو جب کچھ اور نا سوجھا تو وہ رزم کے گلے لگ گئی تھی اور شرما کر اپنا آپ اس میں چھپانے لگی ۔۔۔۔۔۔۔۔رزم نے اپنے دونوں ہاتھ اسکے گرد باندھے تھے اور اسکے خود میں مزید بھینچ لیا تھا۔۔۔۔۔۔۔

کھڑکی سے آسمان دیکھتے ہوئے اسنے اپنے رب کا شکریہ ادا کیا تھا جس نے اسے ایک اور موقع دیا تھا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

غازی چھپکے سے کمرے میں آیا تھا جب کے خالی کمرہ اسکا منہ چڑا رہا تھا ابھی وہ کچھ اور سوچتا کے پیچھے سے اسکی کمر پر ایک لات رسید ہوئی تھی جسکی وجہ سے وہ بیڈ پر اندھے منہ گرا تھا۔۔۔۔۔۔۔

ابھی وہ سمبھلتا کے مطی اکر اسکی کمرے پر سوار ہو گئی تھی اور گھونسوں کی برسات کر چکی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تم بورنگ انسان میں کب سے تمہارا انتظار کر رہی تھی کے جیسے میرے دونوں بھائی چھپکے سے اپنی اپنی بیویوں سے ملنے گئے ہیں تم بھی اسی طرح اؤ گے۔۔۔۔۔اس چکر میں سوئی بھی نہیں اور تم رات کے 2 بجے اپنی شکل اٹھا کر آ گئے ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کبھی تو وقت پر آجایا کرو۔۔۔۔۔۔۔ کیا کیا نہیں سوچا تھا میں نے کے اؤ گے میں سو رہی ہونگی۔۔۔۔۔تم شرارت کرو گے لیکن یہاں مسٹر لیٹ ہیں۔۔۔۔۔۔ جھک کر اسے اسکے بالوں سے پکڑ کر مطی گویا اپنا سارا غصّہ نکال رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

جب کے غازی ڈھیٹ بنا اپنی وائیر ڈ کیٹ کے جوھر دیکھ رہا تھا اور مسکراتے ہوئے قہقہ لگا رہا تھا۔۔۔۔۔

بڑی ہنسی آرہی ہے نا چلو اٹھو نکلو شاباش اب یہی سزا ہے اب جاؤ باہر اور اپنی شکل گم کرو اب اپنا یہ تھوبڑا لیکر میرے سامنے نا انا ورنہ چھوڑ دوں گی اسے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

غصّہ سے کہتے خود ہی بڑبڑانے لگی تھی۔۔۔۔۔۔۔ می کب سے انتظار کر رہی ہوں ایک تو لیٹ آیا ہے اور معافی مانگنی اوپر سے ہنس رہا ہی کمینہ انسان۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مطی جو کہ بیڈ سے اتر کر باہر کی طرف جانے کا اشارہ کر رہی تھی غازی نے اسکا وہی ہاتھ پکڑ کر اسے بھی خود پر گرا لیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مطی تو ایک منٹ کے لئے بوکھلا ہی گئی تھی لیکن پھر سے اپنی جون میں واپس لوٹ آئی اور اسکی بکواس سننے لگی ۔۔۔۔ جو کے مطی کو تو بکواس ہی لگ رہی تھی۔۔۔۔۔۔

زیادہ نخرے ہی دیکھا رہی ہو۔۔۔۔۔ کہو تو ابھی ہی اٹھا کر لے جاؤں۔۔۔۔۔۔ اب تو سب کو پتا ہی ہمارے نکاح کے بارے میں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہمت ہے تم میں ڈرپوک انسان۔۔۔۔۔۔۔۔ نکاح کا تو بھائی کو بتا نہیں سکے تھے۔۔۔۔ انکے سامنے اتے ہی کانپنے لگ جاتے ہو اور میرے سامنے روعب جھاڑ رہے ہو۔۔۔۔ بھائی کو نکاح کا تو بتا نہیں سکے آئے بھاگا کر لے جاؤ نگا۔۔۔۔۔۔۔۔

۔ چھوڑو مجھے اور دفع ہو جاؤ اب۔۔۔۔۔۔ میرا موڈ اب نہیں تم سے کوئی بھی بات کرنے کا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مطی کی بات سنتے ہی غازی فلیش بیک میں چلا گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔ جب وہ خود سے وعدہ کر کے آیا تھا کی آج تو بات کر کے ہی رہے گا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ریسٹورنٹ کے باہر کھڑا ہو کر ابھی وہ لفظوں کو ترتیب دے رہا تھا کے دروازہ کھول کر ویٹر اندر آیا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔ سر باس کب سے اپکا ویٹ کر رہے ہیں آجائے۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ کہہ رہے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔

غازی جاتے ہی سلام کرتے جلال سے بغلگیر ہوا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔ تو برخودار آج کیسے اپنے جیجاجی کو یاد کیا۔ ۔۔۔۔۔۔۔

ارے بھائی آپ جیجا تھوڑی نا ہیں آپ تو بھائی ہیں نا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

پھر بھائی سے باتیں بھی چھپانے لگے ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔ٹانگ پر ٹانگ رکھتے سگار کو اپنے لبوں میں لیتے ہوئے جلال بغور غازی کے تاثرات نوٹ کر رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کیا ہوا کس سوچ میں پڑ گئے میں تو بزنس کی بات کر رہا ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔کافی ترکی کر لی ہے وہ بھی اتنی جلدی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔خیر ہے شادی وادی کا تو ارادہ نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔

جب کہ غازی تو دل میں سوچ رہا تھا کہی بھائی کو سب پتا تو نہیں۔۔۔۔۔لیکن پھر اپنی ہی سوچ کی نفی بھی کرتا جا رہا تھا۔۔۔۔۔اگر پتا ہوتا تو میں یہاں نہیں ہاسپٹل می ہوتا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اب بات کر بھی لینی چاہیے مجھے ۔۔۔۔۔۔۔۔ہاں یہ سہی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کہوں گا بھائی وہ غنڈوں کی وجہ سے ہم پھنس گئے تھے اور غلطی سے نکاح ہو گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

غازی ابھی تک اپنی سوچوں گم تھا جب کہ جلال اسکے چہرے کے ایک ایک تاثر کو نوٹ کرتا اپنا پائن ایپل جوس ایک ایک گھونٹ لے رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جب جلال نے اچانک سے وہی گلاس اٹھا کر زمین پڑ دے مارا تھا اور اسکا کانچ لیکر غازی کی گردن پر رکھا تھا ۔۔۔۔۔۔۔ میری بہن کے ساتھ دھوکے سے نکاح کیا اور اتنے سالوں بعد بتا رہے ہو کہتے ہی وہ کانچ کا ٹکڑا اسکی گردن پر دے مارا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جب غازی ایک چیخ کیساتھ اٹھا تھا اس ٹیبل سے اور اپنی گردن پر ہاتھ رکھا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جو کے سہی سلامت تھی۔۔۔۔۔ جب کے جلال ہنوز اپنا جوس پی رہا تھا اور مسکراتے ہوئے غازی کو دیکھ رہا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکا مطلب وہ سب میری امیجینیشن تھی۔۔۔۔۔۔ شکر اللہ تیرا میں سہی سلامت ہوں ۔۔۔۔۔۔۔

کیا ہو گیا ہے تمہیں غازی۔۔۔۔۔۔ تم ایک کامیاب بزنس مین کے ساتھ ساتھ ایک باڈی بلڈر بھی اسکے باوجود تم مجھ سے اتنا کیوں گھبرا رہے ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جلال نے اسکی طرف دیکھتے ہوئے حظ اٹھاتی نظریں اس پر گاڑھ کر کہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

اب اپکو کیا کہوں میں۔۔۔۔۔۔ جب یہ بات اپکو پتا چلے گی نا تو میری ساری باڈی بلڈری نکل جانی ہے ۔۔۔۔۔۔۔ بیچارہ سا منہ بنا کر غازی پھر سے اپنی ہی سوچوں میں غرق ہو گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اگر تمہیں کچھ نہیں کہنا تو چلے۔۔۔۔۔ نہیں۔۔۔۔۔ نہیں بھائی کہنا ہے نا۔۔وہ۔۔۔۔۔وہ میں نے کہنا تھا کی اپی کیسی ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اپنی بات کرتے ہی غازی نے خود کے سر پر تھپڑ رسید کیا تھا اور فورا اٹھ گیا تھا چیئر سے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
کیوں وہ تو آمنہ بیگم کے ساتھ دورانی مینشن میں ہی موجود تھا اور ایک گھر میں رہتے ہوئے بھی کیا اسے اپنی بہن کا حال پوچھنے کی ضرورت تھی؟؟؟؟؟؟؟

کہاجارہے ہو۔۔۔۔۔۔ کیا ارادہ ہے پھر زندگی بھر نکاح کی بات چھپا کر رکھنی ہے یہ رخصتی کا بھی سوچنا ہے ۔۔۔۔۔ کہتے ہی سگار لبو میں لیا اور مسکراہٹ دبا کر اسے دیکھا۔۔۔ چہرہ سپاٹ تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جب کے غازی کے قدم تو اگے بڑھنے سے انکاری تھے اور نا پیچھے مڑنے سے۔۔۔۔۔۔۔۔وہ حیران ہی تو رہ گیا تھا۔۔۔۔۔۔ اسکا مطلب مطی نے سچ بتا دیا۔۔۔۔۔۔ تو مجھے کیوں بھیجا پھر جنگلی بلی نے اس شیر کے ہاتھوں مرنے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جلال نے اپنے قدم اسکی طرف بڑھائے تھے اور اسے سامنے بیٹھنے کا اشارہ کیا تھا جب کے خود اپنا رخ دوسری طرف کئے باہر سڑک پر بھاگتی ہوئی گاڑیوں کو دیکھ راہ تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

میری ایک ہی بہن ہے اور تمہیں لگتا ہے میں اس سے اتنا غافل رہوں گا کے اسکا نکاح ہو گیا اور مجھے پتا تک نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مجھے اسی وقت پتا لگ گیا تھا جب تمہارا نکاح ہوا تھا میرے ہی آدمیوں نے ان گینگ کے لوگوں کو راستے سے ہٹایا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اسی لئے تو میں نے مطی کو واپس بلوالیا تھا کے وہ اپنی اگے کی اسٹڈی یہاں ہی کمپلیٹ کرے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اور تب تک تم اپنے پیروں پر کھڑے ہو جاؤ لیکن اس دوران بھی میری نظر تم دونوں پر تھی۔۔۔۔۔۔۔

میں دیکھنا چاہتا تھا کی تم دونوں کیا اس رشتے سے خوش ہو یہ بس ایک جلد بازی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

لیکن مطی کا یہاں ہوتے ہوئے بھی تمہاری ساری خبر رکھنا اور تمہارا وہاں بے چین ہوتے ہوئے جم جانا اپنے بزنس کو زیادہ وقت دینا آمنہ خالہ کا خیال رکھنا۔۔۔۔۔۔۔

ان سب کے باوجود مطی کے لئے ایک مخصوص وقت نکال کر شام میں بیچ پر بیٹھ کے اسکی لہروں کے ساتھ اپنے خیالوں میں کھو جانا۔۔۔۔۔۔۔۔

اپنے بارے میں سب کچھ سننے کے بعد غازی کا منہ تو کھلا کا کھلا ہی رہ گیا تھا اسکا مطلب۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ انکو میرے ہی نہیں بلکے مطی کے بارے میں بھی سب پتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اتنی تیز نظر ہے جلال بھائی کی ۔۔۔۔۔۔۔۔

اپنا منہ بند کرو مکھی چلی جائے گی اور تمہاری سوچ سے بھی زیادہ تیز ہے میری نظر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ چیل کی نظر ہے میری۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تو بتاو اب اگے کیا کرنا ہے۔۔۔۔۔۔ کیوں کے اگر اب بھی میں نا روکتا تمہیں تو دس سال بعد بھی یہ بات تم دونوں نے مجھے نہیں بتانی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سوری بھائی وہ ہم دونوں ڈر رہے تھے کی آپ ہمیں غلط نا سمجھے اور کہی الگ ہی نا کر دے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ بس اب ہم یہ رشتہ نبھانا چاہتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تو ٹھیک ہے پھر بہت جلد میں ایک خوشخبری سنانے والا ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔

لیکن بھائی اس خوشخبری میں تو ابھی ایک ماہ باقی ہے نا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

غازی کی بات سنتے ہی جلال کے چہرے پر دنیا سے بھرپور مسکراہٹ آئی تھی بیا کا دلکش سراپا اسکی نظروں کے سامنے گھوم گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اسکے علاوہ بھی ایک نیوز ہے اب تم جاؤ وہ نیوز گھر میں سبکے سامنے سناؤ گا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اور خود بیا کو کال ملاتے ہوئے گھر کے راستے پے گاڑی ڈالی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

یہ سب یاد کر کے غازی ہنسا اور مطی کو باہوں میں لیکر اسکے بالوں میں منہ چھپا گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور جلد ہی بیڈ سے اتر کر باہر کی طرف بھاگا کیوں کے باہر سے کسی کے قدموں کی آواز آئی تھی۔۔۔۔۔۔اگر کوئی دیکھ لیتا تو خوب ریکارڈ لگتا تھا غازی کا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

غازی ابھی دروازے تک ہی پہنچا تھا جب پیچھے سے مطی نے ہانک لگائی تھی ان روما نٹک بندہ۔۔۔۔۔۔ منہ بنا کر اس نے غازی کی طرف دیکھا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

میں کتنا روما نٹک بندہ ہوں یہ تو تمہیں پرسوں بتاو گا۔۔۔۔۔۔۔ بس کل کا انتظار کرو کل مہندی اور پرسوں نکاح کے ساتھ ہی رخصتی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کہتے ہی وہ کھڑکی کے راہ باہر چلا گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔ جب کی مطی اپنی کب کی کنٹرول کی ہوئی ہنسی تھی اور اپنی آنکھیں موندھ گئی کیوں کے کل کا دن بہت ہی تھکا دینے والا ہونے والا تھا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جاری ہے۔۔۔۔

Next likh rahi hun ye b kl deni thi lekin ap logon ki purzor farmaish pr abhi dedi……..acha response hua to next kl hi warna parso……..😍🙈like krna na bholy👍😍

Don't copy paste without permission 💣💣💣💣

#ناول_مریض_ء_عشق

#رائیٹر_سندس_پری

#قسط_سیکنڈ_لاسٹ_پارٹ_2

آج صبح سے ہی دورانی مینشن میں افراتفری کا ماحول تھا۔۔۔۔۔۔

جلال نے پہلے ہی سارا انتظام کیا ہوا تھا اسکا مینیجر تو گھنچکر بنا گھوم رہا تھا جب کے جلال بیا کو اسکی میڈیسن دینے کے بعد مطی اور مشی کے ساتھ ہی پارلر چھوڑ آیا تھا اور خود وہی پر ابھا انتظار کر رہا تھا اور بیا کے لئے جو سرپرائز پلین کیا تھا اسکا بھی پتا کر رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

غازی اور رزم بھی نا بیگم کے ساتھ ہر کام میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لے رہے تھے جب کے انکو مسکراتے ہوئے دیکھ کر آمنہ بیگم نے ہمیشہ ایسے ہی انکی خوشیوں کی دعا کی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

لان کو بہت ہی خوبصورتی سے ڈیکوریٹ کیا گیا تھا۔۔۔۔۔۔نیویارک کی بڑی بڑی شخصیات مہندی کے اس فنکشن میں موجود تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

جب سب کی نظریں اٹھی تھی اور سامنے سے ان تینوں شہزادوں پر ہی ٹھہر گئی تھی۔۔۔۔۔ ہر لڑکی رشک کر رہی تھی۔۔۔۔کے انکی قسمت میں کیوں نہیں اتنے پیارے پرنس۔۔۔۔۔۔۔۔

تینوں نے ہی سفید رنگ کا کرتا اور سفید ہی شلوار زیب تن کی ہوئی تھی جب کے اسکے اوپر۔۔۔۔۔۔جلال نے بلیک رنگ کی واسکٹ پہنی ہوئی تھی اور بلیک ہی کھسہ گرین اور یلو رنگ کے امتزاج کا مفلر اپنے گلے کی شان بنایا ہوا تھا،جب کے رزم نے میرون رنگ کی واسکٹ اور میچنگ کھسہ،اور غازی نے لال رنگ کی واسکٹ اور ساتھ ہی میچنگ کھسہ پہنا ہوا تھا جب کے مفلر سبکے سیم تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

انتظار کی گھڑیاں ختم ہوئی تھی اور انکی پریاں بھی سامنے سے لڑکیوں کے جھڑمٹ کے ساتھ آتی ہوئی نظر آئی تھی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جلال کی نظر جب سامنے اٹھی تو بیا کو دیکھ کر تو وہ مبہوت ہی رہ گیا تھا۔۔۔۔۔۔پیلے اور سبز رنگ کی فراک جس پر خوبصورتی سے موتیوں سے نقش و نگار کیئے گئے ہوئے تھے پہنے وہ اپنے بے ڈول جسم کو چھپانے کے لیے شانے کے سائیڈ پر رکھی ہوئی شال اور اس کے ساتھ ہی میچنگ موجری پہنے وہ جلال کے دل کی دنیا ہلا کر رکھ دی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جلال کسی کی پرواہ کیے بغیر اپنی بیا کو مبوت سا تکے جارہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جبکہ بیع جلال کی پر تپش نظریں خود پر محسوس کرتے ہوئے خود میں ہی سمٹتی جارہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ایک تو وہ پہلے ہی اپنے جسم کی

وجہ سے سب سے نظریں نہیں ملا پا رہی تھی اوپر سے جلال کا اسے سب کے سامنے بے باک انداز سے دیکھنا اسے اور نروس کر رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ سہج سہج کر قدم اٹھاتے ہوئے جلال کی اور بڑھ رہی تھی ہبع کے کی لرزتی پلکوں کی جمبش جلال کو مسکرانے پر مجبور کر گئی تھی اور وہ اپنے دل پر ہاتھ رکھے اپنے دل کو تھام کر اپنی متاع جاں کا انتظار کر رہا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔ کہ کب وہ آ کر اس کے بغل میں براجمان ہو گی جیسا کہ وہ پیدا ہوتے ہی اس کے دل و جان پر قبضہ کر چکی تھی۔۔۔۔۔۔

دوسری طرف غازی کی نظر بھر اوپر اٹھی تو گویا پلٹنا ہی بھول گئی تھی متی کے حسن کا تو وہ پہلے ہی گھائل ہو چکا تھا لیکن۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آج اسے یوں لڑکیوں کی طرح خود کے لئے سنگھار کیے دیکھ کر اس کا تو دل ہی جھوم اٹھا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ شدت سے اس کے دل میں خواہش ابھری تھی کہ وہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر جائے اور اسے اپنی باہوں میں بھر کر گھمائے اور اس کے ساتھ یہ پل دل کھول کر جئے۔۔۔۔۔۔۔۔

مثی نے پیلے اور لال کلر کے امتزاج کا پٹیالہ سوٹ زیب تن کیا ہوا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سوٹ کے چاروں طرف بھاری کام کیا گیا تھا اور دوپٹے کو اچھے سے سیٹ کیا گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔ ہاتھ میں میچنگ ہیلز پہنے وہ غازی کے دل پر قدم جکھڑ چکی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

دوپٹا پنوں کے ساتھ سیٹ کیے جانے کے باوجود بھی وہ اس سے الجھی ہوئی اس وقت غازی کو بہت ہی کیوٹ لگی۔۔۔۔۔۔۔۔۔ آج تو وہ اسے فل تنگ کرنے کے موڈ میں تھا اور اسے پتہ تھا کہ اس کی جنگلی بلی نے اس پر حملہ بھی کرنا ہے بھڑک ہی تو اٹھتی تھی وہ اس طرح کی حرکتوں پر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کیونکہ غازی جان بوجھ کر اسے تنگ کرنے کے لئے اسے اگنور کرتا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ بے صبری سے انتظار کر رہا تھا کہ کب آ کر اس کے پاس بیٹھے گی اور کب وہ اپنے جملوں سے اسے سرخ ہونے پر مجبور کر دے گا وہ الگ بات ہے کہ سرخ وہ اس پر غصے سے ہونے والی تھی۔۔۔۔۔۔۔ اور کوئی بھروسا نہیں تھا کہ وہ اپنے بلیو جیسے ناخنوں سے اس پر حملہ بھی کر دیتی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جب کہ رزم تو اپنی آنکھوں میں دنیا بھر کی چاہت اور محبت سموئے اپنے مشی کو خود کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھ رہا تھا جو کہ تین بچوں کی ماں ہونے کے باوجود اور بھی خوبصورت ہو گئی تھی لگتا ہی نہیں تھا کہ وہ ٹریپلیٹس بچوں کی ماں ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مشی نے لال پیلے اور سبز رنگ کا شلوار ہو تا زیب تن کیا ہوا تھا جبکہ دوپٹا اس نے حجاب سٹائل میں بالکل بیا کی طرح ہی لیا ہوا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ میک اپ کے تو ان تینوں کو ضرورت نہیں تھی لیکن اس کے باوجود حلقے سے ہلکے پھلکے سے میک اپ میں وہ تینوں آسمان سے اتری ہوئی کوئی حوریں ہی لگ رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اس سے پہلے کہ وہ تینوں ان تک پہنچتی آمنہ بیگم تینوں بچوں کے ساتھ وہاں پر نمودار ہوتی اورانہوں نے تینوں بچوں کو ایک ایک کر کے ان تینوں کی گود میں بٹھا دیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔،

اور گویا ہوئی تھی اب ان بچوں کو اٹھاتے ہوئے ہی تم تینوں نے اپنی اپنی بیگم کو اوپر سٹیج پر اپنے ساتھ بٹھانا ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔

جبکہ ان تینوں کو اس چیز سے کوئی سروکار ہی نہیں تھا بچوں کے گالوں پر بوسہ لیتے ہوئے وہ تینوں وجاہت کے شاہکار اٹھے تھے اور اپنی ہتھیلی اپنی اپنی بیگم کے آگے پھیلاتے ہوئے ان کو لے کر سٹیج پر اپنے ساتھ بیٹھ گئے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اچانک جلال نے بیا کے ہاتھوں کو اپنی گرفت میں لیا تھا اور اس کے کان میں سرگوشی کی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جانم آج تو تم غضب ڈھا رہی ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔ دل کر رہا ہے تمہیں یہاں سے اٹھا کر کہیں بہت دور لے جاؤ سرگوشی کرتے ہوئے جلال نے دیا کہ گال پر بوسہ لیا تھا جو لمحہ کیمرہ مین نے کیمرے میں قید کر لیا تھا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جبکہ بیا نے سرخ چہرے کے ساتھ شرماتے ہوئے اور قبر آتے اور اپنا ہاتھ جلا کی گرفت سے آزاد کرنے کی کوشش کی تھی لیکن وہ ایک ناکام کوشش تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔ بھلا جلال کی گرفت سے اس کی بیا آزاد ہو سکتی تھی؟؟؟؟؟ وہ تو سقید کر لینا چاہتا تھا خود میں اور اس نے کر بھی لیا تھا اب تو بھی اس کے متعلق ہی سوچتی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اس نے کہا تھا کہ وہ بھی ان کو مجبور کر دے گا کہ وہ اس اس کے متعلق ایک سوچے اس سے ہی پیار کرے اور یہ سب کوئی اس نے بدلے میں نہیں کیا تھا بلکہ اپنے پیار کے لئے دیا تھا جو وہ بیا سے کرتا تھا کرتا ہے اور آگے بھی کرتا رہے گا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"اگر وہ خود بیا کے عشق کے مرض میں مبتلا تھا تو اس نے بیا کو بھی اسی عشق کا مریض بنا لیا تھا اور وہ دونوں ہی مریضِ عشق تھے اور ان دونوں کی دوا ان دونوں کا ساتھ تھا، ہے اور رہے گا"

جب تک رسم ختم نہیں ہوئی تھی جلال نہیں دیا کہ ہاتھ کو اپنی گرفت سے آزاد نہیں کیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔وہ بار بار بیا کا ہاتھ لیتا اور اس پر بوسہ دیتا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

لیکن جب بیا کے ہاتھ پر مہندی لگنے کی باری آئی تو مجبوراً اسے بیا کا ہاتھ چھوڑنا پڑا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

لیکن ہاتھ چھوڑتے ہیں اس نے اپنا ہاتھ بیا کے کندھے پر ٹکا دیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔اور کبھی کبھی اس کے کان میں سرگوشی کرتا کہ وہ کھلکھلا اٹھتی یا پھر غصے سے گھور کے رہ جاتی یا تو پھر شرم سے سرخ ہو جاتی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مہندی لگتے ہیں جلال نے بتایا کہ دونوں ہاتھ تھامے تھے اور ان کی خوشبو سونگھتے دل میں اتارنے لگا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مطی کو اپنے پاس بٹھاتے ہیں غازی نے اس کے ہاتھ کو آزاد کیا تھا اور بڑے شوق کے ساتھ مطی کا دوپٹہ سیٹ کرنے لگا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

دوپٹہ سیٹ کرنے کے بعد اس نے پر شوخ نظروں سے متعلق اوپر سے نیچے تک معائنہ کیا تھا اور اپنی ایک آنکھ دبا کر اسے فلائنگ کس دی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سب کے سامنے غازی بسا کرتے دیکھتی کو تو وہ ٹھر کی انسان ہی لگا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔پتا نہیں اس میں کون سا جن اگیا ہے۔۔۔۔۔ویسے تو اس کو کچھ سوجھتا نہیں اور سب کے سامنے اس طرح کی بیہودہ حرکتیں کر رہا ہے یہ مطی بول تو نہیں سکتی تھی لیکن دل میں سوچ رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

یہی سوچتے اس نے اپنا ہاتھ گاذی کے ہاتھ پر رکھا تھا اور اس کے کان میں سرگوشی کی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"کہیں تم بھانگ پی کر تو نہیں آگئے جو اس طرح کی بیہودہ حرکتیں کر رہے ہو سب کے سامنے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کیونکہ مجھے تو تم اپنے حواس میں نہیں لگ رہے ہو کیوں کہ جب تم ہوش میں ہو تب تم سے ایسی کسی حرکت سے امید کی جا نہیں سکتی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔بورنگ انسان جو ٹھہرے تم

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

یہ ناچیز کتنا بورنگ انسان ہیں یہ تو میں کل رات تمہیں بتاؤں گا کہتے ہوئے غازی میں دوبارہ سے اپنی آنکھ ونک کی تھی جو کہ مطربہ کو غصہ دلانے کے لئے کافی تھی اور اس نے اپنے چڑیلوں جیسے ناخن اس کے ہاتھ میں گاڑ دیے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جبکہ غازی اس کا کوئی بھی اثر لیے بغیر بس مسکرائے جا رہا تھا اور اس کو ٹیز کرنے کا کوئی بھی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دے رہا تھا ابھی ہی تو قابو میں آئی تھی وہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ورنہ اگر ابھی بھی مطی کا بس چلتا تو وہ تو غازی کو مار مار کے اس کی تو حالت خراب کر دیتی۔۔۔۔۔۔۔۔ چڑیل جو ٹھہری بقول غازی کے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ لیکن اسے اپنی یہ وائیرڈ کیٹ دل و جان سے قبول تھی ۔۔۔۔۔۔۔ اس کے ان ہی اداؤں نے تو غازی کو گھائل کیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور گوزائل شجاعت پہلی ہی ملاقات میں اس کے پیار میں گوڈے گوڈے ڈوب چکا تھا ایسا ماننا غازی کا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اگر تم نے ابھی کوئی بھی فضول حرکت کی تو میں بھول جاؤں گی کہ یہاں کوئی مہندی کی رسم چل رہی ہے اور تمہیں سب کے سامنے پیٹنا سٹارٹ کر دوگی تو سوچ لو کہ تمہاری کیا عزت رہ جائے گی۔۔۔۔۔۔۔۔ جل بھن کر

کہتے ہوئے مطی نے اپنا بھولا ہوا منہ لے کر اسے وارننگ دی تھی۔۔۔۔۔۔۔ جس کا غازی پر کوئی خاطر خواہ اثر نہیں ہوا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اور ویسے ہی ڈھیٹ بنا اپنی بتیسی دکھاتے ہوئے مطی کو اور غصہ دلا رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مطی نے بھی سامنے دیکھ کر مسکراتے ہوئے پہلے تو مہندی والی کو دیکھا اور اس کے بعد اپنی ٹانگ پوری قوت سے غازی کے پاؤں پر ماردی۔۔۔۔۔۔۔۔

جبکہ غازی اس اچانک حملے کے لئے تیار نہ تھا تو کراہتے ہوئے اپنی ٹانگ کو ایک ہاتھ سے پکڑا جبکہ دوسرے ہاتھ میں محیص تھا۔۔،۔۔۔۔۔۔۔ لیکن جب دیکھا کہ سب لوگ اس کی طرف متوجہ ہو رہے ہیں تم مسکراتے ہوئے آرام سے اپنے پاؤں کو نیچے واپس رکھ دیا اور ہنستے ہوئے سب کو دیکھنے لگا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تو بدلہ تم سے لونگا تم ایک بار رسم ختم ہو جانے دو۔۔۔۔۔

جبکہ غازی کی بات سن کر مطی نے اپنی ناک پر سے مکھی اڑائی تھی جیسے اسے کوئی فرق ہی نہ پڑتا ہو

رزم نے بہت محبت سے مشی کا ایک ہاتھ اپنے ہاتھ کی گرفت میں لیا تھا اور دوسرے ہاتھ کا دباؤ ڈال کر اسے ریلیکس رہنے کا اشارہ کیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جب مشی نے نظریں اٹھا کر اس کی آنکھوں میں جھانکا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔ محبت اور جذبات کا ایک ٹھاٹھیں مارتا سمندر اس کی آنکھوں میں موجزن تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جیسے دیکھتے ہیں مشی کی پلکیں لرزی تھی اور اگلے ہی پل جھک گئی تھی ایک بہت ہی خوبصورت اور پیاری سی مسکراہٹ نے اس کے لبوں کا احاطہ کیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بلآخر اس کے عشق کو اس کی منزل مل گئی تھی راستہ بہت مشکل مرحلہ تھا کانٹوں بھرا اور اگر وہ اب بھی اپنی انا کو بیچ میں رکھتی تو اسے کبھی بھی یہ خوشیاں حاصل نہ ہوتی اور نہ ہی اس کے بچوں کو ایک باپ کا پیار مل سکتا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

عورت تو شروع سے ہی موم ہوتی ہے اگر کوئی اسے اپنے سانچے میں ڈھالنا چاہے تو ڈھال سکتا ہے لیکن پیار اور محبت سے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ایک پاکدامن اور باحیا عورت کو کبھی بھی دولت ایٹریکٹ نہیں کرتی ۔۔۔۔۔۔ بلکہ اسے جو چیز ایٹریکٹ کرتی ہے اور جس کی ضرورت ہوتی ہے وہ صرف اور صرف عزت ہیں

۔۔۔۔۔۔۔۔۔اگر پی آرہا ہوں تو زندگی گزاری جا سکتی ہے لیکن اگر عزت نہ ہو تو زندگی تو کیا کچھ دن کچھ پل گزارنا بھی مشکل امر ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

عورت دولت کی بھوکی نہیں ہوتی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ عزت اور توجہ کی بھوکی ہوتی ہے اور اگر اسے یہ دو چیزیں مل جائیں تو وہ آپ کے لئے پوری دنیا کو چھوڑنے کے لئے تیار ہو جاتی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مشی کا یہ سوچنا تھا کہ ہم خود بھی تو گناہ گار ہوتے ہیں لیکن اگر اللہ نے ہمیں موقع دیا ہے کہ ہم کسی کو سدھرنے کا ایک موقع دیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ معاف کر سکیں۔۔۔۔۔۔۔۔ تو ہمیں اپنا ظرف بڑا کرنا چاہیے اور اسے موقع دینا چاہیے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اور مشی کو رزم کو یہ موقع دینے کے بعد کوئی بھی پچھتاوا نہیں تھا بلکہ وہ خوش تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کے کتنے سالوں بعد ہی سہی لیکن اس کی زندگی میں خوشیاں واپس لوٹ آئیں تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

رزم میں مشی کے کندھے پر ہاتھ رکھے اسے سوچوں سے باہر نکالا تھا اور اس کے کان میں محبت بھری سرگوشی کی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"سویٹ ہارٹ اپنا دھیان ذرا یہاں پر لگاؤ ورنہ لوگ ہی سمجھیں گے بڑی جلدی ہے نکاح اور اپنے کمرے میں جانے کی۔۔۔۔۔۔۔اوپس سوری ہمارے کمرے میں جانے کی۔۔۔۔۔۔۔۔ شرارت سے کہتے رزم مسکرایا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

جبکہ پاس کھڑی بی جان اور آمنہ بیگم کو یہ منظر بہت ہی خوبصورت اور پورا پورا لگا تھا۔۔۔۔۔۔۔انہوں نے اپنے بچوں کی اسی طرح دائمی خوشیوں کی دعا کی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بلا آخر مہندی کی ایک بہت ہی خوبصورت شام اپنے اختتام کو پہنچی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کل نکاح تھا اس لئے آمنہ بیگم نے سب کو اپنے اپنے کمرے میں جا کر سونے کی ہدایت دی اور خود بھی سونے چلی گئی۔۔۔۔۔۔۔۔ کل کا دن تو بہت تھکا دینے والا ہونے والا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مشی کے تینوں شیطان تو جب سے فنکشن شروع ہوئے تھے تھک کر جلدی سو جاتے تھے اور صبح دیر سے اٹھتے تھے اور اٹھتے ہیں پورے گھر میں دھاوا بول دیتے۔۔۔۔۔۔۔۔

لیکن ان کی ہی وجہ سے تو رونق لگی رہتی تھی گھر میں بی جان اور آمنہ بیگم کا تو سارا پیار اور توجہ سے ان تینوں نے سمیٹ لی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جس کی شکایت مطی ہمیشہ بھی جان اور آمنہ بیگم سے کرتی تھی۔۔۔۔۔

جاری ہے۔۔۔۔۔

Like krna na bholy🙈😍kia pta response dekh kr surprise epi mil jaye😎

Don't copy paste without permission 💣💣💣💣

#ناول_مریض_ء_عشق

#رائیٹر_سندس_پری

#آخری_قسط

آج وہ اپنے بیسمنٹ میں آیا تھا ایک بار پھر اپنی لہو ٹپکاتی آنکھیں لیکر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اسکے قدموں کی دھمک سے ہی شجاعت کے رونگٹے کھڑے ہو گئے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ لیکن سزا تو ملنی تھی

۔۔۔۔۔۔۔۔

آج بہت چھوٹی سی سزا۔۔۔۔۔۔۔ بلکل چھوٹی سی۔۔۔۔۔۔۔ ڈرو مت میں جا رہا ہوں باہر

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کہتے ساتھ ہی وہ اسے ایسے ہی چھوڑ کر باہر چلا گیا تھا لیکن جانے سے پہلے اسکے ہاتھ کی رسیاں کھلوا گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

باہر اتے ہی جلال کو اسکی دلخراش چیخیں سنا آئی دی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جسکا اثر لئے بغیر وہ کیمرے میں ہوتے اندر کے مناظر سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کیوں کے جتنے بھی خطرناک حشرات اس دنیا میں موجود تھے جلال نے بس وو منگوا کر اس کمرے میں چھوڑ دیے تھے۔۔۔۔۔۔۔ جو کی شجاعت کا گوشت نوچ نوچ کر کھا رہے تھے۔۔۔۔۔۔۔ زیادہ بڑے تو نہیں تھے کے نگل ہی جاتے لیکن اتنے ضرور تھے کے ایک بار کاٹنے سے کئی دنوں تک لوگ درد میں تڑپتے

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جب اسکے جسم کا کوئی بھی ایسا حصّہ نا رہا کی جسے حشرات نے بخش دیا ہو۔۔۔۔۔ تب جلال نے یوز ایک دوسرے خالی کمرے میں بھیجوایا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔جہاں اسکا آخری شکاری موجود تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ڈائمن اسکا ڈائمن (چیل) جسکا ٹیٹو اسنے اپنے سینے پر بھی خدوایا ہوا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔وہ عارضی تھا۔۔۔۔۔۔کیوں کے اصلی سے تو گناہ ہونا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔اس لئے اپنے ڈائمن کے لئے اسنے وہ ٹیٹو بنوایا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جسے اس نے پالا ہی اس دن کے لئے تھا۔۔۔۔۔۔اور اب اسے زخمی شجاعت پر ڈائمن کو چھوڑ دیا تھا ۔۔۔۔۔۔۔ لیکن تاکید کرنا نہیں بھولا تھا کی مرنے نہیں دینا ہے اسے۔۔۔۔۔ کیوں کے ابھی رزم کا بدلا تو باقی تھا یہ سب تو بس جلال نے اس پر رحم کھا کر کیا تھا کیوں کے رزم ابھی باقی تھا جسنے شجاعت سے ہونا حساب بے باک کرنا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔اس لئے شجاعت کی بچت ہو گئی ایسی سوچ جلال صاحب کی یعنی جے ڈی دی بیسٹ کی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ڈائمننے تواتے کی اسکے زخمی اور خون و خون جسم پر حملہ کر دیا تھا اور ایک بار پھر سے اسکی چیخوں سے بیسمنٹ گونج اٹھا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔ڈائمن نے تو اسے چیڑ پھاڑ ڈالا تھا۔۔۔۔۔۔۔بس نبض ہی چل رہی تھی جب جلال اندر آیا تھا اور ڈائمن اڑھ کر اسکے کندھے پر بیٹھ گیا تھا جلال نے اسپر ہاتھ پھیرا تھا اور اشارہ کیا تھا کی اسے اٹھا کر رزم کی گاڑی کے اگے پھینک دیا جائے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

رزم کو جب شجاعت اس حالت میں ملا تو اسے اس پر افسوس ہوا تھا کیوں کی اب جو حالت رزم اسکی کرنے والا تھا وہ دردناک ہونے والی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

رزم نے کیسے بھی کروا کر شجاعت کو پھانسی سے بچایا تھا اور عمر قید سزا سنائی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اور اسکے پاس وہی جیل میں گیا تھا اس سے بدلہ لینے کا انوکھا انداز دکھانے جس سے اسکی روح تک کانپ جانی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تو سسر صاحب کیا حال ہے؟؟؟؟؟؟ یا پیسٹ کہوں۔۔۔۔۔۔۔ تم تو کیڑا ہو گندہ کیڑا۔۔۔۔۔۔۔ تھو ہے تم پر تم نے اپنے مخلص رشتوں کو دھوکھا دیا انکے ساتھ وہ سب کیا جو کوئی کسی غیر کے لئے بھی نہیں سوچ سکتا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اپنی ہی بیٹی کو بیچنے چلے تھے صرف اپنے مفاد کے لئے۔۔۔۔۔ ؟؟؟؟؟؟ اپنے بچے تو جانوروں کو بھی پیارے ہوتے ہیں لیکن تم تو ان سے بھی بڑھ کر ہو حیوان ہو تم جلاد۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آج تک تم نے جتنی بھی معصوم کلیوں کو اپنی درندگی کا نشانہ بنایا ہے نا تیار ہو جاؤ ان سب کا درد محسوس کرنے کے لئے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کہتے ساتھ کی رزم نے اپنا بیلٹ اتارا تھا اور اسکی چمڑی تک ادھیڑ کر رکھ دی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکے بعد اشارہ کیا تھا تو 4 چار ہٹے کٹے مشٹنڈے اندر آئے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جنکے چہرے پے اپنے شکار کو دیکھ کر بھوک سے رال ٹپکنا شروع ہو گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ اسکے ساتھ کیا کرنے والے تھے یہ انکی آنکھوں میں دو کر ہی شجاعت کی روح کانپ اٹھی تھی اور وہ موت کی بھیک مانگنے لگ گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اور آج تک چوٹی لڑکیوں اور ہر بے سہارا لڑکیوں کے ساتھ زیادتی کرنے والے شجاعت کو اب وہ وحشی لوگ بھوکے کتوں کی طرح اسکی طرف لپکنا جنکی خوراک ہی ایسے لوگ تھے۔۔۔۔۔۔ وہ لوگ بھی اس پر ویسے ہی اپنا وحشی پن دکھا رہے تھے جیسے وہ کبھی لڑکیوں پر دکھاتا تھا بلکہ اس سے بھی بڑھ کر۔۔۔۔۔۔۔۔

رزم وہاں سے نکل کر تھوڑا آگے جا کر کھڑا ہو گیا تھا جیسے اسکی آہ و پکار کو سن کر سکون محسوس کرنا چاہتا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور زیادہ انتظار کرنا نہیں پڑا تھا اسے۔۔۔۔۔۔۔۔ بہت جلد اسکی چیخیں گونجی تھی ۔۔۔۔۔۔ جس سے صاف اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ لوگ اپنا عمل بہت اچھے سے انجام دے رہے ہیں

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ اسکے جسم کو کسی جانور کے جسم کی طرح استعمال کر کے اپنی ہوس مٹا رہے تھے
۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور ایسی درندگی کے روح کانپ آٹھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اور اب تو یہ روز کا معمول بن گیا تھا اور تب تک جاری رہنا تھا جب تک کی اسکی سانسیں چل رہی تھی اور ستم ایسا کی اسکی سانسوں کو بھی اجازت نہیں تھی کی اپنی مرضی سے بند ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بے شک شجاعت اپنے انجام کو پہنچا تھا جو کی دردناک تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اسنے خود کو رسوا خود ہی کیا تھا اس دنیا میں بھی اور اگلی دنیا میں بھی اسکے لئے اسکا انجام تیار تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اگلی صبح آج کا دن واقعی بہت مصروفیت بھرا ہونے والا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔لیکن یہ دورانی ہاؤس تھا۔۔۔۔اور دنیا کا ایسا کوئی کام نہیں تھا جو جلال نا کر سکے۔۔۔۔۔۔۔

سب اپنی تیاریوں میں مصروف تھے۔۔۔۔۔۔۔حدیبیہ، مطربہ اور مسکان تینوں ہی پارلر جا چکی تھی۔۔۔۔۔ کیوں کے رخصتی رات 10 بجے ہونی تھی۔۔۔۔۔۔۔

بچے آمنہ بیگم اور بی جان کے ہی پاس تھے اور انکے کپڑے بھی دو لہے کے میچنگ ہی تھے جب کے اپنے بابا کی پری تو آج سچ میں ہی پری بنی یہاں سے وہاں مٹکاتی پھر رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

رات کے 10 بج چکے تھے۔۔۔۔۔ کے تبھی باہر شور ہوا تھا اور ان دونوں کی یعنی جلال اور رزم کی شریک حیات سامنے سے آتی ہوئی نظر آئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

بیا کی جسامت کے حساب سے جلال نے اسکے لئے ڈیپ ریڈ کلر کی فراک لی تھی جو کی سمپل سی تھی اوپر کوئی بھی کڑھائی نہیں کی گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

لیکن اسکے چاروں سائیڈز پر بلکل نیچے بہت ہی پیاری ڈیزائننگ کی گئی تھی لیکن ایسے کی اسکے وزن سے بیا کو تکلیف نا ہو جب کے پنوں سے سیٹ کیا گایا دوپٹہ پیچھے لہرا رہا تھا حالنکہ 4 لڑکیوں نے اسے پیچھے سے پکڑا ہوا تھا اور واقعی وہ پرسکون تھی۔۔۔۔۔ کیوں کی اسے پتا تھا کہ جلال اسے بھی تکلیف میں نہیں دیکھ سکتا اور اب جب وہ اتنے نازک مرحلے سے گزر رہی تھی یہ تو ناممکن تھا۔۔۔۔۔ بلکہ وہ خود اسے ہر وقت اپنے حصار میں رکھتا تھا

۔۔۔۔۔۔۔۔

جب کہ بیا کی بانسبت مشی نے پنک کلر کا بھاری کام والا لہنگا پہنا ہوا تھا اور اسکے ساتھ کی ہی میچنگ ہائی ہیلز اور جویلری ساتھ میں مہارت سے کئے گئے میک آپ میں وہ کوئی اپسرا ہی لگ رہی تھی۔۔۔۔۔بیا نے رزم کو مشی کی پسند کا بتایا تھا جو وہ کہتی رہتی تھی کی اپنی شادی پر یہ کروں گی وہ کروں گی۔۔۔۔۔۔۔

تو رزم پوری کوشش کی تھی سب کچھ اسکی پسند کے مطابق کرنے کی۔۔۔۔۔۔۔اس نے امید چھوڑ دی تھی کے مشی سے اسے معافی ملے گی اب جب ملی تھی تو وہ چاہتا تھا دنیا کی ہر خوشی اسکے قدموں میں لا کر رکھ دے

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بیا اور مشی تو حجاب دلہن بنی ہوئی تھی۔۔۔۔اور جلال اور رزم مبہوت سے انکو دیکھنے میں مصروف تھے۔۔۔۔۔جب وہ سٹیج پر آئی تو انکو اپنے ساتھ بٹھالیا تھا۔۔۔۔۔وہ دونوں بھی کسی ریاست کے شہزادوں سے کم نہیں لگ رہے تھے۔۔۔۔۔جلال نے جلال بلیک رنگ کی پینٹ کوٹ میں موجود تھا اور رزم نے بلیک رنگ کی شیر وانی زیب تن کی تھی۔۔۔۔۔۔۔

ان سب میں غازی نے سفید رنگ کی شلوار قمیض اور ساتھ میں بلیک رنگ کی شال ایک کندھے پر رکھی ہوئی تھی ۔۔۔۔۔۔غازی کی بے چین نظریں مطی کو تلاش کر رہی تھی۔۔۔۔جب کے اسکی یہ بے قراری کسی سے

بھی مخفی نہیں تھی۔۔۔۔۔۔ جب تنگ آ کر اسنے پوچھ ہی لیا تھا۔۔۔۔۔ اپی آپ لوگ میری والی کو لانا بھول گئی ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔

کیا میں اکیلا ہی رخصتی کروا کر جاؤ گا یہاں سے۔۔۔۔۔۔ بات سننے کی دیر تھی کے حال میں قہقہ گونج اٹھے تھے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آپ تو چپ ہی رہو۔۔۔۔ آپ اتنی پٹاخہ لڑکی چنی ہے تو بھگتے بھی۔۔۔۔۔۔۔۔ اپکو کہا تھا۔۔۔۔۔ گاؤں کی کسی کالی سی اور موٹی سی لڑکی سے سے شادی کرواؤں گی۔۔۔۔۔۔ جو اپکو گود میں اٹھا کر گھوما کرے گی۔۔۔۔۔ لیکن نا۔۔۔۔۔

مشی نے تو اچھی کر دی تھی غازی کی۔۔۔۔۔۔ ایک بر پا قہقے گو جے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تم تو چپ ہی رہو منہ پھٹ دلہن۔۔۔۔۔۔ میں تو ابھی سے پریشان ہوں رزم تمہارا کیا ہو گا۔۔۔۔۔۔۔ یہ تو پوری چڑیل ہے۔۔۔۔۔۔۔۔

تو اپکا انکے بارے میں کیا خیال ہے بھائی ذرا سامنے تو دیکھے۔۔۔۔۔۔ مشی نے بھی دانت پیس کر غازی سے کہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

جب اسکی نظر سامنے گئی تو دنگ رہ گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔ اور منہ کھولے مطی کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔۔

جسنے لال رنگ کا لہنگا اسکے ساتھ کی میچنگ جیولری مہارت سے کیا ہوا میک آپ، ہاتھوں میں بھری بھری چوڑیاں، ہمیشہ کی طرح ہائی ہیلز، آنکھوں پر لگے کالے گوگلز لیکن جو بات سب سے حیران کن تھی وہ یہ تھی کے وہ اس وقت گھوڑی چڑھی ہوئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اسے ایسے دیکھ کر سب ہی حیران تھے لیکن یہاں کا ماحول ایسا تھا جسکی وجہ سے ہر دلہن اپنی شادی پر کوئی نا کوئی اس طرح کا کام ضرور کرتی تھی۔۔۔۔ اس لئے تھوڑی دیر میں سب مسکرا کر آس پیاری سی دلہن کے ویلکم میں تالیاں بجا رہے تھے جبکے لڑکوں نے تو سیٹیاں بھی ماری تھی۔۔۔۔۔۔۔

غازی جو تھوڑی دیر پہلے حیران تھا مطی کو دیکھ کر کے یہ لڑکی اپنی شادی پر بھی ایڈونچر کرنے سے باز نہیں آئی ۔۔۔۔۔۔ لیکن پھر یہ سوچتے کی وہ بھی تو جلال کی بہن ہے اور غازی کی مطی ہی تو سب سے الگ تو ہونا ہی تھا

۔۔۔۔۔۔۔

سوچتے ہی اسکے لبوں پر تبسم بکھرا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"لوگ ہمیں منہ پھٹ کہہ رہے تھے اور اپنی بیوی کو دیکھ کر سمائل پاس کی جا رہی ہے جو کی انکی جگہ گھوڑی چڑھ آئی ہیں"۔۔۔۔۔۔۔ مشی نے کہتے اپنا حساب بے باک کیا تھا۔۔۔۔

جب کے غازی مسکراتے ہوئے مطی کی طرف متوجہ ہوا تھا۔۔۔۔۔ جو کے اب اگے بھی کچھ کرنے کا ارادہ باندھے ہوئے تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جب کے مطی کے تو ٹھاٹ ہی الگ تھے۔۔۔۔۔۔ وہ دو لڑکوں کی مدد سے نیچے اتری تھی اور گھوڑی کی نال پکڑتے اگے بڑھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جب اچانک سے میوزک لگا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

میں خوابوں کی شہزادی، میں ہوں ہر دِل پہ چھائی

میں خوابوں کی شہزادی، میں ہوں ہر دِل پہ چھائی

بادل ہیں میری زلفیں، بجلی میری انجدا ایی

بجلی گراانے میں ہوں آئی_ کہتے ہیں مجھکو
. ہوا ہوا ہوائی، ہوا ہوا ہوائی

مطی بھی اسکے ساتھ ہی گنگناتی غازی کو بھی لے آئی تھی سٹیج سے نیچے۔۔۔۔۔۔

ارے دل بے قابو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

پیچھے سے کسی نے ہانک لگائی تھی۔۔۔۔۔۔چاروں طرف قہقہے گونج اٹھے تھے۔۔۔۔۔۔جب کہ مطی گاتے ہوئے غازی کے ارد گرد گھوم رہی تھی بلکہ غازی بھی اب تو اسکا ساتھ دے رہا تھا۔۔۔۔۔۔

جب اسکی بیوی اپنی شادی کو یادگار بنا رہی تھی تو وہ کیوں پیچھے رہتا۔۔۔۔۔۔ایک بار پھر ہوٹینگ ہوئی تھی دونوں کو دیکھ کر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سمجھے کیا ہو نادانون، مجھکو بھولی نا جانو

میں ہوں سانپوں کی رانی، کاٹا مانگے نا پانی

ساگر سے موتی چھینو، دیپک سے جیوتی چھینو

پتھر سے آگ لگا لوں، سینے سے راز چرا لوں

بجلی گرانے میں ہوں آئی_ کہتے ہیں مجھکو

. ہوا ہوائی، ہوا ہوائی

لائی رنگین افسانے، تو بھی سن لے دیوانے

آدِل میں ہلچل کر دوں، آ تجھ کو پاگل کر دوں

میری آنکھوں میں جادو، میری سانسوں میں خوشبو

صورت ہی میں نے ایسی پائی، کہتے ہیں مجھکو

. ہوا ہوائی، ہوا ہوائی

گانے کے اختتام پر غازی نے مطی کا ہاتھ تھاما تھا اور اسے لئے سٹیج کی طرف آیا تھا جب مطی نے اپنے کلچ سے ایک چشمہ نکالا تھا اور غازی کو بھی پہنا دیا تھا پر فیکٹ۔۔۔۔۔۔ وکٹری کا اشارہ دیتے دونوں ہنستے اپنی چیئرز پر بیٹھ گئے تھے۔۔۔۔۔

فوٹو سیشن ہوا تھا جس میں مطی اور غازی تو اگے اگے ہی تھے۔۔۔۔ آمنہ بیگم نے دوڑ سے ہی سب بچوں کی نظر اتاری تھی اور دعا کی تھی ان سب کی دائمی خوشیوں کی۔۔۔۔۔۔

آخر کار رخصتی کی رسم بھی ادا ہو ہی گئی تھی۔۔۔۔۔۔ مشی اور رزم تو نائیفہ مینشن کے لئے روانہ ہوئے تھے۔۔۔۔

جب کے بیا اپنے کمرے میں اور مطی اور غازی بھی دورانی مینشن میں ہی ٹھہرے تھے۔۔۔۔۔۔۔ بقول مطی کے اب وہ اس لہنگے کو مزید برداشت نہیں کر سکتی کجا کہ ٹریول تو دور کی بات تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جلال کمرے میں آیا تھا جب کے بیا جلال کی خواہش کی خاطر انہیں کپڑوں میں تھی ابھی بھی۔۔۔۔۔۔بیڈ پر بیٹھی وہ کسی ریاست کی ملکہ ہی لگ رہی تھی جو کے بہت جلد اولاد نرینہ کو اس دنیا میں لانے والی تھی

۔۔۔۔۔۔۔۔

بیا کو انہیں کپڑوں میں دیکھ کر جہاں جلال کو ٹوٹ کر اس پر پیار آیا تھا وہی بیا کی فکر کرتے وہ اسکے پاس گیا تھا ۔۔۔۔۔۔ آرام سے بیا کو اٹھا کر چینگینگ روم لیکر گیا تھا ہاتھ میں اسکا سمپل سا لوٹ تھما کر دروازہ بند کیا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔جانم جلدی سے چینج کرو طبیعت خراب ہو گی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔پہلے ہی اتنی دیر بیٹھی رہی اور اب میرے انتظار میں خود کو ہلکان کر رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ٹھیک کچھ ہی دیر بعد بیا باہر آئی تھی اور جلال کی سوچ کے عین مطابق اسکے پیروں پر سوجن اچکی تھی۔۔۔۔۔۔ جلال اگے بڑھا تھا اور بیا کو باہوں میں بھر کر نرم و ملائم پر لٹا کر۔۔۔۔۔۔۔۔دراز سے تیل کی شیشی نکال کر اسکے پیروں کی مالش کر رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کیوں کے اب وزن بڑھنے کی وجہ سے اکثر سوجن آجاتی تھی تو وہ خود بیا کے لاکھ منع کرنے کے باوجود اسکے پیروں کی مالش کرتا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔اسکا ماننا تھا کی وہ بھی برابر کا شریک ہے اپنے ہونے والے بچے کی

دیکھ بھال میں اگر تم اسے اپنے اندر رکھ رہی ہو تو میں باہر رہ کر اسکا خیال رکھو گا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ لیکن تم خوش مت ہو یہ سب ابھی صرف بے بی کے لئے ہی اور بعد میں صرف تمہارے لئے۔۔۔۔۔۔۔۔

ایک بار میرا چیمپ باہر آجائے پھر ہم اسکے لئے اسکی بیا ڈھونڈ دے گے اور تم مجھ پر دھیان دینا صرف ۔۔۔۔۔۔۔۔

جلال آپ پاگل ہیں بلکل۔۔۔۔۔۔ وہ ہمارا بچا ہو گا نہ تو اسکا خیال بھی ہم رکھے گے۔۔۔۔۔ کوئی اور کیوں رکھے گا؟؟؟؟؟؟؟ بیا نے برا مناتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

یار پھر تو مجھے ابھی سے ہی اپنے بچے سے جیلیسی ہو رہی ہے۔۔۔۔۔۔۔. وہ تمہاری توجہ حاصل کر لے گا ۔۔۔۔ جب کہ میں نہیں چاہتا میرے علاوہ کوئی بھی تمہاری توجہ اپنی طرف مبزول کرے۔۔۔۔۔۔۔۔

اور اگر لڑکی ہوئی تو وہ بھی تو اپکی توجہ کھینچ لے گی نہ۔۔۔۔۔۔ میں بھی ہونے دوں گی یہ۔۔۔۔۔۔ منہ پھلا کر کہا تھا بیا نے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جب کے اپنی بات کرنے کے بعد دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر قہقہ لگایا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جلال وہی بیا کی گود میں سر رکھ کر اس سے باتیں کرنے لگ گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔

دور قسمت کھڑی مسکرا رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

غازی نے کمرے میں اتے ہی دروازہ بند کیا تھا۔۔۔۔ کیوں کے کوئی بھروسہ نہیں تھا کی پھر سے کسی کام کے لئے اسے آواز دیدی جاتی۔۔۔۔۔۔۔۔ ابھی وہ مڑا ہی تھا پیچھے لیکن مطی کو بیڈ پر اپنا انتظار کرتے ہوئے ناپا کر ۔۔۔۔۔۔ اس سے پہلے وہ افسوس کرتا۔۔۔۔۔ اڑتی ہوئے ہوئی ہیلز دونوں ایک ایک ساتھ غازی کی کمر کا نشانہ بنی تھی۔۔۔۔۔

صرف اتنا ہی نہیں اسکے بعد واس اور ٹیبل پر جو جو جیز اسے نظر آئی وہ غازی کے قدموں میں پڑی اپنی حالت بیان کر رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔ اسنے نظریں اوپر اٹھائی تھی اور گویا پلٹنا ہی بھول گئی ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ ابھی تک لال لہنگے اور بھاری جولری میں ہی موجود تھی۔۔۔۔۔یہی وجہ تھی اسکے غصّہ ہونے کی۔۔۔۔۔۔ ایک تو کبھی یہ سب پہنا نہیں تھا اور آج جسکے لئے پہنا وہ اب رات کے 2 بجے اپنی شکل دیکھا رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔ غازی ابھی خیالوں میں ہی تھا جب مطی آگے بڑھی تھی اور ایک لات اسکے پیٹ میں رسید کی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

"تم کمینے انسان اس لائق ہی نہیں ہو کی تمہارا انتظار کیا جائے۔۔۔۔۔۔۔۔ مرو یہی پر میں جا رہی ہوں چینج کرنے"۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کہتے ساتھ ہی ابھی وہ مڑتی کہ۔۔۔۔۔غازی نے کلائی سے پکڑ کر اسے اپنی طرف کھینچا تھا اور اپنے مظبوط حصار میں قید کئے اسکے جسم سے اٹھتی دلفریب سی مہک کو محسوس کرنے لگا۔۔۔۔۔۔۔ جب کہ مطی تو اس اچانک افتادہ پر بوکھلا ہی گئی تھی اور اب غازی کے سینے سے لگی اپنے حواس برقرار رکھنے کی کوشش کر رہی تھی ۔۔۔۔۔ جو کہ غازی کی کلون کی خوشبو اور اسکی سانسیں اپنی گردن پر محسوس کر کے وہ مزید خود میں سمٹ رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جب کے غازی بھی اسکی دل کیفیت سے انجان نہیں تھا۔۔۔۔۔۔ تبھی مسلسل مسکرائے جا رہا تھا۔۔۔۔اپنی جنگلی بلی کو یوں چپ چاپ دیکھ کر۔۔۔۔۔۔۔

اپنی بدلتی کیفیت پر قابو پاتے ہی اس نے غازی کو دھکا دے کر خود سے دور کیا تھا اور خود جا کر بیڈ پر بیٹھ گئی گھونگھٹ نکال کر اپنا ہاتھ آگے بڑھا دیا۔۔۔۔۔۔۔۔

"چلو اب جلدی سے منہ دکھائی دو میری۔۔۔۔۔"

یہ یہ۔۔۔. اس شکل کی کوئی منہ دکھائی نہیں بنتی جسے میں ہزار بار دیکھ چکا ہوں۔۔۔۔ہاں اگر کوئی نیا چہرہ دکھایا جائے تو بات بن سکتی ہے۔۔۔۔۔اپنی مسکراہٹ کو لبوں پر ہی کچل کر گویا ہوا تھا کیوں کہ اسے پتا تھا اب مطی کا کیا ری ایکشن ہونے والا ہے۔۔۔۔۔۔

غازی اسکی طرف قدم بڑھاتے ہوئے بولا۔۔۔۔۔

"جب کہ مطی نے ایک دم سے اپنا گھونگھٹ اتارا تھا۔۔۔۔۔ تم ایک نمبر کے ٹھرکی اور کمینے انسان ہو جاؤ کوئی دوسرا چہرہ ہی لیکر آؤ اور اب اسکے ساتھ ہی منہ دکھائی کی رزم کرنا۔۔۔۔۔ کیوں کہ میں اپنے بھائی کے پاس جا رہی ہوں"۔۔۔۔۔

مطی کا ردعمل دیکھ کر غازی نے قہقہ لگایا تھا اور اس سے پہلے وہ واقعی میں باہر نکل جاتی اسے اپنے حصار میں قید کرتے بیڈ تک لایا تھا۔۔۔۔۔۔۔

چھوڑو مجھے آخری بار کہہ رہی ہوں۔۔۔۔۔ مجھے تمہاری یہ شکل دیکھنی ہی نہیں ہے جاؤ دفع ہو جاؤ اپنی نئی منہ دکھائی والی کے پاس۔۔۔۔۔۔۔ غصّے سے اسکے ناک کے نتھنے تک پھول گئے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔ مہارت سے کیا گایا میک آپ اسپر غصّے سے سرخ چہرہ۔۔۔۔۔ آج تو وہ غازی کے ہوش اڑا رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔

لیکن تنگ تو وہ بھی کرتی تھی تو کیوں نا آج کی رات انکی زندگی کی حسین ترین رات کے ساتھ ساتھ انوکھی بھی بنائی جائے۔۔۔۔۔۔۔۔

اچھا ٹھیک ہے میں مان لو گا کے تمہارا چہرہ ہی اس دنیا میں منہ دکھائی کے قابل ہے اور کسی کا نہیں اگر تم ابھی اور اسی وقت مجھ سے مقابلہ کرو تو۔۔۔۔۔ اگر جیت گئی تو تمہارا غلام اور اگر ہار گئی تو تم میری۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مطی نے سنتے ہی غازی کو دھکا دیا تھا اور اسکا ہاتھ مڑوڑ کر کمر سے لگائے اسپے دیوار کے ساتھ لگاتے بولی تھی ۔۔۔۔۔۔ تمہاری سوچ ہی رہے گی مجھ سے جیتنے کی لیکن ہمیشہ ہاروگے سمجھے۔۔۔۔۔۔۔ کرتے ہی اسے چھوڑ کر اپنی جولری اتار کر ڈریسینگ ٹیبل پر پھینکی تھی۔۔۔۔۔۔ اپنے دوپٹے کو پنوں سے آزاد کرتے وہ اب لہنگے میں موجود تھی غازی کے لئے سراپا امتحان بنے وہ اس پر لپکی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

دونوں ایک دوسرے پر جھٹے ہوئے تھے جیسے کوئی بھی ہارنے کے لئے تیار نا ہو۔۔۔۔۔۔۔دونوں کا سانس پھول چکا تھا لیکن مقابلہ ابھی تک جاری تھا۔۔۔۔۔۔۔۔ مطی نے گھما کر اپنی کہنی غازی کے کاندھے پر ماری تھی۔۔۔۔۔۔غازی نے مطی کا وہی ہاتھ پکڑ کر اسے جھٹکا دیا تھا۔۔۔۔۔۔۔

مطی دور بیڈ پر جا گری تھی۔۔۔۔۔۔اس سے پہلے غازی اسپر قابض ہوتا وہ سائیڈ پر ہوئی تھی اور غازی اسکے پاس ہی بیڈ پر آ کر گرا تھا۔۔۔۔۔۔۔

ان دونوں کو دلہ کر لگ ہی نہیں رہا تھا کی تھوڑی دیر پھلر انکی رخصتی ہوئی ہے۔۔۔۔۔۔۔کیوں کے دونوں ہی جنگلی جانوروں کی طرح لڑ رہے تھے۔۔۔۔۔۔۔اور مزے کی بات یہ تھی کی جہاں انکو لگتا کی یہ لمحہ قید کرنا چاہیے وہ ایک سیلفی لے لیتے تھے اور اسکے بعد پھر سے لڑائی شروع کر دیتے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مطی فوراً سے غازی کے پاس سے اٹھی تھی ابھی وہ اپنے ناخنوں سے غازی پر حاملہ کرتی کے غازی نے بڑ وقت اسکے ہاتھوں سے تھام کر اسے پانے اوپر گرا لیا تھا۔۔۔۔۔۔۔دونوں پھولی سانسوں کے ساتھ ایک دوسرے کو دیکھنے مصروف تھے جب غازی نے خمار الود آنکھیں اسکی آنکھوں سے ہٹا کر اسکے لبوں پر ٹکا آئی تھی اور بغیر اسے سوچنے کا موقع دیے ان پر جھک آیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔لمحے کافی فسو خیز تھے۔۔۔۔۔۔۔

مطی نے غازی کو کالر سے پکڑ کر جھٹکا دیا تھا خود سے دور کرنے کے لئے لیکن وہ تو اور قابض ہوا تھا اور جھٹکا کے سے مطی سائیڈ چینج کرتے بغیر مطی کو آزاد کئے وہ پوری طرح اس پر جھک آیا تھا۔۔۔۔۔۔۔

میر امنہ دیکھائی کا تحفہ۔۔۔۔۔بڑی مشکل سے اسنے یہ لفظ ادا کئے تھے۔۔۔۔۔۔ جب غازی نے ایک بار پھر سے اسکی چلتی زبان کو بریک لگایا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مطی کو پتا لگ گیا تھا اسکا یہ ان رومنٹک بندہ آج اسکے ہوش اڑا کر ہی مانے گا تا کہ پھر کبھی وہ غازی کو ان رومنٹک بندہ نا بول سکے۔۔۔۔۔۔۔ لیکن وہ تو پچھتائی تھی اسے یہ لقب دے کر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جب مطی کو کوئی بھی راہ فرار نظر نا آئی تو خاموشی سے اپنی آنکھیں موندھ گئی تھی۔۔۔۔۔۔ جس پر غازی نے مسکراتے ہوئے باری باری اسکی دونوں آنکھوں پر پیار کیا تھا۔۔۔۔۔۔

رزم کمرے میں آیا تو مشی اپنے تمام ہاتھیاروں سے لیس بیڈ پر بیٹھی اسکا انتظار کر رہی تھی۔۔۔۔۔۔

رزم نے دروازہ بند کیا اور اسکی طرف بڑھا تھا۔۔۔۔۔۔ جب کہ مشی کلک کی آواز کے ساتھ دروازہ کھولنے اور بند ہونے کی آواز سنتی اپنے آپ میں ہی سمٹ سی گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جیسے ہر لڑکی کا خواب ہوتا ہے شادی کو لیکر ویسے ہی مشی نے بھی بہت سے خواب دیکھے تھے۔۔۔۔۔۔۔ اسنے تو کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ سب کچھ کبھی ٹھیک ہو گا اور وہ یوں اپنے سارے خوابوں کو سچ ہوتا دیکھ سکے گی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

لیکن یہ سچ تھا۔۔۔۔۔ آج اتنی مشکلوں کے بعد وہ خوش تھی۔۔۔۔۔۔ لوگ سہی کہتے ہیں کہ باپ کا کیا بیٹی کے اگے آتا ہے۔۔۔۔۔۔ مشی کے ساتھ بھی تو یہی ہوا تھا۔۔۔۔۔۔۔ لیکن اسکا یہ مطلب نہیں کہ کسی اور کی سزا ساری زندگی کوئی بے قصور بھگتے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور آخر کار سزا کے اصلی حقدار کو سزا ملی تھی بھیانک سزا جو کہ کوئی بھی کبھی بھی بھولے سے بھی نا بھولے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

رااسکے قریب آیا تھا اور بہت چاہت اور عقیدت سے اسکا ہاتھ تھام کر اپنے تشنہ لبوں سے لگایا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

شکریہ میری زندگی کو دوبارہ سے خوشیوں سے بھرنے کے لئے، مجھے معاف کرنے کے لئے، مجھے دنیا کا خوش نصیب انسان بنانے کے لئے۔۔ مجھے معاف کر کے ایک اور موقع دینے کے لئے ورنہ میں ختم ہو جاتا، اگر تم مجھے معاف نا کرتی تو میں سوچ بھی نہیں سکتا کہ کیا کر گزرتا۔۔۔۔۔۔۔۔

شاید اپنی زندگی ختم کر دیتا لیکن یہ سزا بھی نا کافی تھی۔۔۔۔۔۔ میرے لئے۔۔۔۔۔ شکریہ مجھے پل پل مرنے سے بچانے کے لئے۔۔۔۔ وعدہ کرتا ہوں میری ذات سے تمہیں کبھی کوئی تکلیف نہیں ہوگی میری کیا کسی کی بھی ذات سے تم پر یا اپنے بچوں پر آنچ نہیں انے دوں گا۔۔۔۔۔۔۔ ایک آنسو اسکی آنکھوں سے نکل کر داڑھی میں جذب ہوا تھا۔۔۔۔۔۔۔

مشی کی حالت بھی اس سے مختلف نہیں تھی وہ بھی بے آواز آنسو بہا رہی تھی۔۔۔۔۔ ہچکی لی ہی تھی ابھی مشی نے کے رزم نے فورا سے اسے پانی کا گلاس اسکے لبوں سے لگایا تھا۔۔۔۔۔

پانی پی کر مشی نے وہی گلاس رزم کے ہونٹوں سے لگایا تھا۔۔۔۔۔۔۔ غلط کہتے ہیں لوگ کی اتنا سب ہو جانے کے بعد بھی معاف کر دینا بے وقوفی ہے۔۔۔۔۔۔۔ بلکہ اللہ نے تو کہا ہے کی معاف کرنے والا بڑا ہوتا ہے۔۔۔۔۔ میں نے پہلے بھی تمہارے لئے کبھی بد دعا نہیں کی۔۔۔۔۔۔۔ بس شکایت تھی کی میرے ساتھ ہی ایسا کیوں۔۔۔۔۔۔

لیکن یاد آیا کہ اللہ امتحان بھی ان سے ہی لیتا ہے جن میں اس امتحان کو پاس کرنے کی سکت ہو۔۔۔۔۔وہ کیوں مجھے توڑے گا جب کہ وہ تو ستر ماؤں سے بھی زیادہ اپنے بندوں سے محبت کرتا ہے۔۔۔۔۔۔

میں نے اپکو معاف کیا اللہ کی رضا جان کر،اپنے بچوں کو ذہن میں رکھ کر۔۔۔۔اگر آج میرے پاس بچوں کی صورت میں میرے شہزادے اور شہزادی نا ہوتے تو شاید میں کبھی معاف نا کرپاتی اپکو اور خود کو کب کا ختم کر چکی ہوتی۔۔۔۔۔۔

لیکن میں اب عورت نہیں بلکہ ایک ماں ہوں اور مائیں اپنے بچوں کے معاملے میں بہت خودغرض ہوتی ہیں۔۔۔۔۔۔میں نے بھی اپنے بچوں کے مستقبل کا سوچا۔۔۔۔۔۔میں کیسے انکو انکے ہی باپ سے الگ رکھ سکتی ہوں۔۔۔۔۔۔میں تو انکو خوش دلہ چاہتی ہوں جو کہ اب تمہارے ہونے ہی ممکن ہے۔۔۔۔۔۔

پہلے مجھے اپنا عادی بنایا تھا اور اب میرے بچوں کو بھی بنا دیا۔۔۔۔۔لیکن ایک بات یاد رکھنا میں اپنے اوپر کیا ہوا تمہارا ہر ستم معاف کرتی ہوں لیکن اپنی اولاد پر ایک کھروچ بھی نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔مجھے اتنا تو یقین ہے کہ تم کبھی ان پر انچ نہیں انے دو گے مجھ سے بڑھ کر انکو چاہو گے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

لیکن ایک آخری ڈر جو کہ میرے دل میں کنڈلی مار کر بیٹھا ہوا ہے اور وہ ہے نائیفہ کا ڈر۔۔۔۔۔ کہی جو کچھ میرے ساتھ ہوا۔۔وہ سب اسکے اگے نا آجائے۔۔۔۔۔۔ کیوں کہ وہ بھی تو تمہاری بیٹی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ جیسے میں شجاعت کی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اللہ نا کرے مشی میری جان تم ایسا کیوں کہہ رہی ہو۔۔۔۔۔۔ ایسا کچھ نہیں ہو گا میں ہونے ہی نہیں دوں گا میری بیٹی پر پڑنے والی ہر بری نظر کو میں اکھاڑ کر دور پھینکوں گا اور اسے اتنا مظبوط بناؤ گا تم رشک کرو گی اس پر اور اسکی قسمت پر۔۔۔۔۔۔۔

رزم نے کہتے ساتھ ہی اپنی انگلیوں کی پوروں سے اسکے آنسوں صاف کئے تھے۔۔۔۔۔۔ "جاؤ اور جا کر چینج کر کے آؤ تم ایزی فیل کرو گی"۔۔۔۔۔۔اسکے گال کو اپنے ہاتھوں سے چھوتے کہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

مشی نے اپنی سوجی ہوئی آنکھیں اوپر اٹھائی تھی اور اسکی طرف دیکھا تھا سرخ ناک، کپکپاتے عنابی لب، رونے کی وجہ سے چہرہ سرخ ہوا تھا۔۔۔۔۔۔ "لیکن میں نے تو یہ سب اس لئے نہیں چینج کیا تھا کہ تم ناراض نا ہو جاؤ۔۔۔۔۔۔ "معصومیت سے کہتی اس وقت وہ سیدھا رزم کے دل میں اتر رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

رزم نے اسکے چہرے کو بڑی ہی نرمی سے اپنی گرفت میں لیا تھا اور اسکے عنابی لبوں کو اپنے تشنہ لبوں کی گرفت میں قید کیا تھا بہت ہی نرمی سے۔۔۔۔۔۔۔ مشی نے بھی اسے کالر سے پکڑ کر اپنی آنکھیں بند کر لی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔رزم نے وک ہاتھ سے کمرے کی واحد روشنی بھی ختم کر دی تھی۔۔۔۔۔۔ آج وہ دونوں ایک ہو گئے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔

مسکان نے رزم کو بغیر کسی مفاد کے چاہا تھا اسکی محبت میں کوئی کھوٹ نہیں تھی لیکن پھر بھی زندگی نے اسکا امتحان لیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

زندگی اکثر ہمارے اپنوں سے ہی ہمارا امتحان لیتی ہے یہ ہم پر ہے کہ ہم اس امتحان میں سرخرو ہوتے ہیں یا ہمت ہار دیتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔

صبر کہنے کو تو بہت آسان سا لفظ ہے لیکن اگر عمل کرنا پڑے تو خاردار کانٹوں بھرا راستہ ہے جسے ہم نے اللہ کی رضا جان کر پورا کرنا ہے اسکے بعد آسانی ہی آسانی ہے۔۔۔۔۔۔۔

مسکان اور رزم کی زندگی بھی تو یہی تھی جس میں رزم سے صبر نا ہوا اسنے خود ہی فیصلہ لیا تھا بدلے کی آگ کو ٹھنڈا کرنے کا۔۔۔۔۔ بدلہ تو لے لیا تھا لیکن اس آگ کی لپیٹ میں خود آ گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔ جب کہ مسکان نے صبر کیا تھا اور اپنا فیصلہ اپنے اللہ پر چھوڑ دیا تھا اور بے شک اللہ بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔۔۔۔۔۔۔

اور مسکان نے وہی راستہ چنا تھا جو اسکے رب نے اسکے سامنے رکھا تھا اگر وہ علیدگی کا راستہ چنتی اپنی انا کو دو کروائی فیصلہ کرتی تو آج خوش نا ہوتی۔۔۔۔۔۔۔ لیکن اس نے معاف کیا تھا رزم کو۔۔۔۔۔ جسکے بدلے اسے ایک محبت کی حد سے جنون کی حد تک پیار کرنے والا شوہر ملا تھا جو کہ اب اسے دکھ پہنچانا تو دور اسکی آنکھ میں خوشی کے آنسوں انے کی بھی اجازت نا دیتا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

لوگوں کو راضی مت کرو اللہ کو راضی کرو کیوں کہ اللہ مل گیا تو سب مل جائے گا۔۔۔۔۔۔۔

آج ان سب کے عشق کو انکی منزل مل گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔ آج ان عشق کے مریضوں کی دوا ہو گئی تھی ۔۔۔۔۔ لیکن اسکے باوجود انکا مرض عشق بڑھتا جا رہا تھا۔۔۔۔۔ وہ ہمیشہ مریض_ء_عشق رہنے والے تھے ۔۔۔۔۔۔۔

پندرہ سال بعد۔۔۔

مشی کچن میں کھڑی سارا کھانا تیار کرنے کے بعد اب سلاد تیار کر رہی تھی۔۔۔۔۔۔ جب باہر سے شور کی آواز انا شروع ہوئی تھی اور وہ سمجھ گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔ یہ سب اسکی بد تمیز بیٹی نائیفہ کا ہی کرنا ہے۔۔۔۔۔ سترہ سال کی ہو گئی تھی لیکن عقل جو اسے چھو کر بھی گزری ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کیوں کہ اس گھر میں یل وہ ہی تو تھی جب بھی جہاں بھی جاتی ایک طوفان لے آتی تھی اور محیص اور محسن تو جیسے اسکے باڈی گارڈز تھے۔۔۔۔۔۔۔ مٹی کے چیلے بقول مشی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اور یہ سب رزم کی وجہ سے ہوا تھا جس نے اپنا کہا پورا کرنے کے لئے کے اسکی بیٹی پر کوئی انچ نا اسکے 3 سا کی عمر ہی اسکی ٹریننگ سٹارٹ کر دی تھی جسکی وجہ سے وہ ہر دوسرے دن کسی نا کسی سر پھاڑ دیتی تو کبھی انکے فریکچر تک کروا دیتی۔۔۔۔۔۔۔۔

جس پر اسے تو ڈانٹ پڑتی ہی تھی ساتھ میں رزم اور دونوں شیروں کی بھی کلاس لگ جاتی تھی۔۔۔۔۔۔ حالانکہ محیص اور محسن تو خود کچھ بھی نہیں کرتے تھے کوئی شرارت نہیں بقول انکی ماں کے جبکے وہ خود بھی کم نہیں تھے۔۔۔۔۔ لیکن جہاں انکی بوس (نائیفہ) کی بات آتی تو بوتل کے جن کی طرح حاضر ہوتے تھے۔۔۔۔۔۔ کیوں

کی نائیفہ میڈم کا اتنا روعب تھا یونی میں اس لئے اسنے ہی انکو منع کیا تھا کی کسی کے سامنے اسپے آپی کہہ کر نا بلایا جائے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کیا بتمیزی ہے یہ نائیفہ کیوں شور مچا رہی ہو۔۔۔۔۔۔۔ کبھی جو تم ڈھنگ سے بیٹھ جاؤ۔۔۔۔۔۔۔ ہزار بار کہا ہے گھر میں داخل ہوتے ہی سلام کرتے ہیں اور ایک تم ہو تمہارے سر می تو جوں تک نہیں رینگتی۔۔۔۔۔۔۔ مشی کی جب بس ہوئی تو کچن سے نکلتے پٹاخہ کو ئین کو اسکے ہی انداز میں سمجھانے لگی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

لیکن اگے بھی اسکی بیٹی ہی تھی۔۔۔۔۔۔۔ اتنا تو مشی نے کبھی آمنہ بیگم کو تنگ نہیں کیا تھا جتنا اسکی آفت کی پر کالا نے اسے تنگ کر دیا تھا۔۔۔۔۔ ماما سلام تو جب گھر میں داخل ہوتے ہیں تب کرتے ہیں نا اور وہ تو میں گیٹ پر موجود گارڈ انکل کو کر چکی ہوں اپنے انداز میں۔۔۔۔۔۔ نائیفہ نے بھی اپنی ماں کو جتانا ضرور سمجھا تھا کہ جتنا وہ اسے پاگل سمجھتی ہے اتنی وہ ہے نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔

جب کہ مشی نفی میں سر ہلاتی رہ گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔ محیص اور محسن کہاں ہیں کیا وہ نہیں آئے تمہارے ساتھ۔۔۔۔۔۔۔۔

ارے ماما وہ میرا ادھورا کام کر رہے تھے بس اتے ہی ہو نگے۔۔۔۔۔۔۔۔لے دیکھے آپ کے شہزادے اور میرے شیر آگئے۔۔۔۔۔۔۔۔کام کر کے آئے ہو نا؟؟؟؟؟؟؟

محیص اور محسن نے اتے ہی اپنی ماما کو سلام کیا تھا اور ینج ہاتھ کا بوسہ لیکر اپنی آپی کی طرف متوجہ ہوئے تھے

۔۔۔۔۔۔۔یس بوس کام ہو گیا ہے۔۔۔۔۔۔

کس کام کی بات کر رہے ہو تم دونوں ہاں۔۔۔۔۔مشی نے دونوں کو کان سے پکڑ پوچھا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

اہ ماما چھوڑے درد ہو رہا ہے۔۔۔۔۔۔وہ آپی کی کلاس کی دو نئی لڑکیاں ہے جنہوں نے آپی کی بات نہیں مانی تھی حالا کہ آپی نے انکو صرف اتنا ہی تو کہا تھا کہ وہ ڈسٹر کو اپنے چہرے پر رگڑے آخر کو وہ نیو تھی تھوڑا تنگ کرنا تو بنتا تھانا۔۔۔۔۔۔لیکن انہوں نے منع کر دیا جب وہ جانے لگی تو آپی نے اپنا پاؤں اگے کر کے انکو دھول چٹادی۔۔۔۔۔۔۔

پھر بھی اتنی ڈھیٹ تھی کہتی ہیں پرنسپل سے کمپلین کرے گی تو بس جب وہ واشروم گئی تو ہم نے چھپکے سے انکی لپسٹک پر گلو لگادی تھی جب انہوں نے اپنے ہونٹھوں کو رنگا تو ہونٹھ جڑ گئے تھے اپس میں۔۔۔۔۔۔لیکن وہ ٹھیک ہو جائے گی شام تک اچھا والا گلو تھا۔۔۔۔۔۔آپ فکر نا کریں۔۔۔۔۔۔۔۔

کہتے ہی اپنے کان آزاد کرواتے دونوں کمرے میں بھاگے تھے فریش ہونے۔۔۔۔۔۔۔ کیوں کہ انکی فیورٹ ڈش جو بنی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مشی جیسے ہی گھومی تھی اپنے گھر کی غنڈی کی کلاس لینے کے لئے تو وہ بھی غائب تھی۔۔۔۔۔۔۔ اور ہمیشہ کی طرح آج پھر وہ سب سنا والی تھی مطلب اب کسی کا بھی کوئی کام نہیں کرنے والی تھی اور نا ہی بات کرنے والی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جب کہ ان تینوں کو پتا تھا انکے بابا کے اتے ہی انکی ماما نے مان جانا تھا کیوں کو چاروں مل کر جو مناتے تھے ۔۔۔۔۔اپنی جان کو۔۔۔۔۔۔۔ نائیفہ تو مشی کو مادر ملت کہہ کر پکارتی تھی جبب اسکو مسکایا پھر تنگ کرنا ہوتا ۔۔۔۔۔۔۔۔

مطی ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی واک سے واپس آئی تھی اسکی عادت تھی صبح اٹھ کر واک کرنے کی اسکے بعد دوپہر میں بھی کھانا کھانے کے بعد وہ جم ایریا میں پائی جاتی تھی۔۔۔۔۔۔۔

اتنے سال ہو گئے تھے لیکن مطی ابھی بھی ویسی ہی تھی خود کو مینٹین کر کے رکھا ہوا تھا۔۔۔۔۔اسے دیکھ کر لے ہی نہیں تھا کی اسکی عمر چونتس 34 سال ہے وہ تو ابھی بھی ویسے ہی ینگ تھی جیسے 25 سال کی ہو

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ایک بیٹا تھا بسام اور تبریک بیٹی تھی وہ دونوں ٹوئنز تھے۔۔۔۔۔۔۔اور دونوں کی عمر ہی 14 سال تھی بسام تو بلکل اپنی ماں پر گیا تھا جب کہ بیٹی کو دیکھ کر اکثر مطی ایک ہی جملہ کہتی تھی غازی سے کی نرس سے جا کر ایک بار کنفرم کر لو کی یہ میری ہی بیٹی ہے کہیں عدلا بدلی تو نہیں ہو گئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کیوں کہ تبریک بہت ہی خاموش طبیعت کی اور ڈرپوک سی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔ذرا سی سختی کرتے اگر کسی کو دو لیتی بے شک وہ انسان پر کی گئی ہو یا کسی بے زبان پر ڈر کر سہمی ہرنی بن جاتی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔یا پھر سب سے آسان کام بے ہوش ہو جاتی تھی۔۔۔۔۔۔سوڈن کے آزاد ماحول میں رہنے کے باوجود بھی وہ ایسی ہی تھی

۔۔۔۔۔۔۔۔

مطی نے کافی کوشش کی تھی اسے جم لیجا کر اپنی طرح بنانے کی لیکن اسکی حساس طبیعت کو دیکھ کر اسنے بھی اسکے سامنے ہتھیار ڈال دیے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔اب تو اسکا کالج سٹارٹ ہونے والا تھا پتا نہیں وہ کیا کرتی

۔۔۔۔۔۔۔

کل اتے ہوئے وہ کسی لڑکے سے ٹکرا گئی تھی اسکے بعد سے تو اسکی طبیعت ہی خراب ہو گئی تھی اسکا کہنا تھا وہ بہت خطرناک ناک تھا اسکی آنکھیں سبز رنگ کی تھی بلکل بلی کی طرح ۔۔۔۔۔۔۔ جن میں ڈھونڈنے سے بھی کہیں بھی نرمی یا رحمدلی نہیں تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ تو بہت ہی سفاک تھی ۔۔۔۔۔۔

ہلکا سا اسکا ہاتھ ٹچ ہوا تھا اسے لیکن اسکے لمس میں آگ تھی جیسے برداشت کرنا اسکے بس کی بات نہیں تھی ۔۔۔۔۔۔۔ اس لئے وہ الٹے پاؤں بھاگ آئی تھی اپنی گاڑی میں لیکن بھاگتے ہوئے بھی اسکے اس شخص (اثرم)کی آنکھیں اپنے وجود پر محسوس ہوئی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔

مطی نے تو اسکی بات کو سرے سے ہی نظر انداز کر دیا تھا کیوں کہ اسے لگا تھا ہر بار کی طرح اس بار بھی اسکی بیٹی ڈر گئی ہے ۔۔۔۔۔۔۔ اور خود تیار ہونے لگی کیوں کہ اسے جانا بھی تھا جم جہاں اسے بچوں کو بکسنگ کی کلاس دینی تھی جس میں اسکا اپنا شیر بھی موجود تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ بسام ۔۔۔۔

کافی ہوشیار تھا وہ جیتے سے بھی تیز اسکی نظر تھی اور ایک بار کا سکھایا کبھی اسکے سامنے دھرانا نہیں پڑتا تھا وہ تھا ہی اتنا شارپ ۔۔۔۔۔۔۔۔

غازی اس وقت افس میں موجود تھاہاں البتہ وہ جمّ میں مٹی کو کال کر کتنا ابھی بھی کرتا تھا۔۔۔۔۔۔ کہ انکو ایک اور بیٹی کر لیں چاہیے جو کہ اسکی شہزادی تبریک کا ساتھ دے۔۔۔۔۔۔۔۔

اور مٹی اسکو سوسناتی تھی اور ایک گنتی تھی۔۔۔۔۔۔۔ کہ یہ سب تمہاری وجہ سے ہوا ہے جو میری بیٹی اتنی نازک مزاج ہے اسے تو میری طرح بلکہ مجھ سے بھی اگے ہونا چاہیے تھا۔۔۔۔۔۔۔ نائیفہ کی طرح نڈر اور بہادر ۔۔۔۔۔۔ لیکن وہ تو تم سے بھی زیادہ ڈرپوک ثابت ہوئی ہے۔۔۔۔۔۔۔

اسکی اسی نازک مزاج کی وجہ سے وہ سبک دلوں میں ایک خاص مقام رکھتی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔ خاص کرمشی کے دل میں وہ تو اکثر کہتی تھی کی اسے میری بیٹی ہونا چاہیے تھا اور نائیفہ کو مٹی کی۔۔۔۔۔۔۔۔

بیا نے کھانا بناتے ہوئے ہی کچن سے باہر جھانکا تھا جہاں گھڑی 1 بجا رہی تھی مطلب جلال کے انے کا وقت ہو گیا تھا۔۔۔۔۔

بیا نے جلدی سے اپنا کام سمیٹا تھا اور خود کمرے میں جا کر گھرے نیلے رنگ کی ساڑھی نکالی جو کہ رات میں ہی جلال نے کہا تھا کہ کل اسنے یہ پہننی ہے۔۔۔۔۔۔ لیکر واشروم میں بند ہو گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔

ٹھیک 20 منٹ وہ باہر آئی تھی ٹاول میں بالوں کو لپیٹ کر۔۔۔۔۔۔۔۔۔باہر اتے ہی وہ ڈریسنگ ٹیبل کے سن جاتے اپنے بالوں کو آزاد کیا تھا ٹاول سے۔۔۔۔۔۔۔ابھی وہ بالوں کو ڈرائی کرتی کہ اسے اپنی کمر پر جلال کی انگلیوں کا لمس محسوس ہوا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جسے محسوس کر کے وہ خود میں سمٹی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔جلال کچھ تو شرم کر لیں بچے آتے ہی ہونگے۔۔۔۔۔اپکو کوئی شرم ہے اپکی اسی بے شرمی کی وجہ سے ہمارا 7 سال کا بیٹا ہے۔۔۔۔۔بیا نے خفت کے مارے اپنا سرخ چہرہ جلال کے سینے میں چھپاتے شکوا کیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اپکو پتا ہے مطی اور مشی اتنا تانگ کرتی ہیں مجھے کہ کتنا پیار کرم والا شوہر ملا ہے۔۔۔۔۔اب انکو کیا پتا اپکا۔۔۔۔۔۔۔منہ بنا کر کہتے بیا اپنے ہاتھ کا ہلکا سا مکا مارا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

خاموش فضا میں جلال کا قہقہ گونج اٹھا تھا۔۔۔۔۔۔جانم تم اب عدنان کی بات کر رہی ہو تو وہ میرا پیار ہی ہے۔۔۔۔۔اور تم ہی تو بور ہو رہی تھی۔۔۔۔۔۔کے میں پورا پورا دن فارغ رہتی ہوں۔۔۔۔۔۔اور دیکھو اسکی شرارتوں میں وقت کا پتا بھی نہیں چلتا۔۔۔۔۔۔

میں تو سوچ رہا ہوں اب وہ بھی بڑا ہو رہا ہے کیوں نا ایک بیٹی اور کر لے۔۔۔۔۔۔۔۔۔بیٹی۔۔۔۔۔۔۔کو بھی ایک بہن مل جائیگی۔۔۔۔۔۔۔۔

جلال آپ بس کر دے کیا آپ نے یہاں نرسری کھولنی ہے۔۔۔۔۔۔۔یہ کیا بات ہوئی کہ بیوی ڈاکٹر ہے تو اپنے ہی گھر میں نرسری کھول لی جائے۔۔۔۔۔۔ ھمم بات نا کرے اب آپ۔۔۔۔۔۔۔اور اب کوئی نہیں آئیگا نا بیٹا نا بیٹی۔۔۔۔۔اب ہماری عمر نواسے اور پوتے پوتیوں کو دیکھنے کی ہے۔۔۔۔۔اور آپ ہیں کہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔بے کوئی شرم تو نہیں آتی اپکو۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ماما اگر پاپا کو شرم آتی تو میں کیسے آتا اس لئے آپ پاپا کو ڈانٹنے نا بلکے تھنکس کہیں اتنا پیارا اور جینیس بیٹا دینے کے لئے۔۔۔۔۔۔عدنان نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے اپنے فرضی کالر جھاڑ کر کہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔بیا جلال سے دور ہوتی گھور کر رہ گئی تھی ان باپ بیٹوں کو۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جب دانی نے اپنی ماما کو دیکھتے سٹی بجا کر آنکھ دبا آئی تھی۔۔۔۔۔یہ اسکا انداز تھا کی اسکی ماما بلکل پٹاخہ لگ رہی ہیں۔۔۔۔۔۔

اوئے خبر دار میری بیوی پر لائن ماری تو یہ میرا حق ہے۔۔۔۔۔جاؤ اپنے لئے کوئی اور ڈھونڈو۔۔۔۔۔۔۔

نہیں بابا مجھے میری ماما جیسی ہی چاہیے جو کی ہے نہیں تو یہی میری ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔

سوری بیٹا تمہاری ماما کا اس دنیا میں ایک ہی پیس تھا وہ بھی میرا ہوا۔۔۔۔۔۔۔۔ تو تم اس سے تھوڑی کم کے ساتھ گزارا کر لینا اوکے۔۔۔۔۔۔

جلال تو جلال اسکے تینوں بچے بھی اسکے ساتھ مل کر اسے تنگ کرتے تھے۔۔۔۔۔۔

جلال آپ تیار ہو جائے جلدی سے مطی،غازی اور مشی،رزم آتے ہی ہونگے۔۔۔۔۔۔ جو حکم میری جانم کا ۔۔۔۔۔ چلو چیمپ جلدی سے جاؤ آپ بھی ریڈی ہو جاؤ خالہ اور پھوپھو آرہی ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اوکے پاپا میں ابھی ریڈی ہو جاتا ہوں تب تک آپ اپنی جانم کو ریڈی کر دے اور خود بھی ہو جائے۔۔۔۔۔۔ آنکھ دبا کر کہتے اسنے باہر کی دوڑ لگائی تھی پتا تھا اب ماما سے ڈانٹ پڑے گی۔۔۔۔۔۔۔۔

جلال آپ سمجھالے اپنی صاحب زادی (لُبابہ) کو اور اپنے بسام کو بھی یہ کوئی وقت ہی گھر سے بھر ہیں سب انے والے ہیں۔۔۔۔۔جانم کیوں پریشان ہو رہی ہو فون آیا تھا دونوں ساتھ ہیں ابھی اتے ہی ہونگے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

لُبابہ کی عمر پندرہ سال تھی جب کے بسام کی 13 سال تھی اور سب سے چھوٹا تھا دانی عدنان 8 سال کا۔۔۔۔۔۔

لُبابہ اور بسام تو جلال کی ہی کاپی تھے۔۔۔۔۔۔۔جلال نے انکو بھی اپنی گینگ میں شامل کیا ہوا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔ جلال تو تھا ہی خفیہ ایجنٹ لیکن کبھی بھی اسنے کسی کو فالو نہیں کیا تھا اسکے اپنے رولز ہوتے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔

اسکی ٹیم تک کو نہیں پتا تھا کہ جلال خفیہ ایجنٹ ہے۔۔۔۔۔نا ہی اسنے پتا لگنے دیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔وہ مشہور بزنس مین تھا۔۔۔۔۔۔ایک روعب اور دب دبہ تھا اسکا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جلال نے دانی کو روم سے بھیجتے مسکراتے ہوئے اپنے دل کی مکین کو دیکھا تھا بچوں کے آنے کے بعد جسکی خوبصورتی میں گھٹنے کے بجائے اور بھی اضافہ ہوا تھا وجہ جلال کی محبت تھی جو گزرتے دنوں کے ساتھ کم ہونے کے بجائے بڑھتی ہی جا رہی تھی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جلال نے بیا کے کندھے سے بال ہٹائے تھے اور وہاں اپنا لمس چھوڑتے کچھ دیر بعد واشروم میں بند ہو گیا تھا ۔۔۔۔۔جب کہ بیا مسکراتے ہوئے اپنے ہاتھوں میں چوڑیاں پہننے لگی۔۔۔۔۔۔اپنا تنکیدی جائزہ لیتی جلال

کے باہر انے سے پہلے ہی خود باہر چلی گئی تھی کیوں کے باہر سے آتی آوازیں اس بات کا ثبوت تھیں کہ وہ لوگ آچکے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سب سے ملتے بیا تبریک کے ساتھ بیٹھ گئی تھی۔۔۔۔۔۔ جو کہ خاموش اور گم سم سی تھی شاید وہ ابھی تک وہ واقعہ بھولی نہیں تھی۔۔۔۔۔ نیند میں بھی اکثر اسے وہی سبز آنکھیں نظر آتی تھی اور اس دن انکو یوں سامنے دیکھ کر کیسے اس میں اتنی ہمت آئی کہ وہاں سے بھاگ آئی تھی ورنہ کوئی بھروسہ نہیں تھا وہی بے ہوش ہو جاتی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بیا کو اپنی یہ نازک سی بھانجی بہت پسند تھی اس نے تو سوچ لیا تھا وہ اسے ہمیشہ اپنے پاس ہی رکھے گی۔۔۔۔۔ لیکن ابھی اسکا اپنا بیٹا چھوٹا تھا اور بچپن میں رشتہ کرنا اسے بھی معیوب نہیں لگا اس لئے سہی وقت کا انتظار کر رہی تھی جب وہ تبریک کو اپنے شہزادے بہرام کے لئے مانگ لے گی۔۔۔۔۔۔ لیکن قسمت کے کھیلوں سے شاید وہ انجان تھی۔۔۔۔۔۔ ضروری نہیں جو ہم سوچے وہی ہو۔۔۔۔۔۔۔ ہوتا وہی ہے جو قسمت میں لکھا ہوتا ہے ۔۔۔۔۔۔اور نام۔۔۔۔۔۔کی قسم بھی لکھی جا چکی تھی۔۔۔۔۔۔۔ بس اب دیکھنا یہ تھا کی جسکے ساتھ اسکی قسمت جڑنے والی ہے جلال کی طرح چاہنے والا ثابت ہوتا ہے یا پھر اس سے بھی زیادہ جنونی۔۔۔۔۔۔۔ اپنی چیزوں کو حاصل نہیں بلکہ قسمت سے چرانے والا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کیا ہوا میری جان تم اتنی خاموش کیوں ہو۔۔۔۔۔۔۔۔ نن۔۔۔۔۔ نہیں مومی وہ بس میرا دل نہیں کر رہا ۔۔۔۔۔۔ کیا میں لان میں جاؤں مجھے اپکا گارڈن بہت پسند ہے۔۔۔۔۔۔۔ کیوں نہیں بچے جاؤ لیکن خیال سے ٹھیک ہے۔۔۔۔۔۔ میں عدنان کو بھی بھیجو آپ کے ساتھ ؟؟۔۔۔۔۔۔۔ نہیں مومی میں چلی جاؤں گی اپنا ہی تو گھر ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بیا بھابی ویسے کیا بات ہے آج اتنی پیاری لگ رہی ہیں چہرے پر لالی بھی اتنی ہے کہی کوئی خوشخبری تو نہیں پھر سے سنانے والی آپ۔۔۔۔۔۔۔۔

یہ مطی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔ جسے اپنی بھابی کو تنگ کرنے میں الگ ہی مزہ آتا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

کہا یار میں تو کہہ رہا ہوں تمہاری بھابی ہی نہیں مان رہی کہتی ہے نرسری کھولنی ہے کیا؟؟؟؟؟۔۔۔۔۔۔۔۔ جلال نے بھی آتے ہی شوشہ چھوڑا تھا۔۔۔۔۔۔ اسلام اور مطی کا ایک ہی کام تھا بیا کو تنگ کرنا۔۔۔ جب کہ انکی باتیں سنتی بیا کے چہرے پر قوزو قزاع کے رنگ بکھرے تھے۔۔۔۔۔۔۔ وہ دونوں ہی بہت بے باک تھے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مطی تو غازی کی پول بھی کھول چکی تھی کہ شادی کی پہلی رات وہ دونوں کبڈی کھیل چکے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔ جسکا مطلب سب کچھ اور ہی لیتے اسکی بھی ٹانگ کھینچ چکے تھے۔۔۔۔۔۔۔ جب کے وہ خود بتانے پر پچھتائی تھی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سب نے خوشگوار ماحول میں کھانا کھایا تھا۔۔۔۔ ابھی چھٹیاں چل رہی تھی تو ہر سال کی طرح بھی پلینز بنائے جا رہے تھے کو وہ لوگ کہا جائے اوٹینگ کے لئے۔۔۔۔۔۔۔۔ سب بچوں نے تو ترکی پر یا ہو کا نعرہ لگایا تھا استنبول دیکھنے کا شوق تو پہلے سے ہی تھا لیکن جب سے ار تغرل دیکھا تھا سب بچا پارٹی کو وہاں جانا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

اور ہمیشہ کی طرح اب بھی سارا پلین بن چکا تھا ٹکٹس جلال کروا چکا تھا جب کہ غازی اور رزم بھی لیو لے چکے تھے ۔۔۔۔۔۔۔ اب یہ چھٹیاں وہ سب ہنسی خوشی منانے کا ارادہ رکھتے کل ترکی روانہ ہونے والے تھے ۔۔۔۔۔۔ کیوں کہ دورانی منشن میں آج انکو پورے 4 دن جو چکے تھے۔۔۔۔۔۔۔

اب یہ سفر کس کی زندگی میں خوشیاں لاتا ہے اور کونسے بدلاو لاتا ہے اس سے کوئی بھی واقف نہیں تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔ لیکن جو بھی تھا ہمیشہ کی طرح اس بار کا سفر یادگار ہونے والا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

سردیوں کی نسبت سے سب کی تیاری مکمل تھی۔۔۔۔۔۔۔شاید یہ سفر انکی زندگی کا نیا باب لکھنے والا تھا۔۔۔۔۔۔
عشق کی ایک نئی داستان کبھی نا ختم ہونے والی۔۔۔۔۔۔۔

ختم شد۔